

# غلامی و سلاطین

پیش از این کتاب  
پیش از این کتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# فتاویٰ صد الافاضل



غیر ملکی  
صدر بنی خورشید

سید محمد نعیم الدین

زیر دستہ ۲۰ بازار در

042-7246006

شبیر برادرز

ادریا



# خوش خبری

براعت و سادگی کے عظیم نمونے۔ ان میں شہید مطہر کی زندگی کے تصانیف، کثیر و صیر،  
تقریباً ہر سال نئی نئی طبع ہوتی ہیں۔ ان میں سے کئی کتابیں شہید مطہر کی زندگی کے  
میں سے لیں گیں۔ ان میں سے کئی کتابیں شہید مطہر کی زندگی کے  
میں سے لیں گیں۔ ان میں سے کئی کتابیں شہید مطہر کی زندگی کے  
میں سے لیں گیں۔ ان میں سے کئی کتابیں شہید مطہر کی زندگی کے

نور محمد خیریتہ دینی پبلشرز

نوٹ: مراست صدر شہید مطہر کی زندگی کے تصانیف، کثیر و صیر، تقریباً ہر سال نئی نئی طبع ہوتی ہیں۔ ان میں سے کئی کتابیں شہید مطہر کی زندگی کے



# فہرست فتاویٰ صدر الافاضل

## فہرست عناوین

صفحہ نمبر

۱۱

انتساب

۱۲

نذرانہ عقیدت

۱۳

احشاء

۱۴

تقریریں (تصویر حق معرفت علیہ السلام)

۱۵

تقریریں (حضرت علی علیہ السلام علیہ رحمہ)

۲۳

لوہیہ و فہم (زبیر احمد علیہ رحمہ)

۲۶

بیڑ (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۳۲

بیڑ (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۵۰

معروضات مرتب

۶۲

مقدمہ (حضرت مفتی احمد علیہ رحمہ)

۶۳

تعارف مختلفہ (مفتی احمد علیہ رحمہ)

باب العظیم

۱۹

قرآن عظیم (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۹۱

ادب و اخلاق (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۹۵

امت محمدیہ (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۹۶

پیشانی کی شریعت

۱۰۱

عظیم اور عبادت میں فرق (مفتی احمد علیہ رحمہ)

۱۰۲

نئی ادب کی پہچان اور اس کے کام

۱۰۶

قرآن میں متعدد اشیاء کی تفسیر اور ان کی حکمتیں

# فہرست عناوین

صفحہ نمبر

۱۰۹

وہ یہ سوال اور اس کا جواب

۱۱۱

کامیابی، پہلی سختی، ہیں ان کے ساتھ کسی کا علاج، تئیں

۱۱۷

فی جہان قہر ایف

۱۱۸

تقویٰ الایمان اور ان کے معنی و حقیقت

۱۱۹

یہ اصول معدی سے منسوب

۱۲۱

اسی عظمت و قدر کے (قادیانیوں کی مدت، احمدیوں کی)

۱۳۶

وہاں میں وہاں، التوحید سے بحث ہے

۱۳۹

مغرب سے مغرب کی آمد میں قادیانی

۱۴۳

جوہر سے جوہر کے ثبات میں خوشبختی

۱۷۳

اسکی قہر میں کیا ہے

۱۸۳

قادیانی قادیانیوں کے ساتھ تہذیب

۱۸۸

اسوالات اعداء علی فواہج الغلاب

۱۸۹

مذہب و ایمان کے گہروں کا حصار، جو کہیں

۲۱۲

کشف الحجاب عن مسائل اتصال الثواب

۲۱۳

ما اهل به لعنہ اللہ ناجع تفتیل

۲۱۹

قبور پر حملہ، ان، حرمات و غیر معمولی نعمتوں

۲۲۲

استقامت باجم

۲۲۳

محکم میں، تہذیب میں

۲۲۹

ان کا دین و فتنہ، شیریہ میں یہ صلیب پر پڑنے والی قرآن پڑھتا

۲۳۲

باقی انہی کے ساتھ، مسلمانوں کا کھانا کھانا

۲۳۳

انوں کا عین

۲۳۴

شب برأت کا حلو و پکان، کھانا کیسا؟

## فہرست عناوین

صفحہ نمبر

۲۳۶	بدعت کے کہتے ہیں
۲۳۸	نہ دہایت اور دین کی پامالی
۲۳۹	چراغِ ارق
۲۳۹	مسک امان کذب باری
۲۴۰	برائین قطعاً حقیقت
۲۴۱	حلقہ ایمان کی دریدہ بگوش
۲۴۲	محفل میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۴۵	قیام عظیمی کی ہے
۲۵۰	نعت خواجہ پیرانہ شاہ حقیقت
۲۵۲	بدعتوں کی ہمدونوں
۲۵۲	یہ دعویٰ شریفین کی تو خونی
۲۵۲	نصرت میں کی جہت میں ان کی گتوں سے شک فرے
۲۵۵	رسولؐ مولا
۲۵۷	کفار و مشرکین سے رات و دن اور سات و شنبہ حثیت
	کفار کے ساتھ نہایت وسواس
۲۷۲	غلاب کافی
۲۷۸	سرانند السورہ فی سرانند النور
۲۹۷	قیام میں چوں اور شاہین ڈانٹوں کا تحقیق
۲۹۸	یہ پیشکش ہے لا جواب
	ہر عجمی قومی پر عظیم بدایت میں لا جواب
	تصحیح عبارت کے لئے فریقین کی تمیز
	عظیم صاحب کے جواب کی حقیقت اور تمیز انکار سے جوابات

۱۔ بیٹہ مراد کی حقیقت جیسا صاحب نے اس اضافہ سے جو بات  
 مراد میں لکھی ہے۔ قبروں پر چھوٹا کتا لگا دینا مستحب و اقوال مستند فقہاء کے خلاف ہے  
 ۲۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۳۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۴۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۵۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۶۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۷۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۸۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۹۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا  
 ۱۰۔ مراد میں ۱۰۰۰ روپے کا رقم لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ خصوصیت رسول سے تھا

# فہرست عناوین

صفحہ نمبر

حصہ کا ختم شریف ہے کیے محبت اس میں جذبہ سہقت  
آپ کا ہمارا سے برکت کا نصیر  
تیار پرستی کیا ہے؟

## باب اول

- ۶۱۶ بعد از ترک طلاق تہا کی کیا حکمت ہے؟
- ۶۱۷ بالی خاں زکیا سے کیا تعلق کیا ہے؟
- ۶۱۸ بتا دت غزنی ہونے کے بعد مرزا محمد باقر کی کون سی بات
- ۶۲۱ پورانے سپرد حق میں یہ روایات سے کیا چیز ہے؟
- ۶۲۲ ارباب وقت میں سے وہ ہے اقرب یہ کیا ہے؟
- ۶۲۳ حدیث سے کیا مراد ہے؟
- ۶۲۴ جو یہ مسنون ہے وہ ہے کیا ہے؟
- ۶۲۵ کیا چیز ہے؟

۶۲۵ ہدایہ کاملہ بر مقتضات مارلہ  
۶۲۶ حاشیہ مصیبت دار ہونے کی کیا ہے؟

## باب دوم

- ۶۲۷ نظم جو میں ہو مگر ہزار ہا میرا؟
- ۶۲۸ غزل ہونے کی کیا ہے؟
- ۶۲۹ جو یہ ہے وہ ہے کیا ہے؟
- ۶۳۰ گزل میں کیا ہے؟
- ۶۳۱ مال "سکین اللہ اکبریں واسمہ المستکبریں"
- ۶۳۲ زرخیز میں سے کیا ہے؟
- ۶۳۳ غزل میں سے کیا ہے؟
- ۶۳۴ غزل میں سے کیا ہے؟
- ۶۳۵ غزل میں سے کیا ہے؟
- ۶۳۶ غزل میں سے کیا ہے؟

# فہرست عناوین

صفحہ نمبر

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۸

۴۸۰

۴۸۲

۴۸۵

وہ عاقل فاضل مرتب پڑھا

نعت قرآن سورہ بقرہ مفسحوت تک پڑھا

۱۔ قرآن

۲۔ قرآن و پڑھا ۱۰۰ مرتب

۳۔ قرآن

۴۔ قرآن

۵۔ قرآن

۶۔ قرآن

۷۔ قرآن

۸۔ قرآن

۹۔ قرآن

۱۰۔ قرآن

۴۹۴

۴۹۹

۵۰۰

۱۱۔ قرآن

۱۲۔ قرآن

۱۳۔ قرآن

۱۴۔ قرآن

۱۵۔ قرآن

۱۶۔ قرآن

۱۷۔ قرآن

۱۸۔ قرآن

۵۱۵

۵۲۳

۵۳۰

۵۳۲

۵۳۷

۱۹۔ قرآن

۲۰۔ قرآن

۲۱۔ قرآن

۲۲۔ قرآن

۲۳۔ قرآن

۲۴۔ قرآن

## فہرست عناوین

صفحہ نمبر

۵۵۱

تقریب قرآن خوانی میں پڑھنا وہ سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟

۵۵۳

توین سے پرہیز کرنا  
زیادہ کتنا ہے کہ قرآن و احادیث کوئی اسے نہیں ہے اور نارنگی عیث ہے

قرآن اسلام میں داخل نہیں ہے

۵۵۵

مدینہ طیبہ کو شرب کئے کا حکم

۵۶۲

دفعہ ۱۲ کے بعد طہر جہیزہ درویشیہ یا ربہ پڑھے گا یا صحت؟

۵۶۶

یہ کہتا ہے کہ مسجد میں قرآن مجید اور قرآن وغیرہ پڑھنا عبادت ہے

سچ کھانا نہیں دیا کہ عید تہہ درویش

۵۶۸

درویشیہ کا حق ہے تو اس نے عید پھر

۵۷۰

مذہب کو کس قدر سیدھا رکھا ہے

۵۷۳

کیا جنت میں جہنم کی جگہ ہے؟

۵۷۵

جنت آفرینہ کو جنت سے کس میں ہے؟

۵۷۸

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۸۰

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۸۲

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۸۷

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۸۸

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۹۱

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۵۹۳

جہنم میں کیا سزا ہے؟

۶۲۰

جہنم میں کیا سزا ہے؟


۶۷۳

جہنم میں کیا سزا ہے؟

جہنم میں کیا سزا ہے؟

ایک طرف سے راجہ راجیش طاہر یکتا کے: مریض کے شرف تہذیب اور نسبت ارادت کے حسنہ و فضل میں حیرت منہ مریض کا نام پانچ تہاں اور طریقت و معرفت کا بدر کاٹل دیا۔ پانچ تہاں: تہذیب و علم کا شرف حضرت: مریض محمد گل قادری کا بلی: مریض کا  
فی ذات سدا و منات سے منسوب ہے۔

گر قبول افتد زبے عز و شرف







بہارِ مستحضر: بیتِ مستنور، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ (ص) کی عظمت و شہادت

امام احمد رضا خان

نکست ایستادگی در راه

شیخ الشافعی رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک ہے۔

سید محمد رفیع حسین

کی بارگاہِ عظمت پناہ میں بطور نذرانہ فقیدت پیش ہے۔

شاهان و بزرگان و ازند چه عجب گذار

(مولا نا) پورسالم انجمن

مجلس العلماء



44-1. در این صورت، به نظر می‌رسد که این مورد نیز در مورد اول قرار دارد.

۱۰۰۰ سید محمد تقی الدین احمدی

*(Faint handwritten notes)*

وقت کی نسر درانی خفاں

تاریخ

روز

*[Faint handwritten signature]*

شاہ سید محمد رفیع خان مدینہ احمدیہ مدبر

المؤلف: محمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الله

و

• 2000-2001 •

وہ سید محمد یونس مدین احمدی مد

1. *Chrysomelidae*

۱۰۰۰ روپے سے زائد کے لئے ۱۰۰ روپے سے زیادہ

فتاویٰ صدر و فصل

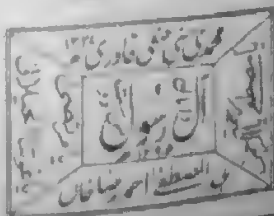
پہلے گھومیں بیٹے سے زبردستی ماہوں

کشمکش : اس میں اس پر زور دیا کہ جو بھی اس میں

امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولینا الشاہ  
تقریظ جلیل امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله اقرب المعيب و يصل لصورة السلام  
عن مولی الصیب والہ وصحبہ اولی التقریب  
جرى الله عنا صرح معيب حيا او ميت وحمله  
كاسمه نعيم الدين و اتقنا داله  
النعيم يوم الدين فقد عرر في قلوب قلوب  
منكسرين حرثا فرائد من الحق المسير  
ليخفف عنهم الهم و كانوا مصغيين  
والافئدة واء لاء المتعسف اعادنا الله  
منه وجميع المسلمين والحمد لله رب العالمين  
عبد المذنب احمد رضا لبريلوي  
كتبه



# تقریظ

آجدار اہلسنت شہداء اعظمہ مولانا شاہ محمد منٹو صاحب خان ری  
مفتی اعظمہ بن میرا رحمۃ الرحمن

مضمون صد فیاض میں ہمدرد سادہ سادہ لفظوں میں قوام قضا  
ہو صرف ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں فوائد مست باری و دہونے  
۱۹۰۰ء میں شائع کیا تھا جس پر تاجد بہشت مضمون غفلت میرا رحمۃ  
نیر نظر تقریظ ہمدرد صفحات پر مشتمل ہے نہ صرف اس قدر بلکہ  
کے اوقات میں اس پر ایک تاریخی حیثیت بھی ہے کاش مضمون  
صد فیاض قدر سرفہ ہمدرد فادوی شہزادہ حضرت کے پیش نظر  
ہوتا تو آپ کی تقریظ بولے خود ایک مبسوط کتاب ہوتی بطور یادگار  
فادوی صد فیاض میں قارئین و تذکرہ ہے میں۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على المرسلين اياسه على افضلهم سيدنا  
ومولانا محمد خاتم النبيين واله الطيبين وصحبه الطاهرين وازواجه  
الطاهرات امهات المؤمنين وعلماء ملتہ واولياء ائمۃ المرشدین المرشدین



تقریباً مایہ خزاں کے خرم سے جاسکتے ہیں کہ ان کی ضرورت سے کہ اگر وہ خدا کیست یہ حزن  
بس است اور معاندین سے سے وفات یہ کہ وہ نہ سب کچھ دیکھ کر سن کر بہرے اور سے  
جستے ہیں اور سب اور وقت سے اپنے پیش آنے میں چھ چوندہ بار انہیں خوب بیچ سیتے اور  
طقت کے کہ حرم میں گرتے ہیں اور انہی زبول حال میں خود ہیں دوسرا کہ بھی ہی ہیں  
مبتدا دیکھنا چاہتے ہیں خود حق سے نمٹے ہیں اور دوسرا کہ لکھوں ہیں خاک اولیج  
بنی حرم سند اور بننا چاہتے ہیں

ماہرین نے حقوق معاشی صحاب نے تو وہ انھیں اذیت دے کر قریب بھلی  
تین دن سے تین دن دہستہ ہی تھار غرض

۱۔ اس کتاب میں جو اپنے صاحب کو ایک مرتبہ نہ فرما کر نکال دے  
 ۲۔ اپنے صاحب کو نہ کہے، نہ کہ اس کو قید و محبس میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو  
 ۳۔ قتل کر دے، نہ کہ اس کو بے رحمی سے قتل کر دے، نہ کہ اس کو قید و محبس  
 ۴۔ میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو قید و محبس میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو  
 ۵۔ قتل کر دے، نہ کہ اس کو بے رحمی سے قتل کر دے، نہ کہ اس کو قید و محبس  
 ۶۔ میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو قید و محبس میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو  
 ۷۔ قتل کر دے، نہ کہ اس کو بے رحمی سے قتل کر دے، نہ کہ اس کو قید و محبس  
 ۸۔ میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو قید و محبس میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو  
 ۹۔ قتل کر دے، نہ کہ اس کو بے رحمی سے قتل کر دے، نہ کہ اس کو قید و محبس  
 ۱۰۔ میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو قید و محبس میں نہ لے جائے، نہ کہ اس کو

یہ ثابت کیجئے کہ قرآن عظیم کی کچھ آیت سے قبول کی حرمت ثابت کر لیا اور  
کتاب کی رو سے ان کا وہب از جہد و ہونا دکھائیں مگر ہونے دیتے ہیں یہ قیامت  
تک قرآن عظیم کے کسی ایک حرف سے بھی اپنا باطل، غوی ثابت نہ سکیں گے  
تیسری صدی کے آٹھویں نے حضرت علامہ شہاب خجندیہ پر جو رو کیا اس کا حاصل تو  
وہ تھا کہ اس آیت سے مستنبط ہوا کہ صحیح نہیں باغرض اس کی یہ بات  
قرآن مستعمل ہو تو یہ باطل دعوای آٹھویں سے یوں ثابت ہو گا

یہی معنی ہے کہ اس آیت سے اس کی نفی نہیں کی جا سکتی  
قرآن سے کوئی مذہب نہیں مستنبط کیا گیا ہے، مگر یہ کہ ان لوگوں نے  
جو اس آیت سے روایت میں سے روایت کیا ہے، ان کے یہاں سے  
کوئی قرآن پر بھی روایت نہیں آئی ہے اور اس سے اپنے دعوے ثابت کرنا  
تو وہ کہنا ہیں کہ اس آیت سے جو روایت آئی ہے وہ اس سے ثابت ہو سکتی ہیں  
اس کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ وہ روایات ہیں جو اس سے مستنبط نہیں  
دعویٰ تو یہ ہے کہ اس آیت سے روایت کیا گیا ہے، مگر یہ کہ ان لوگوں نے  
پیش کی جاتی ہیں ان ہمارے آئین سے مستنبط نہیں ہو سکتا اور اس سے ثابت نہیں  
ہو سکتا جو اس آیت سے مستنبط نہیں ہو سکتا اور اس سے ثابت نہیں  
معرّفہ نظام سے حاصل ہے کہ اس آیت سے مستنبط نہیں ہو سکتا اور اس سے  
ہو کہ علماء اگر اقدس اسرار ہو گئے ہیں تو ان کی روایت سے ثابت نہیں ہو سکتی  
کہ ان سے ان کے ہاں کوئی ایسا روایت نہیں ہو سکتی کہ اس سے ثابت نہیں ہو سکتی

[illegible]

مسلمہ انوفت کو اطمینان رکھنا چاہیے اور وہ جس رور کا منت میں وہ باطل  
شیعہ اور نہایت پاک و صاف دوست انہیں ان وہابیوں کے فریادوں کے فریادوں  
کیوں وہ رہا ہوں سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ ہر ملہ نے منہ فریاد سے اور چہنچہاں  
نے اجازت دی ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے، منہ کرتے ہیں وہ وہاں مست



فرماتے ہیں یہاں وہ منہ سے کوئی وجہ نہ پائی جائے کہ غیر کی ملک میں بے اہواز  
تعمیر دیا کہ یہاں وقف میں بے شرط واقف عمارت بنائی جائے یا صرف قفا  
ازیت کے لئے بنائیں یا کھنڈ بے فائدہ ایسا کریں اور یہاں یہ کچھ نہ ہو وہاں یہاں  
منوع تعمیر ہیں اور جبکہ علمائے کرام نے اس کی تصریح فرمادی کہ جواز ہی محض رد و بیع  
و مٹنی ہو ہے تا ب کسی کو یہ گمراہی نہ کہ وہ ہے اور جو بھی محض بزرگواران مومن  
کی جائے تو اس کا تو کیا تو یہاں تک کہ وہ کہے بہترین مہمض وہ عمارت جو بہترین  
ہیں پیش کریں متفق رہو جو اس کو مشرعی نہ کہیں ہیں۔

یہ کہہ کر آخر تختہ از کراستہ لے کر دیکھ دیا کہ وہاں  
و انحصار حکم و کائنات در حق حواء جو روئے  
برقع تو مستعجباً غیب پر مستحکم قدر شہر بنی لعل ہر زبانی  
و فیہ ناحۃ سیدۃ و بکسر سادہ و باجص و الراجحۃ  
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من سیر فی ریحان و قطر الامطار  
طوبی و مویس کفۃ و یوسف من ریحان و ان تعین  
غیر مکر و دکان عصا و من یوسف بطوف حول المذینۃ  
و یمر القبر اعزبۃ ما فی القبر اتی و فی الخزانۃ  
لا یأس بان یوضع مجازۃ عن من فی القبر و یکنب علیہ  
شبی و فی النصف کلان یکنب علیہ اسم صاحب الخضر

ہاں نام ملک احمد ابو ہریرہ و ثانی قس امیر النراقی میں سب روای عن



وایمان جو آج اس تعظیم مجبوران خدا کی وجہ سے ان کے مزار استیلا طبع کھودا اسے میں  
اور ان کو ہم واجب ٹھہرانے میں خیریت ہوئی اگر انہیں اب تک یہ محسوس نہ ہوا کہ نماز بنابر  
میں بھی تعظیم میت ہے اور وہ اسی سے شروع ہوئی ہے اس واسطے ہذا دینی و  
مطالعہ العربیہ کی ہانت لہزم سے من کی جائزہ کی نماز نہیں ہوئی اگر اس حالت میں  
نوجہ کی قرآن و حدیث یعنی نماز بنابر و بھی حرام و ترک ٹھہرائیں گے۔ اے ملک محمد  
میں ہے ہذا صلوٰۃ سرعت تعظیم اہمیت و اہمیت اس کے بعد  
اندیشہ کے باغی و مکار و قاصع طریق۔ اللہ تعالیٰ مسدد و مددگار  
سے محفوظ رکھے۔ آمین

ادعیه و افسوس

نیزه و بعد از اینها شش خطی بوقت غنیمت ظاهره الحاج الشاه سید محمد نور علی الدین بنعمی خطایه العالی  
سجده شریف است و فی سیه ۹۷۰۰۰ جامه و نفیر و قبا (پوشاک) (پوشاک)

منعقد، واصل على نصيبه الميراث

[illegible]

سہا سہلہ۔ مختصر۔ علامہ مفتی محمد نعیم علی حسینی اور تنظیم کے  
ممبران کے ہر فرد مختصر شدہ مولا نامہ جامع طبیبی و دہشتر ارتان ادارہ و جامعہ  
معارف کے لیے مختصر فاروقی دلائل حجتی موسیٰ ساریک و معانی مسہدوں کو دیوید  
مہمان مصر و فہم حسینی اور سرکس عطا فرمائیے۔ آمین تم آمین !

در حدیث

فتخبر قادری سید محمد رفیع خاں الدین ندوی

بهاره بنجر آساده خانه حبیه  
و سون در الموم خانه حبیه  
در ان سار در آساده سون  
۱۵ عادی الموم ۱۳۹۱  
۲۱ سون ۱۳۹۱



اسلاف نے قرآن اور دین کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اب تم وہ اسلام پیش کر رہے ہو  
 میں جو مغرب سے رواج کے باطل مصلحت ہے۔ یہ سید اس خاں اور بہت سے انگریزوں  
 کے خطاب یافتہ اور اعانت یافتہ افراد کا یہی حال تھا۔

اسلام نے اپنا جتنے کے علاوہ جو جتنے خاص نامیت و دعویٰ کا اس  
 جتنے کے گاہرین سے نہ ملو اس بندے کے تحت اور کس تحت سے پیغمبر اسلام  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق و رانی تھی وہاں وہ موقوف ہوا۔ ان کی عظمت کے حملے  
 سے نہ ہو۔ کسی و استانی و منصب نبوت سر نبوت غیر اہل مصطفیٰ است  
 ویرہ سے نہ ہو۔ ان کی عظمت و انتہائی بنا بہت صبر میں رفق و رفیق ہوتی ہو یا  
 اور نہ وہاں وہاں سے نہ استانی نہ شریعت و سونوں کے خلاف اس کا  
 قبول و جبر سے نہ ہو۔ اس کی معافی و اس کے خلاف سرکشوں کے  
 سے کیا یا یہ سے یا یہ لیا نہ ہو سے سے گئے۔ اس میں نہ ہو  
 میں اس سے و بہت سے کے نام و نام وین اور مناظر وحدت میں نہ ہو  
 علیہ الرحمہ سے شہادت و ان تواریخ و اس سنان و احمدیہ و سیدان سنا وین اور  
 یا میں سیدان میں قوتوں و یہ معلوم نہیں تھا قدرت سے اپنے اپنے یہاں اور بہت  
 مطہر و صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور منصب نبوت کے تحفظ کے لئے یہ فرا  
 یہ کہ یہ ہیں جو باطل قوتوں کو سرسیدان میں شکست دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں  
 خدا سے قدر و جبار نے اما احمد ضاعلیہ الرحمہ کی درگاہ کے تربیت یافتہ  
 افراد اور عامر علماء و مشائخ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ طبقہ نیا چہرہ و بابیہ و بابیہ اور بتوں

کے تمام حوالہ کا منہ تو جواب دے سکیں اور اس طرح برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں سے  
عقیدوں کو تحفظ دے سکیں ان شخصیات میں حضرت صدر الانا فضل فخر الامثال علامہ سید قاسم علی شاہ  
حق دہشت گرد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بہت نمایاں ہے جنہوں نے ہر جواب  
جانب سے اسلام پر ہونے والے حلوں کا اپنی تحریروں اور تقریروں اور مسامحہ سے  
بھر پور جواب دیا اور اپنی نیات طہیری میں مسلمان دشمن قوتوں کو مبینہ طور پر  
شکست فاش دے کر ہمیشہ کے لئے غامض کر دیا۔

مناظر میں شکست کے جو بندوں نے یہاں تک کہ وہ اس میں  
غریب کے ذریعہ پہانہ و ہیرو اور غریب مسلمانوں کو زندہ بنائے۔  
کا یہ فتنہ بڑا بھی ایک دروازہ اختیار تو مسلمان کے مختلف عقائد میں  
مردہ کو بندوبست قبول کیجئے۔ یہ بنیادی اصول ہیں جو اس میں  
میں جماعت رضائے صفیہ کے جیت فائز مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔  
مفتی اعظم کی سربراہی میں علماء اہلسنت نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور ان کو  
قریب سے حضرت پیر سید محمد علی شاہ محدث علی پوری سے سیرت و سنت سے  
اکابر علماء شریک تھے ان کی نسبت عیال بار اور عام محضرت صدر الانا کی مدد سے  
کامیاب۔ انہوں نے نہایت دلچسپی سے سوامی شہ عاتقہ وغیرہ کے مناظر سے سب  
میں ان چھوڑنے پر مجبور کیا اور مردہ جانتے ہوئے مسلمانوں کے علاقوں میں داخل  
اور دیکھ کے اور بعض مقامات پر مسلمان خیران رہا انہیں دوبارہ اسلام میں داخل دیا  
اور صدر الانا فضل علیہ الرحمۃ والرضوان کے وفات سے اس فتنہ کا باب اس قدر





خزائن العزائم کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت  
صدر الافاضل علیہ الرحمہ وکرمہ اللہ وجہہ نے اپنے زبانی  
وہ اپنی مثال آپ تھے یہ تفسیر قدس مارکی تمام مستبر تفسیروں کا خلاصہ ہے اور آیات کے  
سلسلے میں اقوال مستشرقین میں انہیں اقوال کو نقل کیا گیا ہے جو متفق علیہ ہیں انداز بیان  
انتہائی سہل ہے تاکہ ہر آدمی مستفاد ہو سکے۔

چونکہ حضرت صدر الافاضل میرا روح اپنے دو کے تمام مسائل سے آزاد تھے  
اس لئے ان کی تفسیر میں ہر قسم کا جواب موجود ہے حضرت صدر بن سید علی ہمدانی  
بحر حیات اور بحر گیر تھے وہ ایک عظیم مفسر ایک عظیم فقیہ ایک عظیم مدرس ایک عظیم عالم  
تھے ان کے غیر مفسر ہونے کی ثبوت تفسیر خزان العزائم سے اور ان کے مدرس ہونے کی ثبوت  
کا ثبوت ان کے ہر قول و فعل سے ہے۔ یہ ایک بڑا وقت معلوم ہوتا ہے کہ میرا  
مفتی احمد یار خان بھی حضرت مولانا ابو سعید خاں صاحب کائنات اور علامہ  
حافظ ملت شیخ الاسلام مولانا غلام جیلانی میرٹھی مولانا غلام رزاقی مفسر مولانا جلال  
حضرت شیخ کریم شاہ انہری میسرورہ رضوان اللہ علیہ اجمعین اور جیسے اور جہوں کا مصلیٰ صدر الافاضل  
علیہ الرحمہ کی تالیف کے شاہکار ہیں جنہوں میں مصنف مدرس موشافقہ تھے اور یہ  
اور مشاعر تمام خصوصیات کے حامل فلاں ہیں ان کے عظیم مناوہ ہونے کی ثبوت یہی ہے  
مناظر سے پیش کے جہاں کے ہیں میں انہوں نے چند اقوال و آریوں کو نیزہ و مانوس  
اور نیچر بلان کو شکست فاش دی ہے۔

ان کے عظیم مصنف ہونے کے ثبوت میں ان کی درجہوں تصانیف

ہیں جس النظم العلیا، الطیب البیان، اسواط العذاب، التحقیقات اور کشف الحجاب وغیر  
قابل ذکر ہیں

وہ بغاوت وقت تھے اورین و سیاست میں ملوگی کے قابل نہیں تھے  
چنانچہ سیاست کی طور پر ٹھننے والے تمام فتنوں کا انہوں نے جواب دین دور میں کشائش  
موتے والے سادوں میں ان کے مضامین و خطبات کے تقابلات سے اس  
و غزالی مرزہ جو ستائے نبیوں نے مسنت و جماعت کو ایک خود سیاست کی بیٹ  
نہیں جمع کئے گئے وہ غزالی، آباد، سنی و فتنہ جس کا یہ انعقاد فرمایا  
ان دوروں میں وہ خود منتظر تھے اس طرح اصول کے پیش سے لے کر  
سرمایہ کے تار کی صورت میں ایک بیٹ و بر جمع، یا تفسیر مند کے بعد  
مجموعہ کا ایک جوتہ کے ہیں و تہا

اسی کے مسنت، جماعت و منتظرانہ کے لئے ایک ملک گیر  
قویہ میلانی اور ہادیہ تو زو با معہ ہر سندھی غریب کو شہانہ کے لئے جگہ گیر  
میں اس کی تفسیر ماقول اور مختلف زمانوں میں ترجمہ کی فراموشی کا متفقہ درجہ ہوں  
لے ایسی قیامت میں اس دور کے مدظلہ دین کو متحرک اور حوالہ کر دیا تھا

عما، قوم و ملت کی حیثیت سے انہیں جامعہ نعیمیہ اور آبار جیہ غنیمت اور قائم  
فرمایا جس کے فارغین نے انیا بھر میں ادارے قائم کئے اور ایک جامعہ نعیمیہ سینا ریل  
دارس کی بنیاد پڑا ہوا

وہ ایک عظیم نفیہ تھے جس کا ثبوت تفسیر خزان العرفان کے ہزاروں مفتی صاحب  
میں

جس میں انہوں نے اس دور میں لکھے والے تمام سوالوں کے جوابات دلائل کے ساتھ  
 دیئے ہیں اسلوب تحریر بہت اہست فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے بالکل مطابقت ہے۔  
 انہوں نے بعض ایسے مسائل پر قلم اٹھائے ہیں جو بے پناہ اہم میں شامل  
 امت محمدیہ کی خصوصیات و امتیازات۔

نبی اور رسول کی جامع تعریف اور فرق۔

ابن تیمیہ اور اس کی دینی و علمی حیثیت

تفہیم و جہالت میں فرق

قرآن میں مذکور ہونے والی نعمتوں کی قسم کیوں یاد زمان

اہل یوں کے ساتھ ہذا درجہ شکر جواب

فقہی قاضی خاں کی ایک عبارت پر رد و موافقہ کے لئے قرآن میں ہذا

مراوی کا بہت تہذیبی کے بعض قاضی ہذا روایت

بندہ ذی الامانات و ذیہ فی شریعت

اس طرح کے سببوں سے باعث ہیں جن سے جوابات امتیاز ہر

کے سے مزاج کی حیثیت متبادر جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تہذیب و جہالت ہست کے نوجوان فاضل مولانا اور محمد عبد القادر

امداد کے رفقاء کے لئے آؤں ہذا صدر الان منوں کی شانت پر ہمیں قوت سے

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعوت اگر ہوں کہ خلاق کائنات اس نشر یافتہ ادارہ

تہذیب و جہالت صدر الان منوں کے ہست و ہست ہذا کے کہ وہ اپنے اسلاف کی حیات و

فہمات اور دینی ولی کا ناموں سے قوم و ملت کو روشناس کرنے کا قابل تقلید  
 ہزارہا ہندو سے خراہے اور اند عنا وعن جمیع اہل السنہ والجماعۃ۔

مختصر زمان غلطی  
 ۱۰۱ جو مسترد  
 جن میں مسترد

از قلم: رئیس التحریر حضرت علامہ الحاج محمد وارث جمال قادری حفظہ اللہ، داہ  
 (صدر آراء اخبار تنقیرت بمبئی)



مواہد صل و سیردندہا علی حسنت حیر لعلو کلمہ  
 استرا انعماء، سندا الحقیقین، سید المفسرین، سلطان الماظرین صدر و فضل  
 فر، اٹل حضرت علامہ مفتی سید شاد محمد مدین مروت آبادی علیہ رحمۃ و رضوان، صیفی مد  
 کے بار بار تر سے تھے جن کے قامت زیب پر یہ قور خوب بجا تو  
 رہا جو عیون مستحکم رہا بجمع مدللہ می،  
 تہ نوبت پریدہ شریک کہ ایک رہا تو فی حد میں جمع رہا  
 بیک شہ قور نے اپنے نفس و مدت ان کے جوایت میں رہا،  
 انہی بقدرہ من فہم سید جہ من رہا، یسوی قی و ات مدد رہا،  
 موت و حلا طاق بھی ہوئے آپ کی شخصیت پرانی جان و مرحت میں رہا،  
 عرفان کرمت، بزرگی امت میں قوت و سیات، امت و اولاد علیہ السلام  
 جس میں آپ کی یکالی و سہلین کا سران ہوئے آپ نے اپنی پنا

... مصداقہ و ماقاب لہ ...

مقدور ہندوستان میں ایسے تھے کہ وہ مسکت مجبور ہیں ملت و مملکت ...  
 بدیون حیدر اقصیٰ و الموضع کے بعد اس قدر مدد جوت ...  
 جس کی آن بھی ...  
 و غیرہ ...



اللہ کے علمی اور روحانی خوان نعمت سے واسطہ و بالواسطہ تفتیش ہونے  
وہ ان کے اسرار کی فہرست سے جنت لگا دیتے تھے تاکہ ان کی آئمہ مظلومہ  
خارج عقیدت پیش کرتے وقت بہرہ رنی عقیدت و احترام کو با اہل باطل  
ہوشیار کی منزل سعادت مل جائے۔

استاذی انگریز۔ مرثیہ شاعر۔ مدنی حضرت۔ مرید۔ مرید۔ مرید۔ مرید۔  
استاذ العلماء۔ علامہ حضرت۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
مراد آبادی۔ حضرت۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
ملت حضرت۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
(سابق صدر آل انڈیا تہذیب و سائنس)۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
شمس الدین جعفری صاحب قانون شریعت، امام المقتدا، صاحب۔  
صاحب بھٹکوری، جیمر۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
تصانیف کثیر و جمید، حضرت۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
حضرت۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
علیہم السلام، آراء و رائے، صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔  
لیفٹننٹ احمد، صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔ صاحب۔





کر رہی تھی جو آپ کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے کافی زور پکڑ پتے تھے  
ایک طرح سے متحدہ ہندوستان برطانوی سامراج کے بدولت قومی ہوا اور  
مذہبی قتل کا دنگل بن چکا تھا، جو ہر طرف سے حقیقی اسلام کو اپنے فرائض میں  
نیکوئی کے قبول ایک مصنوعی سماج پیش کر رہا تھا۔ جس کی طرف اشارہ  
کرتے ہوئے سید اعظم و سنت و ہدایت کا نام جس کا خلافت مومنوں کی  
حالات میں ہمیشہ چمک رہا ہے، اپنے رب کی ہدایت میں فریاد کیا ہے۔  
بہر اساتذہ ہمارا فہم کہ اس میں صدائے فرائض ہے۔

اس میں کہ جہنم میں کی غارت مہینت میں سلام ہے۔ اس میں  
وہابی، خارجی، قتل و خون، تہمتوں میں آپ امام ہستنت محمد بن ولایت  
کے بہت رست و رقت، یہاں ان کے شانہ بشانہ رستے۔ اعلیٰ حضرت  
امام ہستنت کے جلو میں وہاب فتنہ میں سے درمیان آپ کی شان بہت  
نمایاں تھی۔ آپ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ اعلیٰ حضرت کے  
مقام کاٹ تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت کے قیام نہیں بلکہ آپ کے موصوفہ تحریک  
مشترک رسالے کے ایک ہمسایہ نامہ اور موصوفہ معین تھے۔ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ  
میں آپ کوئی وجہ بہت و رتبہ خصوصاً مصلحتاً آپ امام اعلیٰ سنت کے

[illegible]

اور عربی زبان و ادب اور اس کے بلاغت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایے کہ ایک  
وہ ہندو جس کو اپنی عربی و فارسی پر ہونے کا زعم تھا اور وہ قابلیت و ہمدانی کے فیہ میں  
بھی مبتلا رہا کرتا تھا۔ حضرت صدر الافاضل کے فضل و کمال کا شہرہ سن کر وہ  
مراہ آباد کے مرآۃ کو جیتے مرتضیٰ دوس کر یہ شرط لگائی کہ منظرہ عربی زبان  
میں ہوگا۔ تب نے کتاب سے جیتے کو بطیب خاطر منظرہ سناتے۔ وہ اپنی  
طرف سے اثر و درجہ کی پیشکش مرتضیٰ دوس میں ہو گئی۔ وہ نے  
غیر منقطع میں ان اوقافیت کے فیہ میں ہوتا ہے۔ وہ نے  
صاحب مخوم و غیرہ تہذیب و ہدایت ہو گئے۔ وہ نے یہاں  
کیو قیامت کا بخیر سے تہذیب و ہدایت میں ہوتا ہے۔ وہ نے  
خاندانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ نے یہاں ہوتا ہے۔ وہ نے

(اللہ تعالیٰ جس سے ماتھے جھلائی کہ ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔) یہ طریق تفتہ فی الدین اپنے اندر بڑی وسعت، گہرائی، تنوع اور عظمت و جامعیت بھرتا ہے۔ تمام علوم اسلامیہ میں یہی ہمیشہ تر و کار و ارادہ کے مترادف بھی ہے۔ اس میں محنت، ثبات، دید و بین، جدوجہد و سوری کے ساتھ توفیق و عنایات مانی و بھیضہ، استقامت، صحت، عبادت، خوانی، مبارکات، فہمی اور چند معنی، زیارت سے دلچسپی، مکتبی بننے کے سے کافی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے مدرسے، ٹیمیں، وقت، وسائل، محنت و تہذیب سے غور و جہد ضروری ہیں۔ جبکہ فی حقیقت اور حقیقی طور پر اسے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع خان کی زیارت تک سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ آپ ان کی توفیق و ہمت سے یہ سب بھی خود مفتی محمد رفیع خان نے حاصل کیا۔ ان کی محنت سے اس میں جو اپنے معنی و فہم کے سبب اپنے نام کے ساتھ مشہور ہوئے ہیں، ان کی یہ لفظ مفتی بھی لفظ۔ اس کی طرح بڑا ہے توفیق و ہمت سے۔ ان کی فادیت و بیعت و معنویت ختم کر کے جناب کے معنی میں ہو گیا ہے۔ جیسے عربی زبان میں سید، سید، جناب، جناب کے معنی میں بھی استعمل ہوتے ہیں جس کا اطلاق غیر مسلم پر بھی ہوتا ہے۔ مثلاً

قال السيد راحيو غاندي والسيد قائدرا غاندي اے۔

بچے کا لہو اور میرے، یہ دُتر سے      ہنر کے گاؤں خانہ خراب اور زیادہ

اور میں نے ان سے انہیں اور بھی حیرت آئے گا انہیں مجھ سے حجاب اور زیارہ  
 ان کے فطرت و جبلت کا المیہ ہے کہ عدالت اسلامیہ سے اہم مناصب  
 میں یہ ایک اہم منصب ہے۔ جیسے قاضی، قاضی القضاۃ، یوں ہی مفتی شرعی عدالت  
 اہم منصب ہے۔ جس طرح دنیوی کوٹ و قانون میں جج، جسٹس، چیف  
 جسٹس، منصف مجسٹریٹ وغیرہ کے ہم پست و منصب ہیں۔ اسی طرح  
 دین اور حکومت و تنظیم کے لیے بھی تو ان شخص اپنی ذمہ داری سنبھالیں  
 سکتے اور ان کی تعزیرات کے تحت وہ مجرم ہو جائے گا۔ خود وہ کتنا ہی جادو  
 کیوں نہ ہو۔ ان کی عدالت میں ان کے مناصب کے استوار کرنے کے لیے  
 ترین بھی کوئی فقہی صلاحیت یا پتہ و راستوں کی سمجھ بوجھ کی ضرورت ہے  
 اور انھیں ان کے حق تعالیٰ کی تعزیرات میں ان کی طیب حقائق کی صورت میں  
 کہیں جو کریم ہو بہ جہت ہے۔

یہ رہے جملہ اہل حق کی

عظیم ہمت صاحب تصانیف کی وقت قدس ماہ احمد یار خان غفری مایہ اور  
 نے ایک مفتی کے لئے فخر میں شرمیں، ان کی بات۔ جن میں پتہ احمد شہید  
 کا ذکر ہے۔ ان کی جمعیت میں۔

مفتی عظیم ہمت علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ مفتی عدالت اسلامیہ کا ایک عظیم  
 ترین و اہم ترین عظیم منصب کا مالک ہیں ہو سکتا ہے جس کے اندر فقہائے کرام کی

فرمودہ اٹھائیس شرطیں پامیں جائیں۔ ایک مفتی کے لئے پہلی شرط اس کی اسی  
نسبی ہے اگرچہ دورِ غریب ہو، کیاں کہ قبو اور جید ماہر ہو، اور میں علی العموم سفید  
پوش ہے۔ اور ان کی سفید پوشی ان کے غربت کا جرم رکھے رہتی تھی۔  
شرافت تہذیب، شائستگی، حسن اخلاق یہ سب فائزانی شرافت و نجابت کا ایک

مفتی — اے ایڈیٹر یہ بھی ہے کہ قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے ہوا شمارہ  
 (۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲)

میں سے یہ کہ یہ محکمہ ہے۔ جتنے وقت میں یہ فتویٰ جاری ہوتا ہو  
میں میں سے وقت، اور یہ محکمہ بے مشابہت ہے، افسوس کہ محکمہ  
میں میں سے وقت، اور یہ محکمہ بے مشابہت ہے، افسوس کہ محکمہ  
میں میں سے وقت، اور یہ محکمہ بے مشابہت ہے، افسوس کہ محکمہ

مفتی کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ صاحب عقل و خرد ہو، پابنت و فحاشت  
باش نظری اور قوت فیصلہ حاصل ہو، فرائض و مسائل کے لئے اس کے اندر  
اجتہاد ہی مکمل ہو۔

نفتی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ تمام دینی تعلیم کسی بلند پایہ و متبحر عالم دین سے حاصل کی ہو اور سند یافتہ ہو کتب نبی کے ذریعہ خواہ وہ کتنے بھی بڑا عالم دین

ہوئے مگر وہ فتویٰ دینے کا اہل نہیں ہو سکتا۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی۔ زہم ہے کہ وہ انخیا اور دولت مندوں سے اور کثرت  
موافقی سے اور بلکہ کسی حد تک گوشہ نشین رہے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ صاحبِ حم و صروت، مہتمم، مہتمم  
صاحبِ اخلاق ہو۔

ایک مفتی کے لئے فتویٰ پر بیخ بگاری بھی زہم ہے۔ رکھ ہی وہ فتویٰ دے سکتا ہے  
ہو، بڑا اور مصلحت پسند نہ ہو۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ استفادہ کا جواب ترتیب سے دے سکیں  
کہ وہ مستند ترین فقہ کے ائمہ سے روایت کیوں نہ ہوں۔ فقہ  
کا اندیشہ نہ ہو بلکہ بہت ضروری فتوے کے ترتیب سے دے سکیں۔  
دین و دنیا کے مسائل کی حالت سے گہری دستاورد ہو تو چاہے وہ فقہ سے دور  
بلکہ جتنی جلد ہو سکے جواب دے۔

ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر مکر کر کے فتویٰ نہ دے سکیں۔ اگر کسی  
دوسرے شخص کے فتویٰ سے نقل ہو تو صرف مستثنیٰ پر اصرار نہ کرے بلکہ اس  
فرق کو بلا کر شہادت شرعی حلف کے ذریعہ پوری تشفی حاصل کرے اور بڑی خواہش  
استقامت و پختگی کے ساتھ شریعت کا حکم نافذ کرے اور اپنے فتوے کو فقہ کے





صدر افاضل کی زینت بھی ہے۔ یہ مقدمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے جو مضامین  
 دین تین کے لئے ایک رہنما اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مقدمہ علم فقہ پر  
 ایک قیمتی دستاویز بھی ہے جس میں فقہ کے سارے اہل و عالیہ پر فائز علی مفسر ہے  
 اس کے اصول و مبادی پر گفتگو کرنا تحصیل حاصل کے مترادف تھا اس لئے  
 ہم نے اپنی گفتگو کو سمیٹا۔ صاحب مقدمہ سزا احمد، حضرت مولانا مفتی محمد  
 شبان علی نجفی مدظلہ العالی کے جمیل مقدمہ میں شہسخت ہیں۔ مولانا مفتی محمد  
 سے روحانی طور پر بہت، اس سے اس مجاہد آزادی پر مقدمہ مولانا مفتی محمد  
 حضرت مولانا مفتی محمد شبان علی نے اپنی قلمت میں سے متبادا ہے  
 اس کا حق بھی، کرمیاء، فخرہ اللہ تعالیٰ احسن النحور  
 حضرت مولانا مفتی محمد شبان علی قبرہ نجفی نے جس، یہ مولانا مفتی محمد  
 یہ مقدمہ لکھا ہے اور گہری میں جو کثرت شائق کی ہے اس میں مولانا مفتی محمد  
 دستی بھی کار فرما ہے جو مقدمہ حضور صدر افاضل کی ذات ستارہ معات سے  
 ہے۔ اس نے، نگاہ محبت میں تو اپنے کا شہادت

ہم کو ملے جس قبیلہ، یہ مقدمہ کثرت میں

کہ بیش ۳۲ سال قبل حضور صدر افاضل علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر  
 رقم اعراف وراثت جمل قادی نے ایک طویل مقالہ لکھا تھا جو اس وقت





ہا بگر پانی سرتا پڑتا ہے۔

لیونڈ وایت و طریقت کی ہے چھوٹے اور ملائقی مشق صاحبان بھی اپنے  
فتاویٰ کا ریاضت کرتے ہیں۔ جبکہ حضور مددراہ فاضل، اعلیٰ حضرت سیدنا امام  
احمد رضا محدث بریلوی مدظلہ کے بعد تادمہ دیں۔ وہیں میں سب سے بڑے  
مدرسے یہ واقعہ اور مدرسہ میں تھے۔ عموماً قلم نگار رہے، وہ خاص ہی نہیں بلکہ  
نفس محسنیں۔ بھی مدرسہ امیر، مکتبی، دیوبندی تھے۔ جنہیں ہم فاضل کاٹھیکار تو  
کہہ دیتے۔ یہاں پر ان حضرات کا عظیم تفسیری حاشیہ ہے، جو اپنے  
مدرسہ، مدرسہ میں یہ جہان ہم فاضل مدظلہ جس نے کمسنی میں ہی کمال  
کے لیے اقبال کی سند حاصل کی۔ وہ مدظلہ، مولانا محمد تقی جوہر مدظلہ  
تہذیب و ادب کے شہساز ہیں۔ قلم نگار رہے، وہ کتب کے گوہر ہیں  
میں۔ جو اپنے آپ کو جوانی ہی میں دینی، ملی، سماجی پر اپنی قیادت و  
سیاست، اہمیت کا ثبوت کر چکے ہیں جس کے آثار شباب و کمال میں نظر  
نے حیرت و سرگشت سے دیکھا ہو، جو جوانی میں ہی تاجدارِ نعم و فن یعنی حضرت  
عظیم البرکت مجددین و ملت سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی کا دست راست  
اور ان کا قلم، ابن پکا ہو، اس ہستی بے کراں کے دورِ مدح کا عالم کیسا رہا ہوگا۔  
جو اپنے زمانے کا استاذِ اکمل اور اس دورے اعلیٰ قلم نگار جس کا مرکز علمی و ادبی و مرجع



بشانہ اور اس راہ محبت ان کے رفیق و دست راست عزیز مستور رضا ان سلمہ جو اس  
 فتاویٰ کے ذمہ شوالیس ہیں۔ یہ ایسے اعلیٰ درجے کے بالخصوص مہربانی کے مابہ خط ط ہیں  
 جن کی مہربانی کتابت ایک شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ بھی ہماری دعاؤں،  
 شکر یہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اربعین کی نعمتوں  
 سے نوازے۔ ان کے دینی معاملات میں قبولیت میں فرمائے۔ آمین۔

تمام فرائض و عبادت تمام یہ وہاں

اس اتمام پانچ شریعتی و شرعی



## محمد وارث جمال قادری

مدرسہ عالیہ تہذیب و تاریخ

مدرسہ عالیہ تہذیب و تاریخ، جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی (پونہ)

پونہ، یوپی، برٹش سرحد، دہلی، ممبئی، بنگلہ دیش

9820815674 23867445

مكتبة

... and the ...

میں نے اپنے بچوں کو بھی لکھا ہے کہ ان کے لیے یہ کتاب ہے۔  
میں نے اپنے بچوں کو بھی لکھا ہے کہ ان کے لیے یہ کتاب ہے۔

سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مدنی رحمتی کا روایت کیا یہ شخصیت بلاشبہ اپنی مثال آپ  
ہے جس طرح نذیر شریقی بہ متاب غائب ہوا مزارات کے لیے۔







آپ کی سنہ ۱۲۰۰ ات ۱۰۰۰ ص ۱۳۰۰ ہے ایسے باعتبار اجماع آپ کا اسم مقدس  
 نام مصطفیٰ ۱۳۰۰ ہے معنی نامہ فی الزمان سید محمد نعیم الدین شہت پوریہ ہمد گیر ہے۔  
 ماہ و میں آپ کی مکی صلاحیتوں سے پیش نظر صدر الافاضل، خزانہ مثل جیسے عظیم اور پاکیزہ  
 رسالت سے موسسین جلیلہ، فسادہ آپ کو یاد کر کے کہتے ہیں وہ ہے کہ آپ کے  
 رسالت کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو

یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو  
 یہ تھے کہ ان کی اہمیتوں سے رسالت کی حیات کو بخشنے والا، شریعت دین، صدر الافاضل تو

آپ کے آپ ہیں تھے۔ فاضل تھوڑی سی عمر شریف میں مہاراجہ تھوڑی سی عمر شریف میں  
 سے جملہ مشاہیر اہل تہذیب و ہنر کے بحر خارج تھے۔ آپ نے فارسی کی تعلیم اپنے  
 پڑھنے کو کر حضرت مولانا سید معین الدین غزنی علیہ الرحمہ سے حاصل فرمائی، کتب  
 متوسط کی تعلیم صاحب الفضیلت حضرت مولانا ابوالفضل احمد علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔  
 علاوہ ان میں دیگر کتب منطق، فلسفہ، حدیث، ریاضی، فقہ، بیعت وغیرہ آپ نے



آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب  
 ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 میں نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ بڑا عظیم نصیب ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔



تربیاتی جہاں نفس مرمت و مادی۔ نون نہیں جانتا مولانا محمد علی جوہر کو آپ نے دینی ان کے  
گھر جاکر سیاق و خطاؤں سے توبہ لےوائی، اور مولانا شوکت علی نے مراد آباد آپ کے در  
والت پر عارضی بیڑ توبہ و اتابقت و سعادت حاصل کی۔ (و مانتو بقی الا ماشاء)

پندت، یا تند۔ ساقی، اور دشمن اسد، دشمنی اور۔ رام، نیز شر و ہمت کے برپا کردہ قوت  
 عظیم شدہ شخصیت ہے۔ (معنا ۲) جو لاکھوں مسلمان متدہ ہو گئے تھے انہیں وہ بارہ  
 سال میں غلام و برباد کر دیا اور ہتھکڑی باندھ کر لے گیا۔

شامی قریب سے قلع قمع کیا آپ نے جو امت رضا مصطفیٰ پٹی شریف کے  
 چاہتے تھے وہ سب مسرت و شادمانی سے حرم میں آئیں، تفسیر و تلامذہ انجی و یاجو بلا  
 شامی کے ساتھ آئے، وہاں آپ نے کہا کہ میں نے یہاں آکر تفسیر اور سیاسی  
 مسائل سے رو رو کر آپ نے، از مقدمہ میں قریب سے یہ بھی چھوڑا ہے جس پر امت  
 متبرکہ راضی ہے۔ آپ نے قسم حقیقت فرمائی کہ تم یہاں آؤ جو جن کو میں منظر عام پر آئیں  
 آپ نے، تو یہ سب لائق ہے کہ آپ نے شہرہ روم تفسیر غرر کے حقوق کو امتیازی مقام  
 حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے یہ کام بابرک ہمسور کا کام بھی قیمت تک زندہ و جاہد رہے گا۔

۱۔ مدت میں، گیارہ سو رویت سے فراغت کے بعد صلب کے حصول، عرض سے آنے والے دینی، دینی، فقہی مسائل کے جوابات بھی آپ تحریر فرماتے۔ آپ کے فتاویٰ انتہائی مدلل و مبراہن ہوتے تھے۔ مسائل کے ضمن میں جس قدر بھی حوالہ جات کی ضرورت ہوتی، من عمارت حوالے تحریر فرماتے۔ مسائل اور اقوال فقہاء و محدثین نیز عربی عبارتوں کا آپ کو اس قدر استحضار تھا کہ آپ کو بار بار کتابوں کی ورق گردانی نہیں کرنی پڑتی تھی۔ آپ کے

قاری مجاہد جامع ہوتے تھے۔ بعض فتاویٰ تو اس قدر تفصیلی ہیں کہ جیسے خود ایک  
کتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مکرمات حضور مروج گرامی قدس سرہ السی کے پر رصدمات میں فتاویٰ  
جات احسان فرمادیں کہ غنت اسلامی کی بنیاد پر ہر مذہب منتشر ہے۔ اگر وہ اپنی  
قاری محفوظ ہوتے تو یہی غنت غنی میں ایک باب نہ یہ کا صاف ہے۔ اسے سن کر  
سہار کا اصرار ہے کہ جو غنت حاصل ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
سے میں ایک غنت میں غنت ہی جو اقیست حق ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
طوبہ بہت ہے۔ صید میں ہر بات ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
غنت میں کا غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
احمد کے غنت میں غنت میں کا غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
کے غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
بار سے غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
باوجود اس کے کہ کون باوجود غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
لوگ ہی حضور مروج کی غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
کو کا مکر جائے جو غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں

تاریخ غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
گاہت گاہت باز غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں  
غنت میں غنت میں ہے۔ اسے سن کر وہ غنت میں







جابر و تعالیٰ بحفیض رحمہ اللہ سید تاجدار حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے صدقے میں  
 ان تمامی حضرات کے ہاں ایشاء و بانی و شرف قبولیت عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں  
 سے مالا مال فرمائے۔ فتاویٰ صدر الافاضل ہجرت فقیر بے تاقیہ نور محمد نعیم القادری اور ہمارے  
 و مدین یمن تہ ما بعد ایلئے فیروزجات مغفرت ریأت بتائے۔

عن سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

نور محمد نعیم القادری بلراپوری

بانی تنظیم افتاء صدر الافاضل ممبئی

متن وضع نمائندہ پور پست کوہ وضع بلراپوری (یونی)

۲ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ

۲۶ شعبان ۱۳۸۶ھ بروز شنبہ



# مُقَدِّمَةٌ

اِنْ سَا: لَمْ خَلَقْتَ شَيْئًا وَهَدَيْتَ لِقَا ضَلَّ اَدِيْبٌ شَبِيهٌ سَنَتِ  
عَلَامَةُ لِحَاظِ مَضَى شُعْبَانَ عَلَى غَضَبِي مَسْأَلٌ قَبْلُ - اِنْ سَا: لَمْ  
وَارَ لِعَبْدٍ حَبِيبٍ اِلْتِمَاعًا نَزْدَ مَحَبَّتِي وَتَعَدُّ تَعْلِيمًا لِحَاظِ سَلَامِي

سَمِعْتُ لَوْحًا وَحِيدًا حَمِيدًا طَعْنِي عَمَّا سَمِعْتُ  
خَاتَمُ الْمَرْيَدِ لَمْ يَمُتْ تَابُ رَمَسْتِ سَامِ حَمَلٍ طَعْنًا نَعْدَ رَحْمَتِ  
فَوَيْدِ اَلْجَنَّةِ قَدَرِ مَضَى تَقْوَى كَيْفَ سَيَا فَرَحِي مَرِيْنِ مَحَقِّقٌ مَضَى  
نَا اَنْ يَشْرُقَ قَرْنُ كَمَالَتِ ۱۲ مَضَى تَشْتَلِي سَمِي اِنْ مَحَلِّقٌ  
اَوْ سَعْدُ جَدْوَالِ بِشَقِ بَرَا نَاجِيَةٍ قَرْنُ قَدَرِ كَسَبَابِ نَقَبَاتِ  
قَرْنُ تَبَا كَلَّتِ لَدُنْ لُتُوْنِ كَسَبَابِ قَوِيْنِ نَا خَرَجِي قَادِرِ بَا جَا مَوْ قَبِيْرِي كَسَبَابِ  
مِنْ جَسَدِ كَسَبَابِ قَرْنُ سَمِي جَسَدِ مَوْ قَبِيْرِي تَبَا كَلَّتِ  
وَسَلَامِ بَلَاغِ كَسَبَابِ مَوْ قَبِيْرِي تَبَا كَلَّتِ  
اَوْ سَمِي كَسَبَابِ مَوْ قَبِيْرِي تَبَا كَلَّتِ

تَعْلِيمُ نَا كَسَبَابِ مَوْ قَبِيْرِي تَبَا كَلَّتِ  
نَا كَسَبَابِ مَوْ قَبِيْرِي تَبَا كَلَّتِ

مولانا محمد نعیم قادری دہراپوری خان ابھارا نے بے نیاز محنت کر کے  
 جانے کہاں اپنے مددگار خاص سے بجا کر متعلقہ کتابوں اور مدارس سے باخبر  
 دانشور، اسرار و انظار و ادب و ادب سے غور و فکر کر کے ان کی فصل ویرانوں کے کچھ قدردانی جمع کئے اور  
 انہیں بڑے سب سے فرائض و فرائض کے نام سے شائع کیا اور شہریت اور ان  
 کے دینی و دنیاوی فرائض سے پیش نظر ہر حال میں فرائض و فرائض کے فرائض و فرائض  
 کی جہت سے اور مفتیوں کی حقارت کے لئے مولانا نعیم قادری کی ہر چیز کی جہت سے  
 ان کی ہر چیز کی جہت سے ان کی ہر چیز کی جہت سے ان کی ہر چیز کی جہت سے ان کی ہر چیز کی جہت سے  
 دماغ تین ڈیڑھ

## سرچہ فقہ اسلامی

شرعیات اسلامیہ کے قواعد و مسائل و منہج و منہج کے امور میں ایک  
 دو جہت مارٹر، مہر و مہر کے نزدیک مستحق میں اور دو چار ہیں۔ اول قرآن مجید  
 اور احادیث نبویہ، سوم اجماع امت، چہارم قیاس۔ ان چاروں پر علماء فقہ کا اجماع  
 ہے کہ یہ شرعیات طلبہ کے جملہ امور و احکام و مسائل کی بنیاد میں ہیں۔  
 دوسری وہ قسم ہے اور ایسے امور ہیں جو ان کے علاوہ میں اگرچہ امور کی  
 نور قرآن اور احادیث کریمہ سے منور ہیں اور ان ہی کے فیضان سے مستفیض ہیں لیکن وہ  
 اصول لیے ہیں جن کو احکام شرعیات و مسائل فقہیہ کی بنیاد تسلیم کرنے اور محبت شرعیہ

اور قبل استدلال سے میں علماء فقہ باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ نیز ان کے مفہوم کی  
تشریف اذان کے دائرہ عمل کی توسیع میں بھی اختلاف ہے۔ ایسے سوالوں کو فقہ  
اصول میں مسئلہ اول سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ اول  
استحصال، دوم مصلحہ کمرہ، سوم استصحاب، چہارم سابقہ شرائط، پنجمہ  
مسک صواب۔

ہمارے امام و مجتہدین عظام اور ماہرین علم فقہ جیسے امام شافعی نے ذکر  
کردہ یہی بنیادی اصول کی روشنی میں ان کو منج و مانع بنا کر مسائل فقہیہ کا  
استحصال کیا ہے۔ ان میں دو ذیلی مرتبہ ذیل میں ہے۔ پہلا اصول اول  
جزئیات فقہیہ کو بنیاد میں رکھنے والی نفسیات سے فقہیہ مسائل کو بنیاد میں  
آوردہ اپنی مدت کو کٹھن کے وجود تمام جزئیات کا احاطہ کرنا ہے۔ جس سے تمام  
مسائل ایسے بعد اس سے جن سے متعلق ہو سکتے ہیں ان کو حل کرنا ہے۔ ثانی  
نکستہ مسائل پیدا ہوتے ہیں جیسے اگر کسی کو پورا یا کمال میں ہے۔ اور  
زمانہ کا یہ تہیات ہی دعویٰ ہے کہ وہ تہیہ لکھ سکتی ہے اس سے علمائے سہم  
کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر نئے مسئلے کے مسائل کا حکم قرآن مجید، احادیث نبویہ  
اس سے ماخوذ و مناج و اتفاق سے بیان کریں۔

نئے نمونہ از خرواک | ذیل میں وہ چند قواعد فقہیہ اور اصول فقہیہ بیان کیے  
جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہر نئے مسئلہ کو  
نئے نمونہ از خرواک کے مطابق حل کیا جاسکے گا۔ ان کے کتب فقہ میں ہے۔ اس پر کوئی تشریح نہیں ہے۔

اور نہ ہی کوئی اس پر استمال شہمی ہے بلکہ ایک بلیغ نظر دار دین و فقیہ شہمع تائید  
خداوندی اور انانیت صطفیٰ سے انہیں قوا و اعمال کی روشنی میں شکر شہمع بیان  
رہا ہے۔

۱۔ احباب ان لیسہ یعنی خرمی و اب کوا را خدا صلیت پر ہے۔  
۲۔ احباب یہاں صدف یعنی حلال اور معافیت کو رہا ان کے قصہ پر  
۳۔ احباب یہاں شک یعنی یقین تسلیم سے ان میں ہوتا  
۴۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہ یقین سے ثابت ہوتی  
۵۔ احباب یہاں یقین سے نزل ہو سکتی ہے

۶۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں منوعات کو بہ ذکر کرتی  
۷۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں وجہ سے جو ہر مونس و ان چیز  
۸۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں ہو سکتی ہے

۹۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں صورت کا مقام و شکل  
۱۰۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں ہے۔

۱۱۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں سکوت میں سکوت تصور  
۱۲۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں ہی مانا جائے گا۔

۱۳۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں فضل سے  
۱۴۔ احباب یہاں جمع احباب یعنی جو یہاں اور مرد و عورت پر کوئی قبضہ نہیں  
ہو سکتا۔

قائدہ ۱۰ : الجہاد لا ینقص بالاجتہاد . یعنی ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے  
 گھٹاتا نہیں ہے .

قائدہ ۱۱ : ارجع الخلال و خرام غلب الحرام یعنی جب حلال اور حرام جمع ہوں  
 تو غلبہ حرام کو ہوگا .

قائدہ ۱۲ : التبع لا یقتد معی متبوع یعنی تابع اپنے منہج سے اقتداء نہیں کرتا .

قائدہ ۱۳ : المردود توہم : شہادت یعنی مردود شبہا سے نہ ساقط ہوتا ہے نہ

قائدہ ۱۴ : مدحہ فصیحہ مضتبہ جن جن چیز کو حرام ہے اس کی مدح صحیح نہیں

قائدہ ۱۵ : توہم فقیہ ان اصول فیس میں نے یہ چند اصول بیان کیے ہیں

### فائدہ

۱۔ میں مذکور اصول دو عددوں سے زیادہ نہیں ہوں گے خواہ اسے تین

یا کئی قیاسی مسائل یا قیاسی یا شہادت یا حدیث سے ثابت ہو .

۲۔ بہت کم نیت قیاسی و حدیثی ہے یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ توہم

### فائدہ

۱۔ فقہیہ اور اصول فقہیہ کے جاسکتے ہیں شرعیہ سے زیادہ یا ان دونوں

شرعیہ میں سے کسی ایک پر .

۲۔ انقوا مواضع التہم

۳۔ ما اراءنا مسلمون حسن افہو عند اللہ حسن .

۴۔ المرء مع من اعبد .

۵۔ تعاد علی ربرو التقوی

د کل مسکر حرام .

۶ اللہ فی عون عبدہ ما کان العبد فی عون اخیہ .

۷ حرم سنیۃ تشہا

۸ من تشہد بقرۃ یموت مہم .

۹ کل صریحۃ منعہ ہر

۱۰ دہ مسلمہ ۱۱ دہ صہ حرم .

۱۲ من سنیۃ حسنیۃ فہی احب و احرم من عمل ہر

۱۳ من سنیۃ حسنیۃ تعلیہ و رد ہر ۱۴ من شریعہ

۱۵ ولا عذر

۱۶ امامہ سعد

۱۷ الدرحی حرم کفہ

ان تمام قولوں کے ماتحت ایسے شہادیات ہیں جنہیں وقت اور فقیر عشر  
 ۱۸ اور تمام حادثاتی مسائل تو روزہ نہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہو رہے ہیں اور  
 نئے زمانہ ہنگام سے رہا ہوا ہے جس میں کوئی شرعی استدلال نہیں ہے  
 ان مسائل کی روشنی میں شرعی حکم کی نگرانی کر سکتے ہیں بشرطیکہ فقہ اسلامی پر  
 اس کی لہجہ فاضل ہو اور مسائل کے استنباط و استخراج پر کامل دستگاہ حاصل ہو





حدیث میں فقہ اسلامی کا ذکر [ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم ثلاث لایقہ محکمہ او سئل فی ثلثہ او فریضۃ  
 ثلاثہ واداء ساری وکف مہمہ فصل ثانی میں ہے کہ اول قرآن شریف  
 کی بات ضرور سن لیں۔ وجمع کتب کتابت تدریس حدیث ایہ سو ہو ویکلام جو  
 تیار و تیار اس کتاب میں و جو علوم ان کے بارے میں اور ان میں

ثبات تین اندازے میں ہیں مسی شی وچنانچہ یہ فقہ عارفیت  
 فقہ کی تعریف کے ساتھ میں دیا۔ میں اصول کی صفات میں عرفہ کی تعریف  
 بہت لفظ و صورت میں ہے۔ علم تدریس علم سے تفصیل۔ ان کے ساتھ فصل  
 اس کے ساتھ ہے۔ ان کیفیت فقہ سے پھر شرعیہ پیش دلیتے ہیں۔

دوسرا فقہی طریق سے پھر واضح ہو گیا کہ فقہ کا مطلب  
 فقہ کی ضرورت ہے۔ ہر دو مسائل میں بنیادی ضرورت ہے۔

مذاہر و ذرات کے لئے کہ کتب فقہیہ کا مطالعہ زیادہ تیار ایسے  
 بہت سے صاحب مکتوبات سے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ

سے یہ روایت کی کہ انسان کو سب سے پہلے حلال و حرام اور حکام شرعیہ مسائل  
 فقہیہ پر عمل کرنا چاہیے اس کے مقابلے میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے  
 بلکہ علم فقہ میں ہی انہماک مناسب ہے کہ تمام علوم میں فقہ ہی اپنے وسیع فہم کے ساتھ  
 اشراف والی ہے۔

# قرآن اور علم فقہ کی عظمت

علم فقہ کی عظمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کو لفظ تنزیہ سے تعبیر فرمایا

جو کسی شے کی مدح اور تعریف میں ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے ذل اللہ تعالیٰ  
 ومن یون الحکمة فقد اوفیٰ خیر کثیرا یعنی جسے حکمت دی گئی اس سے یقیناً زیادہ  
 احسان ملے گا اور اب تنزیہ نے حکمت کی تفسیر فقہ سے فرمائی ہے اس لیے کہ یہی  
 علم فقہ خیر کثیر ہے اور فقہاء اگر اللہ تعالیٰ نے خیر کثیریت فرما دی ہے

اس لیے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے  
 حدیث اور عظمت فقہ

جیسا کہ فقہ فقہاء نے فرمایا ہے کہ فقہ فقہاء کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے  
 اللہ تعالیٰ نے ان کو تعریف فرمائی ہے اور ان کو تعریف فرمائی ہے کہ ان کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے  
 اللہ تعالیٰ نے ان کو تعریف فرمائی ہے اور ان کو تعریف فرمائی ہے کہ ان کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے

## آداب الفقہاء

فقہاء کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تعریف فرمائی ہے اور ان کو تعریف فرمائی ہے کہ ان کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے  
 اللہ تعالیٰ نے ان کو تعریف فرمائی ہے اور ان کو تعریف فرمائی ہے کہ ان کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے  
 اللہ تعالیٰ نے ان کو تعریف فرمائی ہے اور ان کو تعریف فرمائی ہے کہ ان کے ہاں جو احکامات ہیں ان سے

**طبقات مسائل** | علامہ اعجاز کے نزدیک مسائل تین طبقات پر مشتمل ہیں اور  
مفتی کو ان تین طبقوں کا جاننا ضروری ہے۔

اول مسائل الاصول ان کو خواہر الامت میں کہتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں  
جو صحابہ کرام سے روایت ہوئے، مشہور و منسوب خالصہ۔ یہ حضرت امام اعظم (رحمہ اللہ)  
ابو یوسف اور محمد بن حنفیہ سے اقوال کو کہتے ہیں اور خالصہ روایت کا طریقہ  
ان سے روایت ہونے والی مسائل کو کہتے ہیں۔

۱۔ منسوط، ۲۔ حائض، ۳۔ جناح، ۴۔ زیادت،  
۵۔ سیر، ۶۔ یہ بھی ان مسائل میں سے ہے جو روایت سے لے کر جاتے ہیں کیوں کہ  
ان میں حدیث و نحو مدارج مرتبہ سے دیوانے روایت ہیں اس لئے یہ  
یہ سے جاتا ہے۔

دوم مسائل نوادر یہ وہ مسائل ہیں جو نوادر و بابک تا بوسہ میں نہیں ہیں  
جن کو احادیث سے روایت ہے یا مسائل یا قواعد یا قواعد علیہ رحمہ کی دوسری  
تاویل میں ہیں یا بعد وہ مسائل اور یہ مسائل کی تاویل میں مذکور ہیں لیکن ان  
سے بھی روایات ثقہ سے روایت ہیں یا مسائل یا قواعد یا قواعد علیہ رحمہ کی دوسری  
تاویل میں ہیں یا بعد وہ مسائل اور یہ مسائل کی تاویل میں مذکور ہیں لیکن ان

سوم الواقعات یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے مرتب و  
مؤلف فرمایا جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد کے تلامذہ دیا ان کے تلامذہ ان کی بہت  
بڑی تعداد ہے۔

طبقات فقہاء | ایک مفتی کے لئے جس طرح طبقات المسائل اور زمبہ و سمن  
کتاب فقہ اور فتاویٰ کا علم ہونا ضروری ہے اسی طرح اس  
کے لئے جو ناصحہ دہی ہے کہ طبقات فقہاء کہتے ہیں اور کس فقہ کا کیا وجہ تار است  
یہ علم ہو سکے کہ کس فقہ کا قول معتبر اور قابل استناد ہے اور اگر وجہ متبایم نہیں  
ہے جیسا کہ یہ فقہ و شریعت نے فقہاء کے ساتھ طبقات بیان کیا ہے

طبقة المجتہدین فی الشرع  
جیسے ماہرہ یعنی اہل علم و فضل اور اہل  
اور شافعی اور اہل حنفی اور اہل مالکی اور اہل حنبلی  
اور وہ لوگ جو قواعد و اصول کی تفسیر میں نیز درجہ اولیٰ و ثانیہ و ثالثہ  
قبول اور اجازت سے علماء و فاضلین و اہل علم و فضل و اہل  
کی تقلید کے بغیر ماہرہ کے مصداق ہیں۔

طبقۃ المجتہدین فی المذہب | نہیں ہر پیرِ حق اور ہر مریدِ حق کا یہ فخر  
وہی شوقِ حق میں سزاوارت ہے جس کی قدرت  
دیکھتے تھے کہ اور اربابِ اپنے استادِ خدمت امامِ اہم تعلیم کے حق میں تہذیب و  
کے معنی میں ایک دوسرے کے پاس توفیق رکھیں

طبقة المجتہدین فی المسائل

۱۰۰ حضرت میں جو ایسے مسائل، ستیاہان  
کے بارے میں کوئی روایت صاحب الذہب  
سے نہیں ملتی پس اگر ان کے معنی اور قواعد و اصول کے مطابق کرتے ہیں۔ جیسے  
علاء شافعی ابو حنیفہ وغیرہ کی روایات میں اگر بھی شمس المائتہ حلوانی، شمس الانوار سرخسی اور

فخر الاسلام برہمی، فخر الدین قاسمی خان وغیرہ یہ اصوال وغیرہ کسی تک بھی اپنے امام  
کی مخالفت نہیں کرتے

طبقة اصحاب التخریق من المقلدین | علما کرام کا یہ گروہ اجتہاد پر بالکل قادر  
نہیں ہیں یہ کلمہ یہ جملہ قواعد و اصوال کو  
بہ طور و اسلوب و توجہ و تامل سے پڑھ کر تفہیم و تحقیق کرتے ہیں ان میں  
یہ صوابیت ہے کہ یہ سب تفہیم و تحقیق سے ان کے جہاں امام نہ ہو سب سے اسے قبول  
معدون ہو نہ محض اس لیے کہ ان کا امام شیخ ہو یا نہ ہو

مذکورہ میں اسے حضرات کی یہ مقام ہے  
طبقة اصحاب التخریق من المقلدین | یہ حضرات بعض اوقات بعض تفہیم و تحقیق  
کے لیے اس صوابیت رکھتے تھے کہ جو کسی حد تک تفہیم و تحقیق کے لیے  
نہیں ہو۔۔۔ حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت حد صحت  
سب صوابیت ہو میرا

ان کو یہ وجہ ہے کہ انہی کے ہاں ہیں  
طبقة المقلدین القادرین علی التمییز | ضعیف و مردود قوال بیان نہیں  
کرتے اور روایات میں قوی اتونی ضعیف ظاہر اور روایت ظاہر اب سب اس روایت کا  
میں استیلا و تمیز کرنے کے ال تھے جیسے صاحب کسزہ صاحب اختیار صاحب توفیق  
اور اصحاب التوفیق المعبرہ وغیرہ۔۔۔

طہیۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکر | یہ حضرات وہ ہیں جو کہ

کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ انہیں جہاں سے بھی جو کچھ مواد مل جاتا ہے اسے  
من کرنے ہیں اور انہیں حیرے میں باتھ مارنے رہتے ہیں یہ لوگ بہ کڑاں قابض ہیں  
کہ ان سے مسائل میں رجوع کیا جاسکے۔

مفت محمود حسن خاں مفتی منظور الدین صاحب دین و دہانہ مدرسہ مبارک

## دارالافتاء کی ضرورت

شریعت کا جو حاصل کرنے کے لئے افتاء کیا جاتا ہے وہ یہ ہے  
الشیخ الحدیث فیہ من مشائخ اہل بیت فاسئلہ اہل بدو اللہ ان یتیمہ لا تعیور  
یعنی اگر انہیں جانتے ہو تو ان سے پہچوڑو اس سے صحابہ سے بہت زبردستوں کا  
ایک طبقہ نہایت ہی کو صوابان پہنچا حاصل نہ ہوگا اور ایک طبقہ ایسا نہ ہوگا جو صاحب  
علم و فضل ہوگا اور اسے دین میں نصیحت حاصل ہوگی جو نادر مسلمان کے لئے دینی  
استہانت اختیار کرنا ضروری ہے تو اگر تہاں اور اس کے رسواں علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کا پسندیدہ راستہ ہے اس لئے ہر شخص کو اپنا ہر حال مسلمان کے احکام کے مطابق  
رہنا چاہیئے اور اگر کسی کو کسی معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم نہیں ہے تو اس کو

اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان سے سوال کر کے حکم شرعی معلوم کرنا چاہیے۔  
اسی اصول کے مطابق زما: صحابہ کرام جنہوں اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک مسلمانوں  
کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی چیز کے جواز و حریم جواز و حریم نہیں ہے تو انہوں نے  
ہدایت الی اللہ سے اس کا حکم نہ ہی معلوم کر لیا۔ ہذا مذہب لوگ علمائے شریعت کی نظر  
میں ترمیم و اصلاح کے لئے جہت کھڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ دار  
الافتاء قیام میں آیا اور یہاں حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ و جہاد و خدمت انجام دے رہے  
ہیں۔ آج شاید ان کو ایسا باقتدار تہذیب و تمدن و بازار ہو کہ جہاں کوئی نہ کوئی مفتی  
ہو ورنہ وہ ... فتاویٰ دارالافتاء و دارالافتاء بھی کثرت سے قائم  
ہیں و قیام ہو رہے ہیں اس کے علاوہ مسائل شرعیہ جاننے کے لئے اس کی طرف  
حوالہ دینا



نعت میں حکم کرنے والے کو قاضی کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں قاضی شریعت کے احکام کو لازم اور نافذ کرنے والے کو قاضی کہتے ہیں۔  
فائدہ: علامہ ملا الدین اہلکشی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ فاسرید الرحمن لکھنوی سے صحیح و بیہودہ حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ مفتی و قاضی میں کوئی فرق نہیں ہے۔  
مواضع میں کے مفتی حکم شرعیہ بیان کرتے ہیں، قاضی ہمارے شرعیہ احکامات کو  
فائدہ: قاضی غیر متبرک میں ہے۔ مفتی صرف شرعیہ کے مسائل میں، قاضی ہمارے  
شرعیہ کے فرائض کے وقت مفتی کے درجہ جواب دینے والے ہیں۔ ہاں اگر  
اس کے بارے میں شک ہے تو اس سے کہہ دیجئے



جو فقہ سے صلاحیت رکھتا ہو تو اسے دے سکتا ہے۔ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل دیوبند  
جلہ چارہ میں فرماتے ہیں کہ ابھی دسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے  
دروازے میں بھی داخل نہیں ہوتا۔

علم فقہ و اذان اپنے اندر بے پناہ گہرائی و گیرائی اور وسعت و جامعیت  
رکھتا ہے ہر کس کو اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ فقہ و مفتی بن جائے۔ اس لئے کہ یہ  
اسی کے فضل و کرم سے ہے۔ وہ جس پر رحم و کرم کی بارگاہیں رہا کرتا ہے اس سے یہاں  
فقہ بنادیتا ہے چنانچہ یہ عالم فور مجرب سیدنا محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا  
وہاں میرزا غلام غفران خاں خیریت پورہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں سے یہاں  
کا دارالافتاء ہے اسے دین کا فقہ بنادیتے۔

## صدر الافاضل

شہزادہ رسول جگر آتش و بول گمن قلوبیت کے مکتے پہلے ستارہ احلام  
سید الفضل اعظم غفرلہ یادگار دینی مفسر قرآن محقق و راہنہ صمدان مصل و مال  
حضرت علامہ مفتی حکیم سید محمد رفیع مدین احمد مفتی و محدث و ادیب وادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
وہاں سے ایک ایسی نظر مگر عظیم الشان مفسر جلال القدر محدث مایہ ناز مصنف بے نظیر  
فقہی ہے مٹا نہیں گئے ہیں ملک الجہاد کی جگہ سے نظر آتے تھے۔ تلمیذین تو یہ و تقریر



# فہارت علمی کی چند مثالیں

محبوب الہی عضو سینا ناخوابہ  
خواجہ حسن نظامی دہلوی کے فتوے کی بخیر درکی  
کے ست بیک کے خادم خاص خواجہ حسن تھری دہلوی بھی کبھی صاحب  
رہو دیارت تھے مگر گھوٹان کی یہ کوشش سولگ ثابت ہوئی تھی  
سے ایک کوشش جو تباہ کن ناز پرستی کی جانت سے بدتر ہے اور  
نہ پتہ نماز پرستی ولا ضعیف یہ وہی قہر ہے جو نہایت  
جواب کی غرض سے

سوال نہ خواجہ حسن تھری صاحب دہلوی کا یہ شعر ہے  
اور مضمون میں صاحب مومن نے مسکرت ہو کر فرمایا ہے  
پرست نور یا ہے اور اے وہی دوست بے یار ہیں  
کرنے والے پر شک و شبہ کا اور غایت اور نہیں ضعیف  
تائید میں کچھ اضافہ بھی پیش کیا اور تفصیلی جواب رحمت فرمایا  
نما سا مملوہ سے نتیجہ

اکثر اور ذات اقدس صلی علیہ وسلم سے ہوا اثناء ذاتیں انار مار کے  
صفتی مساجد میں جو آکر بظاہر ہر شخص کے اہل بیت اور اس کو سب جانتے اور سمجھتے ہیں

اگر بالفرض کسی تشریف سے وقت جو تہا ان بچوں داخل ہونا باز میں نہ تہا اس کے لئے  
 مسلمانانِ عام سے متعلق طبعی طور پر تہا ان کے لئے ایک نئے اور بڑے بڑے ان گشت  
 مسموح ہو گا جو ان کو ہندوستانی باقیوں سے ان میں اختلاف پیدا  
 اور ان کے اپنے سے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 چھڑ جائے اور تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 کسی تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 سے داشت تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے

انہیں عیسائیوں کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 غلام اور غلاموں کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 سے ایجاب تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 حسبِ بیلادی تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے

اور تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے

اور تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 سے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 اور تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 بیٹے چھڑنے اور تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے  
 سنی سنائی نجاست اور جو تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے تہا ان کے لئے

کے فرش پر لٹ کر اپنی جوتا پہن کر پاؤں رکھ دے تو انہیں سخت نالوارہ مگر صبر سے  
لے سر طے کر اسے جیفہ سے جیفہ۔

خواجہ صاحب نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث نقل  
کی ہے اس میں ذکر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیلین شریعیں و نمازیں پاس  
اتھیں سے انار تو صبا نے اپنی پوش لقا میں حضور کے نماز سے کھانچ کر اٹھا کر  
پاؤں میں اتارنے کا سبب پوچھا تو صبا نے عرض کیا کہ میں نے حضور کو یہ بات  
فرمایا کہ جب یہاں آئیں تو یہاں کے غیلین شریعیں میں سے ایک سے کھانچ کر  
شریفین کو اتار دیا تو میں نے جب کوئی سب سے ایک سے کھانچ کر اتار دیا تو  
اگر میں کچھ لگے تو ان کے شرعاً سے

الکاحیث رہا کہ وہ نہ سے معلوم ہوا ہے کہ میں نے اس کو حیرت میں  
اور خواست تو یہ تھی کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی  
جہاں یہاں کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی  
کہ صورت میں کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی  
تو کہ احادیث کرتے اس سے صاف جہالت کہ جو نیز لگی تھی وہ نہ سے نہ ہی یہاں  
اور کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی  
بھی آپ کے منصب عالی کے لائق قرار دیا گیا چنانچہ اسی حدیث میں حضرت  
شیخ محمد بن علی بن ابی حمزہ نے فرمایا کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی  
پندرہ روز اناطین کے رہا جس کی خبر نہ ہو سکی کہ وہ نہ سے نہ ہی یہاں رہا ہے نہ تو وہ نہ ہی





نیز پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی۔

نواب حسن نظامی نے جو تائیدگار ناز پڑھنا واجب بتایا ہے وہ یہ ہے کہ  
مقامی صاحبزادہ اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم واجب ترک یا رتے سے اور نواب  
صاحب نے تو تائید کرتے ہیں کہ وہ کو ضعیف الیمان تک شہرہ ایسے کہ تو تائید  
اور حیات ہے اور یہ بات کہاں تک پہنچتی ہے، مگر صاحبزادہ جو ہیں وہ انصاف  
کاپاس و لکھا و توفیق و توبہ کا عالم بھی متانت میں رہے مگر سترہ ستر  
و علامہ دہلوی نے۔ یعنی میں وہی کہ وہ ایسی توبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ کے جواب کا حضور کی صورت پر نہیں ہے  
جس کو تنبیہ ملاحظہ فرمائیں کہ فدا کی حد یہ کہ وہ اس حد تک نہ پہنچے

## جو کہ عقیدہ زمین و آسمان نہیں

اعلیٰ حضرت متعلق سوال و جواب

یہاں یہ بیان ہے یہ منظر و بیجا حاکم کہ معلوم  
کہ اگر صاحب فضل و یلوی غنی نہ منہ کثرت سے  
ظاہر است کہ کافر کہنے میں اور جو کہ تائید و توجہ دہے جو اس کو رسول میں سمجھتے ہیں  
انہیں کہنے والے ہیں کہ یہ بنیاد پر حیدرہ اسی نے اسی سلسلہ میں حضرت عبداللہ  
کی تائید ہے ایک مستحق ہیں جس کا جواب حضرت نے انتہائی مسکت انداز میں دیا تھا

ارشاد اہلبیت علیہم السلام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ جو شخص اس وقت تک نہیں  
 آتا کہ اس نے اعلیٰ حضرت سے الگ ہو کر اپنے آپ کو فاضل و متبحر سمجھ لیا ہو تو اس کے لئے  
 ایسا ہی ہے جیسے وہ ایک گمراہ ہے۔ تہا امت کا فلاح اس وقت تک ہے کہ وہ اس کے پاس ہی رہے  
 نہ کہ وہ اس سے الگ ہو جائے۔ ان کا خیال ہے کہ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔  
 ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔

ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔  
 ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔  
 ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔  
 ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ ان کے پاس ہی رہنا چاہیے۔

## رمضان کا جمعہ اخیر اور خطبہ الوداع

اور ہجرت محمدیہ میں جو جمعہ اخیر ہے۔ رمضان مبارک کے آخری جمعہ کو ایک  
 نماز تمام پڑھتے ہیں جسے خطبہ الوداع کہتے ہیں اور کثرت عبادت و حسنات کی ترتیب شدہ کتب  
 خطبات میں الوداع کا خطبہ ضرور ہوتا ہے۔ رمضان شریف کے آخری جمعہ بھی خطبہ الوداع

از اہلسنت پڑھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ عمل عمل مستوا ترہ کی حیثیت اختیار کرے گیا جہاں پہلے  
 اہلسنت کا کوئی عمل غیر قبول کر دیکھا جاتا چنانچہ خطبۃ الوداع پر بدعت و ناجائز ہونے پر  
 فتویٰ صادر کر دیا اور اس کی سند کا مطالعہ شروع کر دیا حضور صدر الان فاضل حضرات منہ کے  
 حضور خطبۃ الوداع سے متعلق استفادہ کیا اور آپ نے جواب دیا

ارشاد: خطبۃ الوداع میں نہ بدعت ہے نہ بدعت نہایت تہ و تمیز کا عمل ہے اور اس کا  
 کوئی ناجائز منہج بتایا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا منہج کوئی دلیل نہیں ہے اور اس میں  
 نہ وہ کوئی ایک یا ایک فقہی عبارت اس کے مدد و حوالہ میں پیش کرتا ہے نہ اس میں  
 تہذیب کے کوئی لفظ اس کے رد میں داخل ہے نہ اس میں اس کے رد میں کوئی دلیل  
 میں مجاز ذکر کرنے میں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ منصب رسالت کو ماننے سے  
 اور اس منصب کا حق نہ ماننے سے ہی لے رہے ہیں اس لئے اس کے ساتھ  
 امتیاز اہل بیت نبی کو رکھنا منہجی بت یا دیگر ضلالت و تمہیدات

اس کے مدد میں عقلی و نقلی دلائل سے اور دنیاوی سیدانہ ناموں سے مدد کر کے  
 کوئی منہج نہ بنا سکتے ہیں نہ اس کے رد میں کوئی دلیل منہجی بت یا دیگر ضلالت و تمہیدات  
 طرف سے دینی حقائق کے مدد میں کوئی دلیل منہجی بت یا دیگر ضلالت و تمہیدات  
 اور اس کے مدد میں کوئی دلیل منہجی بت یا دیگر ضلالت و تمہیدات  
 دلیل مانگے انصار اللہ و فاضل حضرات منہ کے مدد و حوالہ میں پیش کرتا ہے نہ اس میں  
 تہذیب کے کوئی لفظ اس کے رد میں داخل ہے نہ اس میں اس کے رد میں کوئی دلیل  
 میں مجاز ذکر کرنے میں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ منصب رسالت کو ماننے سے  
 اور اس منصب کا حق نہ ماننے سے ہی لے رہے ہیں اس لئے اس کے ساتھ  
 امتیاز اہل بیت نبی کو رکھنا منہجی بت یا دیگر ضلالت و تمہیدات



تقریباً بیان میں ان کا کلمہ خطبہ چھپا ہوا ہے یہ خطبہ کلمہ کردہ بدعتی ہو گیا اور جو وہابیوں کی  
خطبہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ہی ٹکڑے بدعتی سے ورزہ کیا معنی کرتا رہا بنایا ہو اخطبہ بدعت  
ہے اور اگر علماء دین کے خطبہ بدعت ہو جائیں بات یہ سب کہ وہابیوں کا عمل اس سے قبل  
پر اہستہ کرنا بدعت ہے۔

وہابیہ کا یہ بھی قصہ ضحکہ کہ اس جمعہ کو جمعہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ بدعتیوں کی عبادت  
اور معنی بات ہے کہ کوئی جمعہ اگر سانہ طاق و استقامت کے ساتھ نہ ہو تو اس سے دور  
نہیں جانا کار مضائقہ رکھنا سب سے بھید جمعہ کی عبادت خیرہ و بدعت و بدعت و  
جمعہ ہے اس کو جمعہ اور ان کے بدعتیوں کے پاس لکھی و نامید یہ بدعتیوں کے ساتھ وہابیہ  
کیوں کہتے ہیں سادہ بدعتیوں میں جن میں جن کو لوگوں نے عبادت کے ساتھ ساتھ  
خلیفہ احمد و زید و ان کے بعد سے بات یہ بدعت ہے ان کو تو سادہ بدعت میں سے ان ناموں  
کو تو ان اشخاص کے ماقبہ بدعتیوں میں بدعت اور بدعت نہیں سمجھتا بدعتیوں کے ساتھ ساتھ  
وہابیوں کو تو بدعتیوں کے ساتھ ساتھ بدعت ہے

فقط وہابیہ

نظامہ محمدیہ کی عبادت

نعمت محمدیہ کی عبادت

نعمت محمدیہ کی عبادت

[illegible]

البريد المملوك و هنا

تو یہ کہ میں صاف نہیں جانتا کہ وہ کون سا شخص ہے۔  
 پہلے تو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔  
 اب اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔  
 اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔  
 اب اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔  
 اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔  
 اب اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔  
 اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔  
 اب اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔  
 اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔  
 اب اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔



گوی یہ سوال ایک غلط دعویٰ پر مشتمل ہے ان آیات میں کسی قوم کی خصوصیت نہیں لگائی  
 رخصت صرف اسی قوم کے لئے یا خاص اسی قوم کے لئے تشریفات لگے اس معنی پر دلالت  
 کہ نے والا کوئی لفظ آیات میں نہیں ہے۔ قرآن پاک پر افتراء و بہتان سے اس میں ہمیں فرمایا  
 کیا کہ تفسیر قوماء انہما جس سے خصوصیت سمجھی جائے ذکر خاص تفسیر میں نہیں  
 تو راز و کھوج سے وہ بڑا باطل ہے تو میں نے یہ معنی نہیں کہ وہ غلط و باطل نہیں خاص  
 اس لئے ہوا کہ اس کے اب توں کی اس کے ساتھ تفسیر میں نہیں رہا ہے اگر یہ کہا جاتا  
 ہے کہ یہ وہ ہے کہ آپ سے تفسیر میں آتی ہے میں اس کا ہے؛

مثالاً آیات سورہ سجہ و سورہ بقرہ میں تو میں نے اس کے لئے پر مقرر کے  
 یا کہ وہ دین میں سے رہا ہے مثلاً میں میں قوم کی تفسیر میں دریا کی صورت میں  
 میں تفسیر میں سے ہے کہ آپ سے دین سے خصوصیت بھی مراد ہو جائیگی تفسیر میں سے۔

کہ بعد از معصومہ حضرت سیدہ

محمد نعیم الدین خاں صاحب تہذیب و تہذیب

استاذ تاء

۱۱ نماز میں جو درود پڑھے جاتے ہیں ان میں کوئی ایسی رحمت و برکت سے  
 جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل میں موجود تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور آپ کی آل کے واسطے ابتدائے اسلام سے اب تک برابر لگ رہے ہیں اور وہ



۱۲۰) نہیں کہیں آتی بظاہر اس سے اخلاصیت میں نقص پایا جاتا ہے۔  
 ۱۲۱) نہیں ہیں کی جانت تعریف اور ان کا فرق بتا ہے۔

البیادین کریمہ اور باب

[illegible]



موجود اپنے تمام فرائض و لواقل وغیر میں یہ دعا مانگتا رہتا ہے تو اب حضور کی رحمت و برکت ل  
کیا ثابت ہوئی کہ یہ کار ساز کا مقصود یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور ان کے کون جتنی عین و  
برکتیں عطا فرمائی گئیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر غلام ان کا در کر کے حضور کے  
سے ان سے بلی نہیں اور برکتیں مانگے کہ اسے اور ان کی ہر دعا مقبول ہو وہ حضور کو سدا  
ساختہ حضرت ابراہیم اور اس کے زباید و نعمتیں و برکتیں دی جائیں اور اس پر مسد  
تو اس تک جاری ہے اس فضیلت و کچھ نہایت سے بعض ہر اس سے بڑا و افضل  
موجود کیا۔

۱۰۔ نبیؐ میں بشر کو کتے میں جیسے تعلق نے مریت سے پہنچا دیا۔  
بشر کی میں منہ نہیں جو وہ کہ جس بھی دوسرے ہوتے ہیں۔

کے متعلقہ عمل یہ ہے کہ

مسید محمد نعیم - بیان غنا حضرت امیر

۲. بلای رخسار

۱۰۰۰ شتره نقدی است و در سال ۱۳۰۰ قمری  
 به موجب حکم حاکم وقت و در سال ۱۳۰۰ قمری  
 به موجب حکم حاکم وقت و در سال ۱۳۰۰ قمری

استفادہ

دیگر مباحثہ ہم السلام کی انتہا کی نسبت بروئے ذکر کیا گیا تفصیلاً انعام  
نامی امت غور و سلی یہ دیکھ کر پزیر

الوجه بعد الکبریٰ الوهاب

مہر سرِ قصور، مقید تاکست کو دوسری ستوں پر مبنی و فضیلتیں  
نامین سے سوں کے اس است کو است وسطا پایا دوسری ستوں کے تئیں سے کو  
نہال کے تئیں ہر قسم کی تہا است پر سوں و سب ہوں سے کہ خود اہل حال  
سے اس است کی حالت و اس کو غیر است فرمایا قرآن یہ ارشاد ہو وند لک حصہ لکھ  
مستحق سے دو مسود اہل سناں سے وہ مہر کی آیت ہیں ارشاد ہو کہ مستحق خبر  
نہال کے استحقاق اس سے مستحق و مستحق

کہ العبد المقتصر بحملہ اللہ

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۰ھ

# وہابیوں کے مقتدا ابن تیمیہ

کی شرعی تحقیق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین امتیان شرعیات میں دین ابن مسعودؓ کا یہ  
تہمیت کہ ان اور کچھ شخص ہیں ہندوب کے عباد سے اس کو مرتبہ یا ہے؛ مندرجہ  
کے اجازت سے مندرجہ لکھ کر دوسرے کے فورا کسر خن کر دے ہیں۔ جہاں پر یہ  
کہ در و ثنائیں بن تیمیہ کا کلام پیش کیا جاتا ہے یہ شخص معتبر تھا یا غیر معتبر!

المستفتی  
مفت محمد طہار  
۲۱ شعبان ۱۴۱۸ھ

الجواب عنہ

ابن تیمیہ کو وہابیہ نجدیہ پر اپنا پیشوا جانتے ہیں اور کبھی اس سے نام کی تصریح کے  
اور کبھی بلا تصریح کے ان کو نام نہاد سے منسوب کر دیتے ہیں ابن مسعودؓ نے وہابیہ  
سے نہایت کٹھن تہذیبیہ تفریق رکھا ہے کہ میں بھی ابن تیمیہ کے رسالے شامل ہیں اس  
شخص کی نسبت خاتم الملکین علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ

[illegible]







رہے۔ نیکو اس کے لئے کہ بل ہر عقل اسوۃ الضلال و افعال العیال و افعال العیال

مفسرین و انھیں الکذب و الدہشتان فی حیاتہ متبعہ و طہرہا و طہرہا و طہرہا

ترجمہ: ان تینوں اور اس کے شاگردا بن قیام جزی و غیرہ کی کتابوں پر کان رکھ

سے کچھ چیزوں نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا مہود بنایا اور خدا نے اس سے

کیا اور اس کے یمن و در پرہ کی و اس کی نگہ پر پردہ ڈالے۔ کئے بعد اس کو

اسے دیات کر کے جو در بے دینوں کے کس طرح صد اسے قذریا اور ہر

فدائی کی اور پاد شریعت و عقبت کو پھر بڑی گمان پر۔ وہ اپنے رب کی اور

سے راہ مست بریں و در پرتیب سے بد او مدوں و اس و تہجیب

نصائل و منتہا و تہجیب اور نہت و کہت و بت ن میں و اس کے تہجیب

و اس کے اس کے تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

ان تینوں چیزوں سے و مدین و مدین و مدین و مدین و مدین

فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے یہاں سے تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

بچوں جو نصرت کی تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

بند وستان کے بے تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

شہوت ہے۔ خداوند تعالیٰ نے تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

کتاب العیال و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب و تہجیب

# تعظیم اور عبادت میں فرق

استفتاء

یادمانہ میں سارے دین و مصلحتیں مرتبہ تعظیم و عبادت میں  
یادمانہ میں سارے دین و مصلحتیں مرتبہ تعظیم و عبادت میں  
یادمانہ میں سارے دین و مصلحتیں مرتبہ تعظیم و عبادت میں

استفتاء

موسسین حضرات و مدد  
و حسب الخیر و خیر

بہم الخیر و خیر

عبادت غایت خضوع و التباہی تذل و سستی میں اور یہ حاصل نہیں ہوتا  
جب تک جائزہ کی نسبت ہو سیت ہ عقائد و مکتوبات اور اس کو قادر مطلق مرتبہ  
بالہات و بالہ استحال نہ جوتا ہو اور اس کے حضور بغیر اضطراب اپنے حق رسکے نہایت  
تذل و جہتو المہار عبدیت کہتے ہیں جائز لائے۔

تعظیم اس سے عام ہے اس میں غایت تذل اور غایت خضوع و منظم کی

[illegible]



وہابی کسی کہتے ہیں اور سنی کسی کہتے ہیں

الاستثمار

کیا داتے ہیں حضرت ملائے ہست و جماعت ان سرداروں میں ہادی  
 کسی کو کہتے ہیں وہ ہر جہد کھڑے ہیں و دواں کے مقام پر ہست و جماعت  
 ان لوگوں کی ملاقات غامری کی ہیں یہ ایک امر و ہست و جماعت میں ہادی  
 ہیں یا شاہ و غوری ہادی ہست و جماعت کے ہادی ہست و جماعت  
 ہدیجہ کا ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی  
 ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی  
 ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی  
 ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی ہادی

1 - 5A:

3

محبوب فیضی می خرد و به سالیان  
نفسی از خانه به درستان می آید

الحرس المثلث الوهاب

1.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُعْمَلُونَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُعْمَلُونَ



قرآن عظیم میں قسمیں فرمانے کی حکمتیں

---

کیا فرماتے ہیں مولانا ابوبکر صدیقؓ :  
 نے دنیا و دولت کو پسند کیا تو دنیا و دولت سے دور ہو جائے گا۔  
 و اگر پاکست سے نہیں چلے گا تو اس سے

2

مؤلف: محمد بن عبد الله

الحمد لله الذي هدانا لهذا

اللہ تعالیٰ جاننا ہی بنا کر اس قدر عزت سے بات کہنے کے لئے فرمایا ہے  
 ضرورت نہیں وہ سب سے بے نیاز ہے ضرورت و میل و قصاص و عداوت کا  
 سب سے اعلیٰ شمع و نور ہے لہذا: واللہ اعلم بالصواب  
 جس حکمت نہ کہہ سکتے تو اولین و اول کی نور و حکمت تک پہنچا کر اس سے اس  
 پر اور جس کو نہیں پہنچا سکتے اس میں بہت سی معنی ہیں اول تو یہ کہ اس پاک و نور و صواب  
 سے اس نام نہ ہو اور اس بات سے اس میں عطف و یکرین عرب کا طریقہ مالونہ سے تو عام میں لے  
 اس سے پہلے نہ لایا گیا ہے۔





کے سب انجات مدعا پر زبردست دلائل ہیں پیرایہ قسم کا سے اور ضمنوں برائے توی۔  
 والحمد للہ تعالیٰ اعلم ان کے علاوہ اور بہت سے وجوہ حکمت ہیں کہ تھماں میں  
 اس قدر کثرت کیا گیا جو ماننے والوں کے لئے کافی ہے اور۔ ماننے والوں کے  
 لئے اذہ بھی بے شمار۔

کتاب نمبر ۱۰۸

۱۰۸

# دکبریہ کا سوال کا جواب

استفتاء

لیا جاتا ہے کہ میں مبینہ شریعت میں ایک صورت کا سوال یہ ہے کہ  
ایسا کہ وہ مفسرین کے بیان یا روایات پر مبنی جرم تہات ہو گیا اس سے بعد ایک شخص  
وہ مفسرین کے بیان یا روایات پر مبنی جرم تہات ہو گیا اس سے بعد ایک شخص  
یا تو یہی وہ مفسرین کے بیان یا روایات پر مبنی جرم تہات ہو گیا اس سے بعد ایک شخص

مفتی محمد سعید

مستفتی

سید محمد سعید

۵ شوال ۱۳۳۵ھ

بعض الملک الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم بحمدہ و بصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد جرم مختلف قسم کے ہوتے ہیں سب کے لئے ایک ہی حکم لگانا  
نہایت بے وقوفی ہے اگر جرم ایسا تھا جو کسی دوسرے کے حق سے متعلق ہوتا تھا یا اس  
کے صاف کر دینے سے کسی اور کا ضرر لازم آتا تھا اس کا صاف کرنا دوسرے کے

مذراود انکس حق کا باعث ہے تو جب تک خود صاحب حق معاف نہ کرے یا اس  
 کی طرف سے کوئی جبر نہ ہو کہ چھوڑ دینا خلاف حکمت ہے مثلاً یا شہنشاہ نے کسی سے  
 کچھ نہ پس لیا دینے سے انکار کرتا ہے ایسی حالت میں اگر قصص و احوال معاف کرے  
 یا اس کے نقصان کی طرف سے بغیر جرم معاف کر دیا جائے خواہ کسی کی تعزیرات سے یا  
 کسی کے مفاد میں سے تو وہ درجہ میں فریض خواہ کا نقصان ہو گا یا نہ ہو یہ فیصلہ  
 دہکت کے خلاف مانا جائے گا اور اگر کسی سے کوئی صاحب حق اس کی  
 اپنے حق سے مست بردار ہو جائے یا نہ فریض خواہ کو کسی کا حق نہ ہو تو اسے اور  
 اہم یہ ہو کہ کسی کے کسی کے اس کو اس سے غور کے نفس کی صورت میں کوئی تادیب  
 حالت میں نہ کا معاف کر دینا یہ حکمت و درجہ رحمت و فضل ہے کہ وہ بہت  
 نہایت مستحق ہے اگرچہ یہ اس میں ہر حق حاد سے و اس سے اس سے  
 شخص کے حق سے نہیں سے مثلاً یا کسی کو کوئی دیا و نہ اس سے اس کی تادیب  
 نہ کی ہے ہر اور اثر خود یا کسی کی سماعت سے معاف کر دینا یہ اس سے  
 نیک کر مانا جائے گا و اس کا یہ معافی قابل تعریف ہوگا ہر میت میں اس سے  
 فیصلے ثابت ہیں و اللہ تعالیٰ اعلم علیہ السلام و ائمہ و اولادہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید محمد نعیم الدین مخدوم

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

تقادیانی و ربانی کے ساتھ سنیہ کا کلاچ

استفتاء \_\_\_\_\_

یاد آئے ہیں مائے دین و فقیان شمس عین من سجدیں رہا کشت نفس  
پیشانی خاستہ تو زبان تو سے کھار رہا ہے ہو تھکتا میں بہاں مولیٰ بی بی بہاؤ  
و معتقد اس سے وہ سب یہ مولیٰ بہاؤ کوشش سے جس کی سست جبار و غیرہ میں کھیا  
سے اس سے تو سے رو دے عینی ثبات خدا جس کا راز از غیب ہے اس سے روایت  
صبر سے سرتاپہ صبر یہاں دل و جان تمھیں ۔ ثروت شرم جبارت یا ناچار  
مستغرق

مقدمہ تحریر: اردو نیاں کی خوشنہایت

چوار بجوں اعلیٰ درجہ

سید محمد رحیم رحمہ اللہ عمداً و تصویحاً بیونہ مکریمہ  
قادیانیہ کی بات قابلِ مذہبوت کے معنی نہ اترو کہ سکراد اس وجہ سے قاذب  
ہے اگر بانی مسیحا تراں وعدے اس کی کھرا سہہ چاہا جب تک کہ وہ اپنے نذر سے توبہ  
کرے اور تمہرے معنی نہ اترو کہ تسلیم کرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت  
کے بعد کسی نبی کے بعد کے آنے کے خیال سے قاذب نہ ہو اور تمہارا غرض یہ ہے

یہ کہ اس کے ذمہ اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی جو جانا اس کو کفایت ہاں  
نہیں کر سکتا کہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے مرزا نے جس قدر کہ دین ایجاد کیا اور  
خدا کی جہاں میں اختیار کیا وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں اس نے اپنے زمانہ  
تعلیم کے بے دہنوں اور احمال سے یہ بت کچھ لٹا دیا اور ان سب کا بڑا توہم بھی  
ایک وہاں لکھا ہے کہ میں سے بہائی فرقہ بھی ہے قلعہ بالی — سانی سرسپا  
اس مسئلہ کے لغزبات میں گشت رگانات ب سب کی جہاں اور ہر جہاں سے ہر  
سورہ کے اندر کو اپنا صول خانے سے جوق ہے ششہ میں وہاں ہر جہاں ہر  
جو جس کا نام یہاں سید محمد قاسم ہے اب ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
ہاں اب ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
نام اس کے اور اب ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
ہاں اب ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
نہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
کہ حضور کا اسم بھی محبت سے بننا ہے دیوں کی صفوں سے ہر جہاں ہر جہاں  
والا فرقہ الہی العظیم اس شخص کے متقدنین میں کی حدیت کی تصدیق میں ہر جہاں  
ہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
اس کے متقدنین ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
تار سے جس کی بات یہاں سید محمد قاسم ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں  
ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں ہر جہاں



کریں بھی ہیں من بظہار اللہ۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا تھا، اور  
 کی تعلیمات صفحہ ۱۱ میں ہے۔ سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے  
 نے اپنی منہ شریعت بنائی تھی کتاب بیاد اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۲ میں اس کا یہ قول موجود ہے  
 میں نے جو شریعت کہی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تم کو اسی وقت ملے گا جب کہ میں بخیریت  
 ظاہر ہوگا اور شریعت میں سے وہ چیزیں نکال دے گا جو اس میں ہیں اور اس کے  
 اور جس کو وہ پسند کرے جو اس کو تم سے کرنا۔

پھر اس میں سب سے پہلے مرزا حسین علی کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس کے بعد  
 اس کو بیاد اللہ کا لقب دیا مرزا حسین علی نے اس کا منہ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ  
 جس کی تھی محمد باب کے بشارت ہی سے کتاب رسالت و نبیاء سمعہ میں سے ہے  
 باقر میں بیاد اللہ نے کہا کہ میں نے اس کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور  
 جس کے وہ ہیں انہوں نے جان فدا کی ہیں میں میں سے وہ ہیں جو اس کے پیروں سے  
 اس بیاد اللہ پر ایمان لائے اس کے ہائی پہلے تھے اس کتاب میں جو اس کے پیروں سے  
 جنہوں نے حضرت بیاد اللہ کا دعویٰ قبول کیا وہ اس کی دعویٰ پر ایمان لائے اس کے  
 واسطے علم منہ اور بھوت منہ منہ کے کہ منہ تھا۔ ہمارے ان کی تعلیمات صفحہ ۱۱ میں ہے  
 یہ ایک حد تک اس کے لطف تھا کہ یہ کہتی تھیں کہ جو کہتے تھے کہ اس کتاب میں آیا  
 اس کا علم میں نے مجھے دیا صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے اسی نے مجھ کو سکھایا کہ میں اس کے  
 پیغمبر کی منہ کی کہوں اس بیاد اللہ نے اپنی نبوت کا کد جمانے کے لئے خود نبوت کا  
 کد کیا۔ چنانچہ صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے





نے واسطہ اشرف سے علم پانے کا مدعی ہے۔ اور مرزا علی قزوینی بھی سنیبر مانتا ہے مگر اس کا رد  
 اور مرام کو ممال بھی کتاب کے کفر میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے  
 یقیناً اس کی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ تنہا شریف میں ہے و  
 كذلك قال من تنبأ ورعاً و عوامہ یوحی الیہ قالہ صحون و قالہ ار مدہ  
 و علی ان دلالت سر دھندہ و صغ و مد کا سر بردہ کہہ کر کہہ دے کہ مع غفرہ  
 علی منہ و قال نہ ہدی و تنہ و عوامہ یوحی الیہ و قالہ من تنبأ  
 بعد سیکم ہی الہ یستاک و کان معہ مذک و قالہ ۳۰ و قالہ ۳۰  
 مکن ب لنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلہ لاسی عدو و عدو ہی تنہ و ۱۶  
 علیہ السلام و اللہ اعلم

علامہ نہیں فخر برزق فرماتے ہیں و قد لک فی عدو و عدو و عدو و عدو  
 بدش لبنیہ مشرکہ و عدو و عدو و عدو و عدو و عدو و عدو و عدو و عدو  
 اب ثابت ہو گیا کہ وہ شخص قادیانی کا جب بھی کافر تھا وہ ساری ساری بے گناہ  
 کافر سے اس کے ساتھ سزا کا مل تھا نیز یہ کہ یہ شخص بے گناہ و عابد اللہ و عابد اللہ  
 و عہد عوامہ اتقن و عہد

کنز العبد المعتبر جلد ۱  
 باب فیہ الین عفا عنہ المبین  
 ارشادنا العظم ۱۳۳۵ھ

## استغناء

لہذا وہ جس ملک سے دین اختیار کرنا چاہتا ہے اس ملک میں کہ سستی  
کے ہوتے ہیں اور اس کی تعریف کیا ہے اسے اس کی وضاحت فرما کر مشکو  
زمانہ میں رہا ہے۔

### المستغنی

محمد علی حسینی صوفی ناظم اسلام آباد  
مدیر کتب و شریف ملہ پور نعیمی آباد

## حیات ملکان الوہاب

کتاب حسن و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ

کتاب حسنہ و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ  
کتاب حسنہ و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ  
کتاب حسنہ و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ  
کتاب حسنہ و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ

کتاب حسنہ و جہ حسنہ و عطر و عطر حسنہ و عطر حسنہ

سید محمد نعیم الدین غفرانہ نعیمی



استف

[illegible]

مسلمی

نور محمد علی

بسم الله الرحمن الرحيم

بعون الملك الوهاب

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

الواعظ المصنف تاج الدين ولي الدين شيخ الإسلام مولانا مولانا مولانا

احمد رضا حائ فاضل بریلوی قدس سرہ تحریر ہے ایسی صلابت و رنگ دین کی خدمت میں

صرف فرمائی ان کے علمی فیوض و برکات سے دنیا کو بڑے قیمتی فائدے پہنچے اسلام  
 و سنت کی تابندہ تقویت ہوئی بہرگراہ بے دین کی کیا دی کے آپ نے پر دے  
 فاش کر دیئے ان کے محامد اس سے زیادہ ہیں جو سوال میں مذکور زبان قدس پر  
 روحِ روحنا، آمین۔

حک۔ بعد المصنوع حذامہ

نفسہ فیہم ان مذکور امیں



# بعون الملك الوهاب

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي جعل

یہ بات قطعا کثرت اور بے بنیاد ہے کہ حاکمان کی طاقت بنی ہے  
 پروردگار کے کرمی مہی پیدا کئے گئے عوام ساری و انہیں میرا انوار علی کی ہیں  
 اور انہیں پر عوام کے حق سے ہونی چاہیے نہیں کو یہ ان کے لئے عوام  
 ہے۔ البتہ ایک معون کی چہرہ تو یہ ایک تہ جب تھیں تو اس سے اس سے  
 کر کے کھو دیا ہے۔ یہ ہے۔ یہ بات وہ عوام کی اس سے عوام  
 ہونے سے کوئی بدہ معنی یہ ہیں کہ اس سے یہ عوام  
 عوام ان تین کے تقویٰ و صلہ بہت ہے ان عوام کی طاقت ان کی  
 کتاب انلیسیات میں تصدیق ہے یہ تصدیق ہے اس سے اس سے اس سے  
 اور چاہا کو اس سے وہ کیا کیا ہے وہ ان کے عوام کے عوام سے  
 میں اپنا مذہب کچھ چھوڑتا ہے عوام سے عوام سے عوام سے  
 میں عوام کے طور پر چند ذریعہ عوام اس کی نقل کی جاتی ہیں

اور وہابی مہدوی مہدوی اس سے وہاں جانتے ان کی عوام سے اس سے  
 بلکہ جو اس کی حرمت خاصہ ہے وہ بھی، یہاں سے اس سے اس سے اس سے  
 انلیسیات میں عوام سے

دیکھئے کہ ان کو کسے ہندوستان میں عوام کے عوام سے

لوہن و پانی کے ساتھ سو لوگوں کا علاج ہے البتہ حرام ذرات ہیں، پانی کے یہ  
حقیت کا امتداد ہے

[illegible]

۳۔ فقہیہ الاایان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرف نسبت



کر کے لکھا ہے کہ میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں : اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی مفسر علی شہ علیہ وسلم کو مردہ جانتے ہیں۔ بعد از اللہ مگر تفسیرات میں ظاہر کیا کہ حضرت علی شہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا تکلف ہونے کے اور یہ حیات مفہوم صحت انصاف سے اور ہمارے علم کے ساتھ بزرگوں میں ہے۔ تفسیرات سمو، الغیہ کیا ہر انس بن رہا ہے۔

۴۔ تقویۃ الیوم سمو، میں سے جس کا نام محمد اسمی ہے وہی پیرا ممتاز نہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۴ میں اولیٰ کی کست موعودہ ۱۱۱۱ میں اس کو دخل سے یہاں کی حاکم۔ کہتے ہیں اور تفسیرات میں اس کو دخل سے ایسا عقیدہ ظاہر ہے کہ اسے کسیوں اور توں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ صیح ہے "تفسیرات سمو"

۵۔ انبیہات مفسر علیہ محمد ابوبکر کی اور اس کے نام میں وفاق بتایا ہے اور ان کو یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے روزے اور اسے سلاموں اکثر کر جانتے ہیں اور اس سنت و حدیث کی تفسیرات کے یہاں سے مکتوباتی مشہور ہیں اجماعاً یہاں سے جہاں سے ان کے یہاں سے ہو۔ ایک ہے "محمد بن عبد الوہاب کے مفت یوم و اپنی کتب کے علاوہ دوسرے۔ نزد سبب ان کا منہلی تھا۔ جلد ۱ صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے محمد بن عبد الوہاب لوگوں کو دیکھتے ہیں وہ ہمراہی تھا اسے کہ نزدیک منہلی رکھتا تھا اور عالیشان تھا



حدیث سے منتر و عالی ہے۔ (التبلیغات صفحہ ۱۱۳) مگر دانتہ میں وہابیہ کا عقیدہ  
 اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے جہت و مکان سے منتر و جہت کے  
 عقیدہ کو بدعت کہتے ہیں چنانچہ ابو الوابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ایضاً حق و منتر  
 ۲۶، ۲۷ میں لکھا ہے و تنزیہ او تعالیٰ از زمین و مکان جہت و ما بیت ز کرب  
 عقل و بہت بیفیت و زیادت صفات و درین مستحایات و اتات و انیت  
 بلا جہت و نمازات و اثبات جو بہر ذوال ابطال ہیوں و صوری و منقول با عقل  
 و کلام و مسکن تقدیر و کلام و قول جسد و مادہ اشغال ہیں از سائنات و احکامات  
 و فلسفہ بہر از قیاس با ثبات حقیقیہ است اگر صاحب آن عقاید و منتر و جہت  
 عقائد و منیری شادیہ یہ عیار کیست کہ عقیدہ یکہ سے و سارہ سے اس سے  
 فکرت۔

۸. التبلیغات صفحہ ۱۱۳ میں لکھا ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ یہ عقیدہ  
 کہ ہم پر ہیں اتنی نفیست سے کہ جتنی بڑے معانی کو چھوٹے معانی میں آتی ہے ان  
 کے سطر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ایمان سے خدشتہ ہیں یا تو یہ معانی کیا و پرہ  
 اٹھا دیکھئے تو حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دارمائیاں سے غارت  
 ہونے کا حکم و واجب وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو فقرہ بیان طرہ  
 رکناں پر ایس جلی صفحہ ۱۱۰ میں لکھا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں  
 جو بڑا بڑا گسے وہ بڑا بھائی سو اس کی بڑے بھائی کی کسی تنظیم پہنچے وہ دوسری  
 کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر ہیں مولوی خلیل احمد ہیں جنہوں نے



اہلبیات میں ظاہر وہ ہے۔

۱۰۔ اہلبیات صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے "اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ

کہے کہ فلاں شخص بنی علیہ السلام سے اعلم وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو اہل کہے کہ شیطان ملعون کا علم بنی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ یہاں تو لکھا اور پھر یقین قاطع میں خود ہی شیطان ملعون کے

دستِ ظلم کو ثابت کیا ہے اور حضور کہے حق میں اس سے ثابت ہے یا یہاں جس چیز کو کفر بتایا اس کے قائل خود آپ ہی ہیں۔ نہ کہ مفسر۔ نہیں لکھتے بنی شریطان و ملک موت کو یہ دستِ ظلم سے ثابت مافیٰ نور۔ کہ دستِ ظلم کسی بھی شخص سے کہ جس سے تمام فہمیں کہہ سکتے ہیں۔ یہ ثابت ثابت کر لے" دیکھئے عقیدہ نوید سے در اہلبیات میں۔ ہاں اس کا جواب اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کاڑ بتایا ہے کیا قیاری ست

۱۱۔ اہلبیات صفحہ ۳۳ میں جو شخص بنی علیہ السلام سے اعلم کہے وہ کافر ہے اور

مجاہدین کے علم کے برابر کہے جائے وہ قطعاً کافر ہے۔

علمائے عربین کے سامنے تو ایمنا عقیدہ یہ ظاہر کیا اب یہ کہتے ہیں کہ اس شخص اور کہنے والا کون جس کو کفر کہہ رہے ہیں وہ فعل کس کا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں مطبوعہ محبتی مکتبہ مولوی عاشق علی شریف کی تھانوی صفحہ ۱۰۰ میں ہے یہ آپ علیہ السلام پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید میسر ہو تو در یافت طلب ادب کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اہل میں ضرور

کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زیر و بکر جلد پہنچے مہنوں پر جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے ۔ دیکھو وہ انسانی قوال جس کے قائل کو انتہائیات میں غلط کہہ کر رستہ پاں حود میں سے پہنچا انہوں نے ان شرف ملی گاتے ۔

ان کے علاوہ دوسری حیاتیات یہ ہے کہ انتہائیات میں انتہا نفس کی مٹا کر  
 ذہن کی ترقی میں غلط فہمیوں سے روکنا یا بالکل غلط فہمیوں کو غلط فہمیوں سے روکنا  
 اور تعلیمات میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 خاص کر ان میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 اور ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا

یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا  
 یہاں تک کہ ان کو صحیح فہمیاں میں بدل دینا

ایسے ہیان ہو وہ شریف کو اعلیٰ درجہ کا متعجب بنایا جاتا ہے اور اس  
 کو بدعت سمجھ کر کہنے سے مٹا کر کہہ کر انکار کیا جاتا ہے ۔ یہ بڑا فریب ہے کہ جو کہ اس

میں وہاں کے سکریں دیکھنے ذیل کے حوالے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۰  
 سوال: مولود شریف اور عرس کو جس میں کوئی بات خلاف ہو جیسے حضرت سید  
 عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک ماز سب یا نہیں  
 اور شاہ صاحب دافعی مولود شریف و عرس کرتے تھے یا نہیں؟

جواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر مذہبی نہ ہو مگر شمار تہلیل  
 اس میں بھی موجود ہے لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۰ مسئلہ فصل سید  
 میں جس میں روایات مجھ بڑی جائیں اور کتب و تصانیف و مسودات  
 نہ ہوں شریک ہو لیتا ہوں۔

جواب: تہن سے سب و حدود کے  
 اسی فتاویٰ رشیدیہ کے جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ میں ہے کہ مولود  
 شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سائرس اور مولود درست نہیں۔

فصل یکم: تحقیق نہ موجب تو یہ ہے کہ مولود شریف کسی  
 طرح درست نہیں اور تلبیسات میں غلام کے خلاف کیا نہ کیا ہوا ہے  
 مگر بال استغفر اللہ ان دہا بندوں و بایوں کی تمام کاریوں کا یہاں سے  
 پس نیز میں چند بطور نمونہ یہاں بھی لکھتا ہوں اب لا سراسر از فریب خط بیجے خود را  
 لکھنے خود ان کے جوابات دیتے اپنے ہی فکر کے لوگوں سے تصدیقین کرا میں جواب  
 میں وہ فریب کا یہاں کہیں جواب پر بیان ہو میں مب اس مجروح فریب کو جو تین تین





غلاموں پر جو تحریر انہوں نے لکھی تھیں بعینہ درج کرنا چاہیہ مگر اس کا  
 غلام کیوں کیا گیا وہ کیا مضمون مخالف تھا جس کو چھپانے کے لئے اس کی تحریر میں  
 کاف جھانٹ کی اور اس قیاسات میں خود اقرار ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اولین  
 لکھا ہے یہ غلام کو مکرر زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کے عہد کی تصدیقیات کا غلام ہے  
 جن غلام کی تحریر اپنی برت کے ثبوت کے لئے پیش کی رہی ہیں ان میں ایک  
 دہریہ کیوں کی گئی اس سے اس قدر سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریریں سے بہت زیادتی  
 باتیں خلاف اور صحت خلاف تھیں وہ حال میں یہ حال میں یہ بات ثابت  
 اس کے بعد ایک نصیحت شیخ احمد رشتیہ کے اور ایک طبعی سے ہوا  
 لوگ سمجھ لیں کہ یہ کافی غائب اور مدد کو نہیں سے ہوں گے شہر میں حال غلام  
 ہے وہاں بندہ احمد رشتیہ غلام غلام ہے دلچسپی سے مستعد و صبور اور  
 غلام اور غلام بتا رہے کہ یہ غلام نہیں ہیں اس لئے وہ اس کے بارے  
 ساتھ غلام اور غلام نہیں ہو گئے۔

تیسری نصیحت شیخ نصیب الدین کی سن ۱۰۸۰ میں لکھی ہے غلام  
 سے ظاہر ہے کہ وہ غلام غلام کو مکرر میں سے ہیں اس کی تحریر کو غلام  
 کی تحریر قرار دینا دنیا کو فریب دینا ہے یہ جرات ہے کہ مستاد یہاں کی تحریر  
 کو کے نام سے پیش کر کے دیا گیا ہو اور دیا جائے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے اس کو بھی غلام کے سلسلہ میں  
 داخل کیا ہے ہندی و افغانی غلام کو بن بیٹھے اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے ایسے

قوتیے ماہیں دستاں سے گئے تھے۔ ان سبوں سے نشان اٹھوٹے لے کر  
 علماء محمدیوں سے تار کر دیتے تو روفی بیاڑا۔

ایک اور بڑا کام | اسی سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تقریریں شیخ محمد عابد صاحب  
مفتی مالک اودان کے حوالی شیخ علی بن حسین میرس مولانا  
وہابی اثنائیں یہ صاحب مزید صاحب مدنی سے ہیں۔ ان سے نامت جو تقریریں  
تکلیبات میں سائیں اور میں میں پانچ دو شایعات مسجدوں میں صاحب  
تجارت مالک اودان کے حوالی صاحب مدنی سے ان سے تین تقریریں  
میں ہیں ان میں سے ایک تقریر میں مذکور ہے یہ تقریریں  
یہ صاحب مدنی سے ہیں ان میں سے ایک تقریریں

اس کے بعد اس نے اس کے ساتھ بیٹھ کر ایک کتاب لکھی جس کا نام "تاریخ ہندوستان" ہے۔ اس کتاب میں اس نے ہندوستان کی تاریخ اور اس کے لوگوں کے بارے میں بہت سی چیزیں لکھی ہیں۔ اس کتاب کی مدد سے ہم آج بھی ہندوستان کی تاریخ اور اس کے لوگوں کے بارے میں بہت سی چیزیں جانتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ تمام علماء کو مکرر ان کے کفر پر متفق تھے اور کسی طرح ان کی  
فریب کاری نہ چلی سکی اس لئے انہوں نے جعلی تقریریں بنائیں اور ہندوستان میں  
اور اقلانوں کو علماء کو مکرر ظاہر کر کے ان سے کہہ لکھو ایسا کرتے تو تا بید باطن  
کے لئے اور کر ہی کیا کرتے تھے۔

علمائے ہندو کی تصدیقات کا حال

سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقامات کی عنوان مسموٰی جاتی ہیں  
لو کہ اس پر چند جوہر ہیں صاحب کے دستخطات سے منظر اس سے وہ نسخہ  
التبلیغات پر نہ تھے برزنجی صاحب نے رسالہ پر تھے تو ان میں سے تین سب  
نقل کر دیئے تاکہ وہ رسالہ کو کافی بنیں ہندو طبع کے لئے اس سے متفرق  
ہیں چنانچہ التبلیغات کے صورت میں اس کا ذکر بھی کیا ہے۔

برزنجی صاحب کا یہ رسالہ بھی نقل میں جو لو کہ گستاخوں اور یہاں مانتے  
میں تین مقامات کی جوہر ہیں یہاں یہاں آیات سے اس کو کھینچتے  
ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل نسخہ کا ذکر دیا نہ کہ کسی صاحب سے اس کا ذکر  
موافق ہوتا تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شریف کی تحریر

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شریف کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ  
سلسلہ میں سے ہے



# وہابیہ کی عیاریاں اور تلبیسات کا افشاء راز

استفتاء

کیا جانتے ہیں غلامِ دین و مفتیان شرع میں کون سے رج ذلیل ہیں  
 کہ مخالفین دیوبند یہ وہابیہ نے جو شرک و کفر کی باتیں کہیں ہیں وہ سب  
 مایہ نافرمانی و کفر کی باتیں ہیں۔ مسلمانوں کو یہ باتیں کہانی محض ہے  
 خانہ نشین بریلوی بھی نہ عزت سے نہ امت کو ہر ذلت سے نہ کفر و  
 کفر المسلمین کے منہ سے نکلے تو کیا ان کا یہ کہنا ہے یا باطل پرست  
 ہے یا ضلالت اسدِ یافت طلب مرید سے بہت بڑی علما و محدثین قدس سرہ  
 نے لکھ لیا کفر کا فتویٰ دیوبند تو ان دجوات سے کیا ہے کہ شرعاً  
 سے دلوں کی بیخ کنی دیکھ کے کہ فرما سکتاں کیا یہ متوجہ جات سے رہا ہوتا ہے  
 کسی مسلمان کو کہ قربانِ عظیمہ جو حقیقتہً حکمِ ربّانی ہے شریف خود وہ دنائے مخالفین  
 کی کلمت کہ مفسرین کا جو قصہ نہ خیال ہو عقیقہ نہ ہو اس کو سماں کی نہیں جانتے  
 تو کیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ بہرین دلائل اور ثبوت کی روشنی میں تفصیلی تحقیق پیش کرنا  
 عزت فرمائیں۔ فہم الکمل علیہ الخاء المستفی

الحرر بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمده ونسبحه على طول الكبرياء .

[illegible][illegible]

ہاں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کو ماننے اور اس کی تقدیر کا  
 غیر و شر پر ایمان لائے۔ تو جو ان امور میں ہمارا ہم عقیدہ ہے مومن ہے اور جو ان میں الگ  
 میں ہے ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقت ایمان ہی حاصل نہیں تو وہ مومن نہیں کافر ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

کنز العمال معتمد علیہ محمد رشیدی

سید محمد حسام الدین

مرکز





[illegible]



دست کو

حدیث ۱۵۱ امام احمد و ترمذی نے ایک حدیث روایت کی اور اس کو  
من و صحیح بتایا اور ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری سے اس حدیث کو دریافت کیا وہاں  
نے فرمایا صحیح ہے اس حدیث میں ہے فیقول لی سکتی و حدیث پس مجھے میرے  
روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی

ان آیات و احادیث سے خوب ظاہر و روشن ہے کہ ان آیات و احادیث سے  
اپنے صیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے اشیا کے واسطے وہاں سے روایت ہوتی  
فردہ اور قیامت تک ہونے والا کوئی واقعہ حادثہ ایسا نہ رہا جس سے یہ مسئلہ  
کو حل نہ کیا گیا ہو

اب جو شخص حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے کے بعد سے روایت کرتا ہے  
آیات و احادیث میں یہ نہیں کہ ان آیات نے اپنے صیب میرے مسئلہ کو حل کر دیا  
معاذ اللہ فرماتے ہیں چنانچہ علامہ شہاب الدین غفاری فرمیں! غرض کہ قاضی و یاض  
میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں عین حقیقت یہ ہے کہ حدیث میں مذکور  
و امر متحقق فل من حق عالم النیب فلا یطعن علی عیہ احد من اصحابہ  
رسول یعنی نفی علم ذات کی گئی ہے اور ثبوت علم بتبیین الہی کلمات جو ائمہ اثبات سے اللہ  
تعالیٰ عالم النیب سے اور اپنے غیب پر کسی کو ظاہر و مستطاب نہیں کرتا اور جس اور رسولوں میں  
سے چھٹے غفاری فرمے کہ اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ عبارت نفی میں علو ذاتی مراد  
ہے اور عبارات اثبات میں علم معنائی دونوں میں کوئی تضاد نہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے طور مقامی کے انکار میں آیات و احادیث پیش کرنا مخالف اور تسلیم ہے۔  
 خداوند تعالیٰ مفسر اقرص سے لے کر علیہ السلام کے موعیب کا مسئلہ خوب واضح  
 روشن اور دلان و ہر اذین سے کشمکش و متین ہو چکا اب مخالفین کو کہا۔ چنانچہ اہل  
 نہیں بیان سطور بالا سے یہ بھی غماز ہے کہ مفسر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر تعلیم  
 ابن موعیب کا تہاتر ہے اور جو چیز مفسر سے ثابت ہو سحر من ثبات ہو سکتا  
 اس و نہ کہ اس صی و ان و اسی ہے۔ ثبات کث و اس بات کہ ثبات کہ آہ  
 سخا تعالیٰ ہر موعی حادۃ معانی و تعلیم غیب سے لیا کے ذقیہ و اور کے تواقیات  
 موعیانی نہ کہ ہر موعیانی و ماعل او مہات و نصیات سے تمام موعی کے  
 اول و رواستہ ہیں۔ موعی موعیانی کو تہاتر مہات میں رہتے۔ و ات تعالیٰ سب از عمر

کے مفسر کا تہاتر موعیانی و موعیانی

دار مفسر منظوم سنہ ۱۳۵۵ھ

# طرز استدلال

مخالفین کے اعتراضات اور جوابات کے سلسلے میں کتاب کے اوقات میں  
 میں درجہ دیئے گئے تھے، لیکن اب اس کا جواب، لیکن میں خود استدلال  
 عجیب اور اچھا کرتا ہوں اور غرض غرض کہ جس سے وہ خود میں دیکھتا  
 ہو تو وہ جانتا ہے کہ اس کے آپ کہ نام نہاد صرف شامہ، طریقیں اور خود ہوتے ہیں  
 متاثر ہوتے ہیں جو غرض غرض سے میری توجہ والی ہے کہ اس میں اس میں  
 کے جس قدر شبہات اور اعتراضات ہیں ان کی جواب میں میں نے کتاب سے جواب دیے  
 سکتے ہیں اب دیکھ لیں یہ ہے، فقہ ہوتے ہوئے بھی یہی وجہ ہے کہ اس سے اس سے  
 اسی ایک مقالے کو اہل علم اپنے ذہن میں غماز کرتے ہیں تو یہ کہ وہ اس میں اس میں  
 اور اس مسئلہ میں ہی ایک مقالہ لکھے بغیر دیگر مقالات کو

سید علی محمد درنا فضل دینی سرسبز نے شبہات میان فاسد میں اس کے جواب  
 اس کے شافی جوابات دیئے ہیں لیکن وہ غلط فہمی اور غلط فہم کیجئے، مگر بعد میں

# شہبہ اول

قرآن مجید میں اس آیت سے علم ہوا کہ اس وقت تک

مسیحیوں نے اس آیت کو نہ سمجھا تھا نہ اس کی

تشریح کی تھی۔ اور اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت سے اس سے پہلے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

## جواب

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

اس آیت میں اس کی تشریح ہے اس آیت میں اس کی تشریح ہے

[illegible]









[illegible]

[illegible]

میں نے ایک اور کی پرگانی مڑاؤ سے

تفسیر کبیر ششم میں ہے کہ وریہاں المعروف من حال - نشہ میں

تلك الرائقة نماذج الصور واجدع من مقدمات فخرين كرم الله

اعلم بقدرة الحق - لا قدره كقول من قد فسر - و تاملهم - و

مذہبی حارث میں انہیں یہ فرمایا کہ خدا عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے

روئے دہی. اگرچہ فیہ پیکر عجب، توں سے یہ بات کسی کو بھی نہ آئے۔

[illegible][illegible]

عنہما قاتلہما

استادان و معلمان محترمین و دانشمندان عزیز،

کتابت ایک روزنامہ کا کتابت الشیخ

\_\_\_\_\_

میں نے ایک عجیب و غریب فیاض اور دلجو شخص سے ملاقات کی۔

میں نے اس کے لیے بہت سے کام کیے ہیں۔

سید محمد باقر در بیان حدیثی از امام رضا علیه السلام میفرماید: «مَنْ عَلَّمَ صَبِيًّا عِلْمًا مِنْ عِلْمِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ كَثِيرٌ»



[illegible]





کتبی البیحة فوجدت بیده آقا و شفی علی الاویس و زرجون و سدی و مشی و غیره  
 عهد علی کفایت و عزم و تقدیر علی حمله بیرونی و غلبه علی قیوم و سدی و سلیح علی و غیره  
 و امام حسن امینی و علی لاری و حسن و علی و سدی و سلیح علی و غیره  
 شریف میں ہے کہ حضرت علی (ع) نے قتل و کرب و بے رحمی سے نہ فرمایا  
 میں کہ جوچ میں جواب دے سکے میں سے یادست و محنت و فدا سے کہ وہ بہ  
 میرے دونوں شانوں کے درمیان کا میں نے سر و سر و بال میں سے سر و سر و بال  
 کے دے اپنے اور کسی قسم کے خود قیوم و فانی یک سوہ و برت میں سے کہ وہ نہ  
 باکہ میں کسی سے نہ کہوں و یہ کہ کسی کو کسی سے نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں  
 یسا کہ میں نے چھپانے و نہ کہوں کا مجھے نہیں دیا ایک سو سو میں سے کہ وہ نہ  
 خاص و خاص کی بہت کھوایا اور شان و شان و شان و شان و شان و شان و شان و شان  
 ہدایہ مدلولہ فیہ سب معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت  
 حضرت کو معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت

مؤمن کہ ان سے عندہ علی السلام و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت  
 تہذیب نفس و انتساب علی و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت و معیت  
 و کہے انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے کہ وہ نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں  
 میں چنانچہ اس کا بیان گذر چکا ہے مگر کیا اس کا کہہ نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں و نہ کہوں  
 و تو لا یشہد الا ہوی لا یعلم الا دلون و لا یشہد الا ہوی لا یعلم الا دلون و لا یشہد الا ہوی لا یعلم الا دلون

[illegible]





[illegible]



نہی پر مالا بری لائیں جو کہ دیتو کتاب سے فی کل مسجد  
فان قالوا ہو مفاکۃ فاشب مقصد بقو وضع قسۃ

اس کو حضرت حسان سے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا جو  
لوگوں کو کھڑے کر دیا تھا۔ فرمایا: صحت پر دست عمل کی جاتی ہے تو اس میں بھی تن  
ہے جیسا کہ جو کسی کے کمر میں تھا کہ صاف فرار سے میں نے اس کو ہٹا دیا  
اگر کوئی غیب کی بات فرمائی تو اس کی تصدیق میں جو کچھ اس کی سہادت ہو  
آنے والے افہامات قبل از وقت بتا دیتے ہیں یہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سے منہ زبانی کہہ چکے ہیں۔ مگر یہ کہ  
مغرب نماز کے وقت ان حضرات میں سے جو کچھ بتا دیتے ہیں وہ غور و فکر کے  
ادب کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ یہ سنت میں سے کچھ باتیں صحیحی احادیث سے دیکھ کر  
میرے ہاتھ کے رہنمائی سے قتال کے بارے میں سمجھ رہے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل احسن من موت۔ یہ بھی صحیح ہے کہ  
رواہ الطبرانی فی مشیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس نے ان حدیث پر نے  
عرض کیا کہ میں نے ان کے ہاتھوں میں زندہ رہا ہوں گا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ  
قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذیالقصہ علی ذی القعدة  
ستقتلوا و انت درجۃ فسقک۔ یہ بھی صحیح ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
انہ ان یموت ذی القعدة و اعیش بعدک ستین نصفہ و ان یموت ذی القعدة

[illegible]



... یا کسی کو غلط فہمیاں ہیں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا یا اس میں غلط فہمیاں  
 اور ان سے بے بہرہ اور بد نصیب سے کہ ان میں گھڑت سے آگے تھوڑا اور میں  
 میں فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ ماویٰ لیتے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی میں نہ  
 : بواسطہ تعلیم الہی آیت کی تفسیر بدست کے خلاف کرتا ہے و ...  
 قرآن میں لڑی کی تفسیر کیسے چلوں : بطور مضمون : ایسے : مشاعرے :  
 مشاعرہ محسوس : و بقول : ہاں : حلال بدل : ہر : حرام : حرام :  
 و درمست : نظر : پس : ہر : دینار : مکہ : ہر : آیت : تفسیر :  
 : تعلیم الہی سے : و اس : وقت : است : است : کا : غایت : عیسائی :  
 : کہ : سے : ثابت : ہو : ہر : وقت : ہر : وقت : ہر : وقت :  
 معنی : نے : زہر : دینار : ماضی : سے : مگر : ہر : وقت :  
 کہ : غریب : فاضل : حق : تعالیٰ : سے : مگر : ہر : وقت :  
 : شرک : سے : ظالم : نہیں : فقط : و : سب : ہر : وقت :  
 : ہر : وقت : ہر : وقت : ہر : وقت : ہر : وقت :

نفاذی : ہر : وقت :

نفاذی : ہر : وقت :

نفاذی : ہر : وقت :

اور مولوی امجد علی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ میں سوائے ہر خودیوں  
 جسکے کہ بات ان کو اپنی ذات سے تفراد ان کے دینے سے نہ خواہ اس حقیقت سے



# جواب

مخالفین کے دلائل کا دار و مدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی  
آیت و حدیث سے وہ اپنا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے نہ

بہرہ و ناچار ہی اپنی غلط راہوں کو جگہ دینے کے پیش کرتے ہیں نہ محرموں کے  
اپنی رائے کو دلائل شرعیہ سے کوئی دلیل قرار دے سکتا ہے۔ دین و دھرم  
اقدس پر مبنی امور کے احکامات زیادہ اور زیادہ ثابت ہو جاتے ہیں۔  
موقوف نہیں جب آیات و حدیث اور کتب معتبرہ سے خلاف اقدس معلوم  
ہو۔ و ظلم کا عالم جمیع اشیاء میں ثابت ہوا تو فی حقین و غیر حقین میں  
سے اپنے خیالات و اہمیت و آیات و حدیث کے مقابلہ میں اس کے خلاف سے  
پیش کرنا ہی حقین کی جرات سے اس سولہ دار و مدار سے اس بات پر  
ہے کہ حضرت نے بتایا کہ تو میں کو کلمہ سے نفرت رکھتا ہوں۔ تو  
کوئی عبارت پیش کر دیتی ہو کہ اس سے ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اس میں  
کبھی حضور کی جس شینیت کا یہاں بعض بزرگواروں نے رد کیا ہے اس پر  
حدیث ہے حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ لا یحدھکم  
لودی فرماتے ہیں ان یحکون فیما لا یحدھکم سبی علی اللہ ورسولہ اس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ با خود حضور نے یا یا چھوڑ بتایا  
کے کیا معنی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کتب مسلمہ  
پر کمال کی منطق سے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ علم الہی کا آدمی

[illegible]

ہوئے کمال لان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کجرات  
نہ ہوئی اور کسی نے گوارہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے کا  
کسی کو حق نہیں ہے لہذا مسکویٰ فی بکرا ص ۱۰۰ میں ہے کہ جب حضرت  
زید بن ابی وقصہ حضرت صدیق اکبر کے سے نہ تھے کہ اس میں چہر  
کے حضرت صدیق اخیانہ علیہ السلام کو کچھ دیر میں چلیں پائے اس سے یہ کہ  
لسان بہ اختیار بھی پڑتا ہے حضرت زید کے اور یہ کہ اس سے اس سے  
سے انہیں خفیش نہ ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہر وقت بیدار رہتے تھے  
اور اسی صبحی رحمت تھی کہ ہوتے ہیں جن سے خوب نامیں ملتی تھیں اور یہ کہ  
فیہ استجاب صدق میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت بیدار رہتے تھے  
فیہ ان فیض حضرت صدیق اکبر ص ۱۰۰ میں ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر بیدار  
وہاں پر بڑے منہ حروف و اشارے کی انشیت و رست تھے کہ ان میں سے  
کی روایت میں وارد ہوا حدیث حضرت صدیق اکبر سے ہے کہ میں نے  
روایت میں خود بناب یہ کہ میں نے ان میں سے کوئی ایک نہ دیکھا  
تھا کہ ان کے صدیق تھے کہ ان کی کسی ظہور الشان راست سے قیامت  
تیم کے مسکن ان کے صدیق تھے سزا اور پیار کی اور مجبوری کی حالت میں  
تیم سے تہمت حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں روایت ۲۰۰۰ وہ وارد ہے



کر دیم فالوئیکن کفر لانہ اعتقاد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدبر ہوا  
 دھوکا کان یعلم الغیب حین کان فی لاجئ فکیف عدلہ ترجمہ ایک مرد  
 نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کفر  
 اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مرنے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہو گا اس سے اس  
 نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو ہاتھ میں لے کر دیکھتا ہے  
 میں بھی غیب کو نہ جانتے تھے نہیں جہد وفات کے یہودیہ بات سے

## جواب

مفسرین کو مشایخ کہ حضرت مر غیب سے پہلے اور مریدان  
 غیب سے ثابت کہ مریدان مریدان مریدان مریدان  
 لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے  
 غیب سے بھی املا لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے  
 جل شانہ نے حضرت کو بعض غیب سے علم عطا فرمایا ہے جس سے وہ عبادت الہی  
 خال کے ان کے کہ میں ان کی نعم کے ہو جب کہ میں سے یہ میں کے  
 کو دیکھوں لے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے بعض غیب سے مریدان بھی  
 کب اقرار کیا ہے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے لیسہ ذمہ لے  
 حق تعالیٰ نے آپ کو تیلو فرمایا کہ ان کی حق تعالیٰ میں علم مریدان مریدان  
 غیب سے میں کوئی ابراہیم اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 مسلمان کہ اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اور غیب سے

اطلاع نہیں ملتی ہے مسلمان کہیں کہیں اس بات کے قائل ہونے والے پڑھ اور نوشتوں  
اور انبیاء اور جنس بکد تادمہ قدس کی محنت ہو اور مسکین کے اقرار ابتداء کے رجحان میں مذکور  
موجہ میں حاصل مارے فاضلین بھی بعض غریب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم میں بعض  
غریب کا تسلط کر رہے ہیں کہ وہ محبت سے بے جا بعض غیبات یہ تو اگر معاذ اللہ  
حق کا حکم ہے تو یہ کہ وہ تو بے فاضلین ضرورہ تو ٹھہریا گئے  
ایں روئے ال وایستعین۔ خیمہ گاہ وادب وادب وادب

مردود خاص تو کیا رے کی محاکمات سے بیجا استقامت کا خمیسا پر  
مردود پانچ سو سال کا ہوا ہے رات پر رات کرتا ہے کہ میں مسر  
میں نہایت آسائش میں رہتا ہوں صحت سے لڑو غلط فہمی میں سب پر ہاتھ  
نہیں مڑتا ہے ایک نیاں نمودار کے مانی یہ مونی چوٹی جوتے میں  
سے میرے ہاتھ میں ہے یہ سستی شریعت میں متعلق بہت قوت

تیسری کتاب : ...  
چوتھی کتاب : ...  
پنجمی کتاب : ...

نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ میں اسے چاہتا ہوں۔  
 لیکن وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ میں اسے چاہتا ہوں۔  
 بلکہ اسے کہہ سکتا ہے کہ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ میں اسے چاہتا ہوں۔



فی عبارت تھیں مستقر۔ نہ نقلی علم۔ اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خاں کے نزدیک  
 غیر متعین اور غیر مردی اور ضعیف و مر جوتا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ ہر کرنا سخت ہوتا  
 اور جہل ہے۔ درالمنہار میں ہے کہ ان کے لئے نہ سوز و غم نہ حسرت و ہرجا و مرجا  
 لاجتہاد۔ درالمنہار میں بھی یہی قاضی خاں و اس کے مسند کے بارے میں مذکور ہے  
 کی دلیل موجود ہے۔ درالمنہار کتاب لغات میں ہے کہ وہ ایک عالم و فاضل  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ نہ عجب و نہ شرم و نہ حشر و نہ عذاب و نہ عتاب و نہ عتاب  
 لایکوار لایستبداد ہے۔ نہ ملک و نہ مہر و نہ خد و نہ خد و نہ خد و نہ خد  
 عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 رسول۔ غرض کہ جس نے عورتا ہے اس کے لئے ایک عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 تا کہ غایب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 کہ وہ ایک ہی اور صلی اللہ علیہ وسلم پر شبہ بیش کی تہ و نہ عجب و نہ عجب  
 کو جانتے ہیں ذرا اندر نظر رکھو کہ وہ ایک عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 کس نے نقل کیا کہ وہ روایات میں ہے کہ وہ ایک عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 علیہما الصلوٰۃ والسلام عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب  
 میں ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ نہیں موتا کہ اس کے بنیاد پر عجب و نہ عجب  
 عالمین اور ان پر شبہ بیش کی جاتی ہیں پس کفار و کفار و کفار و کفار و کفار  
 بڑا ہے کہ کسے فرماتے ہیں حاصلہ ان دو عجب و نہ عجب و نہ عجب و نہ عجب



راجحاً لایہر واحدی کرتی خدا کے فرماتے ہیں مہ لاسک ارحم  
 العدد لہ یوں فی ملتہی و ما لفتہ کل شئ و ہذا لہ اس کے ساتھ  
 لاسک عندنا ہو اوجودت و موجودت مہ لاسک لہ و اس مانت  
 سے موجودات کا مقنا ہی ہونا و کسب سے پھر خواہ خواہ میں ہوں سے بہ و ہم  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقبیل کے سے موجودات کو غیر متناہی و اس مقنا میں  
 اب بعض شبہات مفید کا رد کر کے سے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہی زنی  
 سازی کی تقریب ہی فقر کی ہے

## مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریب کا رد

قول۔ بعد از اذکار و حفظ مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ فرمایا ہے  
 اعلیٰ عاقلی عرض کرتے کہ غرض میں نہ علیہ بلکہ بائیں حیات و جاہل  
 واد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً جواب جزئی کو مفید نہیں دیتے وہ جو یقیناً  
 سلب جزئی کو مفید ہیں وہ ان دونوں قسموں میں کسی کو ظہر میں احوال ہونا نہ  
 یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کچھ نہیں کہی ہر اہل سنت و جماعت کی عقل  
 مشیٰ معلوم رہنہین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور یہ منوجبیت اس کی تقبیل مابہ

[illegible]



[illegible]

مر بیوی و بیٹہ دفنانے میں فرقت ان ذل الی انوار اللہ تعالیٰ و علیہ السلام  
قال انوار اللہ تعالیٰ و علیہ السلام: حضور فرماتے کہ اس اثر میں  
کہ میں خواب میں تھا اپنا ایک ایک جامت گدڑی حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچان  
ایک شخص نے میرے ان کے درمیان سے نکل کر کہا کہ میں نے اس سے پہچان لیا  
دونوں کی طرف میں نے کہا ان کو کیا حال ہے اس نے فرمایا یہ حضور کے پاس  
لے پاؤں پیچھے پٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ ان اثر میں  
صاحب کو اب فرسودہ ہوا تھا کہ حضور انور علیہ السلام سے اس کو روک کر  
میں پہچانتے اور نہ کہ اس جانتے تھے یہ سب کچھ کیا اس سے روک کر  
لا تدریٰ میں یہ کہ استفادہ ہو گیا کہ دینک نعمت سے اس کو روک کر  
میں استفادہ اور تقدیر پر بھی مسلط شریف کی حدیث ہے اس میں میں نے  
وارد ہے قرینہ نویسی کا ذکر کیا ہے یہ اس میں ہے۔  
عموماً بعد از یحییٰ میں قبول کیا کہ اس پروردگار میرے پاس ہے میں نے  
میرے اتنی پس فرمایا ہے کہ یا آپ کو معلوم نہیں یہ اہل سنت کے کہ  
کیا کیا اب تھا انہی صاحب فرمایا کہ وہ سب کیا ہوا کیا ہی صاحب تھا  
بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر عمل است کا پیش ہونا  
ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عیسیٰ علیٰ نبی و علیہ السلام  
و قیامہ یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک و بد اعمال کے پیش کی گئی وہ میری

حدیث ابو داؤد ترمذی میں ہے کہ حضرت علیؓ سے اجور امانی حتیٰ لقلۃ بحر چھا  
الرحل من المسجد وبعثت علی دواب امانی فله ارادینا اعظم من سورة  
القرآن دینہا رحل تمہ لسیفہا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش  
کی گئیں یاں تک کہ جس آدمی مسجد سے دور ہے اور مجھ پر میری امت  
کے گناہ پیش کیے ہیں ان سے پسند کرنے سے بڑھ کر کہ فی زمانہ کچھ مال آدمی  
مذکور کی مال کی مالیت ہی نہ پھر وہ اس کو جوں یا جب حضور اقدس  
پر مت کیے ہیں وہ صیغہ اس میں پیش کیے گئے ہیں پیش ہوتے ہیں پھر  
مذکور کی مالیت کے میں حضور نہیں بخانا ہی صاحب نے کس مرتبہ  
مالیت کی کہ جس میں مالیت ہی سے بھی ذرا وقف نہ کیے کس کس چیز  
سے میں مالیت کے مالیت ہی سے بخانا ہی حضور حدیث شریف  
ہے میں حضور اقدس سے مالیت ہی سے بخانا ہی حضور حدیث شریف  
نفس میں حضور اقدس سے مالیت ہی سے بخانا ہی حضور حدیث شریف  
یعنی حضور اقدس سے مالیت ہی سے بخانا ہی حضور حدیث شریف  
میں شان سے مالیت ہی سے بخانا ہی حضور حدیث شریف  
گئے ہیں وہ میں سے میں سے میں سے چھک زیادہ کرے مسطور شریف کی دور  
حدیث میں ہے اصحاب نے عرض کیا کہ جو مسطور بھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں  
انہیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے



[illegible]

[illegible]

موار و الحمد للہ فرمائیے تھا ذی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئے گا۔  
 قولہ۔ دوسرا عقل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق شہرہ اور یہی مذہب ہے ثناء کا۔  
 اقول۔ یہ بیات علی سے بے گمانی اور ذہانت کی بانگنی ہے کہ ثناء کا مذہب  
 ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے وہ کہو کر  
 ثناء میں شمار کیا گیا۔

# فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت و بابیکے شبہات کا ازالہ

استفسار

یہاں قاضی خاں کے جواب میں درج ذیل عبارتیں درج ہیں۔  
 حل ۱۰۰۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

استفسار

## الحمد لله رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 معترض کا منشا یہ ہے کہ مستفاد علی غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت ہے۔

گرامس کو بھی یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت  
 سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو متفقہ علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کا ذرا وہ تمام خالینہ  
 وہابی ہیں کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیب کا علم عطا فرمایا  
 ہے پس بموجب عبارت قاضی خاں کے ان کے کفر میں ان کی فہم سے موجب شہ نہیں  
 آپ یہ کہیں گے کہ وہاں نے غمزدہ میں صلی اللہ علیہ وسلم سے جس غیب کے  
 علم کو بھی کب ذرا کیا ہے تو ملاحظہ فرمائیے علامہ الحق ص ۱۰۱ اور بات یہ کہ غیب  
 کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدس مقامات و امور سے اور غیب  
 علم غیب ص ۱۲ میں مولوی بروہی قاتلہ و قتلہ کے یہ الفاظ ہیں  
 ”بھلا کوئی مسلمان کفر کو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ نصرت مرید و سادہ و  
 غیب پر اطمینان نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کبار ان بات کے قائل نہ ہوں گے۔  
 اور فرشتوں اور انبیاء و ائمہ جزلہ بعدہ تا وقت کی نصرت ہوتی ہے۔“  
 بعد اسے رسالہ میں مذکور ہے یہ ہیں

الفاضل خاں سے مخالفین میں بعض غیب کا قائل ہیں اور بعض نہیں  
 غیب کی کافر و مرید و مرید میں ایک اور جمیع مشابہاں بعض مغیبات ہیں تو ان کا جواب قاضی

سے آتی ہے کہ ہم میں کوئی ایک جیسے حاسنہ ہیں لیکن کیا ہے مولانا میں حاسنہ و یار  
 متقی سے ایک حق کو سمجھ رہے ہیں نہ انہوں نے اس کے نتیجے میں مرید و مرید میں  
 تو یہاں تک کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اسے خدا تعالیٰ میں حال معلوم ہیں اس لئے



یظہر علی الغیبہ احد الامن ارتضیٰ من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر کیا  
 اس کے نزدیک اعتقاد غیب سبب ہے تا آمار خانہ اور حجۃ میں طعنا سے  
 نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ وہنا پاس نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر اشیا پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں وایہ میں  
 شائے نے عالم الغیب ملا علیہ السلام معان لغات شریعت و تقویٰ و حوائج و روایات  
 میں ہے ولی المضمرات و التصحیح لہ لا یکفر لال انبیاء و ہر مصلوۃ الہ  
 یظہر الغیب و یعرض علیہم لاتبہ ملائکہ کفر یحییٰ ہمہ کتب سبب و یحیی  
 ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس سے کہ انہا علیہ مصلوۃ سبب و ہر مصلوۃ الہ  
 اور ان پر اشیا پیش کی جاتی ہیں پس کفر ہو گا نہ ہی اس سے کہ اس سے  
 بزاز و ذکر اس کے رہنے ہیں و صنف دعویٰ علیہ معان لغات و ہر مصلوۃ الہ  
 لا کالاسد دین محمد و ہر مصلوۃ الہ سبب میں ہے کہ اس سے کہ اس سے  
 کا دعویٰ نفس قرآن کے معارضت میں ہے ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ  
 صریحاً و لالہ کسی سبب کو مست فیست جو رسول ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ  
 البہام و غیر کے توہر نہیں ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ  
 مکارا لہ تعالیٰ کہ وہ لالہ نہ نہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام  
 باہر عدیۃ الصادق امیر حق میں ہے ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ  
 میں اس عبارت کے تحت مسطر ہے اور استب و مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ ہر مصلوۃ الہ  
 علیہ السلام کے ہاں نہیں ہے کہ انہر لالہ لالہ اس کے ساتھ دارین میں

اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر نقیہ اس کو بابت ہے جس سے اسے ارادہ  
 جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے رسول صادق و مصدق کی  
 اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ نہ تعاقب غیرہ ارادہ کرتا ہے اس کو دین کا  
 نقیہ کرتا ہے بنی اور ایسا نہیں اور علیہ مختار تھا ہے

سورہ و یا رخصہ میں بھی یہاں "تھا ہے" کے بنی معنی میں کہ ہے  
 قبلہ ان کے لیے و یا رخصہ، "تھا ہے" درخیز بنی سے بنی معنی نہ یہ کہ ہمارے  
 لیے تھا ہے

و یا رخصہ و یا رخصہ و یا رخصہ

سید محمد نعیم علیہ السلام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مستفی بہ نام تاریخی

اسواق العبد

5

قَوَاعِدُ الْقَبَابِ

مفتی

اما المستشرقون فكانوا يفتخرون بمصدر اللغة الفصحى، مما سبب استعظامهم لها.

سید محمد نعیم الدین قادری

محقق و مفسر مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد یوپی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 حمد و فضل علی رسول اکرم

مقاررو مقامات مساجد

## دُعا دینا و پابینہ کے نزدیک قابل الزام نہیں

ان مولیٰ کے لئے شیخ محمد بن علی بن ابی حمزہ نے مساجد کا ذکر کیا ہے  
 میں نے تم سے سنا ہے کہ ان کا وصف اچھا ہے اور ان کی ذیلی ترین حرکت پر  
 ہر انسان کے دل پر تاثیر ہوتی ہے اور ان کے لئے ہر فرد کی قیامت  
 کے دن حساب ہوگا۔ یہ مسئلہ شیعہ و سنیوں کے درمیان  
 کھڑا ہے۔ ان مولیٰ کے لئے دعا دینا اور دعا کرنے کے لئے  
 میں ان میں سے کسی کو یہ کیا ہے اور اس پر قبضہ بنانا منہ ماحرہ اور قابل ہدام ہے۔ بعض  
 نے ان کا دعائے دعا دینا کہ اس سے دعا ہے کہ بن سہو نے جو کچھ مصائب کے  
 مزارات کے ساتھ کیا ہے ان میں سب کو باقرہ دیا ہے لیکن ان کی کسی جائگاہی  
 سے بھی دعا مانگا نہیں جہاں کہو کہ ابن سہو نے قبروں اور مزاروں کے قتبے ہی دھانے  
 پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس نے مسجدیں بھی شہید کی ہیں بے گناہوں کو قتل بھی

کیا ہے مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر پنچاستیں بھی ڈالیں انکو منبر کہو گدھوں کی  
 لیدوں سے بھر دیجئے۔ قبروں پر پشروں ڈال کر آگ بھی لگائی ہے مسجدوں کی کزیلیں،  
 بازاروں میں بکوائی ہیں۔ اگر ابن سود کو بڑی کرنا منظور ہے تو ان تمام افعال کو بھی باکیہ  
 اتنے فتوے ترتیب دیئے جاتے ہیں اور اخباروں کے صفحات کے صفحات ان سے  
 لہر نہ جوتے ہیں لیکن کہیں پستوئی نہیں لکھ جاتا کہ مسجد ڈھانے والے یا سرس  
 اس کو مصلحت نازی کنا اس کی کشتی و نصرت کے سے، ماکر مالک ہے، اور خود  
 ان افعال کے درجہ دو اس کے کہ مسلمان اس سے مقابلہ سے لے کر تو میر  
 ہوئے طائف و مکہ مکرمہ میں لوگوں نے بے روک ٹوک ۱۰۰۰ سال ہونے پر  
 پر لوت مار قتل و غارت خور بڑی بے عزتی کے جو وقت سے یہ خبر میں سے  
 یہ دیوانی تھا اس سے چٹھہ پٹشی کر بیٹے ہیں تا ہی نہیں بلکہ وہ اس سے تار لکھ کے  
 حامی ہیں حتیٰ کہ اس کے شکر کی نصرت کی، مایں و باقی ہیں کہ یہ ہے یہ شریف  
 کے مقابلے میں کہیں نہیں آئے اس کے حاکم کی تواریخ میں ملتا ہے کہ اس نے  
 بیت افرام کی گردان ہو چکی رہی ہے اور اس کے شرک میں خود دست و پا کرتے  
 ہیں پھر اس کی نصرت و امید کو مانتے و تہمتی سے کہ یہ قتل و غارت خفیہ مسلمان ہا بہ  
 کے نزدیک میں مسلمان کے مطابق جو ارادہ مسلمان سے اپنی حق جوئی لکھا  
 تمام مسلمانان عالم کو کافر و مشرک واجب القتل مبات اہم ہانٹتے ہیں حق راں مایں  
 کلمات بھی کہہ دامت حق بسیفہ رقاب الطائفۃ الباعیۃ الحکمیۃ الظلمۃ۔  
 یعنی یا رب بانی کافر عالم گروہ کی گردنیں اس کی تلوار سے مٹائے، تو اب جو مکرم

اور طایف میں جسے نام مار سے گننا بار سے جاری ہے وہاں یہ طیبہ کے محلے ہیں  
مار سے جائیں یا تمام دین اور مسند محمد علی صاحب کے جامعہ غیبی مفتی صاحب کے  
تذاریک و فروغ حامد ہیں یہ عجیب خصوصیت کہ کسی نہ چھوڑ نہیں گئے اپنی بائوں کی خدمت  
تک نہ اسے بوجھ بھی ہو اور باقی تاریخ

[illegible]

فہمیاں ہاں سو مہاں تہاں ایشٹ نوک سے چٹہ پڑی رہتے ہیں، رقبوں کی  
مٹھ سے اوتھیں فہمیاں ہاں یوں ہوں بھی تہاں سوہاں سوہاں ہاں ہاں  
تہاں ایشٹ ہاں سوہاں سوہاں سوہاں سوہاں سوہاں سوہاں سوہاں سوہاں  
سے زاریاں ہاں

وہم جمعیت العلماء کے مشورہ و حمایت میں نے تمام امت اسلامیہ میں پکڑا کر سب تک کے سار  
اہل اسلام کو مشورہ و فہمائش بنایا ہے

[illegible]



اور تعجب اور طرنداری اور سخن پروری کی آفات سے بچائے آئیں مہنا اور ہنس  
المرئی و غیر المرئی۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام على

مید الانبیاء و المرسلین و علیٰ اٰلہٖ الصّٰلِحین و آٰلہٖ

الطّٰہرین۔ مآخذ مذکورہ بالا صحاح سے یہ روایت ہے

زیر نظر ہیں۔ انہوں نے اپنے مدوّنہ میں جس قدر احادیث نقلیں ہیں۔ جب  
کہ ہر چند احادیث پرست ہیں۔ پہلے نہیں ذکر کریں۔ اس سے اس حدیث  
بہت کر دی کہ بحوالہ حق و ضحیح ہوئے۔ و

۱۔ حدیث۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انہو مساجد اہل دیہتم تریم۔ انہو قبرستانیں ہیں۔ انہو قبرستانوں میں نماز پڑھنا بہت زیادہ  
مہنوں نے انہو کی قبروں کو کسود نہایا۔

۲۔ حدیث۔ عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اثرات القبور والمتخذیں عین المساجد والمسبحات۔ اور یہ روایت ہے کہ  
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو اس پر سزا  
بنائے اور چرخ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

۳۔ ان تمام احادیث کو دیکھیں کہ اپنی اپنی سند بنا رہے ہیں۔

۳ حدیث: عن ابی ہبیاج الاسدی قال قال لی علی لا بعثک

علی ما بعثنی علیہ ۳۰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع مثالا الاطاعت

ولا ویتا استرقا الاسوتیہ ۱۰ مسو شریف ابو ہبیان ساری سے روایت ہے کہ

میرے پاس تھے کہ امیر میں تھے اس کا ہر چھوٹا میں رہنے میں نہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے سہا تھا اور ان کی تصویر و بیٹا کے رنجو سے اس کی تصویر بنانا یا پرانے

۴ حدیث: عن حدیث ۱۰ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يقول ۱۰ ۵۰ ینحدون بقول نبیاءہم وصا ۱۰ جمیعہ

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰

مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰ مساحد ۱۰ ۵۰



کے جس میں کوئی نہ وصالح اشغال فرماتا اس کی قبر پر سجدہ تعمیر کرتے اور اس میں تمسیریں بناتے وہ ان کے نزدیک روز قیامت بزرگین خلق ہیں۔ (فتح مولا)

۶. حدیث: اللہم لا تجعل قبری وثناً بعد انک قد غصب اللہ علی قوم اتخذوا قبور نبیائہم مساجد (حدیث صحیحہ) ترجمہ: اے میری قبر کو بت نہ بنا پر وہی جو ہے اللہ کا غصب نہ ہو۔ (حدیث صحیحہ) ہے جس نے اپنے بنیاد کی قبروں کو مسجد بنایا۔

۷. حدیث: بھی ہر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حصہ القبر وان یکتب علیہ و علیہ و اولادہ و اولادہ و اولادہ علیہ وسلم نے مسخ فرمایا اور قبر پر پڑنے لگا ہے انہیں نہ بنا

مسعودی بالحدیث: ان کے کوئی بھی نہ ہو۔ (حدیث صحیحہ) ہے جس پر عقبات مینہ صمد با حرمہ وغیرہ وقت سے اس کے ساتھ ساتھ کے نزادات منہد کثرت ہوتی ہیں۔ اس کے سبب باقی تمام علامات عواموں نے نقل کی ہیں ان میں بھی انہیں حثول سے قسب کیا گیا ہے کہ اس میں یہ یقین ہے کہ کیا احادیث مذکورہ بالا سے نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہے یا نہیں۔

حدیث نمبر ۲۰۱۰۱: ۵۴۰ میں یہ دو تفصیلی اور مبہم اسلامی قبور کو مسجد بنانے کی وجہ سے لعنت فرمائی گئی ہے حدیث نمبر ۴۱۱ میں یہ دو قبور بنا کر کرنے کا ذکر ہے۔ حدیث نمبر ۴۱۱ میں قبور کو غیر کرنے سے منع ہے۔

ان احادیث کو بزرگمان دین اور صلحاء و انبیاء کے قبائے خارجے



کو شرک جانتا ہے۔ عداۃ اللہ کن سمن ہو گا جو قبر کو مہبود بنائے۔ مسلمانوں پر یہ انفرادی  
ملک گیری کے لئے انہیں شرک ٹھہرا کر ان پر جہاد کرنے اور ان کے ملک و مال اور  
لوٹنے کا ذریعہ ہے اور جس جن احادیث میں بنا کی ممانعت ہے ان سے بھی یہی بنا  
مرا ہے۔ یہ حدیث ان کی بہترین شرح ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث مذکورہ بالا سے قتل و ممانعت و جانیات ہونی  
میں کا ذکر تک ان میں نہیں ہے اور سب کی حرمت میں تاہم قتل و ممانعت کے  
نزدیک جہاد اسی کے لئے باقی ہی موارد محدثین سے بھی روایت ہو رہی  
مطلب سمجھا ہے۔

شیخ محمد ابو اعفانہ رضی اللہ عنہما مدرہ و مسلسل شہادت میں  
جو عسقلانی شافعی نے اس میں شریعت جاری شدت صحیح بخاری میں لکھتے ہیں

قَالَ يَضْرِبُ مَا كُنْتَ اَلْمُحَدِّثُ وَالْمُصَدِّقُ وَ...

الانبياء تهفيمت لهم، يجعلون قبيحة يتوجهون في...

عوهما وانعز وعا... ثانياً غنيمه ومع اسيرين...

ذلك فكل من اخذ مسعداً في جوار صالح وقصد...

بالقرب منه الا التعظيم له والتوجه نحو الاماكن...

ذلك الوعيد... ۱۲ بیضاوی کے لکے لکے...

مہبود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم...

تھے اور ان مشہور قبور پر ہمارے نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تھے۔



اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب تبرک کی نیت سے  
مسجد بنانا جائز ہے اور حدیث میں اس کی مخالفت نہیں اس سے قبول کا جواز مستفاد  
ہوتا ہے کیونکہ مخالفین کے نزدیک مسجد و قبة کا ایک حکم ہے چنانچہ انہوں نے اسے  
کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے تو ضرور مسجد کا جواز قبول کے حوالہ کی دلیل ہے

نیز اسی فتح الباری میں ہے وما یکتب الا من

یتناول ما ذاقته حصوة علی اعتدالہ

لحقون و فی ذلک حدیث زامسہ من حرق

للقوی مرفوعاً لا یحسوا علی عہدہ

قلت ویس ہو علی شہ المخری فی

دافد معہ اثر عہد ال علی

فساد الصلوة ترجمہ قبول میں نماز کی درست سے

کہ نماز قبول کے اہل یا قبول سے درمیان میں ہوا

اس مسئلہ میں جو مضمون کی حدیث ماسلو نے

سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبول میں

طرف یا ان کے اوپر نماز نہ پڑھو امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ

حدیث بخاری کی شرط پر نہیں اس سے ترجمہ میں اس کی طرف

اشارہ کیا اور اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر

داند کیا جو دلالت کرتا ہے کہ یہ نئی نماز کے فساد کی متعلق نہیں



عبادت و مبالغہ و تعظیم انبیائے دین میں ہر دو طریق نامرغی و نامشرع  
 است۔ اول خود شرک جلی و کفر صریح است و ثانی نیز حرام و ممنوع از  
 اشتغال بہ شرک خفی بہ تقدیر لمن متوجہ است و نماز کو دن بجانب  
 قربی یا در صلا بہ قصد تبرک و تعظیم حرام است وینکس در حدود  
 آن خلافت نیست اما اگر قریب قریشاں مسجد سے بنائے تانا  
 توجہ بجانب نہ تبرک بحدوث بآں موضع کہ میں جس جہت  
 است و از بیت امام و از انیت کو نیست بیش عبادت  
 کس و نشہوں یا بد معنوں سے دین یا بد معنوں یا بد معنوں  
 ترجمہ: قبول کو مسجد بنانے سے قبول کو عبادت  
 سے جس کی وہ صورت میں ایک یہ کہ خاص قبول کو عبادت  
 جانے اور ان کی عبادت کی جیسے عبادت است اسے  
 وہ صورت یہ یہ مقصد و عبادت ہی ہو لیکن مقصد وہ کہ عبادت  
 و عبادت میں نہ مقصد کی طرف نہ رناروب، عبادت  
 کہ موجب سے اور نہ تعالیٰ کے نزدیک میں نہ بڑے  
 کیونکہ اتنے کی عبادت اور انبیاء کی غایت تعظیم پر مشتمل سے یہ  
 دونوں طریقے ناپسندیدہ اور ناجائز و نامشرع ہیں و اگر کسی  
 سے لار و سر شرک بھی پر مشتمل ہے اور ان میں سے سرفقہ پر پڑن  
 متوجہ ہے۔ اور انبیاء و مساکین کی قبول کی طرف تعظیم و تبرک

کے ارادہ سے نماز پڑھنا حرام ہے اور علمائے شریعت اس میں کسی  
 کو خلاف نہیں یکن اگر ان کی قبر کے نزدیک نماز کے لئے کوئی  
 مسجد بنائیے بغیر اس کے کہ نماز میں ان قبروں کی طرف نہ کریں  
 اس سے ارادہ بگڑے ان کے جسہ مطہرہ نہ منبت اس  
 نہایت سے کہ اس کی نہایت نہایت کے ...  
 سے ... نہایت ... نہایت ... اس میں کوئی ...  
 نہایت ...

... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...  
 ... نہایت ... نہایت ... نہایت ... نہایت ...

حدیث نمبر ۳ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ کی اس روایت  
 کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مامور فرمایا کہ میں جو تصویر پاؤں محو کروں اور جو  
 قبر بنے پاؤں اس کو برابر کروں اس حدیث سے استدلال کرنے سے قبل نفی صاحب  
 پر لازم تھا کہ وہ یہ ثابت کرتے کہ وہ مستبر مسدول کی تھیں۔

دوم یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے آیا بالکل زمین سے جوار کر دینا کہ



بھی باقی نہ ہے تو یہ سنت متواترہ سے معارض ہے

تیسرے یہ کہ تصاویر کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے  
جب ان امور کو صاف کر لیتے تب انہیں مستند لال کی گنجائش تو ہے نہ یہ فقہ  
عزیز کو لایہ بات تو یہ مومن کے لئے یقینی ہے کہ زمانہ اقدس میں مسلمانوں  
پر مشہور ہیں وہ حضور کے علم و اجازت سے کرامات شریعہ میں شریعت  
کی تھی اور اپنے نیاز مستندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں دیتے تھے نہ  
جس قدر مشہور زمانہ اقدس میں نہیں صحابہ نے نہ انہیں حضور کی ہر گز نہایت  
موجودگی نہ بھی ہو تو صحابہ کی ہر سبب یافتہ سے کہہ سکتے ہیں کہ  
مسلمانوں کی قبریں تھیں جو خاص طور پر دشمنان کی قیاس و انداز سے کام لے کر  
یہ استہساں کے غلامت سے تھیں کہ قبروں کی حالت سے استہساں کی جاتی  
جاتی تھیں جیسا کہ ابھی فقہاء نے بیان کیا ہے اور انہیں صحابہ کے احوال  
کا کچھ ذکر بھی تھا۔ اور ان کی قبریں احوال پر بھی تھیں مسلمانوں کی قبریں احوال  
تو ہیں سے

۱۔ سب کا ثبوت انہی خلاف سے ہے کہ تم کے ہر گز نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی قبریں  
۲۔ مسلمانوں کی قبریں انہی کے برابر ہیں سنت متواترہ کے معارض سے  
۳۔ مخالفت کو اس سے مستند لال کی گنجائش تو ہے نہ یہ فقہ  
۴۔ مشننے بنا میں تو ناجائز طور پر کس کو مان سکتی ہیں  
۵۔ حضور نے کفار کی مشہور کو ڈھالنے کا حکم دیا۔

خارجی شریف نے ام المومنین صلی اللہ علیہ وسلم  
 مقبرہ منیر میں فلسفہ لکھی تھی۔ نو مسلمین نے  
 نے مقبرہ منیر کے لئے موروں کو ماریاں دیں  
 ان کے ماریاں جیٹنی تھیں

یہاں سے ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 کے مریضوں کو ماریاں دیں۔ یہاں سے ماریاں  
 مریضوں کو ماریاں دیں۔ یہاں سے ماریاں

ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو

ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو

ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو

ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو  
 ماریاں لے کر اپنے مریضوں کو

یعنی حدیث میں دلیل ہے کہ ہر قبر پر جب وقت سے ملے  
 میں آگیا ہو اس میں تصرف کیا جائے اور پرانی ہو کیا وہ قبریں  
 اکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترم نہ ہوں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبریں خود نہیں کاٹیں اور ان  
 میں تصرف کرنا ناجائز اور ان کی اہانت ہے۔ قبریں کھدوانے سے سو گزشتہ ایڈیشن  
 نے یہ بالا احوال والا اقتضائے تمام مستورات کی حقیقت سے دور ہے۔ قبر  
 اندر میں ہے ہیں ایک تو برہمنوں کی قبریں صاف دھو دھو کر ان میں  
 پھینک دیتے ہیں انہوں نے قبروں کے جو درود و دعا پڑھتے ہیں ان میں سے  
 وہ ہے میں کہتے کہ شرم و محبت میں لیکن ساری یہ تو یہ غصہ و حسد کی بیانی  
 کیونکہ مجاہدوں نے سب جہاد بھی شہید کی ہیں۔ ہوا کی حالت سے یہ بھی مٹا دیا  
 ہے کہ مسجد جن میں سورہ جن نازل نہیں ہوئی تھی مسجد مسجد مسجد میں سورہ جن  
 نازل نہیں ہوئی تھی میں یہ موضع رہا ہوں کہ یہ بحث یہ بھی ہے میں اس باب  
 میں ان مساجد کا ماننا جائز ہو گیا بندہ دوست کی کہ میں اس میں اس میں نازل  
 ہوئی تو کیا یہاں کی تمام مساجد شہید کر دی جائیں۔ اور یہ تو یہ ہے کہ وہ  
 کا کسی زمانہ میں واقع ہوا تھا یہ ساری دنیا اور اس کا ہر قبر میں اس سے اس میں اس  
 ہے میں کے لئے حدیث صحیحہ لکھنا وغیرہ میں ہوا اور اس میں حدیث میں اس  
 وہ قبر بھی ثابت نہ ہو۔ بندہ دوستان میں لکھوں اور اس کے دائر میں حدیث  
 کے قاعدہ سے کسی کی سنا و مغلطہ و کتب نہیں تو کیا یہ ان بزرگوں کی قبریں نہیں



و دانت ہا کہ جعلی۔ کہ پہلے ابوا میں دفن کی گئیں پھر وہاں سے نقل کر کے کراچی  
 طرف جہول میں دفن کی گئیں۔ آثار محمدیہ و سیرۃ نبویہ للعلما و سید امیر زین الملک شاہ  
 رحمۃ اللہ علیہ حرمین مطہرین کی طرف اموات کو نقل کرتا وہاں کے روضہ حسن و حسن  
 میں ہیٹ ہوا ہے اب اس قبر کا انکار اور اس پر تنقید ایمانی شخص سے ہو سکتی ہے  
 کی نسبت مولوی صاحب بہت زیادہ تدبیب کے صاحب ہیں۔ ان کا نام مولوی  
 کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت شریفہ ہندوستان میں پائے جانے  
 ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوناد سے مگر اس میں سے کسی نے ان کی نسبت  
 ان نقل کفر خضر بن شدہ کرتے ہیں۔ فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ  
 کے کسی طرح تصور کیا جرت ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حضور  
 یہ گیارہ ایات موت میں رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد نبیب حسن و حسن صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا مکان بڑا بڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہر روز ہوتی ہے۔  
 تبرک حاصل کرتے رہتے ہیں مولوی صاحب یہ تو خود کو بتاتے ہیں کہ میرے  
 نہیں ہو سکتا وہ کہتے ہیں کہ مسجد و گنبدوں میں یہاں نہیں ہے۔ ان کے کہنا یہ  
 کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان میں عرب آثار سے اس سے نو فائدے و ایات ہیں  
 میں حوالہ بتاؤں گا انہیں تصحیح میں یہ حال ہے کہ اس سے بہت فائدہ  
 کا انکار کر دیا جاتا ہے آپ نے ابن سہو کی کتاب میں بہت سے حوالے دیے ہیں  
 ہے کہ ان کو یعنی سہو کی کہ چاہیے کہ وہ اس کے بڑھ کر ابن سہو کے ہوا میں  
 نہیں بلکہ پیکر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فاروق کا ہاتھ پائیں تینوں نے شجر



عن الشجرة على ظن انها هي شجرة البيعة فامر عمر رضي الله عنه بقطعها  
وكن كشف الثور لابن النابلسي اما قول بعض المفردين باننا نخاف على  
العوام اذا اعتقدوا داليا وعظموا قبرة، والتمسوا اللزجة والمهونة منه  
ان يدركهم اعتقاد ان الاولياء توشرف في الوجود مع الله يحكمون ويبيرون  
بالله تعالى فانه هم عن دين وهدى قور الاولياء و... سيئات امر صرحت  
عليها وتقول السيرة عنه "وتجعل اهل هذه الاولياء ضلوا حتى تعد العو  
الجاهلون ان هؤلاء الاولياء لو كانوا موجودين في الوجود مع الله  
لدفنوا عن الغيبة هذا الالهة متى لم يبعثوا معهم وسعدان هذا  
الضيق كذا صرحت ما خود من قول فيقولون و... من سبي...  
ربه ان اخاف ان يذل ويكسر ويضع في...  
يجوز هذا الضيق من اجل الامر الموهوم وهو ان الله على عامة  
بعضي حضرت عمر رضي الله عنه رايته فانه فتن في الدنيا فتن في الدنيا  
كما في النار فتن في الدنيا فتن في الدنيا فتن في الدنيا فتن في الدنيا  
كانا في خوف ظهور بدعت اما انفسى بقرانه عليه في تسمية في دارت يار محمد  
وهو درخت آه بولگ اور کسی نے نہ مانا کہ وہ کہیں گل علامہ دہلوی نے ۱۰۰۰  
روایتوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ جب وہ مصلی درخت ناپید ہو گیا تو  
لوگ اس گمان سے اور درخت کے نیچے ناز پڑھنے لگے کہ وہ حق درخت حیات  
سے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کے ہاتھ کاٹ کر دیا یعنی





رسالة

# كشف الحجب

عن

## مسائل ایصال الثواب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمد الله رب العالمين  
والصلوة والسلام على سيد المرسلين  
وعلى آله وصحبه أجمعين

بسم محبت خاصہ بنیاب مشکئی شریف علی بن ابی طالب و تمام آل و قوم اہل بصری  
سلطانہ تعالیٰ نے اپنی امانت فیضانِ اہل میں مسائل ایصالِ ثواب کے حلقہ برہنہ میں ایک  
ایک درمہ کی اور چند سوال کھلافتہ کے پاس بھیجے ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی کہ ان  
مسائل کے متعلق قرآن و حدیث اور کتب دینیہ معتبرہ کے ارجح تحریر کے جائز اور باطل  
میں مختصراً کوہیت غور و نظر کیا جائے۔ ان کی نسبت مایہ یہ جواب قلمبند کے بنیاد  
میں کشف الحجاب میں مسائل ایصالِ الثواب کے نام سے موسوم کرتا ہوں ان براہوں میں  
مختصر منہاج حق اور احکام دین کا صاف بیان نہ نظر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے

حق میں نافع رہا۔ انہیں متبہاں حق کی توفیق سے اور وہ قتل و مہربانی کی روشنی سے  
 مستفیع ہوں اور باطل کی کجروی اور حق سے عدول اور مستکربان کی معاندانہ باتوں اور ان کی  
 ذاتی رایوں سے محفوظ رہیں علیہ توکل والیہ انیب وھی حسبہ نعم  
 اوکیل نعم العولی و نعم الکفیل

المقتدر جیل المبین

ابن محمد نعیم الدین الدہلوی آباد فی نواریہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا أَهْلُ بَيْتِ اللَّهِ كِي حُرْمَتِ قُرْآنِ كَرِيمِ مِیْنِ بَیْتِ بِلَدِ وَارِ بِنِی

سوال : ما متن اول کتب فائزیه است او صد که یک کتب است باین ایه ما هر  
بند لغیر الله است و اعلی است و آن که تریف تیراں کرد و یا بیات است و هر بدو  
اندکی تشریف کردیت تا الی سوره مجید طاعت معاف میاید

الْحَمْدُ لِلَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَنُحْمَدُ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلَیْهِ وَآلِهِ

آیات

آیت ۱: اِنَّهَا حُرْمٌ عَلَیْكُمْ الْمِیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِیْرِ وَما اَهلُ بَیْتِ اللَّهِ یَعْلَمُونَ  
آیت ۲: حُرْمَتٌ عَلَیْكُمْ الْمِیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِیْرِ وَما اَهلُ بَیْتِ اللَّهِ یَعْلَمُونَ  
آیت ۳: اَوْ نَفْسًا اَهلِ بَیْتِ اللَّهِ بِهِ . اَب . ع . د . اَعْلَام  
آیت ۴: وَما اَهلُ بَیْتِ اللَّهِ بِهِ . اَب . ع . د . اَعْلَام . نَعْلَمُ



مشرکین کے بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جائز قرآنی راستے تھے اس کو نام نہاد  
وغری کہہ کر پکارتے تھے۔

تفسیر لباب التأویل جلد ۱ ص ۱۱۵:

وما اهل به لغیر الله یعنی وما ذبح للاله مراد "طو عبت واصل  
الاهلال برفع الصوت وذلك انهم ككوا وروحو" یہ نغمہ بدھ کے  
الہتمس الاذبحوا لہ ترجمہ: وہ اہل بدھ لہ غیر اللہ میں آواز اٹھا کر  
کے لئے ذبح کیا گئے تھے اصل میں یہ وہ بدھ مذہب کے لوگ تھے جو اللہ کے  
معبودوں کے ذرا کے ساتھ توین مذہبات تھے جن میں سے ایک بدھ مذہب تھا  
تفسیر علامہ سیوطی ج ۱ ص ۱۲

وما اهل به غیر اللہ ذریعہ بہ الصور سے حد بدھ  
ترجمہ: وما اهل به غیر اللہ یعنی وہ جس چیز کو بت سے لے کر بت  
ہذا کی گئی ہو۔

تفسیر لباب التأویل ج ۱ ص ۱۲۰

نعمانی قولہ وما اهل به لغیر الله یعنی ما ذبح للاله مراد "طو عبت واصل  
الاهلال برفع الصوت وذلك انهم ككوا وروحو" یہ نغمہ بدھ کے  
الہتمس الاذبحوا لہ ترجمہ: وہ اہل بدھ لہ غیر اللہ میں آواز اٹھا کر  
کے لئے ذبح کیا گئے تھے اصل میں یہ وہ بدھ مذہب کے لوگ تھے جو اللہ کے  
معبودوں کے ذرا کے ساتھ توین مذہبات تھے جن میں سے ایک بدھ مذہب تھا  
تفسیر علامہ سیوطی ج ۱ ص ۱۲۰



وان ذکر معہ موصولاً لا معطوفاً بان یقول یا سم اسمہ محمد رسول اللہ  
کرہ ولا یحرمہ وان ذکر مفصلاً بان یقول قبل التسمیۃ و قبل ان یشعع الریحۃ  
او بعدہ لا یاس بہ ہکذا فی الہدایۃ ومن ہہنا عنوان السقرۃ المدورۃ  
للادلیا کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لعید لرسولہ ویرتفع  
وقت الذبح وان کے انوائند روختہ ترجمہ ما اهل ما بعد منہ کے معنی یہ  
کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہے مثلہات منی وغیرہ قول کے بارے میں یہ نو  
انیا صیہم السلام وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو تنہا غیرت سے روک دیا گیا ہے  
کے نام کے ساتھ معف کر کے دوسرے نام پر کیا گیا ہے یا سسرہ یا سسرہ یا سسرہ  
اور لفظ محمد کے جرمین کے ساتھ معف کر کے تو جو وہ نام ہے وہ نام ہے  
بلکہ دوسرے نام بغیر معف کے نہیں شاید اسمہ محمد سے خدا کو  
سے حرام نہیں ہے نہ کوئی نام جو یا کیا میں طرح رہا ہے کہ اس سے بڑا  
شائستہ قبل یا اس کے معنی کا وہ نام ہے تو اس میں چھوٹا ہے یا اس میں بڑا ہے  
یہاں سے معلوم ہوا کہ جو نام ہے اس کے لئے نام جوئی سے یہاں سے نہ  
میں رسم ہے وہ مطلق و طیب ہے اس لئے کہ اس وقت ذبح میں نہ ہا نہ نہیں یا  
مگر اگرچہ وہ ان کے لئے خدا کے ہوں

ان عبادات سے روز روشن کی طرح منہم ہو گیا۔ ما اهل بد لعید اللہ  
اس و سب کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقت ذبح  
خدا کا نام نہ پکارا گیا ہو اس کے علاوہ کوئی اور چیز یہ آیت حرام نہیں کرتی نہ فقیرہ الامام جس پر مشر





چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ **فرد القبور فانھا تنکسر الموت**۔ قبروں کی زیارت قبروں سے موت یاد آتی ہے۔

پھولی قبر خبات سے ترجیح بہت مسالہ میں قریب  
**قبروں پر پھول ڈالنا** زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعین میاں رستے میں بیگاری

روایہ: وان من شیء لا یسیح محمدؐ، اور کمال اس سے ما سہ قریب قریب  
 رسول پر مصلیٰ نہ میرا کلمے "قبروں پر ترش ترش ہیں" کی اسرار پر

ثابت ہے۔ **لش محمد صریحاً فشقہ بصدیق** شہداء سے۔ حدیث  
 رسول پر مصلیٰ نہ میرا کلمے "قبروں پر ترش ترش ہیں" کی اسرار پر

سمونے کی حدیث سے قریب سہرہ کی حدیث سے سہرہ کی حدیث  
 حضرت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ میں سہرہ کی حدیث سے سہرہ کی حدیث

ایک جماعت کی حدیث۔ **ذاتہ بنو اوفیٰ** یاں "ستہ" کی حدیث سے  
 طحاوی علیٰ آباء ائمتہ سے

قد انظر بعض لائتہ من متاحدہ، **احمد بن محمد** ما احتیج من  
 وضع الریحون والجرید سننہ بعد حدیث ہمارے قریب سہرہ کی حدیث

بعض اماموں نے قریب آباء ہمارے زمانہ میں قریب پھولی، ترش ترش ہمارے  
 استور سے یہ سنت اور حدیث سے ثابت ہے۔

اس سلسلہ کی اصل تحقیق **توفیق اقریٰ** کتاب ذوالنور میں ہے



روایت کیا اس سے ثابت ہوا کہ آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب فیہ کو دے۔ یہی  
 الجنت و جنت کا مذہب ہے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا قرآن شریف  
 کی تلاوت یا ذکر یا ان کے علاوہ اور نیکیاں اور یہ میت کو پہنچا ہے اور اس کو کمال تک  
 زلیستی باب حج عن الغیر میں بھی ہے۔ اور آتی الصلاۃ شرک نور الیضان ص ۴۴

**قبر پر چادر ڈالنا** | چادر لوگوں کے نماز پر اس مذہب سے اہل سابق ہے۔ محمدی  
 نظریہ ان کی تغیر ہوا اور زائرین کو اس سے مانع ہوا ہے۔  
 ہے۔ رد المحتار جلد ۲ ص ۴۴ میں ہے۔

کبر بعض المفتی - وضع دستور - عبادت - سب علی قبہ  
 الصالحین و لا ینبای قول فی تاوی بحجتہ - تصحیح دستور میں غیو  
 آدولکن نحن نقول لاننا قصد بہ التعظیم فی حدہ - حد متہ حتی  
 یحتقر صاحب القبر و یخلطہ بخصوۃ و لا یدفع عنہ سریرتہ نہیاً  
 لان الاعمال بالعبادۃ ترجمہ بعض نعمتوں کے پر دے اور موت کے اوپر سے ہماری  
 اور انہا کی قبروں پر ڈالنے کے لئے کہ وہ اس فناء کی توجہ میں نہ آئے۔ اور یہ مروجہ میں نہیں ہے  
 کہتے ہیں کہ اس وقت تک جب عمار کی نظریں تغیر نہ ہو۔ مگر اگر وہ صاحب قبر کو توجہ نہ  
 اہل فاضل زائر سے طلب ادب انعام منظور ہو جائے کہ یہ کد اعمال کا۔ اور غیباں بہت  
**مردو طلب کرنا** | مقبولان بارگاہ الہی سے مدد طلب کرنا اور انہیں بارگاہ حق میں بھروسہ  
 دیا کے لئے زور دینا جائز ہے۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ  
 رحمۃ اللہ علیہ تفسیر شریعہ الغریز میں تحریر فرماتے ہیں:









قیام فرمایا۔

فلت توفی اللہ تعالیٰ بسیدہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان تستلذ  
من خبث حد الامرقال ابو بکر قد استلذت عن ذالک ففقت الیہ۔  
یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
سے یہ بات سنا کہ ایک بنی نضیل سے طایفہ کافرہ وفات دی اور اس اور کی فیات  
آپ سے اذیت کرتی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور سے  
ایک بات سنا کہ حضرت عقیل بن ابی ریحہ نے فرمایا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے  
سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب کے ایک شخص کو بلوایا  
تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے  
سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ

علیہ السلام سے سنی و بسنیہ اچھوتوں اور مشرکین سے بھڑک کر  
میری سنت میں آگے آئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا کہ  
اور آپ ہمارے دین کے مقتداۓ اعظم ہیں لیکن یہ اور فروعی ترسے کہ آپ کا فعل شریف  
حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں صادر ہوا تو اس  
فعل پر ان دونوں حضرات کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے سامعین کا قیام بھی ثابت ہوا  
اور حدیث شریف میں خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر قیام فرما کر اپنی پیدائش



کا ذکر فرمانا موجود ہے۔

حدیث: فقار النبى صلى الله عليه وسلم على الصبر فقال مر  
انا فقالوا انت رسول الله قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب  
الله خلق الخلق فجعلنى فى خيرهم (ابن ابي عمير) و  
خيرهم بيتا (رواه الترمذى، مشكوة مة ۵)

تفسیر شیرینی

قادر ہے کہ یہ ایک نیک سے سزا دی جائے۔  
یہ تفسیر کہ انیسویں قائل ہیں نہیں ہے۔ وہ ان سے یہ تفسیر  
موتی سے ہے۔ اس واسطے کہ اس میں ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
کہ تا کہ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
کہ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
اور کچھ اور اس کا کیا تو ملایا۔ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

تفسیر در شعب النبیان۔ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
علمین علیہ السلام ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
سال خواندہ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
چند یا ان حدیث پیغمبر خوانی نہ ترجمہ ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے  
میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
علمین انہما ابیہما رضی اللہ عنہما سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے ہر ایک سے

وہ بھی کہ وہ اس کے محراب کی دیواروں پر سے تھوڑے تاروں کی پٹ کے ذریعہ  
نور اعلیٰ کو منظر کے اندر لے آئے۔

سوال ۲۰۰۰ : اگر ایک شخص نے ایک عورت کو اپنے گھر میں لے کر گیا تو یہ عورت پر بھروسہ کیا جائے گا؟

اس حدیث سے جو ان عبارت میں منقول ہے ان امور کی جواز اور نہی اور سبب خوشنودی  
اروان ہونا ثابت ہے رہا اس کے رخصت ہونے کی نسبت سوال بہت عجیب ہے کھانا

ساتھ ہی رکھنے کی چیز ہے پس پشت رکھنا اس کا کسی صاحب کو ثابت ہو تو وہ اس کی پشت  
 کر سکتے ہیں۔ جو چیز خدا کی راہ میں اپنے لئے ساتھی لالی جائے۔ ساتھی لانا تمہیں  
 تمہیں کے لئے ہے کہ قبضہ متحقق ہو جائے جو صدقہ و ہبہ کی صورت کے لئے ضروری ہے  
 درخت اور میں سے

وَالصَّدَقَةُ كَالْهَبَةِ نَعَامَ الْمُتَبَرِّجِ وَحَسْبُ صَاحِبِ مَقْدِسَةٍ  
 اور اس میں ہے۔ وَالتَّمَكُّنُ مِنَ الْقَبْضِ كَالْقَبْضِ

لہذا اس سے لازماً صحت صدقہ کے لئے ہے جو جس میں ہے۔ اور اس کی ضرورت  
 نہیں کہ صدقہ غلاوہ ازیں کھانے سے قبل دیا جائے اور نہ اس کے بعد۔ یہ سب درجہ  
 میری کلمہ سے ثابت ہے۔ اور وہ کی حدیث میں ہے

ثَوْرِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَوْمٍ يَوْمٍ يَوْمٍ  
 اجعل صلواتك ورحمتك على ان سعد ان عبدة قول الله رسول الله  
 الله عليه وسلم من اطلع امرئ منكم صلى الله عليه وسلم من اطلع امرئ منكم  
 دعا فرأى انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال  
 وقت يوم الله يبعث على انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال  
 كذا قال فاما انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال فاما انى كعبه كذا قال  
 حاصل ہوتی ہے صدقہ ایک نیل سے قنات و ہمدانی نیل کی ساتھی لانی نیل  
 کی زیادتی ہے۔ اور دعائیں باقہ اٹھانے کی منت دعا ہے انما دیت ہے ثابت ہے حضور  
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہی دعاؤں میں باقہ اٹھاتے تھے یہ باقہ طلب سوال کے







سوال : شب براءت کو صلہ پکانا حرام بتاتے ہیں اس کو قرآن و حدیث سے ثابت نہ  
 کہ صلہ پکانا جائز ہے یا نہیں ؟ اور کوئی شخص اپنی رائے سے کہیں بھی کہ حرام رکھتا ہے یا نہیں

## الحمد للہ

شب براءت بیت برکت والی رات ہے۔ یہ ساتویں راتِ محرم  
 ہے اکثر محدثین کا قول ہے کہ رات مبارک نہا و نہا فی لیلة مبارکہ میں شب  
 براءت ہی کا بیان ہے۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلت و اہمیت ہے۔  
 عبادتوں اور نیکیوں کا مستحق زمانہ ہے۔ انسانی راتوں میں یہ رات بہت شریف  
 میں ہے اور جو اسے اللہ تعالیٰ خوب نصاب سے صلہ فرماتا ہے۔ اس رات میں  
 دنیا کی طرف متوجہ ہو کر استغفار کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ بہت نصیحت کرتا  
 رہا ہے۔ چاہنے والوں کو نہ میں نصیحت دے۔ وہ اپنی عبادت میں اس حد تک اہمیت دیتا ہے کہ  
 حد اقل روزہ نماز تہاں منہاں نہ بیش شریف سے ثابت ہے۔ اس رات میں سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس رات میں بابت وہ انبیاء  
 کی کثرت اور رزق کو لوٹا بہ پہنچا ہوا ہے۔ شب میں بہت سے صلہ و طعام بھی نیا ہے  
 اور طعام میں بولنے والا اس کا خرقہ دانا اور بہتر مسلمان ملے۔ اس رات میں نفیس غذا بھی  
 کھائی جاتی ہے۔ وہ اس کا اہم پامیں لگے۔ انہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر  
 حتی تفقوا ما نعتبون۔  
 تفسیر : اگر تم اللہ سے

و عن حماد بن العزمی ان کان یشتري اعدال السكر ویتصدق بها فقیل  
له لما تصدق بشئ منها قال لان السكر احب الی فادیت ان انفق منها احب  
حضرت مر این حب العزیز منی اندر شک کی برای اندر یک کوه تو فرمایا کرتے تھے ان سے  
کھایا آپ اس کی قیمت نہ دے دیوں نہیں اردیت ، فرمایا شک نہ ہے پن سے تر جان تھا  
بہل کرو ہی یہ سن کر وہ بڑھ پڑا ۔

تاریخ اسلام و عرب و مغرب و مشرق ، تاریخ کی تسلیات صد و سترہویں  
 قریب و غریب سے لے کر سب سے غریب و مستحق تواریخ و احداث ہیں اور اس  
 سے دلچسپی کے واسطے کہ اس سے زندگی کو صدیوں پہلے کو محض اپنی  
 سے میرے کتاب سے تاریخ میں لے کر آج کے دن تک اور اس کے بعد تک ۔  
 اندہ خالق ہے ۔

یا ہدایت منہ لا خیر ہو اشیات ما حدثتکم لکم ولا تقعدوا  
ما تملک لایحجب معتدین احمد اسے بیان اور و کروان پاک چینیل کو نہیں اتہ  
نے تمہارے لئے حاصل کیا۔ یہ ہے بلکہ زور اتہ تعالیٰ سے کثرت والوں کو اپنے نہیں کرتا۔

نصرت شام عبد العزیز محدث دہلی علیہ الرحمہ کے موقوفات پر ہے۔

ما ان شاء الله استغفر برات فرمود که در شب پانزده شعبان

ہوں۔ مثلاً قریب سنہ وصال بخاند آمدہ و بردگ ناگاہ جبرئیل آمد و گفت

آں روز شب مبارک و تقسیم برات یکسالہ است ہر خیزد برائے

مردمان مدنون جنت یقیق در انجا رفته و اماکن یخانه آغضره



انہیں گردنہ برائے اکل رسم فاقہ دریں شب است خواندگان و علماء  
خواہ ہرچہ خواہد گرد رہن طرہ می باشد و در بخارا، سمرقند، قندھار و غیرہ

می کنند۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سند و صالحان شب است کہ  
کوشا کی نماز کے بعد دولت برائے اقدس تشریف اللہ اہل ملک و جہل مدینہ اسلام  
ہوئے اور عرض کیا کہ یہ بیدارک است سہ تین سال بعد کے سے سہ سال سے سنت مسیح  
تشریف لے جا کر وہاں کے رول کے سے دہائی چنے سنتہ نے وہاں کے رول کے سے  
اس شب میں فاقہ ہستہ غور صومالیہ و غور و ہندوستان میں ہوا  
ہوئے اور بخارا، سمرقند، قندھار و غیرہ

تہہ صحت کے عورت صومالیہ و غور و ہندوستان میں ہوا  
والتہ حال حور۔

سوال ۱۰۔ یہ بات اور باریہ سنت لیتے ہیں وہ صحت ہے

باب فی التبعات

باعت سنت میں بہ نیت است و لیتے ہیں اور سنت میں بہ نیت است و لیتے ہیں  
امور پر ہوتا ہے جن کو کسی سنت یا عادت سے لیا گیا ہو اور اس کی اصل و اصل میں  
نہ لائی جائے اور اس سے کوئی سنت اخذ ہوا ہے بیشک افضل و خرمق وہ ہدایت و عزت  
اسی کو بہ سنت صلیہ اور بہ سنت فطریہ ہے لہذا ای کی ہائی امانیت میں آئی ہے بمع اجماع  
میں کہ کسی نہ صرف ان فطریوں میں کہ سبہ ماکان بخلاف ما امر بہ بلکہ یعنی جو حکم شرعی



## وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو مند پاکستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے سلاطین کو اور ان کے نظروں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ یہ سلاطین وہ ہیں جو بیٹوں میں جنگ سے باپ بیٹوں میں جنگ سے بچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں کی وجہ سے وہابیت نے پاکستان میں ایک بڑی مخالفت پیدا کی ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت سے متعلق کسی نے کوئی اور مسئلہ نہا کی گزیرا ہے۔ ان میں پہلوؤں میں مسئلہ پرانے کے، ان کے خلاف ہونے والے اور زمین و آسمان سے اٹھ کر جاری تشریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صد سال پہلے اس کی تشریح تھی وہ ایک جھگڑا ہے۔ یہ فرقہ یہودیوں سے جو کہ اب کے بعض عقائد میں بنیو بہاؤں میں ہے اور یہی ہے جو چھوٹے اور بڑے اور بڑے رونق خطے کے جذبات و مانع درمیان صفت انسانوں کے مانع ہیں۔ وہابیت کا خیال گھومنا بارگاہِ اقدس سے کہ وہ یہ دنیا کے نقطہ سے ٹھیک اور غلط ہے۔ پاکستان میں جگہ میں اس سے قرآنی میں لگایا گیا اور جب کچھ سچا تھا تو اس کو دیکھنا نہایت ہی اچھا لگا۔ وہاں وہ اس قدر بڑھا کہ اس کی مثالیں بننے پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے نتیجے میں اٹھنے والے ملک کے بہت سے لوگوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگ گئی۔ زمانے گزر گئے۔ وقتہ دفعہ نہواستریہ کہ وہابیوں میں سینوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں اہلسنت کی کسی نماز اہل سنت ہی کا

روزہ انہیں کاساج و زکوٰۃ، غناض عبادات و معاملات کے تقریباً جملہ مسائل میں ان روش پر ہیں و کتا ہیں ہیں جن پر اہلسنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں ان سب کو باہمی بھی مانتے ہیں منصفیت کے مدتی لیکن بعض عقائد میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ ظہر "شاں اختلافات پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کر دیا یہ اہلسنت مکران مائیں اور ان کی امامت جواز تبھیں۔

## وجہ افتراق

یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے مابین عقائد میں مسابہ و باہمی مسالاز سے بہرہ ور ہے اور جنات کافی دور ہیں۔ مگر یہ کہ یہ نقطہ خیال سے خدا بن نہیں ہیں مگر باہر اس کے وہ عقائد ہیں جن سے ان میں سے اور مسلمانوں نے ان تمام عقائد میں جو اس قوت میں ابوہریری میں کوئی دو دیتیں وہ ایک ضد ہے اور مسلمانوں کے ہرے میں دنیا باہر ہو جائے۔ یہ چھت بیوں میں و مائیت۔ یہاں جو جانتے فی قرین جری ہو جائیں یہ سب کچھ گوارا ہے مکران غیرہ درنی امور ہا اور ہن صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

### امکان کذب

وہ یوں کہے سے ان کے دین اور اعتقاد کی وجہ سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لئے لذیبے قبیح اور کجاء ہاں ثابت کریں اگر وہ باہمی ایسا نہ کریں اس کے درپے نہ ہوں تو کیا وہ اعتقاد میں ہا فر ہو جائیں گے ایمان سے خارج ہو جائیں گے اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے صحیح ہونے

کی انہیں کیا حاجت ہے وہ کیا مجبور ہیں کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے یا اللہ دین نے مومن ہونے کے لئے ایسا اعتقاد ضروری کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلا دینا حجت سے الگ اور حق دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں مگر اس سے باز نہیں آتے

برائین قاطعہ  
 ہی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ایک کتاب لکھی ہے کہ انہیں کو براہین قاطعہ میں چھوڑ دینی چاہیے کہ ان کے دل میں شک نہ رہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نصیب ہے یا نہیں بلکہ ان کے لئے ایک کتاب ہے جس سے تمام انحصار و شک ایک ایک کتاب میں ہے  
 شیطان و ملک الموت کے لئے ایک کتاب ہے جس میں ان کے لئے تمام باتیں لکھی ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک کتاب ہے جس میں تمام باتیں لکھی ہیں  
 شما کریں جمیع بات سے ایک ہی چیز ہے کہ شیطان کے لئے ایک کتاب ہے جس میں تمام باتیں لکھی ہیں اور حضور کے لئے ایک کتاب ہے جس میں تمام باتیں لکھی ہیں  
 دیگر کے فتوے میں مذکور یہ بات ہے کہ اس قول کی قیاسیت ہے کہ اس قول میں کوئی عقلی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ ایک کتاب ہے جس میں تمام باتیں لکھی ہیں  
 اس کو نہایت ذلیل سمجھنا ہے کہ ایک قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت نصیب ہے کہ ان کے لئے ایک کتاب ہے جس میں تمام باتیں لکھی ہیں  
 خدا کا شریک ہو کتاب کو جو چیز کسی ایک مخلوق کے لئے ہے بلکہ وہ تو ان کی مخلوق کے لئے ہے نہایت مافیہ باسے کہ شرک و نہی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بات بت کے لئے  
 تہرک ہو گا مگر وہ باتوں کے کسی جوہر سے بڑے مولوی کو لایا جائے تو شرک نہ ہو پھر

جس چیز کو شراب لانا اسی کو نفس سے ثابت کرنا ایسا قبیح اور باطل ہے۔ یہ بحث ایک جہد الگ نہ  
 ہے میں تو صرف یہ نکات رو باہنی یا اپنے دین اور عقیدے کے لئے حضور کی شان میں یہ  
 افتقاد رکھنے اور یہ طے کرنے پر مجبور ہوں کہ وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے  
 خارج ہو جائیں گے کہ ان میں ان کا افتقاد مؤمن ہونے کے لئے ضروری تھا تو پھر قرآن  
 پاک میں اس کی تصویر یہ ہے کہ مومن ہمیشہ شریف ہیں یہ سببت یہاں نہیں دیا گیا پس اگر  
 صحابہ و تابعین و ائمہ و علماء و محدثین اس سرمدی عقیدے مخالف بن گئے اس سے  
 مانا ہے کہ یہ عقیدہ امت سے خارج ہے۔ عطف صحابہ سے یہاں نہ لیا گیا  
 و نہ ذوق و نہ شوق و نہ محبت و نہ ایمان ایک فرقہ بنا دے گئے  
 یہ افتقاد یہاں نہ لیا گیا ہے اس لئے کہ یہاں سے یہاں سے یہاں سے اور  
 تبارک و تعالیٰ سے وہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے یہاں سے  
 نہ ذوق و نہ شوق و نہ محبت و نہ ایمان ایک فرقہ بنا دے گئے

یہ طے سے غلط ہے ایمان میں ہر وہی شریعت میں واجب ہے اصل  
حفظ الایمان | عید ہمارے ایمان میں یہ لفظ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر غلط فہمی کا  
 ٹکڑا کیا جائے اور بقول زید جمیع ما تو در یافت صعب اور یہ کہ اس سے بعض غیب مراد ہے  
 کہ غیب اگر بعض علم غیبیہ اورین تو حضور کی کیفیت ہے یہاں غیب تو ہر چیز پر علم ہر  
 صبحی و مجسمہ ان جہاز میں یہاں سے بہاد کے لئے بھی حاصل ہے۔

یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کیسی کھلی تو این میں کہ چٹوایان و باہر اپنے  
 اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کہنا گوارا نہ کریں گے اور کئی جمعیں گے اور دنیا

کہ کوئی عزت و اور آدمی بھی کسی اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے مملوں سے سنا گوارا نہ کرے  
 مگر شانِ اقدس میں یہ کھلے کھلے جابیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے یہ کوئی تئید  
 خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتبار سے  
 کا حکم دیا ہے یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اس کی تاکید کر گئے یا امامت سے اس لیے مملوں  
 سے اعتقاد نہیں کی جاتی امتراز نہیں کیا جاتا و نیز یہ سلام و دعا و دعا کے مملوں میں  
 فساد ہر پاک جانتے ہر ایک ضد سے کہ اس کے مومنین کو نہ ہر ایک سے کہ اس کے مومنین  
 اور بے اولی کے مملات زمانہ یہ زمانہ میں مملات اس کے مومنین کے مملات اس کے مومنین  
 کی تعمیل کرنا فساد و تکیہ ہیں یا مملات اس کے مومنین کے مملات اس کے مومنین کے مملات  
 کو ضعف پہنچا اور جس مملات میں دنیا و دنیا کی ترقی و ترقی کے مملات اس کے مومنین کے مملات  
 کی مصیبت میں مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات

میلاد النبی

اسی عزت میں ذہنی سالہ یہ جہان و دنیا پر اس کے مومنین کے مملات اس کے مملات  
 مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات  
 میلاد مبارک کی مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات  
 احوال کریمہ اور سچرات باہر بیان کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات  
 بیان ولادت مبارکہ کے وقت شانِ محبوب نے الہی مملات اس کے مملات اس کے مملات  
 بڑا ماننے کی بات ہے تہذیب نے اس کو ان مملات سے تیار کیا ہے کہ ان مملات میں  
 سے شمار کیا جائے جس پر اس شہود کے مملات اس کے مملات اس کے مملات اس کے مملات





مبارک اور عرس و فاتحہ تجو و جہلم کے بدعت بنانے کے لئے تم پیش کرتے ہو اس سے  
 بدرجہا زیادہ خود آپ کے محل میں ہیں۔ مگر نہ درسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو  
 نہ جلسہ سالانہ کو، نہ تعین اسباق سابقہ کو، نہ قوانین مدرسہ کو، تو یہ کیا یہ نامائزہ مکر فرائد  
 کے لئے ہے اور اس سے کشتی ہو؟ اتنے بڑے فتنے میں کوئی تو انصاف لے کر مقرر  
 نہیں قلوب کا کیا حال ہے۔ زور بھگئے اور نامہ کر دیکھنی باقی ضرور رہے۔ اس سے انھیں  
 کو حق جو وہ سے بدعت بتائیں جنگ کی بنا ٹھہرائیں اب آپ سے کیا امیدیں مل میں  
 لاتے چلے جائیں نہ زہرہ مابین یہ مسافر ایسے زہرے رکھے بڑھے ہیں میں کڑھتے  
 اور اصحاب عقل و ذہن کو مہر و بحث بناتے یہ ایسی صلی و تیں تیں ہیں۔ یہ بھی اس  
 جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ نہ ہو تو یہ ہیں سے

میرا مبارک و نعل غنیمہ سید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا خدا کے  
 بیان احوال کر یہ ثابت ہوا کہ میں سے باخبر ہونا ایمان والوں کے لئے ایک عبادت ہے  
 حدیث شریف میں حضور کے ذکر کو ذکر شہد بتایا گیا بلکہ ہر آپ کا نام دینی و صف رسالت  
 کے ساتھ اس عزت و فضل سے کہ جیسے اللہ تعالیٰ ذات و صفات اس کے اتنی ہی وہی ہے مثالی  
 کا منکر مومن نہیں ہو سکتا اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی حالت کا قرا  
 نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا جس ذات پر ایمان نہ لے رہے اور جس پر ایمان نہ لے  
 بغیر کفر کی عظمتوں سے نہایت نہیں ہو سکتا اس کے احوال پاک طہیان یقیناً شان اتمہر ہے  
 ہونا چاہیے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لئے منعقد کی گئی ہو اس کو زیب و زینت دینا  
 اور عوام میں باوقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔



ثابت نہیں اس لئے یہ بدعت ہے مگر ان کی یہ بات ایک لالائی قبیلہ اور بہانہ ہے  
خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا  
کے لئے قیام فرمائا ثابت ہے اس پر یہ کہنا کہ ایک شخص جس وجودِ عامہ کے لئے جو اکثر  
کے سامنے ہوا اور سب کو نظر آتا ہے قیام کرنا درست ہے مگر جو یہاں پر یہاں پر  
ذو بختے سول اس کے لئے قیام کرے ایک بالعموم عیب ہے یہاں پر یہاں پر  
چیز شرک ہے وہ حاضر کے سامنے قیام کے لئے سب نیت ہے یہاں پر یہاں پر  
یہ تفریق نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی عظیم جہ کو اس اثبات سے تائب یا عیب سے پاک تو نہ ہو تو  
موجودات طبیعت انسانی سے لے کر مادیات سے لے کر حیثیت سے عیب سے تائب یا عیب سے پاک  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے پیاپی نبی آئے ہیں کہ ان کے عیب سے پاک  
موجودات اور صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب سے پاک ہیں یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ  
اسی طرح حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم جہ کی ولادت میں عیب سے پاک  
مجلس میں جو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب سے پاک ہیں یہاں تک کہ یہاں تک کہ  
دولت میں محبت موجود ہے اس لئے کہ جو ذکر ولادت کے عیب سے پاک ہیں یہاں تک کہ یہاں تک کہ  
کا عیب سے پاک ہے عظیم جہ کے عیب سے پاک ہیں یہاں تک کہ یہاں تک کہ  
سب سے عظیم جہ کے عیب سے پاک ہیں یہاں تک کہ یہاں تک کہ

نیز کسی عظیم نشان دینی کو کسے سنے کیلئے اور کسے اسے ارکے سے قیام رہا ہی منت  
صدا ہے پہنچا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک



کو تعظیم و توقیر کے لئے کوئی ادا خاص کر دی گئی اور طریقہ معین کر دیا گیا اور تعین کے دشمن اور  
 تعین میں کلام کرنے والو ایساں اپنے دل سے کیوں تعین کرتے ہو جو طریقہ تعظیم کا جو معین  
 میں جو امر تعظیم کے لئے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا قدر اور توقیر کے حکم میں داخل  
 دیکھو قرآن سے خوف نہ ہو جب فرماتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بہت  
 تو کوئی وجہ سے کہ قید و انکار کر دو۔

اب رہا یہ جملہ کہ قیام تعظیمی جاز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں منع اولاد و اولاد نہ رہ  
 ہی کے وقت قیام کیوں کیا جاتا ہے اول سے آخر تک قیام کرنا یا نہیں کرنا ایسے فریب  
 اور باز کرنا جائز نہیں کر سکتے۔

دعا یہ بولتے ہو چھوڑ کر کیا کسی اور جائز ثابت نہیں وقت میں کہ ۱۰۰ مرتبہ  
 میں نہ کرنا ان کو ناجائز کر دیتا ہے اگر ہاں نہیں تو یہ ۱۰۰ کوئی آیت یا حدیث مستندہ  
 رائے فاسد و خیال فاسد سے کسی جائز کو ناجائز سمجھ کر منع کرنا یا نہ کرنا یا نہ کرنا  
 نہیں ہے وہ سب چار منہ منسوب ہوں گے لا کوئی دلیل نہ کہیں گے تو ان سے جواب دہ  
 ان کا دعویٰ جھوٹا تھا اور نہ جائز کو کسی وقت تعین میں لانا یا جائز نہیں کرنا

اس مضمون کو بابیہ کے ذمہ نشین کرنا فقط حدیث ۳۰۰۰ میں ہے اور میں ہوتا  
 بندہ ہی کے ساتھ جو مقدار معمول سے جائز ہے موجب ثواب ہے تو فقط ان میں سے  
 کیوں کہتے ہیں اراستہ میں وہی کیوں نہیں ہوتا اس تعین پر کوئی آیت یا حدیث ہے  
 نہیں ہے تو کیا اس تعین سے وہ امر جائز ناجائز ہو گیا ۱۷ طرہ جمعہ کے سوا باقی ایام میں  
 پڑھنا یا جمعہ کو نہ پڑھنا ایسے دو مضامین شریف ہیں مدرسہ کو بہت رکھنا اس تو دلیل کے لئے

جمہور رمضان کی تخصیص و تعیین کیا اس کو ناجائز و حرام ہے ہر کتابت تو سب اس کے  
مجرم ہو نہیں سکتی تو قیام پر متبارک العزاض ایسی جاہلانہ ہٹ ہے جس کی خواہش ہے عمل  
مکذیب کرتے ہیں

علامہ دہلوی پر ذکر کے لئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام  
کو ذرا لاوت سے ساتھ یا ستوی نہایت بہت مضمر راقون صلی اللہ علیہ وسلم قیام  
سے ساتھ ذرا لاوت شریف و مانا کی چیز تھا نہیں ماضی تھی مضمر تشریف دانتے  
دن کے مسائل ذرا لاوت قیام میں جب اگر لاوت مبارک ذرا لاوت قیام و ذرا لاوت  
اور نہایت لاوت یہ جو ۱۰ یا ۱۲ روز سال تھا تو مضمر ہر کوئی مضمر لاوت  
تشریف کے لئے یہ تشریف و حسن سے اس مطلق منہ سے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
ذات سلسلہ سے قیام و ذرا لاوت جو یہ سب سے قبل بھی مسائل دین ہی ہاں  
اور ہذا اس لئے کہ کسی مسطورہ میں ماضی نشان کے لئے مجلس میں بیٹھے  
نویسے لکھا ہوا ہے کہ سال ۱۰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صنعت صحابہ بھی

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ بخاری شریف کہ ایک حدیث لکھنے کے لئے مسلسل  
فہمے دو رکعت ما پڑھتے تک لکھتے مولود قیام سے چڑھنے والے و باقی تہائیں تو ان  
ہاں یہ فعل بدعت تھا یا نہیں کبھی صحابہ یا تابعی یا تبع تابعین نے بھی ایسا کیا تھا تو ان تشریف  
یہ عمل پایا گیا تھا جب ایسا نہیں ہے تو بقول تمہارے بدعت کیوں نہیں ہوا اس سے بھی  
قطع نظر کر کے یہی قیام والا سوال کرو کہ اگر حدیث لکھنے کے لئے یا مسلسل اور دو رکعت نفل  
پر جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیث رسول اللہ

تھے تھے ہمیشہ ہی ایسا کیوں نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی بہترین فرش بچا جاتا نفیس مسند کی بنیاد خواہ امام صاحب عمدہ پوشاک پہنتے، پھر لگاتے خوشبو تیز، کافی باتیں بہتوں کی مجلس حدیث کے لئے ہوتا، قہار کی جہمت کمال تکست لیا، اتنی سیستہ ہوتی والے تھے، قد شیعہ و سنی عزت ملیا، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتی، اس سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تھے تم بھی اگرچہ باخبر ہوتے اور حبیب سب جہاں کے تھے اور یہ ہوا تہ ذرا میلاد مبارک کی فصل و تعطیل کی تہ میں ہیں، میں نے ہوتی

**نعت خوانی** ایک حدیث کہ از مدت و بارگاہ است تین

میں نفیس پڑھی جاتی ہیں یہ تہ ہیں کہ ہر روز نہیں اور ان خصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حدیث مسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نعت شریف کی مجلس پڑھتے تھے کہ ان کے لئے ہوا فرماتے تھے اور فرماتے تھے اللہم ایددہ و تہ حدیث تہ اس عظمیٰ کی پڑھا رہا حضور کی مجلس شریف میں پڑھی میں حضور کے اذان، احادیث کی مجلس میں حضور اس پر راضی اور خوشنود ہوسے حضور نے پڑھنے، اسے سننے میں، مایاں فرماتا کیا ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا، تو انہیں ملانا کہ ان میں شریعت میں ممانعت وارد ہے! یا دین کے مسائل میں تمہیں کوئی ایسا اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو







رائے

اس کے علاوہ یہ کتاب جو علماء و محدثین ہر مائتہ و اربعہ میں جاتی ہے اس میں کیا اضافہ نقصان ملے گا اور احسان شریعت میں خود سے اضافہ کیا حاصل نہ ہوگا۔  
لئے جو اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
وہی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
تہ بڑا اضافہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
ہاں یہ بات ثابت ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
نے جہاں رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و احکام کی بہت بڑا سخت دل کھنکھاتا ہوا  
زنا و اپنی والدہ کے ایساں ثواب کے لئے کنواں بنوایا حدیث شریف میں موجود ہے  
اس مسئلہ پر امام اہل سنت کا اتفاق ہے شرح عقائد اور تمام دینی کتابوں میں مصرح ہے  
پھر وہ کیا نیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے، صرف گیارہویں تاریخ کا تعین، تو کیا اس کی  
ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے، اعلیٰ فیہ کے لئے تعین اور خاص اموات کے  
ایصال ثواب کے لئے حدیث شریف سے ثابت ہے۔ خود حضور انورؐ نور محمدؐ ہاں یہاں





دہائی اپنے اکابر کو توبہ کی بہت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندو پاکستان کی یہ منہ  
جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلہ جو یہ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند ایسا ہے کوئی ایسا انسان  
جو اس کوشش کے لئے کمر بستہ اور تیار ہو! جاہل سے جاہل انسان اور سرشت سے  
شخص بھی خدا کے حضور توبہ کرنے اور جہنم نماز خال پر رہنے میں مصمم  
کیا دعویٰ داران علم و رسم ذاتی علی طور پر ثابت یہ کہے کہ ان میں اتنی اہمیت  
ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

المسألة

موالیت

سید الطیف احصاء صلاہ الا فضل و محقق و مفسر اید آبادی قدس سرہ

[illegible]

فہم: سب سے پہلے یہ سمجھنا ہے کہ وہ کون سی بات ہے جو ہمیں عطا  
ہو رہی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس بات کو سمجھنا ہے کہ

مواالت بکفار  
خاک کے ساتھ دوستی و نموات کی چند صورتیں ہیں۔ ۱۔ دوستی دو  
حیثیتیں ہیں ۱۔ مذہبی ۲۔ اشخاصی۔ مذہبی حیثیت سے کفار  
سے ساتھ محبت و داد و ربا و اقرار و دوستی و کید لی تو مومن سے ممکن ہی نہیں بالضرر کسی  
شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنیٰ میں وہ غبت ہو یعنی ایک  
وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرنا ہے تو وہ مومن نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت ۱۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ

أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (سورہ مائدہ، رکوع ۱) ترجمہ: قومن پاؤ گئے ان کے

کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور کچھ دن پر کہ وہی ہیں ان سے ہوں

سے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اور یہ وہ ہیں

باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں

اما فرامین دونوں تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت دیتے ہیں

المعنى انه لا يجمع "الابناء" مع "الاعداء" و "المنه" و "الذم"

لان من احب احدا "منع" ان يجمع ذلك مع "الذم"

معنى يمين كى يوافق دشمنان خدا کے ساتھ جمع نہیں کرنا اور

سماتہ کہ جو کسی کو نفرت بہت نہیں ہو سکتا کہ باوجود اس

محبوب کے دشمنیت محبت میں رہے

آیت ۲۔ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

أُولَئِكَ سَمِعُوا مِنْ آلِ هَارُونَ أَوْ مَا تَرَوْا

سُحْتًا تَوَلَّوْا لَهُمْ (سورہ مائدہ، رکوع ۱) ترجمہ اور اگر وہ ان کے

تفسیر ایک میں ہے۔ یعنی ان موالاۃ المشرکین

تدل علی نفرتیہم۔ (تفسیر مکن ملکہ) یعنی مشرکین سے





عَلَىٰ أَيْدِيكُمْ مِنَّا فَقُولُوا لِمَا كُفِّرُوكُمْ عَنْهُ وَأَلَّا تَعْلَمُوا  
النِّفَاقُ . ترجمہ : کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے منافق  
ہونے کی ظاہر حجت قائم کر دیکوں کہ کافروں سے موالات کرنا  
منافی ہونے کی واضح تردید ہے (تفسیر ابوالسمر، حدیث نمبر ۴۸۸)

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کا ذمہ اس کے دین اور دنیاوی حقوق ہیں۔ دین کا پتہ نہ لگایا اس کے ساتھ رضی مولا حضرت آدم علیہ السلام سے ہے۔ یہاں سے کہیں کہ ایسی دوستی کہ جسے درکار بغرض کسی سے یہاں یہ تو یہ ہوتا ہے۔

۲ حیثیت شخصی :۔ آپ سے صیغہ مذکر کے ساتھ ان کے دین و ملت اور  
دور سے تو دوستی نہیں ہے مگر اس کی نفات کے ساتھ اس میں محبت ہے یہ محبت بھی  
اگر اس دور پر پہنچی جائے رہا دوست کے دین اور شمار دین اور ملت قلب سے  
نکل جائے یا کم ہو جائے یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استقامت  
کرے اور اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی  
منافی ایمان ہے۔ اور آیت مذکور بالا کے عموم میں داخل ہے۔

آیت ۵. و قد نزل علیکم فی الکتاب اذا سمعتم آیات اللہ یلقیہا ویستہزیئ بہا فلا تقعدوا معها حتی ینزلوا

فی حدیث غیہ انکم اذا مثلتم ان اللہ جامع المنافقین  
والکفرین فی جہنم جمیعاً۔ (سورہ نساء، ص ۱۹) اور بیشک اللہ  
تر پر کتاب میں آتا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو ان کا انکار  
لیا جاتا ہے ان میں بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھو  
جب تم سو سو بتیں مشغول ہوں ورنہ تم بھی نہیں جیسے  
بوشاش اس میں فحش و ہذاں سب کو پھینک دے گا۔

نہایت غریب و فاسق

یہاں لکھا ہے کہ سورت مستحکمات آیات اللہ اذ  
ہو۔ لکھا ہے کہ وقت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ اگر تم میرے ساتھ آؤ گے تو میں تم کو اللہ کے ساتھ  
رہنے کے ساتھ ساتھ لے آؤں گا۔ اور وہ فرمایا کہ جو لوگ  
میرے ساتھ آئے وہ میرے ساتھ رہیں گے۔

تفسیر ابوسعید خدری سے۔

ی لا تقعد معہم فی وقت انکسار نعمتہ کہ مستقر  
مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس اس وقت تم ان کے ساتھ  
بیٹھو بیشک اگر تم یہ کرو گے تو کفر و عذاب میں ان کے شریک ہو



ایک وجہ سے ایمان اور کفر کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتی  
پس جب دل میں دشمنانِ الٰہی محبت حاصل ہوتی تو ان میں ایمان  
حاصل نہیں ہوتا اور وہ شخص منافق ہوتا۔

اور محبت اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ اس کے ساتھ ایمان یا کفر  
میں کوئی عیب نہ ہو اور اس کے ساتھ ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر  
جائیے کہ اس کے ساتھ ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر  
تیسری وجہ سے ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر  
کے ساتھ ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر۔ لایعنی اللہ تعالیٰ

تفسیر

الحب الیہ من اللہ ورسولہ والحب الاختیری مستحب

یہ اس تکلیف کے لئے کہ ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر

رہے اور نہ ایمان یا کفر کے ساتھ ایمان یا کفر

افقار اور سودا کے تیب۔

الحب الیہ من اللہ ورسولہ والحب الاختیری مستحب

الایہ من اللہ ورسولہ والحب الاختیری مستحب

الایہ من اللہ ورسولہ والحب الاختیری مستحب

الایہ من اللہ ورسولہ والحب الاختیری مستحب

رسول سے زیادہ محبوب ہوں محبت اختیاری جو اپنا اثر ملازمت و  
عدم مفارقت اپنے ساتھ رکھتی نہ جبری محبت جس سے بشر غالی ہوتا  
کیوں کہ تکلیف جو طاقات پر دازست یہ اس کے تحت داخل ہی  
نہیں۔ تفسیر السورہ جلد ۴۔ مثلاً

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت ہے  
المادة "عيب الاختياري دون المصطفى و لا من حر حقت  
التكليف لتخفف عنه"۔ تفسیر مصادق ص ۲۰۲۔ "فمحبت  
اختیاری ہے یہ طبعی کیونکہ محبت طبعی سے جفاقت طیف  
داخل نہیں ہے۔"

اور جو محبت طبعی و جبری نہیں اس میں وہ بھی نہیں رہتا جو طوق عدت  
قلب سے کہ دوستی دین میں مدد بننے والی جو طاقات شرعیہ انکار و اور غلام  
کہ اہست و نفرت برقرار رکھے اس سے اسلام یا مسلمانوں کو بھی ایذا پہنچ سکتا ہے  
مومن کے خلاف اور منہرست اور غلط مودۃ لغافل مانفوت ہیں یہ قدریات  
وارد ہیں کہ مختصر میں ان کا بیان کرنا دشوار ہے۔

آیت (۱۰) بایہ الذین اموالا تتخذون اعدی وعدوكم اعدیاء  
تلقون الیہم ماثوۃ وقد کفر بانبا جاء کفر من الحق (آلہ)  
(سورہ ممتزہ رکھ ۱۰) اسے ایمان والہ میرے اور اپنے دشمنوں کو  
دوست نہ بناؤ تم انہیں غیبر میں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ

دو منکر ہیں اس حق کے ہر تہا سے پاس آیا۔

آیت ۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ

منکر ولا منہر۔ ۱۱: سورہ فاطر کوخ ۳

عبدالبرہان کے دوست مولے جن پر اللہ کا غضبست دوتا میں

کے ہیں: جن سے

آیت ۹۰: یا ایہا الناس اتقوا ما غضب الله علیہم فخرت

۱۔ اس سے اس قدر کہ اس کی زندگی پرانہ منصب ہے۔

آیت ۱۰: متدروسوله و ذین صراذین یتیمون

مسألة: رتبة السكوة وهو ركعون ومن يقول

انہ کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی یہ بات یاد دلانی چاہیے کہ ان کے مذہب کے نام پر کسی کو قتل نہ کیا جائے۔

و نہایت دوست نہیں کرنا ادا

مارسول اور یان، سے گنہگار قائم کرتے ہیں اور نگرہ دیتے ہیں اور

ان کے سوا مجھے نہ تھے ہیں، ارجمند اور اس کے بہنوئی اور بہنوں

کو بنیاد ست بنائے تو اشد سی کا گروہ غالب ہے اور گروہ بنیان

لاے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کا فزول

سے دوستی کرنے لگا ان میں تو بہترے دوست ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ قَالَ لَا تَتَّخِذْ أَعْدَاؤِي أَعْدَاءَ وَوَدَّ أَوْلِيَاءُ الْعَدَاةِ  
وَالْمُحِبَّةِ لَكُمْ وَهُمْ مِنْهُ قَتِيلٌ لَا يَجْتَمِعُونَ فِي مَحَلٍّ وَحِدٍ وَنَحْنُ  
عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمْ أَفْرَاحٌ أَمْ كَانَ اجْتِمَاعُهُمْ قَتْلٌ بِمَا كُنَّا  
أَعْدَاءَ الْمُسْلِمِينَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَعْدُودِهِمْ ثُمَّ سَأَلَهُ  
وَمَعَ ذَلِكَ يَجُوزُ أَنْ يَتَحَقَّقَ بَيْنَهُمْ أَلْوَانُ الصَّدَاقَةِ  
بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَوْلَادِ بِيَوِيهِ وَغَيْرِهَا فَجَاءَ فِي  
الْجَوَابِ أَنَّ ذَلِكَ يَحْتَاجُ إِلَى تَقَرُّبٍ وَحِدَةٍ  
وَحِدَةٍ لَمْ يَكُنْ وَحَيْثُ كَانَ يَكْتَفِ بِغَيْرِهِ وَنَحْنُ  
قَوْلُهُ وَحِدَةٍ وَحِدَةٍ فِي مَعْنَى مَعْدُودِهِمْ وَنَحْنُ  
يَنْتَقِي فِي عَدَاوَتِهِمْ لِمَعْرُوفَةٍ مَوْلَانِيَّةٍ وَحِدَةٍ  
لَهُ سَوَاءٌ أَوْ أَعْدَاءُ أَوْ مُجْرِمِينَ أَوْ مُؤْمِنِينَ أَوْ كُفَّارِينَ  
تَجَرُّوهُ بِسَبَبِ كَرَمِ قَائِلِهَا فِي سَبَبِ وَدَارِ قَائِلِهَا  
أَبْنِ دُشْمَنِي أَوْ دُشْمَنِي بِهَا عَادِلِي أَوْ دُشْمَنِي بِهَا  
كِي وَحِدَةٍ أَيْ مَحَلٍّ فِي مَعْنَى مَوْجِبَةٍ أَوْ نَافِئَةٍ  
مُتَّحِقَةٍ زَانِ عِلَاقَةِ جَمَاعَةٍ مِنْ مَوْجِبَةٍ أَوْ نَافِئَةٍ  
أَيْ مَحَلٍّ فِي مَعْنَى مَوْجِبَةٍ أَوْ نَافِئَةٍ  
جَمْعٍ مَحَلٍّ فِي مَعْنَى مَوْجِبَةٍ أَوْ نَافِئَةٍ  
جَمْعٍ مَحَلٍّ فِي مَعْنَى مَوْجِبَةٍ أَوْ نَافِئَةٍ

لکھتا ہوں بیشک کفار اللہ اور رسول کے دشمن ہونے کی وجہ سے  
 ہی مومنین کے دشمن ہیں اور باوجود اس کے مومنین کو دنیاوی امور  
 نفسیاتی اور اصل کی وجہ سے مومنین نے ممالک دوستی جو سکے  
 تو اس سے بے نیاز کیا نصرت کے چہرہ پر باریں ماسکے باب  
 یہ ہے کہ تو اس میں سے جو تم نصرت میں تو طریقت میں  
 سب سے پہلے یہ نصرت کے ساتھ ساتھ مومنین کے ساتھ  
 یہ ہے کہ مومنین کے ساتھ ساتھ مومنین کے ساتھ ساتھ  
 مومنین کے ساتھ ساتھ مومنین کے ساتھ ساتھ ساتھ ساتھ  
 مومنین کے ساتھ ساتھ مومنین کے ساتھ ساتھ ساتھ ساتھ  
 مومنین کے ساتھ ساتھ مومنین کے ساتھ ساتھ ساتھ ساتھ

بیت ۳ ..... متعدد و بہار کے، احوال کے دیبا  
 ..... سب سے پہلے ہی بیان دے من پتو ہوسمکے فو لنک  
 ..... سو فوہ ..... تانے پات و لوتے باپ  
 ..... ہا یہاں لودہ ست ..... ہا یہاں لودہ ست  
 ..... جوئی ن سے دوستی کرے گا تو وہ نجات میں۔

امام علیہ السلام علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں  
 لما امر الله مني بالهجرة من المشركين قالوا كيف يمكن  
 ان يقطع الرجل اباؤه واخوته وابنه فذكر الله ان مقاطعة



الرجل امله واقاربہ فی الدین واجبة فامومن لایوالی  
 الکافر وان کان اباً وکاً واکھاً وابنہ (خازن جلد ۲ ص ۱۱۱) یعنی  
 جب مسلمانوں کو مشرکین سے بیزاری کی حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا  
 کہ کوئی کفر نہیں ہے کہ آدمی اپنے باپ جانی اور اپنے بیٹے سے  
 قطع کرے تو آخر تو انہوں نے فرمایا کہ دین سے مراد میں آدمی  
 اپنے اہل و اقارب سے قطع کرے تو یہ سنت نہیں ہے اور  
 دوست نہیں بناتا خود اہل کابائے تو یا بھرا ہا

انہیں ظاہر ہے لا تعدوا سمع ویدوا (ص ۱۱۱) ص ۱۱۱  
 تو یہ بینہ کفر و بیہومینا کی تفسیر میں آیا ہے

هذا الاستثناء یجمع فی مثل ذلک

الکفر والمانعین لا یؤثر بحال یعنی یہ سنت و آیت

میں نہ ہر کے قائل طرف و جمع ہے نہ ہر کے قائل طرف

کفار و منافقین کی نسبت کسی حال میں عاریتاً عیناً عیناً

اما قرآن الدین ماری آیت لا تعدوا سمع ویدوا بآئینہ کی تفسیر میں آیت میں

والثانی انہما یجتمعان لکنہ معصیۃ وکبریۃ علی

الوجه لایکون صاحب ہذا اودادہ غریب سبب ہذا اوداد

بل کان عاصیاً فی اللہ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۱۱) دوم یہ کہ وہ

دونوں مولات کفار اور ایمان میں ہر بائیں لیکن کفار کی دوستی

صوبت انیسویں کے مباحثت کفا کی باقی صورتوں کے اسرار سہائی میں مذکور ہو چکے کہ وہ غنائی زبان میں اس صوبت کے ملاح اور ان کی علیہ ارمہ نے تیار کردہ مصحفیت و کبیہ سے چھ اس نمونہ است کی خدمت میں بعد فرمانے سے وہ ہوتی ہیں پہلی اور نو دہائی ذکر فرماتے ہیں :- حضرت یوں سے ملاحظہ فرمائیے کہ یہ باقی صورتوں میں اس صوبے سے دو دیکھی ہوئی دواستہ ہیں ان کے نمبر ۵۶۱ و ۵۶۲ ہیں۔

[illegible]

مست چنسطر کے جوہر مائے ہیں

المعصاة من نعم الله عليه بهذا نعمة العزيمة كيف  
يمكن ان يحسن في قلبه مؤدة اعداء الله . ( تفسير كبرية )

امام علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن محمد بن محمود شافعی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں  
 من المحدث ان تجد قومًا مومنین يوالون المشركين

والمراد انه لا ينبغي ان يكون ذلك وحقه ان يمنع  
ولا يوجد بحال مبالغة في التوحيد بالتصيب في مجاهدة  
اعداء الله مباعد تعمر والاحترار عن مخالطهم و  
معاشرتهم (تفسير مدارك جلد ۴ ص ۱۲۱) یعنی یہ نامکانات  
سے سے آب ایمان دارانے کو سترتین سے دوری سے باتیں  
مراویہ ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیے اور دوستی و محبت سے یہ باتیں  
ہو اور کسی حالت میں نہ پانی پائے یہ تمنا نہ کرنا کہ  
معاشرت سے یہ سیر و بیانی و رفتاری سے نہ کرے  
نے زور دیا جائے۔

اس مضمون پر جس کثرت سے آیات و عبارات تفسیری بیان کی گئی ہیں  
جائے تو ایک ضخیم کتاب جو نہ گروہ و نہ آیات و عبارات سے یہ فتویٰ میں ہوتا ہے وہ  
کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت و رفاقت و دوستی میں جو اس کے  
ایسی محبت ہو تو وہ دوسری نہیں کہ دوست اور رفاقت کی ذات سے اس کی محبت ہو مگر  
اسلام کی مخالفت و استہزاء پر یہ شخص اس محبت کی وجہ سے اس کی محبت نہ کرے  
دوست کی رضا جوئی کی وجہ سے صبر کرے و اسی محبت کے باعث اپنے شاہد و سوا  
اس کے طلب کو نفرت تائید سے تو یہ بھی دولت ایمان سے ہو و اور نہ کہ کفار میں ان  
اور اگر محبت اس درجہ کی نہیں کہ اپنے دین کی ہر اور نہ کہ اسلام کے دین  
کی نفرت و دل سے کم ہو بلکہ باوجود اس کے دل میں کفر و شعار کفر و اسم کفر کی پوری



# کفار کے ساتھ مخالفت و معاملت

یہ کہنا بزرگ صحیح نہیں ہے کہ مخالفت و معاملت مطلقاً نہ ہوالات و مہلات  
 نہیں کیونکہ مہلات اور دوستی کا حلق جیسا کہ محبت و رفاقت ہے۔ مہلات یہاں  
 رفاقت و اختلاف اور دوستی و بغض کے درمیان ہے۔ جو کہ یہاں سے یہاں تک  
 و مصاحبت ہو۔ محبت و مشابہت تمامہ تو ان بھی کہیں سے کہیں نہ ہو۔ مہلات  
 امور ان کے ہاتھ میں دینا بھی ناجائز ہے۔ مہلات تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ  
 ساتھ یہاں پر عمل ایسا کیا جائے جو یہاں پر دوستی و محبت کے ساتھ ہو۔ مہلات  
 مہلات جو کہ محبت و دوستی کے ساتھ نہ ہو۔ وہیں مہلات تمامہ نہ  
 علامہ شیخ مفتی محمد علی ایت رید لا تعذر۔ مہلات۔ لا تعذر و غیر  
 میں فرماتے ہیں۔

ای جانو ہر مجاہدۃ کلیۃ ولا تعذر امیہ۔ مہلات  
 نصرت ابدار تہم۔ ان سے بالکل علو و رتوب۔ مہلات  
 و ولایت ہر گز قبول نہ کر۔ اگدا فی تفسیر الی سعیدہ۔ مہلات  
 جلد۔ مہلات۔

علامہ مفتی ابو السعود ایتہ ولا تعذر و الیہود و المصیری الی تفسیر میں فرماتے ہیں  
 ای لا یتخذ احد منکم احدا منہم ولای بمعنی لا



تصانوفہم ولا تعاشروہم مضائقہ الاحباب معاشرتم  
لا یعنی لا تجعلوہم اولیاء لکم حقیقہ ذلہ امر متبع  
فی نفسہ لا یتعلق بہ النعمی۔ تفسیر ابو مسعود جلد ۲ صفحہ ۲۷۴  
تم میں سے کوئی ان میں سے کسی کو ولی نہ بناؤ یعنی زبان سے یاری  
نکرو اور ان کے ساتھ دوستوں کا واسطہ نہ رکھو اور اس کی عاقبت  
نکرو یہ معنی نہیں کہ نہیں حقیقتاً اپنا دوست نہ بناؤ یہ اس کی تفسیر  
نہیں اس کے ساتھ نہی کیونکہ متعلق ہو۔

۲۔ جو خلق اور میل جوں کہ حقیقتاً محبت و مودت کے ساتھ ہیں سے اور  
نزدوستی و ملاقات کی علامت ہو سکتے ہیں ان سے کس سے۔ واقفہ صحیح و غلط  
معتبرہ بھی نہیں بلکہ کفار کا اس میں نفع ہے وہ بھی مودت کے ساتھ ملحق و ملاقات  
کیونکہ یہ اگر علامت مودت نہیں تو کم صورت مودت تو اس کی  
تفسیر ابو مسعود جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ ہے۔

وہیہ زجر شدید للمؤمنین من ظہر صورۃ مولات الہم  
وان لم تکن مولات فی الحقیقہ۔ کہ ان کی روح سیات  
ترجمہ اس میں مومنین کو کفار کے ساتھ صورت و ملاقات ظاہر  
کرنے پر زجر شدید فرمایا ہے کہ حقیقتاً مولات - ہو۔

۳۔ جس شخص میں رابطہ قلب و مودت بھی نہ ہو اور علامت دوستی بھی نہ ہو  
اور مسلمان کا اس میں کوئی مقصد بھی نہ ہو مگر اسلام یا مسلمانوں کے حق میں اس سے

ظاہرین اہل کجعت امانہ من فی قوم کفار فیہ اھنہم یلما  
 وقلیدہ طشتین بالایمان دانفا عن نفسه من غیر ان  
 یستحرم ما حرما او ما لا حرما او غیر ذلک من  
 اھل مات لا یحرم کفار علی عورات المسلمین۔  
 معنی آیت یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے توینہم فی مروت  
 اس کے ساتھ دامت اور ازورق کی نہشت وانی کر  
 ہب رہ و مات ہوں ہوں تو رہ رہیں سو توینہم فی مروت  
 رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ  
 کے ساتھ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ  
 رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ

یہ جو تھوڑے۔ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ  
 بنا پر موزاں لعلات وہیں نہ کہ سے سدا رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ  
 کفارہ فائدہ و نفع مقصود۔ وہ اس میں مسلمانوں کی کوئی حاجت و ضرورت یا مقصد صحیح  
 نہ تو جائز ہے۔ وہ ہر اہل کفر میں داخل نہیں۔

روح البیان میں من بتولہ منکر فاندہ منہم کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔  
 ای ہو علی دینہم و معہم فی الذل وذل الذل وذل  
 لدینہم۔ ما الصیحة لمعاملة شراء شیئ منہم و



دوالی ہوں اور مجاہدت کلمہ و انقطاع نام سے مسلمانوں کے ضرر کا نڈیٹ ہو واپس  
ان کے ساتھ ایسے امور میں شرکت جو موع نہیں ہیں اور جس سے اسلام اور ان کی  
کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا ہے جائز ہے قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیے  
آیت۔ ومن يفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا

منہم رقۃ۔ زمر۔ اور جو ایسا کرے گا وہ مال سے حق  
کا برہہ و کرے گا اسے اللہ سے کچھ فائدہ نہ رہا۔ ترن  
سے کچھ ضرر۔

تفسیر السعوتی ہے۔

الا ان تتقوا منہم رقۃ۔ امر یحب نقۃ۔  
لیکون کفر عینک سلطان فتخافہ علی حسرت  
ما لک فعیسئذ تجوز لک اظہار المولات۔ ابطال  
المعادات۔ مگر یہ کہ تمہیں ان کی طرف سے کسی ایسی بات  
کا خوف ہو جس سے ڈرنا ضروری ہے یعنی عداوت و اس کا قریب  
طلبہ ہو اور تم اس سے اپنی جان و مال کا خوف ہو جس وقت  
تہیں اظہار المولات اور ابطال معادات جائز ہے۔  
تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

معنی الا یہ ان اللہ نہیں المؤمنین عن۔ الا الا الکفار  
ومد المنتقم و مباحلنتہم الا ان یکون الکفار غلبین

طلب حل منهم مع مخالفة في الاعتقاد والامور  
 الدينية ليس فيه هذا الوعيد۔ ترجمہ: اگر ان سے  
 دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے ایسی ان کے دین  
 پر اور ان کے ساتھ دوزخ میں یہ جہنم ہے کہ ان سے  
 ان کے دین کی وجہ سے۔ یعنی کہ یہ نہیں سمجھتے کہ معاملہ فریب  
 و فاسد سے ہے ان سے ہونی ہو فساد سے لینے کے  
 سے ہونا۔ مخالفت مقدسہ و مخالفت امر و نہی سے یہ اس  
 میں نہیں۔ حل نہیں۔

ہی ملیر یہ الحاد قوم قادیانی وغیرہ فرماتے ہیں۔  
 دام ملکہ للہ بلفہ۔ معجودۃ و لہم لفقہ بحیث  
 انصر مدیر علیہ تحریمة تفسیروں میں صحیحہ و مستحکم  
 لیں معجودۃ۔ یہ مخالفت کے سے یہ نہیں کی وجہ سے یا  
 ہر ایک کے سمجھ سے اس طرح کہ اس سے دین میں ضرر  
 نہ ہو حرام ہیں۔

اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ عمل و موقع پر حسب  
 حاجت و حکم امتداد بھی جائز ہے تاکہ وہ بھی اعلیٰ اسلام کے ساتھ ویسا ہی  
 برتاؤ کریں۔ ہدایہ میں ہے:

وان علم انہم یأخذون منکم عشر ادر نصف عشر

یاخذہ بقدرکما وان کا نوا یاخذ ون الكل لا یاخذ اسکل  
 لانہ غدر وان کا نوا لا یاخذ ون اصلا یاخذ لیترکوا  
 الاخذ من تحریک اولانا حق ہمکار امر الاخلاق بر  
 کر یہ معلوم ہو کر وہ (ال حرب) ہم مسلمانوں سے جیسا کہ مرتبہ بالف  
 عشر لیتے ہیں تو اتنی ہی ملے اور اگر مسلمانوں میں سے یہ ہیں تو  
 یہ گلہ ہے اس سے غدر ہے اور اگر وہ باطل ذیتے ہیں تو یہ بھی  
 باطل ذیتے ہو کر وہ ہمارے چارے لیتے ہی چھوڑ دیں گے۔  
 ہمہ اتفاق رہیے گئے نہ ہو رہیں۔

## یہود و نصاریٰ اور محارب و غمیزہ

محارب کا فرق: محارب وہ کوئی بھی ہے جو کسی یا ہندو، مسلمان، عیسائی، یا کسی  
 سے منوع اور نہیں منے ہے اس باب میں محارب اور غیر محارب میں فرق نہیں بات ہے۔  
 سب کے کفار سب ہی اسلام، اہل اسلام کے دشمن ہیں۔ الکفر ملکہ وحدۃ لیتے وقت  
 بد کوئی بھی مسلمانوں سے دگدر کرنے والا نہیں جس کو وقت ملا اس نے جنگ لی جس کو منوع  
 نہیں ملا وہ ہر دم موت کی تلاش میں ہے اور اس کے سینے میں میں موت ہے۔  
 وہی ہوش و غضب ہے جو محارب کے دل میں ہے۔ یہ اس سے کسی طرح کا نہیں لڑائی

بعضی قدم قدم کی ہے کوئی توار سے رزق بل میں آتا ہے کوئی دوست بن کر غنیہ تدابیر سے  
 کام کر جاتا ہے اور صیاد کی طرح رفقہ مصیبت کرنے کے لئے داندہ ساتھ رکھتا ہے اور  
 بال خاک میں چھپاتا ہے اور اپنی عیاری و دیکھ بھری سے غریب بچاتا ہے مسلمانوں کا دوست  
 ان میں ایک ہیں نہیں

[illegible]

حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملے  
 ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے اور جب اکیلے ہوں تو تو پر انگلیاں  
 چاہیں غصہ سے تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی عین میں اسد خوب جانتا ہے  
 دلوں کی بات نہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بڑے روزگار کی پہنچ  
 تو ان پر خوش ہوں اور اگر تم صبر نہ کر سکتے ہو تو اس سے  
 تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جیسا کہ ان کے سب کچھ رات سے مانتے ہیں

کھانک عدوت قرین پاک سے جس صہمت کے ساتھ وہ دانی و پائی  
 آتش غضب و عناد کے تیز شر دلوں سے پہنے کے سے سرور و کاد و یادداشت  
 عقل سلیم اور ذی ہوش جانتا ہے کہ جن کے قریب وہ دوست ہے ان سے بددلی  
 دشمنی و عناد کے دریا سے طوفان نیز میں ان سے مانع مطلق و اس واسطے جو وہ بہت  
 سمجھنا خود کشی کا مترادف ہے ۔

عداوت ہمیں کی طبیعت بن جینی وہ موقع نہ پائے سے وہ ست کھیلنے  
 کے قابل نہیں ہو جاتا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سانپ و قوسم سے یہ بات تو وہ سمجھتا ہے  
 حملہ کر چکا وہ تو جیسا کہ مترادف کے قابل ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ  
 اس سے احتراز کرنا کہ ہمتی اور جہ غصہ سے نہ حملہ آور اور غیر حملہ آور کے ساتھ ایسا کہ  
 نہایت بے جا ہے ۔ باری دلیل کائے ذہیر طے سانپ سے احتراز کرے اس کو اگر  
 میں پرورش کرے تو اس کو لا یتقل و نادان کہا جائے گا اور ہلاکت اس کا مال کا ہوگا

قرآن پاک نے اس پر بجا تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو ذنب اور ہوشیار کیا ہے۔  
 آیت ان یثقبوکم یحسبوا الحکم اعداء دیبیطوا الیکم ایدیم  
 المستعمر بالسوء و دواء تکفرون کفار اگر تو پر موق پائیں تو تمہارے دشمن  
 ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اپنی زبانیں جڑی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان  
 کی تمہارے رسیوں میں تر ہو جاوے گی  
 تفسیر: یہ آیت ہے۔

و یثقبوکم یحسبوا الحکم اعداء دیبیطوا الیکم ایدیم  
 والمستعمر بالسوء و دواء تکفرون کفار اگر تو پر موق پائیں تو تمہارے دشمن  
 ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اپنی زبانیں جڑی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان  
 کی تمہارے رسیوں میں تر ہو جاوے گی  
 تفسیر: یہ آیت ہے۔

نہیں کرتے کیوں کہ ان کے درمیان مخالفت ہے پس تو بھی ان  
سے دوستی و محبت نہ کرو۔

تفسیر مدارک میں ہے۔

ان یثقفوا کم ای ان یظفروا بکم دیتمکوا مسکرم یصوبوا انکم  
اعداء حال صی بعد و لا یکنوا لکم اعداء لہما انتم  
یسطوا لیکم اید یعمرو لستمعروا سوا اخر  
والشعر و و ذو لو تکفروا تموا لو توند و ع یہضم  
فاذا موادۃ متلہم خطا عظیم منکم و بالاصی و  
کان یجری فی باب شہر بحری مصداق لہ مکنتہ  
کانشہ قبل و و اقبل کل شئی کفرہ و شہد انکم  
یعنی انہم یویدون ان یلحقوا بکم مہم یدریا  
والدین من نفس و لا نفس و فی بقی الاصل و کما  
اسبق المضار عندہم و لہا علیہم ان الدین عمر  
علیکم من ارواحکم لا نکم بد الوان لہا و نہ و عذاب  
شبیہی عندہ صاحبہ ترجمہ یعنی اگر تم پر واقع یا شہ  
اور قادر ہوں تو تمہارے دشمن خاص اعدائے بن جائیں اور تمہارے  
تہابی طرح وہ تمہارے دوست بن جائیں اور وہ تمہاری طرف  
اسنے استخوان زبان بدی کے ساتھ دراز کریں قتل و شتم کے





نہیں کرتے اس لئے ان کے ساتھ موالات جائز اور نصاریٰ کے ساتھ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ وہ ہر سرچنگ ہیں قطع نظر اس سے یہ بیان واقع کے خلاف ہے اس دن کے حالات ظاہر و مخفی عداوتیں حریفانہ چالیں قوم قوم کی پذیر ہیں جو ہندو بنی تے ہیں۔ آہ اور گناہ پر کے واقعات مسلمانوں کو قتل کرنا عورتوں اور بچوں کو جلانا گھوڑوں پر قرآن شریف اور مسجدوں کی بے حرمتی کرنا اور عورتوں کی ایذاں سب سے بگڑا ہیں۔ ان سب سے قطع نظر کیجئے تو یہ تفرقہ قرآن پاک کی کہیں میں سے نہایت ہے اور مذکور ہو چکی ہیں اور اس سے زیادہ ہیں کہ مختصر میں میں کی جائیں

آیت: لَا يَنْهٰكُمْ اَنْتُمْ عَنْ دِيَارِكُمْ بَقِيَتْ تَوَكُّفٌ فِيْهَا

يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ تَدُوْهُمُ وَتَقْتُلُوْكُمْ

نَاثِقَةٌ بِحَبْلِ الْمُنَظِّطِيْنَ زَمْرٌ اَنْتُمْ تَسِيْرُ فِيْهَا

نہیں کرتا جو تو سے دین میں رہا ہے۔ رہنمائی تو سے

سے نہ جا کر ان سے ساتھ احرمان لرواؤ ان سے نہ

برتاؤ لرواؤ بیک انصاف۔ اس سے نہ کہ جواب میں

اس موقع پر مسلمانوں میں ہیں کہنا مسئلہ بدل بدل میں سے اس کے

کہ اول تو یہ آیت جس معنی پر متدل کر تھیں اس سے کے منسوخ ہے۔

تفسیر مجاہدین میں ہے۔ وَهٰذَا اَفْضَلُ اَمَّا بِالْجِهَادِ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيلِ

یہ حکم زیادہ سے قبل تھا۔

علامہ عبد الرحمن بن محمد دمشقی رسالہ تاریخ و منسوخ میں لکھتے ہیں:

سورة الممتحنہ یہاں من المنسوخ ثلثہ احکام العکم الاول  
 قوله تعالى لا ينہاکم اللہ عن الدین لحریقاً لکم فی الدین الی  
 قوله تعالى ان اللہ یحب المقسطین نسخ بقوله تعالى اقلوا  
 المنسوخین • یعنی سورہ ممتحنہ میں تین منسوخ ہیں غزوہ  
 اولیٰ از اسلام حرۃ منصفین تا یہ قتل منکر کیے

مسنی ہوا

تفسیر یہ ہے —

وہاں کہ اللہ تعالیٰ بقدر قضاوت کے یہ نیت کویت قتال

نے منسوخ کیا تصدیق یہ ہے •

اور اللہ تعالیٰ نیت مسنہ ہو تو بھی اس کے یہ اسناد میں جو نیت

نہیں یہاں حدت حرۃ ملوحت لغاری و مروتی کہ یہ روئی دلیل قاضی نہیں ہے •

۱۔ اگر حضرت بنی ہاشم کے وہ مراد ہیں جہو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلامت ترک قتال و مطرہ و یرسد یا حق و وہ خود غزوات میں اس نیت میں حضور صلی اللہ

علیہ السلام کو صلہ کیا گیا کہ اس سادہ کی مدت تک و غزوات میں یہ قول ابن عباس اور متذکرین اور

میں ہے

۲۔ مجاہد کا تو یہ ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو کہ مکہ میں ایان لائے اور انہوں نے

ہجرت نہیں کی۔

۳۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں اور بچے مراد ہیں •

كان الظاهر من امر المقلبة في الآيتين ان يقال في الاولى  
 ان تولوهم كما في الثانية او بعكس ويقال في الثانية  
 ان تبوءهم كما في الاولى اويذكر كحل منهما فكر من لا يميز  
 لكن الدلائل العقلية والشواهد العقلية دلت على موافقة  
 بالكافر غير جائزة مطلقا كان او غير ذلك خلافا لما قد ورد  
 جائز في غير المقتل غير جائز في مقتله كالموت  
 ترجمه: دونوں آیتوں میں جو مقتول ہے اس کے کافر سے مل کر  
 قتال نہ کرنا بت میں ان کو لوہم فرمایا، دو دونوں میں سے کون  
 تبوءہم فرمایا یا نہ ایک کو دونوں آیتوں میں فرمایا، یہی  
 دلائل عقلیہ و شواہد عقلیہ پر دل میں کر کے دیکھو کہ اس سے خواہ  
 وصال ہو یا غیر قتال بخلاف یہاں کے کیوں، غیر مقتول سے یہ  
 بھی موافقت کی طرف نا جائز ہے۔

ان عبارات سے معلوم ہو کہ ہرگز مطلقاً موت نہ ہوتی ہے عام ایما  
 وہ محارب ہو یا غیر محارب اور یہ ضمنی آیات کثیرہ سے ثابت ہے  
 آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بعاثہ من دونکم لایا لکم  
 خیالاً ترجمہ: اے ایمان والو! غیر ہل کو اپنا ازاد نہ بناؤ، وہ تمہاری  
 بڑائی میں درگزر نہ کریں گے۔  
 تفسیر غزالی میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقیل اللہ بعدہ جمیع اصناف الکفار ویدل علی صحۃ  
 ہذا القول معنی الایۃ لان اللہ تعالیٰ قال لا تتخذوا بطانۃ  
 من دونکم فمنع المومنین ان يتخذوا بطانۃ من دون المومنین  
 فیكون دالک ہیباً عن جمیع الکفار۔ اخرون جنہوں سے  
 کہا گیا ہے ان سے دار کے جمیع اصناف مراد ہیں اور ساتواں  
 صنف یہ ہے کہ منیٰ و مات و ماتہ کے لئے نہ قالے نہ فریہ نہ تتخذوا  
 بطانۃ سے دونکہ تو نہیں دینے کے دار و ارباب سے یہ دینے  
 فارغ سے ہے۔ مستود

آیت یہ کہ الذین امنوا ورحمۃ ربہم کبرۃ یروونہا فی عینہم کما تفتخرون  
 خیر من جبر سے دار و ارباب کے لئے یہ ہے کہ  
 نہیں نہایت ہندوں کے بھرت مسکین کر رہے۔

قیل ہ عامہ فی جمیع اصناف الکفار وعلی المومنین ساری جابو ہر  
 ولا یطیعو ہر فی شئی حتی لا یتحدروہر وافرقتہر  
 مدار مدار سے ترجمہ کیا کہ یہ تمام کفار کے حق میں عام ہے اور  
 مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے حد و رہیں کسی بات میں ان کو کما  
 مانیں تاکہ وہ انہیں اپنی موافقت پر مجبور نہ کریں۔

تفسیر کبریٰ میں ہے یہ الذین امنوا لا تتخذوا دینکم ہر کے تحت

فرماتے ہیں۔



عمرانہ تعالیٰ نہی فی الایات المتقدمة عن اتخاذ  
ایہود و النصارى اولیاء و ساق الكلام فی تقریرہ شور ذکر  
ہمہما لہی علت موالات جمیع الکفار و ہر ہذا  
الایۃ زمر ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں  
و صا و اوہ است غایت سے منافقت زدانی اور اس کی تقریر  
تین مرتبوں میں بیان تمام کفار سے مراد کی ضرورت  
دلی

آیت اولہ و است غایت میں اس کی ضرورت کی وجہ  
میں سب سے پہلی آیت میں لفظ و جب سے متنی کہ گروہ احران و انصار  
و غیرہ... لفظ و است غایت میں اس کی ضرورت کی وجہ  
میں سب سے پہلی آیت میں لفظ و جب سے متنی کہ گروہ احران و انصار  
و غیرہ... لفظ و است غایت میں اس کی ضرورت کی وجہ

آیت اولہ و است غایت میں لفظ و جب سے متنی کہ گروہ احران و انصار  
و غیرہ... لفظ و است غایت میں اس کی ضرورت کی وجہ  
میں سب سے پہلی آیت میں لفظ و جب سے متنی کہ گروہ احران و انصار  
و غیرہ... لفظ و است غایت میں اس کی ضرورت کی وجہ

ہو ان مولو لکفرین لقراۃ بینہما و الصداقة قبل الاسلام  
او غیر ذلك تصیر ایک جلد ۲۲ کفار کی موالات اور دوستی  
سے مسلمانوں کو منافقت کی گئی خواہ دوستی کس قرابت کی وجہ سے  
ہو یا اسلام سے پہلی رسم و راہ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

قيل ان عبادة بن الصامت كان له حلفاء من اليهود فقال  
يوم الاحزاب يا رسول الله ان معي خمسة من اليهود  
قد بعيت ان تظهر بهم على العدو فلعلت هذه الآية  
وقوله لا يتخذ المؤمنون الكافرين الا اعداء يعني ضاردا  
او اعداء من دون المؤمنين والمعنى ان بعدد مؤمنين  
ولا يئة من هو غير مؤمن فهو اعداء مؤمنين من اليهودية انما يريد  
ان يولدوا كفارا ويلاطو فمهم بقرعة بينهم خمسة  
او معاشرته وادحسنة في الله وبعص في الله بغير  
واصل من اصول الايمان من بايكة عبادة بن  
صامت کے یہودی حلفائے تھے جو بعضی تہذیبی جنگ  
افزائے کے روز منہور سے غرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں اور میں مناسب بھتاؤں دشمن  
کے مقابلہ میں اس سے مدد لوں پس یہ آیت نازل ہوئی لا يتخذوا  
المؤمنين الكافرين اعداء کے معنی یہ ہیں کہ مومن کفار کے اعداء نہ  
انصار نہ ہائیں اور مسلمانوں کے سوا کسی کو یار و مدد نہ شہرہاں ،  
مطلب یہ کہ مومن کے والد دوستی غیر مومن کے لئے نہیں اللہ تعالیٰ  
مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ ملاطفت سے منع فرمایا

نمود پس قرابت و اشتقاق و بیانی که وجوہ او را ذکر سے  
 و سنی و اسی کے سے اثنی ایان کے اصول میں پڑی اصل ہے  
 تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱

تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱ لا یخفوا منہم و لا یخفوا منہم و لا یخفوا منہم  
 معنی صریح علی عداۃ کہ لا یخفوا عداۃ یعنی کفار و کفار  
 و کفار و کفار و کفار و کفار و کفار و کفار و کفار و کفار  
 اثنی ایان تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱

و اب - یہاں قرابت کے تحت میں فرمایا  
 و اب - ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱  
 و اب - ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱  
 تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱

تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱ و اب - ص ۱۲۱  
 لا شک فی الولاية المسمی علی الولاية معنی النصرة  
 اثنی ایان نہیں کہ الایت منور و الایت یعنی نصرت سے  
 تفسیر خازن جلد ۱ ص ۱۲۱

یہ آگے چل رہا ہے میں۔

انما ذکر اللہ ہذا الکلام صیب القلوب المؤمنین و تعریف اللہ  
 ہا نہ لا حاجة بھو الی اتھاذا الاحباب و الانصار من الکفار



وذلك من كان الله ورسوله ناصرا له معينا له فأي حاجته  
به الى طلب الصلوة والمحبة من اليهود والمصرى . يعني  
اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اس لئے ذکر فرمایا کہ مومنین کے قلوب کو ہر  
ماصل ہو اور ان کو مغفرت کرا لی جائے کہ انہیں کفار کا بددعا  
بنانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے کیونکہ اگر خدا کے  
نامہ و بددعا ہوں اس کو یہود و نصاریٰ سے بددعا سے اہمیت  
کرنے کی کیا حاجت .  
(تفسیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

تفسیر کبیر جلد اول میں ہے

وامر ان الله تعالى امر مسكون لا يتخذ الحديث ساهرا  
الا من المسلمين مردیہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو  
کہ دوست و بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ مسلمان  
اور آگے چل کر فرماتے ہیں .

فلا تتخذوهما ونياء وانصارا واحبا ما قال رسول الله  
الخارج عن العقل المرفقة (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۵) تم انہیں اویار  
اور بار و بددعا نہ بناؤ کیوں کہ یہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی بات عقل و ہر  
سے خارج ہے .

کفار غیر محارب کفار تو ہیں دوستی و رسالت تو اہل بدعت اور فساد و فحاشی  
بھی نہیں ہے .

تفسیر خازن میں آیہ فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیوہ کی  
تفسیر میں فرماتے ہیں

قال ابن عباس دخل فی هذه الایة کل محدث فی  
الدین وکل مبتدع الی یوم الفیلة ابن عباس بنی امیہ  
نے مایہ ان آیت میں قیامت تک کے مبتدع وائل ہیں  
تفسیر خازن میں یہ اظہار

نفسہ میں یہ آیہ تقعدوا تو مآلی تفسیر فرماتے ہیں  
وعدہ عن اللہ و کفر و غشاق عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ لکن یقول اللہ عزوجل لا یحرر  
الاناس حتی یتبعوا حرمہ و وجدت بہ وجبت لا  
تعد نوم حرمہ تفسیر یہ حدیث آیت میں غار و فسان  
لہ و فی وجبت سے بزرگ لیا گیا ہے جس پر ہستی عادی نہ  
علیہ السلام مدوی سے زعفریوں و عادات تھے یا رب محمد  
پر کسی عاجز و فاسق کا من مت رکھ کر میں نے قرآن یا رب آیت  
پائی سے لا اتحاد

تفسیر میں بیان میں ہے کہ

و ینبغی ان یعلمہ ان المؤمن کما یلزم ان یقطع موالات  
عن الکفار کذا الذک عن الاقرباء النجار جانا چاہیے

جیسا کہ مومن پر کفارت قطع موالات لازم ہے ایسا ہی بدکار فاجر  
رشتہ داروں سے بھی مقاطع ضروری ہے۔

اسی روح البیان میں ہے۔

عن سهل بن عبد الله التستري قدس سره من صحيح ابيه  
فانه لا يأنس الى مبتدع ولا يأنس ذو يد حلة ولا شر  
ولا صاحب ويظهر من نفسه اعداء وقاتل بعض  
سهل بن عبد الله تستري قدس سره سے منقول ہے کہ میں نے  
ایمان درست کیا میں کو اہل بدعت سے نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں  
میں نے ساتھ نہیں کیے وہ اس ہمارے دیر مرہ سے  
یارا نہ کرے گا ورنہ ان سے نفرت و عداوت ہو جائے گی  
اسی تفسیر میں ہے

بمعنى لعمري من يك مل في قطع عن صاحب معتقد  
والفجار وهل لبدع والاهواء وارباب المعصية والاي  
مؤمن كالم كوجاهة الكفار ورجال بدع واهل ارباب طغوت  
وانظار كل محبت من القطع انفس التفسير البیان ج ۱ ص ۱۰۰  
تفسیر احمدی میں ہے۔

ان قوم الظالمين بعد المبتدع والفاسيق والکافر القعود  
مع کلهم منقطع۔ تفسیر احمدی ص ۱۰۱، قوم ظالم مبتدع اور کافر فاسق

سب کو مانتے اور سب کے ساتھ بیٹھنا ضروری ہے۔

جہد جہاد وفاق و خیر کے ساتھ ہیں مہالات منع سب تو ہر کے ساتھ  
منع ہونے میں لیا تا مل کا ذوق غریب تو کاغذ ہے اس سے ترک مہالات کو فیجیب  
کی بات نہیں بدعت طہ و حق تو حق سے جہد ترک مہالات جو طہ و باقی سے اور خود تو  
مشکل و سہل است و سکون و جہد و ترکین طہ و حق سے ہیں

تفسيراً على ما في بعض النسخ لا تجعله مدياً فخذوا منكم

۱۔ نصرہ ہمارے کتب و حکفروں کا  
۲۔ نصرہ میں لکھا ان نصر مشرکین میں عبد  
۳۔ نصرہ حاکم و وحش من سر اعدا یکتا۔  
۴۔ نصرہ : یہ نوید رسو کے بھی کتابت فرمایا ہے  
۵۔ نصرہ : یہ مسند احمد است فارغیہ مؤرخین سے ساتھ جواز  
۶۔ نصرہ : ثابت نامعنی باطل ہے مسودہ تو خمر خارج میں لکھ  
۷۔ نصرہ : دو مل کتاب سے بہرہا بہتر ہیں۔

کیا تھا اور موالات تو کسی کا فر کے ساتھ جائز نہیں۔

حربی ہو یا غیر حربی اس میں عا پر آیات کثیرہ ہمیشہ موکف میں آیت متذکرہ سے جو از موالات ہیں  
دلائل نہیں تفاسیر کی عبارتیں لکھ چکی ہیں موالات تو کجا کھارست خواہ وہ غیر محاب ہو یا نہیں سے سب  
مذہب سے سلام تک جائز نہیں رکھا۔ یہ آپ صفحہ ۲ پر سے وہ مد میں اعتدال اسلام کی نگاہ  
المسلمین لانہ لانتہادۃ الرافضی علی المسلمین مسطور ہے کہ ان میں سے سلام و مبارک و  
ہے کیونکہ مسلمان پر از و نہ ہرگز نہیں۔

تیز جہان سے لا ولایۃ لکفر علی مسلمہ لعلہ دور دور ہو جائے  
لکفرین علی اخصو صیہ سید و بعد اقل سنہ ۱۰۵۰ھ سلطنت انور  
ہو سکتا لیوندا سے جانی نہ دیکر نہ ۱۰۵۰ھ سے ۱۰۵۰ھ سے ۱۰۵۰ھ سے ۱۰۵۰ھ سے  
مسلمان پر کا ذکر کی گواہ قبول نہیں کر دینی

اگر اس مسئلہ پر عیدت فقہیہ سے یہ جانتے ہوتے ہوں تو میں  
پر لکھا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے نوح و ابراہیم و یونس و عیسیٰ و محمد و صلی اللہ علیہ و آلہ  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلمہ و خلیفہ محمد و آلہ و صحبہ جمعہ

کتب العید المعتصم بحملانہ المستیج

محمد نعیم الدین عفا عنہ العین



اما بعد فقیر محمد نعم الدین نصدہ اللہ تعالیٰ بجزیہ الصدق و ایضاً مراد آبادی  
 در باب انصاف کی عالی خدمات میں اتھاس کرتا ہے کہ اس فقیر نے ایک عزیز کے سوال کے  
 جواب میں قبروں پر پھول اور تر شاخیں ڈالنے کے استحباب میں ایک فتویٰ لکھا تھا۔  
 مولوی حکیم ہدایت علی صاحب جو فریق مخالف کے ایک زبردست طالب کلمے جانتے ہیں  
 اور مدد مسجد شاہی مادیہ کے متعین اور بعض مسکین کے ساتھ بھی ہیں  
 نے اس کا جواب تحریر فرمایا تھا اب میں پہلے اپنا فتویٰ اس کے ساتھ صاحب و فریق  
 نقل کر کے جواب خوب پیش کرتا ہوں اور خدمات اس کے بعد اس کے جواب  
 کہ منظرہ غصہ و محظوظہ ہیں اور جب میری تحریر میں حق نہ ہو تو میں اس کے مطابق دست  
 پائی تو مجھے دعا ہے غیر سے مذہبوں میں امت تارک و حقان میں عدست لایا  
 کفار و ذلالت ناس۔ آمین و آئیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم  
 و اصحابہ اجمعین

# قبروں پر شاخیں اور پھول ڈالنے کا بیان

استفتاء۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین حق سید میں رقبہ پر شاخ  
 سبز کسی درخت کی ڈالنا اور اس سے تخفیف غائب الی امید دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور  
 پھول ڈالنا بھی جائز ہے یا نہیں ،  
 استفتیٰ

محمد سراج الدین محد جہتی داد آبادی

# الحسن الکبریٰ الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء

وحدوثه في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

متفق عليه في كل شيء من الدين

حديث ۱۰۰۰ من القرآن الكريم في كل شيء من الدين

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء

الحمد لله الذي جعل في دينه كبرياء وكونه في دينه كبرياء



ہر قبر میں ایک سنت کو جہاد یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نہ من کیا یا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم آپ نے کس لئے کیا فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کے غائبین  
 تخفیف ہو جب تک یہ دونوں جتنے شاخ فرما کے تریں

حدیث ما عن ابی ہریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فقال اتونی بحریذین واثوہما لعل احدہما یجد حدیثہ والا فلا  
 رأسہ فقال ان حدیثہما بعضہم یفقدہ حدیثہما بعضہم یفقدہ  
 قال فقال یخف عذابہما وہما یجدہ

حدیث ما عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسمی اللہ یقبہن واثوہما لعل احدہما یجد حدیثہ والا فلا  
 احد الفیض واثوہما لعل احدہما یجد حدیثہ والا فلا  
 اللہ علیہ وسلم جہاد لا یتقی من الیہ سرۃ من سرۃ من الیہ سرۃ  
 بالانسیۃ واثوہما لعل احدہما یجد حدیثہ والا فلا  
 حدیث ما عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسمی اللہ یقبہن واثوہما لعل احدہما یجد حدیثہ والا فلا  
 عندہ حدیثہ فقال لا یأمر الی اللہ ینفعہ من الی اللہ ینفعہ  
 عنہ بعض عذاب القبر ما دام فیہا نذرة ان ذلک باب القبر

ماحصل دوسری اور چوتھی عبارت وہاں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 دوسری عبارت وہاں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



فاصابوا معهم سعفاً واخذوا منه حرمين تين ووضعوا هما معه في  
 قبره. ترجمہ: قادیان سے مروی ہے کہ ابوہریرہؓ اسلمی سے اسے مزار پر لے  
 کر رہے تھے کہ سرور عام صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گھرے اور صاحبِ قبر اس  
 وقت عذاب میں گرفتار تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شاخ ہرا لیا  
 قبر میں لگا دی اور فرمایا کہ اس سے تغیف نہ ہو گا یہ ہے جس  
 تک کہ یہ قبر ہے۔ یہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیبت نے لے کر پیر  
 ساتھ میری قبر میں اور شاخیں رکھ دینا وہی سے شاخیں یا شاخیں اور شاخیں  
 وقتوں کے درمیان یہ شاخیں ہیں جو ان کے ساتھ رکھ دینا اور وصیبت  
 کر گئے ہیں کہ ہر سال قبر میں دو شاخیں رکھ دیں۔ یہ شاخیں ہر سال  
 شاخیں نصیب میں ہیں گفت و بات میں تھی۔ صحبت میں ان کے ساتھ  
 خاص ہوئے اور ان کے ساتھ یہ شاخ پائی جس میں دو شاخیں ہر سال کے ساتھ  
 ان کی قبر میں رکھ دیں۔

حلیہ شامۃ وخیر ابن السعد بن مرقۃ فی القبر جبریدتان ۱۱ مرقۃ سے روایت ہے کہ میری وصیبت نے وصیبت  
 کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں

مذکور بالا دونوں احادیث مبارکہ سے اب یہ خوبی ثابت ہو گیا کہ قبر میں تو  
 شاخوں کا ڈالنا یا گھاس یا جس طرح سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی طرح  
 سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ہے۔

رواۃ الثمار شری الدر الثمار میں ہے۔ ومن الحدیث ندب وضع ذلك  
للإتباع وبقاس عليه ما اعتدلی بما شأ من وضع اغصان الاس ورجوع  
وصحی بذلك ایضا جماعة من الشافعية . هذا الاول مما قاله بعض  
المالکین من ان التحصیف عن القبرین انما حصل بركة بید  
الترجمة صریحاً علیہ وسلم . وذاک لانه لا یقاس علیه غیره  
وقد دللنا ان فی صحیحہ ان بركة من التحصیف رضى الله عنه  
وصحی ما یصح فی قماره حدیثان . والله تعالی اعلم . ترجمہ خلاصہ یہ ہے  
کہ تر شاخیں اور حصے یا نلے کا تحباب حدیث سے ثابت ہے انما اس پر  
قیاس یا ماں سے . . . . . اور یہی تاریخ ڈالنے کی عادت ہو گئی  
سے شامیوں کی ایک نامت سے محکمہ کی تصدیق کے سے اور یہ مکیوں کے  
اس قول سے اول سے کہ عیب وہ دل قبروں میں بسبب برکت دست یا رک  
تصدیق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہونے کی بات ہے ان اس سے ان دونوں  
کے لئے یس میں . . . . . کیا مانے کا اور غائی نے اپنی سمجھ میں ڈر کیا  
سے کہ بید و من امہ مرے وصیت کی ران کی قبر میں کھجور لی و شاخیں رکھ  
دی جائیں . والله تعالی اعلم

ابن عہدہ تعالیٰ چھ حدیثوں سے اور فقہ کی کتاب کی صریح عبارت سے  
قبر پر تر شاخیں ڈالنے کا کرنے کا استحباب ثابت ہو گیا . رہا پھول قبروں پر  
ڈالنا یہ بھی مستحسن ہے .





اور ابن حجر مکی نے لکھا ہے لعل وجہ کلامہ لعل طالی اس ہذا  
 الحدیث واقعہ حال خاص لایعید العموم ولہذا اجماع علماء اہل بیت  
 سابقہ متذہب فائدہ محل نظر استحق اور ابوالحسن مسلم بن صالح قشیری میثابری  
 نے اپنی صریح میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل بیان کی کہ اس کا مکرر آفرینست  
 ذال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مریت بعد منہ و جبست  
 ان یرفع ذلک عنہما ما داء الغصان و طسیر ترجمہ معنی میں ہے میں نے کہا  
 نے فرمایا کہ میں دو قبروں پر گذر کر جن کے صاحب یہ وہ ہے ان قبروں میں سے  
 اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے شفا عمت کی جہاں میری دعا سے شفا عمت  
 اسمہ میں مستبول ہوئی اور ان دونوں سے خطاب تھا شفا عمت میں سے  
 موقوف کیا گیا۔

اور ابو ذر غفاری نے بھی فرمایا ہے کہ میں نے یہ حدیث اس میں سے منہ  
 کے وقت میں لکھا ہے

اما وضعہ علی منہ علیہ وسلم علی منہ من اعداءہ و  
 محمول علی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال شفا عمت یہما واجبہ  
 شفاعتہ بالتخفیف عنہما الی اس یہیسا اور وہی بدامانہ و شفا عمت علی  
 نے اثرات میں لکھا ہے۔ واما حدیث عامہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صاحبی القلوب  
 فاجبت لشفاعتی ان یرفع ذلک عنہما ما داء الغصان و طسیر امتی  
 دوسرے نقادان ابن شریف و ماہرین علم حدیث نے قول تمسکین حدیث





اور علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امام ابو داؤد دہلوی نے  
انہ علیہ وسلم من وضع الجریدة فهو خاص بہد علی بنہ علیہ وسلم  
ان تمام روایات احادیث واقوال امر مدیث و غیرہ انہ نقیض بہت  
ہے کہ ثابتائے ترین کوئی خاصیت تکفیف غائب نہیں ہے اور اقوال میں  
آئی وہ صرف دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بہت حالت میں رہیں  
علیہ وسلم کے حق سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت میں سب سب  
سے بہت ثبات نہیں ہو سکتا اور ہر معمول عبادت میں سب بہت ثبات  
ہو گیا کہ یہ خصوصاً مومنین کے لئے ہے اور جو کچھ ان کے لئے ہے  
حضرت بریدہ کی وصیت و روایت سے سند میں ہے انہما کہ  
قبور پر ڈالنا عموماً جائز ہے اور اس کو تفسیر نہیں ہے اس سے بہت دور  
اسنے اجتہاد پر کوئی نص صریح نہیں پایا اور بعد اس کے بھی بہت حدیثیں  
نے شریعت بخاری میں ملے۔

واما ما مر من ایضا بہیدۃ و احادیث  
حمل الحدیث علی عمرہ و لم یذکر خاصاً لکن حدیث میں تصریح ہے  
ان ذلك خاص المفعلة بما فعلہ علی بنہ علیہ وسلم  
الذی یفعل اصحاب القوم اما ہذا الاعمال الصالحة فلذلك عطفہ  
و برای ابن عمر مسطاطاً منسب ترجمہ: یعنی وصیت حضرت بریدہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کی جو تفسیر اس کا جواب قطعی ہے کہ بول دیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ

بازار و کباب خانہ

سیر نماں و حدیث سے لایو صغہ الورد و لریا حیں علی مقبول اللہ  
مرباب۔ مسمیٰ از صدقہ نوین میں سے وضع ورد و لریا حیں علی  
عبداللہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما ہے اور مصباح العارفین  
شمار سے یہ دعا ہے۔ دعی مقبول یعنی گلاب کے پھول کا قبول  
پر رکھا کر دو ہے۔

اور جو اب مجیب صاحب نے اثبات مدعی کے لئے عبارت لکھی  
 نقل کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اول تو اس کا ماخذ فتاویٰ نواب سے ہے اور اگر  
 کہ جو اس نقل کے ہیں وہ بھی فتاویٰ نواب سے ہی لیتے ہیں تو یہ امر برائی عقول  
 فہم پر جویدار ہے کہ وراثت فتاویٰ نواب بمقابلہ امامیہ کثیرہ آثار صمدیہ و روایت  
 کتب معتبرہ فقہیہ کیا وقعت رکھتی ہے اس کے متعلق اب مجیب صاحب  
 کی قابلِ دیر ہے کہ میثاقین ہب ہب اور کزو و زو اتحدہ صمدیہ فقہیہ صاحب  
 جو فتاویٰ عالیہ ہی تھی اس کو تو خوش خوشی سے دیا، غیر ملک الہیہ کے لئے  
 آگے سے نظر انداز کی۔ جس عبارت فتاویٰ عالیہ کے لئے وضع کیا گیا  
 علی التقریر حسن و تصدیق امتد کے صاحبزادے اب مجیب صاحب  
 اس بددیانتی سے بھر دیا کہ ہر مسئلہ فتویٰ و بیان میں اس سے پرہیز  
 اور احسن میں ہی مجیب صاحب نے قیاد بنایا کہ اس سے اس سے غیب  
 کرتے ہیں۔

اب یوسف طور سے ناظرین اصناف کو ملے۔ یہ کہتا ہے کہ  
 کوئی کیفیت خاصہ باعث تخفیف و اس کے عام طور پر ایسی نہیں رہی تھی  
 کہ ہر کس و نا کس شاغل کو قبول پر لیا جائے اور صاحب قریب اس کے لئے  
 تخفیف عذاب ہو مگر مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب اوشین و باقر محدث  
 دہلوی، امام خطائی، امام دیوبند و تشریح شارح مصابیح و ملا علی قاری ابن الکلب و ابی  
 الحاج و ابن طاہر صاحب محسن ابصار و یحییٰ شاہ بخاری و مولف فتاویٰ قرطبیہ اور



کی گئی اور حکیم صاحب نے ان کے جواب لکھے وہ یہ ہیں

حمدہ و نصل علی سیدہ لکریہ

جناب میکر مولوی دایت علی صاحب آئینے جو راتیں مسجد میں وہ  
 علی القبر کے جواب جواب میں تحریر کی ہیں ان کی تصحیح نفل سے کتب غفر  
 کی ضرورت سے بندہ عرض ہے کہ اگر ہم ایک ایک کتاب میں دیباچہ لکھیں  
 کو پہنچا دیا جائے تو دوری رحمت دریا کرے ناکہ مباحات حوالہ کی بقت منب  
 منقول صناع کی جگہ سے جو جو حرج معلوم ہو وہ تو فیہ و یسائر  
 بتا دیں کہ جناب کے دولت خانہ پر عاصم سے ان کے متعلق ان آثار و تصانیف  
 امید کہ جواب سے متذکرہ میں وہ کتابیں جو تصحیح نقل سے لکھی ہیں  
 تو پرستی شہن مضاف شریعت صلیان ان کے مضافات میں ہیں نہ کہ  
 فتاویٰ فرحبیہ مضافہ مین سنات ہو رہیں۔

حکیم صاحب نے اس کے جواب میں تحریر فرمائی

جناب مولوی صاحب اسلام میکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں  
 سے کہ میں منگو الیٰ صحت بعد تحریر عبارت و لیس کیوں ان کے مقامات میں آپ  
 بتائے دیتا ہوں کہ کتب خانہ ریاست رام پور مقام چٹنہ مولوی شمس الحق صاحب

محمدی دہلی۔ مولانا شریف حسین صاحب رحمہ اللہ نے عبد السلام صاحب کے پاس  
 سے اگر آپ کو دست اہل تہذیب سے شوق ہے تو خدمات مذکورہ میں تشریف لیا کر  
 ملاخط کتب و مایعہ یا ان کا خرچہ مجھے مرحمت فرمائیے۔ میں آپ کو برسہا  
 مسودوں فرستوں گا۔ ان کا فتنہ رکھنا اور ان کی آمد و رفت کا خرچہ مجھے مرحمت فرمائیے  
 اور ان کے طبع و سلیقہ میں آپ کو اگر شک ہے تو کتاب و مایعہ فرمائیے۔ ان  
 کی تعلیم و ترویج میں اس کے راجعہ میں اس کتاب میں غلطی کی ہو  
 ہو تو صاحب اس میں غلطی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو  
 سے ورنہ صاحب اس میں غلطی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو  
 ورنہ صاحب اس میں غلطی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو  
 ورنہ صاحب اس میں غلطی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو تو اس کی تلافی ہو

مذکورہ

مذکورہ دست اہل تہذیب سے

محمد بن عبد السلام صاحب کی خدمت میں یہ لکھا۔

صاحب مولانا شریف حسین صاحب علی صاحب حمایت فراہم فرمائیے۔ حضرت  
 تحریر فرمادے ہیں کہ اب نے خدایں ملگوئی میں درینہ بھی خرچہ فرمائیے کہ  
 کس کس مقام سے ان لوگوں کی کتابیں ملگانی ہوں کہ ان کی آمد و رفت کا خرچہ بھی  
 تحریر فرمائیے۔  
 راقم محمد رفیع الدین ۲ شبان انور ۱۲۸۴ھ

# حکیم حسن نے یہ جواب تحریر فرمایا

السلام علیکم۔ مجھے یاد نہیں کہ کس کس مقام سے لوگوں نے کتابیں منسوخ  
تھیں بہر حال مقامات مذکورہ سے اکثر کتابیں آئی ہیں

نور۔ ست مئی مضمون

اس کے بعد بخاری صاحب کے پاس یہ مقدمہ آیا

جناب مولوی صاحب عدالت دہلی

بارگاہہ عالیہ دہلی کے لئے حقیقت یہ ہے کہ میں نے

برصغوری مصنف پڑھتے ہیں کہ جناب محترم دست برداری میں سے مراد یہاں

یعنی کی محنت ذرا سے میں نے تین باتیں۔ دہلی میں بس تو یہ کہ وہ

ان حضرات کا قریب رہا ہے کہ آپ نے ان میں سے کئی دوسرے

اس میں مقام سے کوئی اور صاحب مسئلہ کی حق نہ سمجھتا ہے کہ اس کی

حقیقت یہ ہے کہ میں نے صرف اس میں سے کئی دوسرے

سے منطقی حق باقی دو اہل ان کا بعد تو یہ ہے کہ یہاں سے بعد یہ

کہ ہر اہل ذہان پر پڑے ان حضرات کا جن سے کتابیں منطقی تھیں۔ مقدمہ

رفت السب تحریر فرمائی ہیں فقط

محمد صبیح الدین مقام امیں مہمان انظر

بروز جمعہ مبارک

اس کے جواب میں حکیم صاحب نے تحریر سطور ذیل یہ ہیں۔  
جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میرے ایک عزیز اہل میں مدرسہ مولوی عبد السلام میں پڑھاتے ہیں اور  
مولوی عبد السلام سے اور مولوی شمس الحق صاحب سے مقام چٹت سے از حد ملاقات  
ہوئی ہے ان کے ہاں ان تائید یافتہ دوستوں سے ان کے ہاں جہاں میں ایسے ہی لکے  
ماں آتی ہیں چارویں سے ان کے ہاں ملتا تھا دو کھدو میان میرے ہاں سے تھے ان  
کی معرفت کتب و روئے احوال میں نہ سنے خود ہاں مست نہیں سگوئی تھیں  
مگر اب رتبہ وہ جسے وہ ترقی سے تو وہی دیرینہ خطیر ہوتے ہیں سے بھائی  
وہ شہر آہی میں صاحب رتبہ اعلیٰ سے ان کے ہاں ہر گاہ میں ایک  
صاحب آپ کے ہاں رہے ہوا تھا مات و مرہ میں منتہی سے جلیے اور کتب  
و روئے احوال سے سنے کے خوبت کو اب گوار نہیں رہتے ہیں وہی  
دیں کی حلقہ میں میرے ہاں سے سحر ہوا میں جانتے تھے اب ان کے سب سے بچہ سفر  
کرنا مشکل نہیں ہے ایک روز کا سفر ہے۔

اور اہل ایتہ جس سے بھی آسان ہے وہ یہ ہے کہ آپ مختلف علماء  
کو قریب فرمادیجئے کہ یہ ہیں آپ کے ہاں اگر موجود ہوں تو ازراہ عنایت سہ معذور  
ان کو قریب فرمادیجئے اس میں جہد کثرت آپ کے البتہ خرچ ہوں گے مگر ہاں ان کی  
بھی تحقیق آپ کو ہو جائے گی۔ فقط

زیادہ والسلام محمد جاوید علی صفی علیہ



(یہ عبارت حکیم صاحب نے دستخط کر کے کے بعد لکھی ہے۔)

## خلاصہ بحث

۱۔ قبروں پر ترشائیں جانے کے باب میں اپنے پیلے نوں میں جو حدیثیں پیش کر دی گئیں اور اس مسئلہ کو صاف طور پر سمجھا دیں۔  
 ۲۔ حکیم مولوی بہایت علی صاحب نے جو جواب دیا ہے اس کے وقت نظر انصاف سے غور و محظوظ فرمائیں گے تو بتیاریاں ہوں گی۔

## حاصل کلام

اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ جو صاحب نے میرے لئے لکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔

۱۔ میں نے مسئلہ پر بیحد کثرتِ احوال سے جواب دیا ہے جس میں بعض اہل عقل کی حقیر کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پر ترشائیں لگائیں اور ایسا درجہ تک کہ یہ ترشیاں لگیں ان قبر والوں کے جناب میں نفیث ہے۔  
 ۲۔ حکیم صاحب نے اس کے جواب میں کیا جواب دیا ہے۔  
 پہلا خدشہ ۱۔ یہ کہ یہ مضمون احادیث و اقوال سنہ و فقہاء کے خلاف ہے۔  
 اس کا جواب یہ ہے کہ جناب نے میرے جواب کے خلاف ایک حدیث بھی پیش نہ فرمائی۔ مگر جناب کی نظر سے احادیث معتبرہ اس حدیث کے خلاف گرتی



ہوئی ان دونوں غزروں کا چاہے اب فقیر کی پہلی تحریر میں ۱۰۰ الفتر کے نقل ہو چکا ہو  
 عیم صاحب سے اس پر غور فرمایا ورنہ بمقتضائے حساب یہ نامہ پیش نہ فرماتے  
 ۳ میں نے شرح الصدور المصنف علامہ جلال الدین سیوطی عز شہدائے عرب  
 نقل کیا تاکہ ابو بکر مسلمی صحابی اور حضرت زید و صحابی بھی منہ سے یہ باتیں نہ  
 تھیں کہ ساری قرین تر تھیں یہی جا میں بنا چہ رہی ہیں

۴ میں نے قیام کی یہ کتب صاحب کے پاس سے حاصل کی ہیں اور میں نے  
 جب یہ حضرات دفن کئے گئے ہوئے تھے اس وقت میرا یہ نامہ پیش کیا گیا  
 کتنے حضرات موجود تھے جنہوں نے دفن تک شرکت کی اور اس صحبت  
 کے بموجب تر شاخیں قبروں میں رکھیں اور رختے ہوئے یہ

یہاں سے صحابہ اوتامین کی جماعت سے بھی ملے اور بہت پایا بہت  
 ہے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ غیر صاحب سے مصیبتوں کے بیان نہ  
 کئے ہوئے فظوں پر بھی غور فرمایا حضرت ابو بکر مسلمی بھی مدد فرمائی صحبت سے  
 تو شرکت کیا اور اس کا کچھ برابر دیا اور حضرت زید و رضی اللہ عنہما کی صحبت میں  
 سے صاحب صدق القار اعاشید القار مصنف علامہ ابن عابدین سانی کے استدلال  
 کیا ہے اور جو ہیں یعنی پہلی قرین میں نقل کر چکا ہوں میرے صاحب سے اس پر گویا  
 کہ تم اس کو تسلیم نہیں کرتے ہاں

اگر اس میں بھی است کہ ایناں دار  
 داست گرا ز پس امر و بود خدا

استعراضہ لفظہ و لا حول الا باللہ العلیّٰ و العزیز محمد اللہ تعالیٰ  
 ہمیں چند لفظوں میں میرے صاحب کے نبی الامام محمد کے بیان کی تفسیر و تفسیر  
 صاحب کے لئے آسان بنائی ہے

## زیر بحث مسئلہ کی مزید تحقیق

مسئلہ صاحب کے آیات و صاحب معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جو  
 ترجیح لیا ہے صاحب کی تفسیر فقہاء و صاحب آیات و تفسیر کی آیات  
 آیات اس کے لئے ہے کہ وہ دوسرے تفسیر میں باوجود اس کے  
 یہاں آیت ہے ۔ لفظہ و لا حول الا باللہ العلیّٰ و العزیز

انہی پر ہے کہ صاحب کی عبارت پر وہ تفسیر صاحب کے  
 کے لئے ہے

اگرچہ صاحب نے ذیل موقفہ محبت صاحب کی تحریر کی ہے کہ  
 جس سے مل مٹائی قرار ہے شاخ مازنی مقابیر محبت صاحب کے حدیث  
 ابن عباس و وصیت حضرت بریدہ سے جو استدلال کیا ہے وہ خلاف حدیث  
 متبرہ و اقوال مستند فقہاء کی ہے۔ انہی لفظ

جواب ۱۔ حکیم صاحب نے میرے استدلال کو خلاف حدیث

معتبر اور اقوال مستندہ فقہاء دیا یا کر کوئی حدیث اس کے خلاف پیش نہ کی ہو میر  
صاحب کی تو یہ تحریر دل میں صرف مسلم شریف کی حدیث حوالہ دیا ہے بڑا ست اور میر  
میر سے اس قدر لال کے خلاف نہیں اس صورت میں میر صاحب کی یہ حدیث اس کے  
وجہ خلاف احادیث معتبرہ فرمانا اور میر ہی نقل کی ہوئی حدیثوں سے جو وہ دیکھتا ہے  
اب حکیم صاحب سے ان احادیث معتبرہ کا حوالہ دینا سے خلاف یہ  
ان کے غلط فہمی سے لال یا تھا حکیم صاحب سے اس حدیث سے متاثر ہیں  
فراموشی کے باعث اس سے شک و شبہ نہیں ہو سکتا

میر صاحب دانتے ہیں کہ میر صاحب سے اس حدیث سے متاثر ہیں  
و صیت حضرت زید سے جو حدیث میں آیا ہے کہ میر صاحب سے متاثر ہیں  
ان طبائے و وصیت حضرت زید و زین العابدین سے متاثر ہیں  
ابوہریرہ کو کہ اس حدیث سے متاثر ہیں کہ اس حدیث سے متاثر ہیں  
اب لکھنؤ سے میر صاحب سے حدیث اس حدیث سے متاثر ہیں  
اس حدیث میں میر صاحب سے حدیث اس حدیث سے متاثر ہیں  
حدیث کے خلاف حدیث میں پہلی قرآن میں اس حدیث سے متاثر ہیں  
کہ وہ حدیثوں اور حدیثوں میں جابجائی میں اس حدیث سے متاثر ہیں  
اس حدیث میں حدیثوں میں حدیثوں میں حدیثوں میں حدیثوں میں  
صاحب نے میر سے اس قدر لال اور اقوال مستندہ فقہاء سے ہی خلاف بتایا ہے  
یعنی اسے ثبوت دے چکا اس حکیم صاحب نے معنی لکھا ہوں سے اقوال

پیش کریں

برجیں میں کہ تو کوئی کیا رکھتا ہے  
وہیں ہیں نہ یادیں مہیا رکھتا ہے

افترض : ١. تير، ٢. سب ١

[illegible]

一、

[illegible]



میں داخل آتا ہوں۔ وہ عبارت و قیادہ الفاظ میں سب سے بیکر صاحب نے دانائی کی ہر  
 کتاب کا نام۔ محاسن و احوال کتاب کا نام سمجھتے تو نہ دیکھتے چنانچہ وار و کما سعد ان بنی  
 اس سے وسیع صاحب نے اس میں ہی عبارت میں قطع و برید کر کے دیانت کی حرکت  
 ماری ہے یعنی مطلب کی ایک سطر تو لکھ دی باقی عبارت و دعا کے خلاف باقی رہا  
 دوسرے یا عبارت و دیانت و یہ مقتضا نہیں رہا۔ عبارت مثبت و دعا کے ختم ہوتے  
 تسلیم رہیں کیا نہ صافی میں نہیں۔ الی عبارت مفید مطلب سمجھ کر لکھ جائیں اور اس  
 عبارت میں۔ سب سے۔ درمیان کے باقی ہم نہ بولیں کیا یہ تصرف ہے یا  
 اس پر عبارت میں۔ بیکر صاحب کے مفید رہا۔ میں نے کے ساتھ آئیں  
 اور وہ ہیں ان عبارت

میں دونوں عبارت میں جس کے خوف سے بیکر صاحب نے  
 کتاب کا نام۔ میں نے وہیں سے عبارت پر غصہ کی نظر نہ بڑھائے اور اپنے دعا  
 باطن پر قیادت سے۔ میں نے اس دعا میں دعا کی کائنات محمد تقاری رحمہ الباری  
 عبارت میں میں نے منہ کی شہادت میں بیکر صاحب والی عبارت اور اس کے بعد دعا  
 کا تمنا۔ ملاحضہ میں فرماتے ہیں و قیل لانیہا یسبحاں مدادہ دھیں  
 مطلب اس عبارت کا ہے کہ حضرت نے ان ترشخوں کو اس لئے بھایا تھا کہ وہ  
 حسب تک ترشخوں کی تسبیح کریں گی۔ پھر یہی علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری اس کتاب  
 کے اسی صفحہ میں اس سے پہلے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں و مستحب العہد و قیادہ  
 القرآن عند القبر و بعد از حدیث و اتلاذہ القرآن و فی ما لتخفیف من تسبیح



الجرید وقد ذکر البخاری ان بريدة بن الحصيب الصحابي اوصى ان يجعل في  
 قبره جریدتان فكان تبرک بفعل مثل فعل رسول الله صلى الله عليه  
 وآله وسلم مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ علماء کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف  
 پر چھنا اس حدیث سے مستحب ثابت کیا ہے کیوں کہ قرآن پاک ایقانیت ہر جہ کی  
 تسبیح سے اولیٰ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ جریدوں میں مصیبت صوابی نہیں  
 اس لئے نے وصیت فرمائی کہ میری قبر میں تر شاخیں نہ دی جائیں نہ زرا باغوں سے  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کی مثل نقل سے برکت چوتھی  
 اور اسی کتاب کے سی صفحہ میں اس عبارت کے ساتھ دو ہجرتیں  
 کے مفید ہے جو مفید پیش کی جا رہے گی۔

## مسلمانو! لِلّٰهِ النِّصَافُ

ایسی صریح عبارت چھوڑا آیت تکرار مقید صاحب جلال سے لے دینا کہ نبی  
 دیانت ہے اور اس حرکت کو کیا کہتے ہیں میں تو کچھ نہیں کتا مگر میرا صاحب اپنی  
 رفعت کے یہ الفاظ جو خود ان کے فقر کے کلمے سے ہیں بلکہ حقد و مایوس تو میں نادار ہو  
 جاؤں گا۔

لیکن صاحب کے رفعت کی عبارت :

”اس کو یقین جانئے کہ یہ عبارت ہر ایک کتاب کی بیبہ نقل کی گئی ہے

سر مؤرخ :- ہو گا۔ ————— الراقم محمد عیسیٰ صاحب

اب جو تیکر صاحب سمجھ لیں کہ انہوں نے مطلب کے موافق عبارت نقل کر کے مخالف مدعا بابت چھوڑی ہے یا نہیں۔

امراض و تیکر صاحب :

اور جو حق نے سنا ہے کہ لعل وجد کلام الخطابی ان خطبات  
و قیامہ حاکم لا یصلی العودہ و لعل وجد لہ توجیہات سابقہ فتدبر  
و قیامہ حاکم لا یصلی العودہ  
باب :

۱۔ ناول : اس عبارت میں تکی میں بھی سے کتاب کا نام نثار در  
محلہ میں جو حق نے سنا ہے کہ اس کتاب میں لعل وجد بھی تیکر صاحب نے  
کتاب : نام میں لکھا ہے

چھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تیکر صاحب کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شاید خطابی کے کلام  
کی یہ وجہ ہو کہ ان سے نزدیک یہ حدیث ایک مال خاص کا واقعہ سے مفید عموم نہیں  
اسی لئے اس کی توجیہ میں کہیں سورج لو کہ یہاں اعتراض کا محل ہے یہ بات ہر ادنیٰ  
طالب علم پر بھی غرض نہیں رہتے ہر اور اس کی مثل دوسرے کے ایسے موقع پر استدلال  
کئے جاتے ہیں جہاں وہ بات مخدوش ہو یا اس میں کوئی مسامحہ ہو۔ پھر جب فقہ کے  
ساتھ ہی قیامہ محل لفظ بھی کہہ دیا جائے تو مراحت ہو گئی کہ یہ قول ضعیف ہے

ایسی عبارت سے استدلال کرنا اور اس کے ضعف کو نہ سمجھنا یکساں صاحب میں  
 ذی شعور و ادراک سے حیرت انگیز ہے قطع نظر اس نام سے کہ وہی قطعاً یہ عبارت کی جو  
 صاحب نے یہاں بھی کی ہے یعنی پوری عبارت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایات  
 اس عبارت سے قبل نہیں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایات

اور ترشائیں جانے کی سنت بتایا ہے اس عبارت کو بھی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے  
 کہے ہیں ایک دو فقرہ لکھ دیا گیا روایات سے جو صاحب نے نقل کی ہیں  
 عبارت نقل ہو چکی ہے اور ہمیر دوبارہ لکھ کر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس  
 دو فقرہ جراثیم کو جو فقرہ سے ہے وہ خود ضعف و کمزوری سے ہیں میں  
 صاف یہ مذکور کہ فقہ ہر وہ محل لکھ رہے ہیں کہ اس میں دلیل و  
 تعجب سے کثرت لایفاد مزید علی سببہ سے لکھ دیا ہے  
 اسے دینی مسائل میں کی وجہ ان احتیاطات سے کہ اس میں وہ روایات  
 جس میں یہ صاحب نے قطعاً یہ روایت نقل کی ہے

ثم آیت میں تو بصیرت سے اول و آخر سے حدیث سے حدیث  
 الحدیث اصل حدیث سے منقول ہے لا یشد من حدیث اصحابنا  
 ما اعتقد من وضع الرغبات والجرید سے حدیث الحدیث و من حدیث کلام  
 الخطائی ان هذا اوافقه حال ما من لا یشد العموم بعدا و حدیث تو صحیح  
 سابقہ قد جرد محل النظر حاصل اس عبارت میں سے کہ میں نے دیکھا  
 کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قبر پر ترشائیں جانے کے اس کتاب کی تصریح کی ہے

کہا ہے کہ ظاہری اصلاح لہذا ممنوع ہے بد یہ حدیث ترشائیں جہانے کے  
اصل اصل ہے اور اتنی وجہ سے ہمارے پیش آمد کا خزن نے فیستوی و طیب  
و قبول پر ترشائیں اور چوں کہ ناچس لی کو توین کدات سے یہ سنت ہے اور اس  
حدیث سے ثابت ہے

ما حال یہ کہ ظاہری سے باوجود دوست مرنے کے ایسے ارکو  
کہوں لا اصل نہ مہر و یا نہ است تریف سے نہ احوال ثابت ہے اس کے  
موسمیں یہ کہ شے زینت سے مرنے کے اس و حال خاص کا احوال تھا  
ہو اور چوں کہ یہ مہر و مہر ہو گا اور اس سے یہ ترشائیں کل گئیں اس  
زینت و حال میں اس کے یہ عید و قد و نہ خدا نصر بتا رہا ہے  
ان کے روح میں یہ ہیں تو ان میں بیباک ویر و جارت میں قصہ تک ہو چکی  
یہ و صا سے ہر مرد میں حج و تہا علی و وہ جارت تہر و تہا جہاں  
وہ یہ دہانے میں اس کے تہر و جہاں اور ترشائیں جہاں کا فتویٰ دیا و سنت  
تایا ہے اس کے انکس و صیف و صوح کا کھد دیا کھان تک علوی شان کے ترش  
اور اصل و

و ان میں مسوں حجاج کشیزنیش پری نے اپنی صبح میں جارت سے حد  
طویل بیان کی اس کا جہر و تہر سے ول رسول منہ صلی منہ علیہ وسلم الخ  
سے ان جو عید و تہر سے ہر مرد میں حج و تہا علی و وہ جارت تہر و تہا جہاں  
وہ یہ دہانے میں اس کے تہر و جہاں اور ترشائیں جہاں کا فتویٰ دیا و سنت  
تایا ہے اس کے انکس و صیف و صوح کا کھد دیا کھان تک علوی شان کے ترش  
اور اصل و

مریت بقیون یعنہ ان فاحیبت ہشت عتو ار سیرعہ دوات عہم مادام  
 الحصان طیس۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قبروں پر  
 جن کے صاحب پر عذاب مور با عاقب میں نے ان سے ملے تھا مت کی پر  
 درخواست جناب باری عزاسمہ میں قبول فرمائی اور وہاں سے صاحب قبر  
 ہونے شاخوں کے موقوف کیا گیا انہوں بعد

تو اس

اس حدیث کے پیش کر کے سے صحیح صاحب و متا علاوہ اس سے  
 کہ وہاں تر شاخیں جہان متیں آتش مت جی، ہاں متی ہر مت صاحب ہاں تر شاخ  
 سے نہ کہ تر شاخوں سے ہیں گذارش رہا ہوں صاحب و متا ہاں تر شاخوں سے نہ کہ  
 سے اسے لال کیا ہے کہ میں نہ تر شاخوں و متا ہاں تر شاخوں سے نہ کہ  
 کا بعد ازاں تر شاخیں رہی حدیث جاہرہ یعنی شاعر و واعرہ و واعرہ و واعرہ  
 اس سے اسے لال نہیں یات اور یہ صاحب و متا ہاں تر شاخوں سے نہ کہ  
 نہ منفید مگر جناب کی حدیث دانی فی ثوبہ لیست ہاں تر شاخوں سے نہ کہ  
 جس سے اسے لال کیا ہے و واعرہ و واعرہ و واعرہ و واعرہ و واعرہ  
 ہی دو مسرے۔ صحیح صاحب کا یہ طراز تو عظیم اعلیٰ ہاں تر شاخوں سے نہ کہ  
 قابل ہے۔

آں شبہ می گفت کہ بدرستی  
 از فروغ ہر گشت مستنیر



والخاتمة بينهما من اوجد الاول ان هذا كانت في  
المدينة وكان مع النبي صلى الله عليه وسلم جماعة  
وقضية جارية كانت في السفر وكان حرق الحياض  
فتبعه جأروا حدة بتأني ان في هذا لتفصيل انه  
عليه السلام عرس عريضة بعد ان سقوا صفين  
صفا في رواية العرس ستة في رواية اخرى  
وفي حديث جابر مر عليه صلى الله عليه وسلم  
فقطع عصفير من شحرتين في اليد اليمنى  
فقال عليه السلام ستة بعد ان سقوا صفين  
جاءوا بقر عصفير من حمسة من يمينه  
فقال النبي صلى الله عليه وسلم سد حنك  
سد حنك سد حنك في امر الله في يوم  
فاحيت شد عتي ان وقع حنك في  
رطمين ثلاث لعبد كثر في مصاة  
السبب في عد ابها الرابع يد الله كليلة  
فدل ذلك كلها في انها مصاة في ان  
حان في صحيحه عن النبي صلى الله عليه وسلم  
من يقرئ القرآن تجريدتين ففعل جاد كما عند

رسد والاخرین عملہ جہلیہ مہذا نظر اہرہ یدل علی ان  
 ہذا قصیدہ ثالثہ فسقط بہذا اعلان من ادعی ان  
 قصیدہ واحدہ کما حال الید الخوفی والقرطبی نے  
 حاصل کی برت ہے یہ ہے جس حدیث نہ یقین نہ تن یہ  
 سے کہ وہ مہدی تہذیب ہونے کی ایک تانی مثال جب  
 وہاں کی حالت کے لئے اس کے لئے رخصت ہوا یعنی  
 لہذا اس حدیث میں کہ اس حدیث میں روایت  
 کیا کہ وہاں اس کے لئے ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 تان میں ہے کہ وہاں اس کے لئے ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 سے کہ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 میں کہ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 ہے کہ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 اول کہ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 کے ساتھ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 کہ اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ اس حدیث میں  
 حاکم کے لئے تشریف لے گئے تھے اور حضرت جابر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس کے ساتھ تھے تو اس قصہ میں  
 حضور کے ساتھ جماعت ثابت ہوئی اور یہاں تنہا حضرت



[illegible]

ذمیا دیر سے پاس دو تائیں لاو پس ایک تہ کے برابر  
اور ایک بائیں لگائی گئی یہ حدیث بخاری پر ملائی گئی  
ہے کہ یہ واقعہ درست ہے اب اس شخص کا ذکر سا فہم ہو گیا  
نے یہ دعویٰ کیا کہ قرآن ایک کتاب ہے جس کا کوئی اور قرطبی  
اس حدیث سے ثابت ہے ۱۰

مذہب منہ شیبہ کہ ظاہری حق تو حدیث سے ثابت ہے

میں ماضی میں حدیث

۱۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۲۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۳۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۴۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۵۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۶۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۷۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۸۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۹۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ  
۱۰۔ حدیث منہ شیبہ کہ حدیث منہ شیبہ

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نووی و قرطبی کا واقعہ کہ ایک تہ  
اسلم نہیں دونوں اقوال میں تقابلاً ہے بلکہ حدیث ابوہریرہ جو صحیح ابن حبان میں

مردی سے تیسرے واقعہ پر دلالت کرتی ہے اب معلوم ہو گیا کہ حلیہ صاحب سے  
 شفاعت والی حدیث پیش کی ہے وہ واقعہ اس دور اس جیسے اس واقعہ سے  
 منارت ہے جس سے میں نے کہتا ہوں کہ یہ صاحب الازہر سے  
 کیا کہتا ہے اور ہم کیا دونوں حدیثوں کے لفظاً جو بیٹے قریب قریب دیکھتے ہیں  
 ہو کر وہ حدیث یعنی ثبات مائیں حدیثوں میں

فوق را زمین کی است

سبحانہ کہ گویا تو دیانت ہے

و تو کہ گویا تو دیانت ہے

سیس لی یہ دیانتی حدیث ہے

گر کسی حدیث کی غرض بیانیہ و دلائل کی ہے تو یہ حدیث

تو دیکھ کر کیا کہنے ہیں

## نماۃ کے ساتھ معلوم کی گئی

فائدہ دیگر صاحب سے حدیث میں بھی روئے ہوئے

ساتھ رہا اور منہ بسیدہ عالمی حدیث ہے کہ ان سے ساتھ معلوم ہو گیا ہے

یہ دونوں مطوۃ و ترجمہ کی زبان میں ہیں صاحب سے ان حدیثوں کو ترجمہ کی بات

دو بار لفظوں میں ہی اختصار کی ہے نہ کہ حقیقت میں بناب کو معلوم نہیں ہے



مسی اللہ علیہ وسلم لکھے اور دونوں کی رمزیں یعنی تم اسلم م۔۔۔ لکھتے اور صلوة والسلام  
 میں سے ایک سی پر آفتاب کے بلکہ دونوں کو لائے اور اگر صحابی ذکر آئے کسی  
 اللہ تعالیٰ عنہ لکھے اور پورا لکھے اگرچہ اصل منقول جہاں میں۔ لکھا ہو یہاں یہ وہاں  
 نہیں بلکہ دعا ہے اور پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ اس قدر پڑھے جس قدر  
 ذکر کیا اگرچہ اس صل میں ذکر۔ جو جس کو چاہے اس قدر۔ اس سے دل بہ  
 اور جو اس سے داخل رہے وہ غیر غیور اور بڑے نفس سے خود رہا

اب ذرا محاورہ ثناء در حق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 و بصرہ برہ باصلوة و لہ دورہ  
 یکتب دلت کلمہ جملہ ذی حق و صاحب  
 مت قاضی مین گنت علیہ السلام  
 بصرہ نہ خفیف و خفیف

کی عبارت سے بھی معلوم ہو گیا کہ اصل مدح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لئے لکھا کر دستوں میں ہے۔ ایک کو ہمارے یا ایہ صاحب ہے یا تاورمہ  
 کے بعض مومنین نے اس سے کہیں کسی نے علیہ السلام ذمہ اور نہ سے ساتھ لکھا اور میں  
 اس سے کہ یہ خفیف سے اور بنیا علیہ السلام سے ساتھ استغفار سے تہ  
 لکھے۔

اعتراض کہ اور اما الزاری علی الدین بوقت شہادت ابن عباس کے  
 وقت میں لکھے اما وضعہ صلعم علی القبر قال العداہ و محمول علیہ



۱۔ انہی میں تو وضو کے بعد پورا اصلی ستر علیہ السلام تعاضبت اور پیر مرید  
نے وہی اپنا نام غم بھل لفظ صغیر لکھا

۴ امام نووی نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر اخرویہ تین ہزار سات  
تیسرے صاحب نے یہ نقطہ ہی جیسے دیا اور حنفی کی طرف لغات و مذاہب

میں خودی میں نمودار ہوں۔ اے کہ صد سہی انتہا یہ کہ اس کی محاسن میں ہر دم  
نے یہ بھی چھوڑ دیا

[illegible]

اسب یہ خطہ فاسیتہ رحیم صاحب سے نوادی حوتہ ملید سے یک نقل  
تو نقل کر دیا مگر کہیں کوئی عبارت اپنے خلاف مایعہ مایعہ نہیں جسے توضیح دیا  
نہ جاسے خلاف عادت کیسے کرتے اگر کلمہ دیتے تو کیا مخالف کا عتاب کرتے





## جواب :

اول آنیکر صاحب سلم شریف میں یہ عبارت ہال میں انشا اللہ  
 تاقیاست عبارت آنیکر صاحب کو سلم شریف میں نہ لے لی یہ صاحب تاقیاست  
 کو ام سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ صاحب  
 کتاب میں تو کہیں یہ عبارت لکھا ہے نہایت سہولت سے اس سے کوئی نہ لکھتا  
 بھلے اور ایسے خط و کتابت سے یہ عبارت صحیح ہے نہ کہ اس میں کوئی شک ہے  
 اس میں موجود ہو پہلے قطع اس کے بعد اس صاحب نے اس عبارت میں یہ  
 آنیکر صاحب و یہ مفید حق اور تصویر کیا ہے اس کے بعد اس میں مذکور ہے  
 معلوم ہو گیا۔

دوایں صاحب اپنے دل سے کہتا ہے کہ اس عبارت میں جو  
 عبارت مذکور ہے اس کے بعد اس صاحب نے یہ عبارت لکھی ہے  
 بہت لمبی ہے مگر یہ حق ہے مگر یہ صاحب نے اس عبارت میں اس صاحب  
 والا ہے آخر یہ صاحب نے اس عبارت میں اس صاحب نے اس عبارت میں  
 کی تالیف سے فی حقیقت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس سے اس عبارت میں  
 کے بعد اس صاحب نے یہ عبارت لکھی ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے  
 نقل کیا ہے اور یہ عبارت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے اس عبارت میں  
 ک عبارت کو ایک ہمدردی سے نقل کیا ہے یہاں یہ صاحب نے اس عبارت میں  
 ملاحظہ ہو کہ یہ عبارت امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے متصل موجود



حکیم صاحب کی عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فضیلت مذاہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت  
مبارک کی بکت یا دولت مولیٰ حریدۃ کو اس میں دخل نہیں

جواب : یہ ہے کہ آپ یہ عبارتیں ہمیشہ ہی نہیں سنتے تھے بہترین  
شای کی عبارت نقل کر رہے تھیں کہ اب یہ عبارتوں ، وقت شمس و قمر

تعمہ یکسرہ یحیٰ قطع سالت ، حسیہ

دور ایسا کہ فی جرد دل ، دستہ ہائے

فی الامد بہانہ مادہ ، حدیث

بہ دینار مذکورہ رجحہ ، حادی

دلیلہ مآوردی حدیث من ، حادی

والسند ، حریدۃ ، حادی ، شفقہ

اشقیق بدین حدیث ، حادی

مآلہ بیسما ، دایہ نف ، حادی

ادامہ اکمل من تسبیح یا س ، حادی

نفع حیاء و علیہ فکرا ہستہ قطع ملک

نبت بنفسہ ، امر یلک الا فیہ تقویٰ

المیت و یوحذ من ذلک ، من الحدیث بدین

ذلک الاتباع و یقاس علیہ ما اعتد فی بیسما

وضع اغصان الاس و غود و صیۃ بذلک

من السأفة و هذا الى ما قاله بعض الماكنية  
من ان تخفيف عن القبر انما حصل بركة بدو  
التريفة صلى الله تعالى عليه و سلم او عائته الجوفاء  
و من عليه خير و قد ذكر البغائي ان بركة  
صوتك عند اوصي ان يجعل في  
قبره اجر ربي . والله اعلم

[illegible]

ہے بہت کم کے لئے کس نے لازم کیا کہ سب بالاتفاق اس پر عمل رستہ ہو جائے  
 کا قول اور باقی کا عدم انکار بلاشبہ کافی ہے۔ صحاح و اسعوار و کتب اللزوم  
 اہل بیتیم از شاد بولے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں تو یہ تیرہ سے زیادہ  
 پیروی کرو اور اپنا دعوے یا یہ فرمایا کہ ہر ایک سے صحابہ یا تین یا چار  
 مذکور اتباع مذکور اس فعل غنی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب صحابہ و تابعین سے کثرت  
 اور جن بعض کو حدیث ثبوت تیرہ یا دہ فعل ثبوت سے اس سے صحابہ میں  
 عدم نقل نقل سے نہیں نہ ترک کتاب صحیحہ صحابہ و تابعین سے کثرت  
 بھی دہاں یہی عبارت ثبوت غنی سے جس کا حاکم و ابوداؤد و ترمذی و  
 میں خود عبارت غنی سے منقول ہے کہ وہ صحابہ و تابعین میں کثرت  
 تقریباً حوص فی قہر من جہر یعنی کثرت صحابہ و تابعین میں کثرت  
 اموات کی قبول میں بگ خواہ ہوتے ہیں صحابہ و تابعین میں کثرت  
 فقر نامباری رہی غنی کی وفات شیعہ میں است

اعتراف یہ بھی کہ صاحب ابن عباس کے مجمع میں لکھا ہے اس  
 فی الجریبہ معنی یخصہ و اشہد انہ لہ لیدد

جواب :

یا جناب یحکم صاحب عبارت تو مجمع العالیہ میں سے در قول ثبوت

لا تقر بواحد منہ لہ لیدد

و از امر یاد نکو او اشہد بوا ترا



بہ روز سے کرمانی یا قزلباشی شافعی کی سے مگر اس سے پہلے کی عبادت جمع البہار میں غفر  
 جس قیل کہ مذہب معتزلیوں سے موافق تھا عظیم صاحب اس سے بھی (ا) کے معنی ہیں  
 میں بعد ذکر احتمال شفاعت کے لکھتے ہیں

[illegible]

ہر چہ کہ خطابی کے قول فاما مقبول بنوایا جان مروجہ مکرر زید امینان کے لئے اور بھی ملا حظہ دے مائے سلام۔ یہ فقط جلال الہی سید علی محمد علیہ السلام کے لئے ہے کہ وہ اس کے ذمہ جیسا کہ علامہ علی قاری جوہر ہدایہ ہی کا قول ہے مشہور ہیں۔

و تتبع - متابعه لسيده في فولاد واحد - التفسير

المادة ١٠٠ : أمنوا بجميع جميع الاحاديث المتقدمة

[illegible][illegible]

هو: ۱- در مدخل به ادب و حقوق دیگر

۱۰۰۰ . . . هو اصره بخلاف رسته.

یوں مسیح مہمانِ بیہوشی مہمہ تیرکانِ سید و بنِ سہولنے

موتوں میں مراد یا اتباعِ حدیث مفقودہ میں مشہور

[illegible]

سہمیہ میں لڑائیوں سے وقفہ مانتے ہیں نہ لے سکتے

نہ دوسرے کے ساتھ نہیں جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے

استادان و محققان و دستگیران

میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

— 113 —

۱۰۰



و غفرہ فی القبر عبداللہ هذا الحدیث قال الطرموسی الار  
ذلك خاص ببركة يده صلى الله عليه وسلم وقال  
الحافظ ابن حجر ليس في السياق ما يقطع باله  
الوضع بيده الكريمة بل يحتمل ان يكون له  
وقد ولى ربيد ان يحصيه صعد الى ربه  
واوصى ان يضع من قبره احد من ربه  
يتبع من ميرة استقرت في ربه  
ان سعد قد اشتهر في كذا من ربه  
مع ربه في الاسمي مع ربه  
عساكر وقد ربه في ربه  
لا وجه له في غلامه يركب ربه  
لو كان في قبره ترناتين وغيره ربه  
نفسه كذا في ربه في ربه  
لي بدت في ربه في ربه  
في سياق من يقين ربه  
لنفسه دست مبارک في ربه  
احتمال في ربه في ربه  
صحابي رضي الله تعالى عنه في ربه

رہیں جائیں اور میزبانہ تباہ کرنے سے ان کا تباہ مناسب  
 رہے انجوسیرٹوں کے لئے اللہ تعالیٰ دعا کرتے ہیں کہ ان میں سے  
 بڑے ہوں اور ان کے لئے بن سہ میں قریب کیا گیا ہے اور میں نے  
 کتاب تہذیب و تمدن کے بارے میں اس کے لئے دعا کی ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ اس کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے۔

وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے

کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے

کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے  
 کہ ان کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے

وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعا کرے کہ وہ اس کے لئے دعا کرے

لتخفيف ان عذاب العذاب به لا لمعنى بخصه بل  
المقصود ان يكون فيه رطوبة من اى شعر  
كان وهذا النكاح الحافى ومن بعده وضع  
الحرييد - يعنى كجور کی شاخ میں کیا ختم صیت سے قربان  
پرتی ہوئی حالت میں کا جو یہ ہے کہ رگوں کی تان پانی  
ختم صیت نہیں ہوتا تو تر سے سے خون سے ل  
تو اور اسی وجہ سے خجانی اور ان سے تمیں سے آمو  
کی خجانی شاخ آتے ہنگامیات

نمایا جاتی خجانی تیرتے ہیں اور ان سے سے  
تخفيف کی مہ سے ا عینی تر یا جان سے

فان بعد و شبه دیں علی سجدت کلام  
الحریج علی خجانی اس کے باوجود وہیں بہت  
لتخفيف تسبیح شعر ملا وہ اندک ہوا  
جاء و مستندہ یعنی خطا لے لے کر بیتان لیل  
سے قربان ہوا ان میں کی تیار شمس سے لے کر  
حب و شمس کی تسبیح میں نیت سے تالیف سے لے کر  
اسید مونی سے تو قاتل غیلہ کی قاتل میں تو امید و استغیثہ  
سے تمام خطابی کا یہ توں عزیز ماہ سے نام لیا یہ سنہ

نمائند و لطیف ترین ہے کہ امام غزالی صراحتاً اس قول کو سارا سارا قرآنی آیات  
 میں علامہ حافظ محمود جلال دین سے نقل کرتے ہوئے انار قزالی علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے  
 المرقی فی القیامہ ص ۱۰۰

قَالَ الْحَصَنُ هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَعْنَى أَنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ  
 مَا دُمْتَ فِي حُلْمِهِ أَوْ حَصْرٍ بِهَا وَطَرْدٍ وَنَبْذٍ بِهَا سَبْعٌ  
 حَتَّى يَكُونَ مَعَهَا شَيْءٌ خَلَقَ حَصْرُهَا أَوْ تَقْطَعُ عَنْ  
 صَلَاحِهَا شَيْءٌ مِمَّا فِيهَا أَوْ يَكُونَ لَهَا شَيْءٌ يَكُونُ  
 فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ  
 يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ  
 يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ  
 يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ

وَلَا يَكُونُ فِيهَا شَيْءٌ

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید و منصفیہ سے اس خطبہ کی قرآن میں  
 ستر و تیس سو چھ صد صاحب کے قریب ماوی و علی بن ابی طالب کے ان کا حال  
 معلوم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کے قرآن کے قرآن کے قرآن کے  
 میں اور ماویہ کے قرآن کے قرآن کے قرآن کے قرآن کے قرآن کے  
 مقابلہ میں بیش از حد و تفسیرات و تفسیرات و تفسیرات و تفسیرات  
 جبکہ علماء اس کو درجہ اول حب حدیث شریف سے صراحتاً ثابت ہے کہ خود  
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے تر شاخیں قبروں پر جمائیں











آپ کے فعل اور برکت مختصہ سے تھی اور اصحابِ قہر ہم نفس  
یاب ہوتے ہیں وہ عمل صالحات سے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ  
قطعاتی نے قاقب فرمایا ہے اور کہا ہے کہ میں اس سے  
خبر لاء جانا ہے۔ اتنی ہی بلفظ

جو سب : اولاً علیہ و کشف ہر حالت میں رہا ہے اور  
یعنی اور کہاں قطعاتی سے نقل : جو تھے جو صاحبِ قہر تھے ان سے خبر  
تلاستے ہیں یعنی خبرِ جدیدہ حاصل ہی ہو وہ وہاں قطعاتی سے خبر  
جی کو خبر نہیں کہہ سکتے، قطعاتی کے شاگردوں کے نزدیک ہیں قطعاتی کو  
کے شاگرد ہیں اور شاگردی قطعاتی کے درمیان ایسی ہے کہ وہاں شاگرد  
قطعاتی میں صمد ہندوینی سے خوب زبان درسی نہیں کرتے ان سے علی سے بھی  
امام مینی کی وفات سے وہاں سے، قطعاتی کی وفات سے وہاں سے  
خود قطعاتی اپنی شرف کے شرفیات بخاری سے بہت سے ہیں

شرحہ العلامة مدد ندن المعنی عمیرہ عسری

احزاء و ابید و سماد علیہ القاری سرشاری

او حیرت جب وہاں دربارت مصلحت میں جو وہاں

تکیر صاحب اگر اپنی اختراعات میں ہیں وہاں وہاں ہیں

ذیل ان کے مطار کو مل کر ہیں گئے اور جیوتی کو ایک ہمارے ایک ایک مل کر  
عبادت اور حکیم صاحب کے ترجمہ کو ملاحظہ فرما کر میرے صاحب ان کی بیانت کی اور

اعتراض کیا۔ اذکذا عقبہ دلی ان عمر فسطاطا کا ترجمہ کرتے ہیں

اس واسطے علامہ قطعا فی سے تعاقب فرمایا ہے۔ یا خوب اور گستاخانے اس کو  
اکسی کو پریشان کیا ہے اور اس کی میرا بیاد صاحب کو خیر و جانت سچان اللہ کیا

میرا صاحب دادا سے نہیں یا پ کے دوست بن جو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمایا ہے کہ وہ سمجھ کے کہ وہ ترقی فرمائے اور اس میرا صاحب کی عمرو

یافت کہ وہ اس کے صاحب عمرو بہت دیر سے تو وہ بھی کسی

سے صاحب اس کے صاحب سے زیادہ بہت ہیں جو کافی اس کی سمجھ

تین دنوں سے اس کے عمر کی رستہ ہیں جو آید تو ان کے رستہ

رو سے ہیں اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

ملاحظہ فرمائیے کہ اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے اس کے صاحب سے

خاص زمانہ

جناب حکیم صاحب القدر کی نگاہ جو آپ نے مینے سے نقل با سہ  
 جس کا مطلب جناب نہیں سمجھے ہیں اس کا علامہ مصلحت یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ  
 السلام کے نزدیک وہ بیٹا ہے جو پر ہے تو یقیناً اس کا وہ صورت با  
 یعنی اندھ کے بعد ان حضرت کا وہی اندھ نہ ہو گا۔ اس کے بعد یہ ہے  
 اس نعمت انصوافان میں نہ ملے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ تو اس  
 خیال کو ہو۔

تو اس کے بعد اس کو ایک حقیر اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 تسلیم ہی کر سیتے اس کی اسے سہولت سے اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 سجدہ قدح حدیث مصلحت یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 کے فرمایا وہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 زیادہ مناسب ہے۔

فصل سوم فی تفسیر سورہ اسراء  
 یہ مگر یک صاحب القدر سے جو تفسیر میں

اس اعتراض کے تفسیر یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
 ثابت نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھ

جواب: حکیم صاحب نے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ



نے کر دہ تحریری بتایا تھا اس کو امام عینی نے سنت فرمایا اسی وجہ سے ترمذی صاحب اس  
 فقرہ کو نقل کیا اب اسے پہلے ترمذی صاحب دیانت فرمایاں پاسہ اصیاط اور ترمذی  
 یکم ہی اس عبارت کے جھول اور پرکھ دینے کی نسبت لیس دینی ترمذی پر نہیں  
 لفظ دیکھ کر خوش ہوئے مگر اسی اور یہ خبر نہیں کہ یہ لفظ کہیں آیا ہو آتے ہو  
 مگر نہیں تو وہ بھی اسی سے کہ کسی ایسی کسی نہ ہو اور سندانی یا نہیں  
 تو فقط ترمذی سنت کرے گا نہ فی کتاب نہ یہ وہ کسی ایسی نہ ہو۔ اول و ثانی  
 تو ترمذی مذہب اسے گھڑانی باعث۔ یہ کہ کبھی موقوف راست میں سمجھیں۔ ۱۰۰۰ فراموش  
 ہے۔

وقوف اساسیہ و مستحقانہ و مستحقانہ و مستحقانہ  
 لیس مستحقانہ و مستحقانہ و مستحقانہ و مستحقانہ  
 العبادة من فرض و رخص و مستحقانہ و مستحقانہ  
 و قیل یتعجب دیکھ مستحقانہ و مستحقانہ

رواۃ المتاریخ سے

فی الذخیرۃ عن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن  
 تعالیٰ عنہ کہ ان لایاہ شیا، و تھو مستحقانہ  
 فی معنہا فقیل لایاہ شیا، و تھو مستحقانہ  
 ما و قیل المراد تقوا و حب و قیل لایاہ مستحقانہ  
 ان فعلہا مکروہ لایثاب علیہ بل ترکہ

ابو ذرؓ سے استقامت و عزم و جرات کے مقابل ان کا  
وہاں رہنے کے لئے جو وہ شہر تھے وہاں نہ تھے وہاں نہ تھے  
میں تھے وہاں نہ تھے وہاں نہ تھے وہاں نہ تھے وہاں نہ تھے

۱۔ ہمارے دل میں اس قدر غم و غصہ ہے کہ ہمیں یہ بات یاد آتی ہے کہ ہم نے اپنے دل میں  
 ۲۔ ہمارے دل میں اس قدر غم و غصہ ہے کہ ہمیں یہ بات یاد آتی ہے کہ ہم نے اپنے دل میں  
 ۳۔ ہمارے دل میں اس قدر غم و غصہ ہے کہ ہمیں یہ بات یاد آتی ہے کہ ہم نے اپنے دل میں

۱- کمال است در این راه و در این راه  
 ۲- کمال است در این راه و در این راه  
 ۳- کمال است در این راه و در این راه  
 ۴- کمال است در این راه و در این راه  
 ۵- کمال است در این راه و در این راه  
 ۶- کمال است در این راه و در این راه  
 ۷- کمال است در این راه و در این راه  
 ۸- کمال است در این راه و در این راه  
 ۹- کمال است در این راه و در این راه  
 ۱۰- کمال است در این راه و در این راه

۱۰ بیت حسن نفسی پیدا این مائتة احدی گیاره زگرشاید  
۱۱ " در حسینه گیاره بود از رحمت بیشتر بود کافی از غیب  
و قصه این کیفیت اولی تر "







تھی اس کو خوش خوشی لکھ دیا اور جو غیر مفید مطالب عبارت از اس سے و اس کے حق میں  
 کی اصل عبارت فتاویٰ عالمگیری کی یہ ہے۔ وضع اور تدوین یہ محمد علی شاہ صاحب  
 و ان تصدیق قیصر کان حسن اولیٰ تمجید صاحب نے کی۔ و باقی اس سے و اس سے  
 مکمل فتاویٰ کو بیان فرمایا و رد و رد سے یہ کہ مکمل میں اس میں مسطور  
 نے اعیانہ کیا۔ اول صفحہ کو لکھیں خود سے قیصر سے تعلق ہے۔

یہ باب دیگر صاحب نے میر و صاحب نے لکھا ہے۔  
 ان کی مزایات سے وہ بھی جرمیاں آئی ہیں مگر اولیٰ ان میں سے کسی ان میں  
 سے اور بول میر صاحب و اس کے تالیف میر صاحب نے لکھا ہے۔ اس میں  
 کہ میر صاحب عبارت ہے پھر دیا۔ ایا قیصر سے میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 انصاف سے اس سے میر صاحب نے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 کا میر صاحب نے لکھا ہے۔ ایا قیصر سے میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 یہ عبارت میر صاحب نے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 تو یہ ہے و قول میر صاحب نے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 بنا چاہے اس میں میر صاحب نے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 کہ مطلب یہ ہے کہ میر صاحب نے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 میر صاحب نے اس سے لکھا ہے۔ میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 طرف ہو یا کسی کی نسبت کہ ان کی عزت سے میر صاحب نے لکھا ہے۔  
 یہ پیش بندی کی یعنی چنانکہ وہ اپنی تحریر میں اس سے عبارت اولیٰ لکھا ہے۔



ہم نے اتنے صاحبوں کے اقوال نقل کئے اس میں بھی یہ بات کہ ایک بار  
 کوادود و فرعون کے چنانچہ یعنی تاریخ بخاری عمدة القاری تاج دار العلوم  
 ہر الدین ابو محمد احمد یعنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سند میں شریعت میں  
 صاحب عمدة القاری شامی بخاری کہہ کر گناہ کیا یعنی مستثنیٰ ہے تاہم وہاں  
 تمام حرکات سے اس کے نزدیک جہالت نہ تھی

اعلاہ اس میں کہ ایک بار بھی نہیں ملتا ہے کہ وہیں روایت  
 نے اسے قیف غائب شامی نے تراجم و تفسیر میں اسے یہاں  
 مسنون قرار دیا ہے کہ اس سے ماخوذ ہوا ہے اس سے اس سے  
 بعذاب الہی سے کہیں نہ ملتا ہے اس سے اس سے اس سے اس سے  
 اصل ہو گئے اس بخاری پر حقیقہ و نبیب صاحب یہ اس سے اس سے اس سے  
 نہیں ہیں تو میں سبب کی ہیں صاحب ہیں اس سے اس سے اس سے

جواب یہ کہ صاحب و صاحب سند اس سے اس سے اس سے اس سے  
 اس خط کا رد بخاری علیہ السلام ابو محمد اس سے اس سے اس سے اس سے  
 القاری شریعت بخاری میں پہلے ہی اس سے اس سے اس سے اس سے

وہم نہ فیل ن مای علی نہ سے سے علیہ  
 ہم نہ مریعہ میں العذاب و نحن لا نعہ وہم  
 "جواب یہ لایلزم میں خصوصاً بعد العذاب میں ان  
 نزلت و لکن لا نزلت انما لدعو الیہ بالرحمة و لا بالعقاب

55-10-10-1

اسی طرح شیخ سید حامد نقشبندی نے ۱۹۷۱ء میں شہادت پناہ امران مجبور  
مستقلوں کے لیے ادارہ کی شہادتیں جاری کیں۔

[illegible]

۱۰۰. مجلسی حکیمہ متین

محمد عبید الدین عفا عنہ











کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کہیں کہ یہاں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے ایک ایک ہو جویں  
ایک زید کے ہر خیال جو ان ستار کے حامی میں اور ان آثار کے مخالفوں و تائین میں  
اکرم علیٰ علیہ وسلم کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل میں محبت و صلہ و فیض و رحمت  
طرف مرد کے ہر خیال میں جو آثار پرستوں و بدعتی اور گمراہ تصوف کے خلاف ان میں ہر  
زیارت اور ناشائستگی کرنا ناجائز سمجھتے ہیں

زید کے خیالات اور دلائل

اور جو شخص ان آثار کی بات و زیارت نہیں کرتا، وہ محبت و صلہ و فیض و رحمت  
خاست ہے جس کے دلائل یہ ہیں:

دلیل اول: یہ قرآن و حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میں نے اپنے پیغمبر کے پیچھے میری پیروی کی ہے، میری پیروی کرنے والے میرے پیچھے  
واجب ہوئے۔

دلیل دوم: آیت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کے پیچھے  
اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و احکام کی پیروی کی ہے، میری پیروی کرنے والے میرے پیچھے  
تھے پس جس کا وہ صحابہ کہنے یا موسیٰ سے ہیں یہاں ہے۔

دلیل سوم: قرآن شریف اور تفاسیر میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کے پیچھے  
ہو تا تھا جس میں انبیاء و اہل بیت علیہم السلام و اہل بیت علیہم السلام سے تابت  
سے بنی اسرائیل کی نسلیں و نسلی مومنی تھے یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس تاوت کو حلو



فوز ہائے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے مبارک صحابہ کے بطور نماز پڑھتے تو وہ  
 ہوئے مبارک کن کہ اور مدت میں موجود ہوتے حالانکہ وہ ان ہوئے مبارک اور  
 و نشان تک نہیں اور نہ ملک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ مصر میں  
 پنجاب اور سندھ کے ہر دو صوبوں میں صرف دہائیوں سے اب تک اس  
 مبارک تبارجہا ہے اور یہی سببی الی وغیرہ میں صرف دہائیوں سے اب تک اس  
 مسجد میں کچھ تیرہ سو چوبیس کو رہا ہوا ہے۔ یہاں سے صرف دہائیوں سے اب تک اس  
 انہماک ششوں سے اب تک اس کی بھر بھی نہیں ملے۔ اس سے اب تک اس  
 سے کہ یہ قیامت تیرہ تھوڑے ہی سے علیہ وسلم ہیں۔ اس سے اب تک اس  
 اور گشت ہی صاف تھا۔ اس سے اب تک اس سے اب تک اس سے اب تک اس  
 گھوٹنے کی تمہارے بیٹ پست کے سبب ہیں

## زید کے دلائل کی تردید

اس پر میری شفاعت، جب تک کہ میں مضمون کی قیادت میں نہ رہتا ہوں۔ اس سے اب تک اس  
 صحیح حدیث میں کہ کوئی قیامت ہی میں

۲۔ دلیل وہ کہ زید بیٹا بنی ویت نامی ہے۔ اس سے اب تک اس سے اب تک اس سے اب تک اس  
 کہ بعض صحابہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار ہیں۔ اس سے اب تک اس سے اب تک اس  
 تھے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثار میں کوئی صحابہ کی وصیت ہے  
 مصلحتاً ان کے کفنوں سے مندرجہ کہ ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔







و اتصال پر اور اس سے عداوت رکھنے والے اور جو چیزیں اس کی طرف منسوب ہوں  
 سب کو پیاری اور محبوب مانتی ہیں اور اس کا عذاب بہ محبت و مسابقت و دوستی اور  
 کامرندی و عداوت سے اور یہ محبت کی نشانی ہے ایسا نہ تو محبت و دوستی اور عداوت کی نشانی  
 یہی وجہ ہے کہ احمد شریف کے حق میں جو بہت عداوت کے قریب ہیں وہ اس سے نفرت  
 سید عالم علیؑ سے عداوت رکھتے ہیں یا بخلاف ہم اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس سے محبت رکھنے والے  
 ایسا لگے کہ اس میں حق میں سے کچھ منسوب و ذلیلہ خانی سے ہے۔ یہ نام میں  
 آثار کا ذکر و ذکر مجاہد میں بھی ہے اور یہ ہے۔

یا بھائی عداوت و عداوت عداوت میں ہے۔  
 ان ہر دو قسم کے عداوت میں سے ایک قسم کا عداوت ہے۔  
 بنی اسرائیل سے نہ نفرت نہ محبت نہ پیوستہ نہ نفرت نہ محبت نہ  
 نشانی ہے کہ وہ اس سے نفرت کرتے ہیں یا محبت کرتے ہیں یا عداوت کرتے ہیں  
 اور محبت ہوگی اور ان میں سے ایک قسم کا عداوت ہے۔ یہ عداوت ہے کہ اس میں  
 اس میں عداوت سے نفرت ہے اور عداوت ہے۔

یہ تاہم عداوت ہے کہ عداوت کے بارے میں عداوت کے بارے میں عداوت ہے۔  
 نہیں چلا آ رہا تھا۔ عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت  
 سے وہ عداوت ہے کہ عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت  
 اور دشمنی تو فی سے عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت عداوت  
 مقابل میں فتح طلب کرتے اور ان کی فتح مانتی وہ مظہر و منصور ہوتے فیہ و ان میں سے





و ثیاب موسی و ثیاب ہارون تفسیر باب الاول میں ہے و قیل کاں فیہ  
عصاً موسی و علاء و عصاً ہارون و عمامۃ ان کے علاوہ درمیں اور کیا  
بہر حال اس میں شک نہیں کہ اس میں بنیادی اسلام کے تہذیب و  
تہذیب تھے اور اس تاہت کے آنے کو قرآن پاک میں بھی اسل کے لئے معص  
طاعت کو نشانی بنایا۔

تفسیر میں یہ بھی وجہ کہ جب کسی رسول میں سے اس کے علاوہ کسی اور  
بڑی تھی تو وہ اس تاہت سے عوام اس لئے ہے  
حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
نہیں کہ جن کو باہت بنایا گیا ہے اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
ذمہ داری ہے کہ یہ تہذیب میرے ہی میں اس کے علاوہ اس کے  
ان تہذیب کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
مبارک جب جگہ یا مریں گے آپ سے بات نہ کریں کہ اس کے علاوہ اس کے  
مبارک حال یاد اور اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
آپ میں گئے کہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
تھے مگر جن تہذیب میں اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے علاوہ اس کے  
خاکہ بن الولید شعرات من شعراء صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت فلسوفہ فی  
بعض حرد بہ فشد علیہا شدة انکسر علیہ اصحاب الینبی صلی اللہ علیہ وسلم





زیادہ سزیز رکھے گئے قراب شیعہ مقامات پر ایسا ایک دو دو سو سے مبارک کا پناہ جان  
 اور دنیا میں موجود ہونا چھ میں قابل تعجب نہیں

۱۰۰۵ یہ قول اگر آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موصے مبارک صحابہ کرام و جہود  
 آثار رکھتے تھے وہ موصے مبارک درمکر مہ وہ بنی علیہ تین سو چار سو تے حالانکہ  
 اہل ان سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 کے بن صلی اللہ علیہ وسلم کے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 بس خاتون کی زبان میں تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 کے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے

یہ سے اہل ان سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 قراب شیعہ کے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 یہ سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 رکھتے میں تین سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 اہل ان کی بات اور ان سے سات سو تے تھے تین سو تھے مگر یہ تین سو تھے ان سے تے  
 مفتی آثار پرستی اور ترک تہمت بتا رہے ہیں





نہیں شیطانی اثر اگر سد نہ لگے میں اس کا اتباع کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں  
 ڈالنے کے لئے آگے دل بیٹھتے پیدا کیڑے ہیں مگر ان کو اس کے اندر  
 جہاں کے غیر مقلد میں جھوٹی رویت ثابت تو ہوں مگر یہاں تک سمجھتے ہیں  
 کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ حیدر میں سوکھا ہوا دشت ہے نہ

نیا کو دے دیکھ کر نہ وہ نہ یہ طبع میں مگر ان کو میں کہ نہیں دیکھتا  
 یہ دعویٰ کرتے اور یا سدا کے سال تک اس کے لئے ہر روز  
 یہ نہ جھپٹتے یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے لئے ہر روز  
 سات کو دیکھ کر میں اس کے لئے ہر روز  
 بھری ہونے سے آیا نہ وہ اس کے لئے ہر روز  
 اس کے لئے ہر روز

جب یہ جہاں میں جھپٹتے ہیں اس کے لئے ہر روز  
 وغیرہ ممالک میں مگر یہ جھپٹتے ہیں اس کے لئے ہر روز  
 ان ممالک میں جھپٹتے ہیں اس کے لئے ہر روز  
 کرتی تھیں یہ تھا کہ میں تھیں اس کے لئے ہر روز  
 قندہ و انولست بہت نہ ممالک میں اس کے لئے ہر روز

مگر یہ جھپٹتے ہیں اس کے لئے ہر روز  
 کا مگر یہ جھپٹتے ہیں اس کے لئے ہر روز  
 اس کے لئے ہر روز





بڑی ہمسازی ہے یہ قابلِ حفاظت ہے کہ آثارِ ستہ کی شہادت و  
 استقامت و تہک تو قرآن شریف و احادیثِ اربعہ و کلامِ حوالہ و حوالہ  
 سے ثابت ہے اور نزدِ اور اس کے منہ اشعاعی قیاس و محاورہ و ماہرین  
 و مفسرین میں زکوٰۃ آیت ان کی تائید میں ہے احادیث سے کلامِ حوالہ  
 اور قرآن و حدیث میں موجود و سمجھ و برہمی و حوالہ و ماہرین سے  
 و ناجائز و تائید ہستی کہ ہے میں احادیث سے کلامِ حوالہ  
 خود کفر و کلمت میں رہا ہی رہے و میں سے کلامِ حوالہ  
 و حدیث و کلامِ حوالہ کلمت کلمت سب سے کلامِ حوالہ  
 و دینی تائید ہستی کہ ہے میں سنسن سے کلامِ حوالہ  
 سے پس کلامِ حوالہ سے کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 و کلمت و کلمت کلامت سے ہی میں کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 کے معنی تائید و تائید کہ ہے میں کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ سے کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 است و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 صادق آستہ میں تائید سبب ہیں و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ  
 کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ و کلامِ حوالہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]



چند بہت و عقیدت کی تو یہ کیفیت ہے کہ وہ سات پینے والے ہیں۔  
 کوئی جگر مبین کرنا چاہتے تو یہ بھی تھا ہر قیست کہ اس جگر پہلے بعد اسے اصل فرما دیا  
 نماز اور افراتے اور اس مقام کو حضور کی تشہید و امانی سے سات و است اصل ہوا  
 تو ہمیشہ کے لئے یہ حقہ محترم و مآخراۃ غائی ثبوت میں ہو۔ ان کا مصداق  
 یعنی اللہ تعالیٰ عزت سے اس سے قبل ان کا مصداق نہ ہو۔ ان کا مصداق  
 مالا علی لڑکائی علیہ السلام۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 ان اصلی میں بیتوں کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 اب السامی بیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 علم و دماغ سے اور میرے سمجھنا۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 کیا جانے گا عقاب کے میں مقام اور ان کے میں مقام  
 نیاز مند فنا کو لپٹتہ تو وہ بیعت لڑتے شرف و شرف و شرف و شرف  
 رکاب سماعت میں تھے آفتاب بلند ہو چکا تھا حضور نے ان میں تشریف فرما





[illegible]



نہ دقتی نے اس کی شرح میں فرمایا و معنی کو نہ فی یدہم انھم کا خواہیلبسوسہ وغیرہ  
 کہ قال النودی المتبول بانار الصالحین ان کے ہاتھوں میں ہونے سے معنی یا تو یہ  
 کہ وہ حضرات اس کو پہنتے تھے تو بقول نودی اس سے انار صالحین سے ہاتھوں میں ہوتے  
 مناسب یا یہ معنی ہیں کہ وہ حضرات اس کو اپنے پاس رکھتے تھے کہ وہ اس میں بیٹھ کر  
 میں رکھنا بھی ہاتھوں میں رکھنے سے تعبیر ہو سکتا ہے نہ دقتی نے یہ فقیر معنی میں  
 تصرف نہ لایا ورمہ سے جب یہ گشتی کڑی نہ ہو تو حق و حقیقت  
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تین روز تو اس کے ہاتھوں میں ہوا یوں معنی  
 اس کا یہی سبب تھا کہ حضور شیعہ مدعی تو مدعی ہوتے تھے کہ ان کے ہاتھوں میں  
 میں سے مدعی فی تحقیق علیہ صریح ہے کہ وہ حق و حقیقت سے ملے ہوئے  
 لبسہ و مستقیمہ ختم بدیعینی اس نکتہ میں کہ اس میں سے مدعی ہوا  
 کا سبب یہ تھا کہ وہ حضور شیعہ مدعی ہوا مدعی ہوا کہ اس میں سے مدعی  
 حضور نے اس کو اپنا قیام میں لایا تھا کہ اس میں سے مدعی ہوا کہ اس میں سے  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام  
 سے اور اس کے بعد تمام راستے میں یہ بھی ایسے کہ وہ اس میں سے مدعی ہوا  
 ہیں اس میں سے مدعی کہ اس میں سے مدعی ہوا کہ اس میں سے مدعی ہوا کہ اس میں سے  
 فان الخدم و غیر ذلک فی السبب سے مدعی ہوا کہ اس میں سے مدعی ہوا کہ اس میں سے  
 امر حتم و حریۃ علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام  
 قتلہ و تعلقہ او حریرہ و قولہ فی الخدم علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

من السبعی مائة فی حدیث سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما

(در حدیث سید خدری)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے  
رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی خدمت میں  
نئے تھے یہاں پر حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ  
اور ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ  
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

کہ سکتا اور اتنی بے باکی سے ان کی جناب میں یہ بھی کہ ان پر لائق ہے راہِ حق  
 سے ثابت نہیں یہ بدعت ہے یہ دین پرستی ہے و تہذیب کی ہے یہ دین پرستی ہے  
 جاننے ہیں کہ یہ مقتضائے ایمان ہے اور کسی سے پسند و پسند ہو مگر مقتضائے ایمان  
 کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کی میرات و میراثیت میں کسی کو حصہ نہ دیا جائے  
 اب کے اندر جو بات اپنے بند یا نیاز مندوں سے دینا چاہیں وہ ان کو دے دے  
 سے اور ان کی رعایت و سبب سعادت اس کی ہے و سعادت و سعادت میں عرق و  
 نے یہ حق کیا کہ اگر وہ عزیز صاحبِ نعمت و مہربان ہو جائے تو اس سے ان کی سعادت  
 کے ممکن و سعادت میں ان کی سعادت و سعادت میں ان کی سعادت و سعادت میں  
 بھی نہ دیا جائے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے  
 دینے یا نہ دینے یا نہ دینے یا نہ دینے یا نہ دینے یا نہ دینے یا نہ دینے  
 و انسان عدل سے عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں  
 استحقاق میں نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے  
 و نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے نہ دینا چاہیے  
 شہدائے حق کی حالت یہ ہے کہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی حالت یہ ہے  
 و عدل سے عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں  
 و عدل سے عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں  
 و عدل سے عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں  
 و عدل سے عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں و عدل پر دانتے ہیں

اس سے وہیں مبارک حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس فرمایا تھا اسی میں ہے  
وردی عن البخاری عن ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لعبدی  
عند یامن شجر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصبتا من قبل انس او من  
قبل اهل انس فقال ان تحکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا و یافینا  
یعنی بخاری نے حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں  
نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں  
جو ہم کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے متعلقین سے پہنچے ہیں حضرت عبیدہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس حضور کا ایک موئے مبارک ہو تو مجھے تمام دنیا  
اور اس کے تمام سامان سے زیادہ پیارا ہے۔ دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آثار شریفہ  
کے ساتھ کیسے جذبہ رکھتے ہیں ایک موئے مبارک ان کو تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ  
پیارا و محبوب ہے اسی نور الایمان میں ہے۔ وکان لام عمارۃ شعرات من شعرة  
صلی اللہ علیہ وسلم کان تغسلھا ویشرب غسلا لقیھا المرء فیحصل لہم الشفا  
یعنی حضرت ام عمارہ کے پاس حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے  
اور ام عمارہ ان کو دھو کر غسالہ شریف بیماروں کو پلائی تھیں اس سے وہ تندرست  
ہو جاتے تھے۔ دیکھو موئے مبارک اور آثار شریفہ کے ساتھ صحابہ کے یہ اعتقاد ہیں  
آثار پرستی بتانے والے وہابی آنکھیں کھول کر دیکھیں کتنے صحابہ کرام کس قدر تبرک بہم  
پہنچاتے کس عقیدت سے رکھتے ان سے کیسی برکتیں حاصل کرتے تھے اسی نور الایمان  
میں ہے وکان عند عمر بن عبد العزیز اشیاء من مہر وکانہ صلی اللہ علیہ وسلم

منها الخفان والقطيفة والسكنانة وغيره كان هو يحفظها ويهتف به وكان  
 يزورها كل يوم مرة واذا جاء عنده واحد من الاشراف اذهب هناك ويقول  
 هذا اميراث من اكرمكم الله وعزكم به كذا اورد الشيخ الدهلوي. يعني حضرت  
 عمر بن عبد العزيز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی تہہ دست  
 تھے ان میں دو موزہ شریف ایک چادر مبارک ایک ترکش شریف تھا حضرت عمر بن عبد العزيز  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی محافظت فرماتے اور ان کے لئے اہتمام کرتے اور ہر روز ان پر کثرت  
 عالیہ کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے اور جب ان کے پاس سادات میں سے  
 کوئی صاحب تشریف لاتے انہیں وہاں لے جاتے اور کہتے کہ یہ اس جناب پاک کی میراث  
 ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں معزز و مشرف فرمایا اس سے تہکات کا بغاوت  
 رکھنا ان کی زیارت کرنا اور دوسروں کو زیارت کرنا ثابت ہو اسی کو بدعتیہ و باہلی نہا  
 کہتا ہے اسی نور الایمان میں ہے۔ ومن ذلک لمس الحجر الذی فی مکة فی رفق  
 الحجر فی طریق بیت ام المومنین خدیجة و هو مرکب فی حدارہ برورة النبا  
 ویتبرکون بمسح هذا الحجر وقال بن الحجر المفسر الحقیقی انه نقل عن ائمة  
 من اهل مكة ان هذا الحجر هو الحجر الذی کان یسلم علی رسول الله صلی اللہ  
 علیہ وسلم قبل النبوة اقول و مکتوب فوق هذا الحجر هذا البيت  
 انا الحجر المسلم کل حين علی خیر الوری فی البشارة  
 فضلت من ذی البعالی خصصت بحدائق من حجاره  
 وفي ذلک الزقاق فی مقابلة اثر المرفق الشریف ویروی انه صلی اللہ علیہ وسلم

حنا زار سیدنا ابی بکرؓ یوموا نکا علی هذا الجدار و نادى یا ابابکرؓ مرتین کذا  
 فی العقد الثمین فی فضائل البلد الامین۔ یعنی اس قبیل سے ہے اس سنگ مبارک  
 کو مس کرنا جو مکہ مکرمہ کے کوچہ زقاق الحج میں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا  
 کے ذولت خانہ کے راستے میں ایک دیوار نصب ہے خلق اس کی زیارت کرتی ہے  
 اور لوگ اس حجر شریف پر ہاتھ پھیر کر برکت حاصل کرتے ہیں امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ  
 نے فرمایا یہ وہی پتھر ہے جو قبل نبوت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام  
 عرض کیا کرتا تھا مولانا فرماتے ہیں کہ اس حجر شریف پر یہ دو شعر مکتوب ہیں جن کا مضمون یہ  
 ہے کہ میں وہی ہوں جو ہمیشہ حضرت خیر الوزی پر سلام عرض کیا کرتا تھا تو میرے لئے  
 بشارت ہے میں نے صاحب معالیٰ سے فضیلت پائی اور میں باوجود پتھر ہونے  
 کے اس فضیلت سے ممتاز ہوا اور اسی کو چہ میں اسی حجر شریف کے سامنے حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کہنی شریف کا نشان ہے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک  
 روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے۔ اور اس دیوار سے  
 ٹکیہ لگا کر دو مرتبہ یا ابابکرؓ فرما کر پکارا اس سے معلوم ہوا کہ حجاز مقدس میں حضور سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ موجود ہیں اور وہابی کا یہ قول باطل ہے کہ وہاں آثار مبارکہ  
 کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ خلق ان آثار کی زیارت کرتی  
 ہے اور ان سے برکت حاصل کرتی ہے اور علمائے دین اس کو سند بناتے ہیں اس  
 سے وہابی کے اس قول کا بطلان ظاہر ہے کہ آثار کی نمائش ناجائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت  
 ہے کہ کسی اثر کے ثبوت کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مسلمانوں میں اس کی زیارت



کار و اجراء ہو۔ امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو دلیل قرار دیا ہے اسی نرد الایمان میں  
 ہے وجاء عن فاطمة الزهراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقبل  
 اخذت قبضة من تراب قبرہ الشریف وجعلته علی عینہا وبکست کذا فی  
 الجوہر المنظر۔ یعنی منقول ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے  
 حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر اقدس میں جلوہ فرمانے کے بعد قبر مبارک سے ایک  
 مشت خاک لے کر اپنی آنکھوں سے ٹلی اور گریہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی  
 قبر شریف کی خاک سے تبرک حاصل کرنا بھی اہلبیت کو روکی سنت ہے ان نادانوں  
 کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے ہو اس قدر کثیر روایات کے باوجود تنفیذ و زیارت و تبرک  
 با آثار بزرگان دین خصوصاً آثار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شمار پرستی اور بدعت  
 و شرک کہتے ہیں کس گمراہی میں ہیں اتنی سندیں ایسے صاف و صریح واضح کثیر  
 موجود ہوتے ہوئے آثار مبارک کی تعظیم و توقیر و زیارت نو بدعت ہو جائے اور بدعتین  
 و ہابیہ کے مدار کس جلسہ ہائے امتحان و دستار بندی اور تعمیر و رکھ ریت اور مدرسین  
 کو نوکر رکھنا۔ نصاب مقرر کرنا تبطل کرنا ایام کی تعیین جلسوں کے لئے اشتہار سے دستور  
 جلسوں کی زیب و زینت کثیر روشنی اور اس میں اسراف اور ہجوم عوام اور نمود و نمائش  
 کا خدک جھنڈیوں اور مجلس گاہ کو تماشا گاہ بنانا جیسا کہ تمام و ہابیہ کے مدارس میں ہو رہا ہے  
 یہ کچھ بدعت نہ ہو ادہلی کے غیر مقلد نے کہا کہ مدرسہ تو بدعت نہیں صفہ شریف مدرسہ  
 ہی تھا وہ بتائے کس حدیث میں ہے کہ وہ مدرسہ ہی تھا اور وہاں کس کس کتاب کا  
 درس ہوتا تھا کہنے مدرس ملازم تھے کیا کیا تنخواہیں مقرر تھیں تعطیل کیلئے کون کون سے

ایم ستین تھے یہ نہیں تو تمہارے مدرسے قاعدے سے بدعت سیئہ ہیں دستار  
دستار کے طریقے بھی بدعت ہیں میں دستار بندی دستار سے تم مفتی اور عالم  
بننے کے مدعی ہو وہ دستار بدعت وہ نہ بدعت ہے۔ پھر ایسا مولوی ہر چیز کو  
بدعت کہے تو کیا تعجب ہے بدعت کے مدرسہ میں پڑھا بدعت کی سند پائی  
بدعت کی دستار بندھی اب ہر چیز اس کو بدعت نہ معلوم ہو تو کیا معلوم عوام کو فریب  
دینے کے لئے دہلیہ نے یہ دھوکہ دیا ہے کہ آثار شریفیہ کی سند نہیں لہذا وہ جھوٹ  
ہیں جھلی ہیں اور اس پر حدیث "من کذب علی متعدا" لکھ کر مسلمانوں پر تبرک کا ہے۔  
اول تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ ان آثار کی سند نہیں چاہا بسندیں موجود ہیں اور غیر  
مقلد کے پاس تو کسی چیز کی بھی سند نہیں اس سے اگر طلب کی جائے تو اس کی  
عقل حیران رہ جائے وہ سند مانگنے کا کیا منہ رکھتا ہے جس کو یہ معلوم نہیں کہ ہر شے  
کے ثبوت کے طریقہ عہد اجداد ہیں کہیں شہرت مستبر ہوتی ہے کہیں محض تسامح فقط  
رواج کہیں خبر واحد کہیں شہادت عدلین کہیں چار عدل شہود کہیں تو آثار شمار کا  
ثبوت ان میں سے کسی طریقہ سے ہوتا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے قرآن  
کریم نے جا بجا پچھلی نوموں کے آثار سے درس عبرت فرمایا ہے اولہ یسیر وانی  
الارض فینظر واکیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم و غیر ذلک من الایات  
کیا ان آثار کے ایسے ثبوت دہلیہ کے پاس موجود ہیں جیسے کہ وہ سید عالم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار کے لئے طلب کرتے ہیں یا محض شہرت عوامی کافی ہے  
اور قرآن کریم نے اسی کو مستبر رکھا ہے۔ تو پھر آثار بزرگان دین کے لئے اپنی طرف

قیود بڑھا کیونکہ بدعت نہیں اگر وہ اپنی ہر چیز کے ثبوت کے لئے ایسی ہی پابندی  
 عائد کر دی جاسے تو وہ بہت پریشانی میں مبتلا ہو یہ بات کی بات یہ ہے کہ ان کے ثبوت  
 کے لئے تو اس کو حدیث کی جیسی سند چاہیے لیکن ان کو جھوٹا جعلی نقلی بتانے کے  
 لئے کسی ادنیٰ ثبوت کی بھی ضرورت نہیں کس جرأت کے ساتھ وہ کذب علی متعالیہ  
 محل لکھ دیا خدا کا خوف نہ رسول کی شہد حدیث شریف کے اندر کیسا جعلی اور صریح کفر  
 موجود تھا۔ معتمد اس کو دیکھتے ہوئے بھی موت مبارک اور تبرکات کی تعظیم کرنے  
 والوں کو اہل ایمان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بادب است کو مقبولان بارگاہ  
 کو بزرگان دین کو سب کو عناد و مفتری ٹھہرا دیا۔ معاذ اللہ ناری قرار دے دیا کیا بغیر  
 تحقیق کسی کو جھوٹا کہنا جائز ہے یہ جرأت ہے اور تبارک سنت کے بے چور ہے  
 دعوت حدیث میں تو ارشاد ہے "ظنوا المؤمنین خیرا یعنی مومنین کے ساتھ  
 نیک گمان کرو قرآن کریم میں سکھ اہی یا ایہا الذین امنوا الجنتوا کثیرا من الظن  
 ان بعض الظن اشر" اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ  
 ہوتے ہیں اس کی تفسیر میں امام محی السنہ ملاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی  
 اپنی تفسیر باب التاویل میں فرماتے ہیں ان یظن باہلا خیر یعنی اللہ تعالیٰ  
 المؤمن ان یظنہ با خیر المؤمن شرا یعنی نیکوں کے ساتھ برا گمان کرنے سے  
 بچو اللہ تعالیٰ نے مومن کو اپنے مومن بھائی کے ساتھ برا گمانی کرنے سے منع فرمایا۔  
 قرآن و حدیث کا تو یہ حکم مگر اتباع سنت کے مدعی فقط گمان ہی نہیں اس کے  
 جھوٹا ہونے پر مجرم کرتے ہیں اور من کذب علی معتمد کے تحت میں داخل کرتے

ہیں یہ تو خالی گمان ہے مومن کا تو شریعت نے یہاں تک احترام کیا ہے کہ اگر کوئی  
فاسق اس کے خلاف خبر بھی لے آئے تو وہ بھی بے تحقیق نہ مانی جائے۔ قال اللہ  
تعالیٰ یا کذیب الاموات جاء کفر فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوماً یجھالون  
فتصحبوا علی ما فعلتم فادمین۔ اسے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس  
کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا نہ دے مبیٹو اور پھر اپنے  
کئے پر چپکتے نہ رہ جاؤ۔ وہابی کو نہ قرآن کی پردہ نہ حدیث کی سب کے خلاف عمل  
اور پھر متبع سنت ہونے کا دعویٰ۔ اوظاہر اس آراستہ کرنے والوں باطن میں ایمان  
کا اثر ہونے دو دلوں کو ایمان کی برکات سے محروم کرو اتباع سنت کے جھوٹے دعوے  
کام نہ دیں گے خدا اور رسول کے احکام کے سامنے سر جھکاؤ مسلمانوں پر بدگمانی نہ  
کرو انہیں اپنے ضد و عناد سے جھوٹا نہ بتاؤ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو  
مسلمانوں کو اہل کتاب کی تکذیب سے بھی منع فرمایا محض اتنے احتمال پر کہ شاید وہ  
سچ کہتا ہو یا وجود کہ اہل کتاب کا صدق بہت ہی نادر اور جوہ ہے۔ بخاری شریف  
کی حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اهل  
الکتاب ولا تکن یوهم۔ یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی تصدیق بھی نہ کرو  
اور ان کی تکذیب بھی نہ کرو۔ اس حدیث کے حاشیہ میں علامہ علی قاری کی مرقاۃ  
نقل کیا ہے۔ لاحتمال ان یکون صدقاً وان کان نادراً لان الکذب  
یصدق۔ یعنی اہل کتاب کی تکذیب کی ممانعت اس احتمال کی بنا پر ہے کہ شاید  
انہوں نے سچ کہہ دیا ہو اگرچہ ان کا سچ بولنا بہت ہی نادر ہے مگر جھوٹا بھی کبھی سچ

برتا ہے۔ اتنے احتمال سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو مہلتا ہے سے  
 منع فرمایا اور یہ مدعیان اتباع سنت ان تمام آیات و احادیث اور احکام خدا و رسول  
 کے خلاف نیک مسلمانوں کو اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مہلتا ہے میں جعلی و نقلی بتاتے  
 ہیں خداوند عالم ان کے قلوب کی قساوت دور کرے ان آیات و احادیث نے بزرگوں  
 کے آثار کو جو ان کی طرف منسوب و مشہور ہیں نقلی جعلی کہنے کا تورستہ ہی بند کر دیا ایسا تو  
 وہی بے باک کہے گا جو قرآن و حدیث کی مخالفت کے لئے تیار ہو۔ اب رہی یہ  
 بات کہ آثار کے لئے کس قسم کا ثبوت چاہیے جو وہ مان جائیں اس کے مطلق ابن  
 حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ابھی گزر چکا ہے کہ جس میں انہوں نے حضور سید عالم صلی  
 اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے والے پتھر کی نسبت فرمایا کہ: اہل مکہ میں متواتر منقول  
 ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو سلام عرض کیا کرتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں کسی  
 متبرک شے کا رائج ہونا اور قریباً بعد قریب اس کا بزرگوں کی طرف منسوب ہونا ایسی پچھل  
 کا پہلوں سے سنئے آنا آثار کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ شریعت میں ایسی مثالیں  
 ملتی ہیں کہ تعظیم و ادب کے لئے ظن بھی کافی ہو سکتا ہے قاضی خاں وغیرہ کتب  
 مستندہ میں ہے کہ لو وجد طریقاً فی المقبرۃ وهو یظن انہ طریق احدنا و الا یحیی  
 فی ذالک یعنی اگر قبرستان میں رستہ پایا اور گمان ہوتا ہے کہ یہ نیا نکالا گیا ہے یعنی  
 قبروں پر تو اس پر ناپے یعنی حرمت قبور کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قبر کے وجود کا یقین  
 ہو اور اس پر دلیل قطعی قائم ہو بلکہ احترام قبر کے لئے فقط ظن ہی کافی ہے حضرت  
 امام اہل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں ومن اعظامہ

و اکبارہ اعظام جمیع اسباب بہ و اکرام مشاہدہ و امکنتہ و معاہدہ و ما لبسہ  
 علیہ السلام و اعرف بہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور حضور  
 کے اعظام و اکرام میں داخل ہے حضور کے تمام اسباب کی تعظیم اور حضور کے مشاہدہ و اکرام  
 و مشاہدہ و معاہدہ و ملبوسات کی تعظیم و اکرام جو آپ کی طرف منسوب ہوں اس سے معلوم  
 ہوا کہ کسی شے کی عزت و عظمت کے لئے بزرگوں کی طرف نسبت ہونا کافی ہے بلکہ  
 علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا ہے ان المراد ما یتناسب الیہ و یعرف بہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم یعنی اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف  
 منسوب و معروف ہوں۔ اب تصریح ہو گئی کہ فقط منسوب ہونا تعظیم آثار کے لئے  
 کافی ہے۔ مخالفین کے مسلم و مستند مولوی عبدالحی صاحب کے والد ماجد مولوی عبدالحلیم  
 فرنگی علی اپنی کتاب نور الایمان میں علامہ علی قاری کی یہ عبارت نقل فرمانے کے بعد  
 او عرف بہ پر حاشیہ لکھتے ہیں۔ ای ولو کان علی وجہ الاستہار من غیر ثبوت اخبار  
 فی آثارہ کذا قال علی لقاری یعنی منسوب و معروفات کے لئے محض شہرت بغیر  
 ثبوت خیر کافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نسبت سے ادب کیا جاتا ہے مومنین کی طرف  
 منسوب ہونا اہل ادب کے احترام و تعظیم کے لئے کافی ہے۔ نور الایمان میں ہے۔  
 ولو کان احمد بن فضلویہ یقول لا امس تو ساء الامتطہار فانی سمعت ان  
 النسبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس ببیدہ و من دالک انه یمسح  
 اتیان الإبارہ والمساجد والمقامات المنسوبة الیہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 احمد بن فضلویہ فرماتے تھے کہ میں کان کو بے بہارت ہاتھ نہیں لگاتا کیونکہ میں نے

مناسب کہ کمان دست مبارک میں لے لے ہے اور اسی قبیل سے ہے کچھ کنوئیں  
اور مسجدیں اور مقامات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں ان کی زیارت  
کے لئے حاضر ہونا مستحب ہے ظاہر ہے کہ ہر کمان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
دست مبارک میں نہ لی تھی مگر جس کو لیا تھا اس کے ساتھ اسکی مناسبت رکھنے کے  
باعث احمد بن فضلویہ مطلقاً گاؤں کا یہ ادب فرمانے لگے کہ انہیں بے طہارت ہاتھ  
نہ لگائیں۔ اسی کو دہائی آثار پرستی کہتے ہیں۔

”بے ادب محروم گشت افضل رب“

یہ مسند توفیق و مناسک کی کتابوں میں بکثرت مذکور ہے کہ جو مقام حضور کی  
طرف منسوب ہیں ان کی زیارت مستحب ہے، مگر وہابیہ کو یہ مسائل کی خبر نہ کتابوں پر نظر  
اس کے علم کی نہایت قویہ ہے کہ ہر چیز کو بدعت کہہ دیا کرے اور تعظیم و ادب گمان  
دین سے تو اس کو خاص عداوت ہے۔ مشرکین ہند کی تو دہائی غلامی کہتے پھرتے  
ہیں ان کی تعظیم و تکریم کو تو فرائض پر ترجیح دیتے ہیں مگر ادب و ادب کے ساتھ عناد  
نہے مقبولانِ بارگاہِ حسد کی تعظیم شرک معلوم ہوتی ہے۔ اور شرع مطہر کے احکام سے  
انکسین بند ہیں۔ لہذا ایمان و فی مطالب المومنین و لا باس بتقبیل قبر والدین  
لما فی کفایۃ الشعبی ان رجلاً حیا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال  
رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عنہ باب الجنة فاما النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم ان یقبل رجل الام دجھۃ الاب ویروی انه قال یا رسول اللہ ان امر  
یکن لی ابوان فقال قبر الاب فقبلہما فلا تحنث فی یمینک کذا فی مغفرۃ

الغفور زیارة القبر۔ یعنی ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آستان جنت چوسنے کی قسم کھائی ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوسے مرنے سے پہلے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر میرے ماں باپ نہ ہوں۔ فرمایا ان دونوں کی قبروں کو بوسہ دے عرض کیا اگر قبریں نہ معلوم ہوں فرمایا کہ دو خط کھینچ اور نیت کر کہ ایک ان میں ماں کی قبر ہے دوسری باپ کی۔ ان دونوں کو بوسہ دے قسم اتر جائے گی۔ یہ روایت مخالفین کے مقبول و مسلم پیشوا امامی عبدالحی صاحب کے والد ماجد مولوی عبدالحلیم صاحب فرنگی محلی نے لکھی اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ قبروں کا چوسنا بھی جائز اور قبر موجود نہ ہو تو ایک خط کو قبر فرض کر کے اس کا احترام کرنا بھی صاحب قبر کا احترام ہے اور نعلین شریفین اور ان کے نقوش کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنا ہمیشہ سے مومنین صاحبین کا معمول ہے اکابر علماء کرام نے اس میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ نقشہ نعل نعل تو نہیں ہے مگر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی یاد ہو جاتی ہے۔ اہل ذوق و محبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری مسلک متقطعیں فرماتے ہیں والاحاصل ان کل ما یکون النظر الیہ یدل علی الحق ولیشیروالیہ فهو عبادة یعنی خلاصہ ہے کہ جس چیز کی طرف نظر کرنا حق کی طرف مائل کرے اور خدا کو یاد دلائے وہ عبادت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آثار شریفہ کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے اور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہوتی ہے لہذا ان کی زیارت داخل عبادت ہوتی۔



اگرچہ اس بحث میں اور بھی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں مگر الحمد للہ جس قدر  
 لکھا گیا ماقبل منصف کی تسکین اور جابل متعصب کی ذہن دوزی کے لئے کوفیہ ہے۔  
 و الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و سیدہ رسلہ و آلہ و  
 اصحابہ اجمعین۔

کتبہ العبد المعتصر بحملہ افستین

محمد نعیم الدین عفا عنہ اجمعین

مسفر المظفر۔ ۱۳۶۰ھ

# نماز صبح کے بعد قضا، عمری کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرعیاتین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز قبل طلوع آفتاب نماز قضا، عمری پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضا عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت کی مانفت نہیں۔

الاستفتی

سیدھا ابراہیم حاجی محمد ابابڈنگ  
نیل بازار بمبئی۔

الحمد لله رب العالمین  
بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم، محمد وفضل علی رسولہ الکریم  
نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے قبل نفل مکروہ ہیں قضا فرض جائز ہے۔ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے ویکرم التنفل بعد صلوٰۃ ای فرض الصبح ویکرم التنفل بعد صلوٰۃ فرض العصر وان لم تتخیر الشمس لقوله عليه السلام لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس

ولا صلوة الفجر حتى تطلع الشمس رواه الشيخان والنهي بمعنى في غير  
الوقت وهو جعل الوقت كما المشغول فيه بفرض الوقت حكماً وهو افضل  
من النفل الحقيقي فلا يظهر في حق فرض يقضيه وهو المفاد بمفهوم المتن.

مستخلص الحقائق شرح كنز الدقائق میں ہے وعن النفل بعد صلوة

الفجر والعصر عطف علی قولہ منع ای عن النفل بعد صلوة الفجر والعصر اور

ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منہی عن ذالک کذا فی لہدایہ لاشی

قضاء فائتة وسجدة تلاوة وصلوة جنازة ای لا یاسر ان یصلی فی

هذین الوقتین الفوات الخ۔ تنویر الابصار میں ہے وکرہ نفل وکما

کان واجباً لغيره کمند ودر رکعتی اطواف والذی شرع بیه شر

افدا بعد صلوة فجر وعصر لا قضاء فائتة وسجدة تلاوة و

صلوة جنازة۔ ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز فجر کے بعد آفتاب

کے طلوع سے پہلے صرف نوافل مکروہہ میں نواست کی قضاء مکروہہ نہیں۔ اور جو لوگ کہتے

ہیں کہ نماز قضاء عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت کی مانست نہیں

ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ اوقات ثلاثہ یعنی وقت طلوع آفتاب اور وقت

استرا اور وقت غروب کوئی نماز فرض واجب ادا و قضاء جو اس وقت سے پہلے واجب

ہو چکی ہو درست نہیں مراقی الفلاح میں ہے۔ ثلاثہ اوقات لا یصح فیہا

شیء من الفرائض والواجبات الذی لزمت فی الذمۃ قبل دخولها لمطاول

علی مراقی الفلاح میں ہے لا یصح فیہا شیء اداء وقضاء۔

والله تعالى سبجته وتعالى اعلم وعلمه عز اسمه اتقن فاحكم

ک۔ العبد المقتصر بمجملہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنه الیوم  
مراد آباد۔

# وہابی کی امامت کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان تشریح متین درت ذیل مسئلہ میں کہ غیری  
وہابی دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے بعض مولوی کہتے ہیں کہ نماز تو  
ناسق و ناہجر کے پیچھے بھی درست ہے درمیان شریف کہتے ہیں کہ وہ بھی مکمل  
والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے مفصل جواب سے سنوں و مشورہ فرمائیں۔ سیوۃ حق

فقد دسلام

المستفتی

مستبویہ علی سہروردی

مدینہ منورہ

الحمد لله بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم نحمد الله ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ واذا مہی مذاہنہ و لا فاسق سے درہر فاسق کو مار بنانا مکروہ تحریمی  
ہے۔ فان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیا اہل السنۃ شرعاً فی رد المخذرات  
اس کے پیچھے نماز بکراہت ہو جاتی ہے اور وہابی بے دین منکر ضروریات دین

خارج از اسلام ہیں۔ اس کے پیچھے کسی طرح نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کو امام بنانا شریعت کی نافرمانی اور سخت جرم ہے۔ حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل سر و فاجبر آیا ہے کا خبر نہیں آیا ہے۔ اس حدیث سے وہابی کی امامت پر استدلال باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ک۔ العبد المعتمد بحبلہ المتین ۛ

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

۸ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ

# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلوں میں اگر نماز فجر میں امام کھڑا ہے اور مقتدی سنت ادا نہ کرے اور امام سے مل جائے تو سنت کب ادا کرے سورج جب نکلے تو پڑھے یا فرض ختم کر کے پڑھ سکتا ہے۔ یہاں توجہ دے

المستفتی

نقیح محمد دین

## بحون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على رسوله الكريم اما بعد  
سنت فجر اگر تنہا رہ گئی اور فرض پڑھ لئے گئے تو اس کی قضا لازم نہیں ہے البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لے لازم نہیں ہے اور آفتاب کے طلوع سے قبل اور زوال کے بعد بالاتفاق سنتوں کی قضا پڑھی جائے گی۔ مرقی الفلاح میں ہے ولم تقض سنة الفجر الا بظوفها مع الفرض الى الزوال وقال محمد رحمة الله تقضى منفردة بعد الشمس قبل الزوال فلا قضاء لما قبل الشمس ولا بعد الزوال. اتفاقاً.

مخطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ قیل لاخلاف بینہم فی الحقیقۃ  
 لانہما یقولان لیس علیہ القضاء وان فعل لا باس بہ و محمد رحمہ اللہ  
 یقول احب الی ان یتضی وان لم یفعل لا شیئ علیہ۔ واللہ سبحنہ تعالیٰ  
 اعلم وعلیہ عز اسمہ اتقن واحکم۔

ک۔ العبد المقتصر بحبلہ المستین بہ

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین



## استغفار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرعاً بتین اس مسئلہ میں کہ بعض حافظ  
سجدہ تلاوت جو بارہ عقر کے سورہ علق کے آخر میں ہے وہ سجدہ تلاوت نہیں کرتے  
ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ مہربانی فرما کر مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ بیسواتوجہ ۱۔

نقطہ والسلام  
المستفتی

مجاہد حسین۔ کابل۔

مورخہ دار ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

## الح بعون الملك الوهاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ  
اما بعد۔ قرآن پاک میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے سے سجدہ  
واجب ہوتا ہے۔ سورہ علق کی آخری آیت بھی انہیں میں سے ہے جو حافظ اس کا سجدہ  
ادا نہیں کرتا وہ تارک واجب اور گنہگار ہے۔ کنز الدقائق میں ہے سجدۃ التلاوة تجب  
باربعة عشر آية مستقلة يتحقق فيها هي آيات السجدة في آخر الاعزاء والرعء والفعل وسنى  
للسريل ودرهم والجم والفرقان والفعل والمر السجدة والصاود وحور النجم واذ السماء انتفت  
واقفل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ سید محمد نعیم الدین۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ اگر پیش  
الام قرائت کے اندر رک جائے فرضوں میں تو اس کو لقمہ دینا چاہیے یا نہیں؟ ہمارے امام  
اعظم رضی اللہ عنہ نے لیا حکم ہے۔ سیوا توجروا۔

!! سفتہ

سے سے سیوون

## بحون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام  
على سيد المرسلين والاطهارين وصحبه اجمعين. اما بعد۔ اگر امام قرائت میں  
رک گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو جائز ہے اس سے کسی کی نماز میں نقصان نہ آیا۔ امام کی نہ  
مقتدی کی البتہ اگر امام بقدر ما یکجزہ الصلوٰۃ پڑھ چکا ہو یا دوسری آیت شروع کر دے تو بہتر  
ہے کہ نہ بتائے اور امام کے رکتے ہی فوراً نہ بتانا چاہیے تھوڑا وقفہ کرے کہ شاید اس کو  
خود یاد آجائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے والصحيح انه لا يفسد صلوٰۃ الفاع لکل حال  
والصلوة الامام لو اخذ منه على الصحيح هكذا في الكافي وكذا في مقتدی ان يفتي على امامه من ساعته  
مقصود قارئاً خلفاً امام من غير حاجۃ کذا فی المحيط السرخسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین فقہان شریعت منین من مسلمان رجواہر  
حد شرع سے کم داڑھی رکھے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے سوائے جبراً

المستفسر

منیار مدینہ پر راجعاً

## الحول بعون الکبیر الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و بعد  
داڑھی رکھنا شعار اسلام میں سے ہے اور اس کی کٹنا قدر قبضہ پہنچے سے قبل حرام  
ہے۔ بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف  
میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث: ویستکبر حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا خالفوا المشرکین احفظوا الشارب و عمو اللہ یعنی مشرکین  
کی مخالفت کرو مومنین پست کرو داڑھیاں بڑھاؤ ایک اور حدیث مسلم شریف میں  
بایں الفاظ وارد ہے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باحفظاً تو ربہ عمو اللہ یعنی  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومنین پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا  
ہے۔ احیاء العلوم میں ہے: راجعاً عن ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن ابی لیلیٰ

فہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادۃ من کان ینتفع بحیۃ۔ یعنی حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب  
 رضی اللہ عنہ اور قاضی مدینہ ابن ابی یعلیٰ دونوں پیشوایان اسلام نے داڑھی کوٹنے  
 والے کی شہادت (گواہی) رد فرمادی نیز اسی میں ہے شہد رجل عند عمر ابن  
 عبد العزیز بشہادۃ وکان ینتفع بحیۃ فرد شہادۃ۔ ایک شخص نے حضرت عمر  
 بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی گواہی دی اور وہ داڑھی کچھ چنکاتا تھا حضرت  
 خلیفہ نے اس کی شہادت رد فرمادی۔ درمختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیۃ  
 جب ثابت ہو گیا کہ داڑھی ایک مشت سے کم کتر وانا یا منڈوانا ممنوع ہے تو اس کا  
 مال اور مصرفات معفن ہوا۔ اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی۔ کما فی عامۃ المتون و  
 الشرح والفتاویٰ من کمل ھذا امامۃ الفاسق۔ اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے بغیر  
 شرح عینیہ میں ہے لو قد موافا سقایا ثون یعنی فاسق کو امام بنانے والے گنہگار  
 ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم۔

ک۔ العبد المقتصر بحبلہ المتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ العین

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرعاً متین من سئل عن رجل ساء  
سود خوروں کے گھر کھانا کھائے یا ان کی خوشامد کر اس کے بیچے کو نہ پڑھنا یہ سب  
بیذاوجہ ہے۔

المسئلی

ضیاء الدین ستیوہ جتھار

## الحمد لله الذي جعلنا من عباده

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على سيدنا محمد

اما بعد سود خوروں کے گھر کا کھانا حرام نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ  
مال حرام سے تیار کیا ہوا ہے۔ یا اس کے پاس کوئی مال حرام موجود ہے۔ سود خور  
اگر ترغیب دین اور اصلاح حال کے لئے ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اللہ  
سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ی۔ عبدالمقصد بحبلہ متین

محمد نعیم الدین غفاری

# ہدایہ تکاملہ قنوت نازلہ

۵۱۳۶۷

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ ونصلیٰ ونسلم علیٰ حبیبہ وخاتم انبیاء  
صعب الشفاعة العظمیٰ الذی فتح اللہ تعالیٰ بہ اعینا عیا وقلوبنا غلغلا  
واذا انصبتا وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سفن النجاة ونجوم الہدیٰ  
اما بعد۔ مسلمانوں پر کوئی حادثہ یا مصیبت نازل ہونے کے ایام میں صرف  
نماز فجر کی رکعت اخیر کے رکوع کے بعد تومہ میں امام کا دعائے قنوت نازل پڑھنا  
اور اس میں دفع مصیبت حفاظت مسلمانین بلاکت اعداء کی دعائیں کرنا جائز ہے  
مگر خلافت اولیٰ ہے بہتر یہ ہے نماز سے فارغ ہو کر دعائیں کی جائیں۔

قنوت نازلہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چند روز  
ایک ماہ یا اس سے کم پڑھی پھر ترک فرمادی۔ اس ترک کا باعث بعض اصحاب رسول  
علی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارکہ میں تو یہ ہے کہ ضرورت نہ رہی تھی اور بعض اصحاب  
گرامیہ رضی اللہ عنہم یہ فرماتے ہیں کہ قنوت نازلہ آیت لیس لك من الامہ سے منسوخ  
ہوئی اس لئے حضور نے ترک فرمادی۔ اصحاب نسخ عدم نسخ صحابہ کرام میں مختلف فیہ

ہے فقہاء محققین ائمہ دین حضرت امام اعظم اور ان کے صاحبزادے نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دونوں گروہوں کے اقوال و افعال پر نظر فرما کر بعد تحقیق و تنقیح یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ قنوت نماز عصر نماز فجر میں بعد رکوع جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر ہے کہ نماز کے بعد دعا کی جائے تاکہ خلاف اولیٰ کا ارتکاب بھی نہ ہو اور مسلمان اختلاف و انتشار سے بھی محفوظ رہیں فجر کے سوا یہ قنوت اور کسی نماز میں جائز نہیں۔ تو جو شخص سوائے فجر کے اور نمازوں میں قنوت پڑھتے ہو اس کی بات قابل امانہ نہ ہوگی یعنی دو بار پڑھنی ہوگی۔

## تفصیل دلائل لقنوت النوازل

حدیث بخاری شریف سئل انس بن مالک اقلت لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصبح قال لغیر فقیل او قنوت قس الركوع قال بعد الركوع یسیرا۔ یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح میں قنوت پڑھی ہے فرمایا ہاں۔ پھر دریافت کیا گیا قنوت رکوع سے پہلے پڑھی ہے؟ فرمایا رکوع کے بعد۔ (ایارکوع کے بعد چند روز)۔

حدیث بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۶۔ عن انس بن مالک قال قنت  
النبي صلى الله عليه وسلم شهرا يدعوا على رعل وذكوان يعني حضرت انس بن  
مالك رضي الله عنه سے مروی ہے کہ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ  
تقوت پڑھی رعل و ذکوان پر بدعا فرماتے تھے۔

حدیث حلبی شرح منیہ صفحہ ۳۶۰۔ روی الخطیب فی کتاب القنوت من حدیث  
محمد بن عبد اللہ روی قال حدثنا سعید بن عروبہ عن قتادة عن انس ان النبي صلى  
الله عليه وسلم كان لا يفتت الا اذا دعا القوم ادعوا عليهم وهو سندا صحيح قاله  
صاحب تنقيح التحقيق۔ یعنی حضرت انس رضي الله تعالى عنه سے مروی ہے کہ حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے تھے مگر جبکہ کسی قوم کے لئے دعا فرماتے  
یا کسی قوم پر بدعا فرماتے۔

حدیث (حلبی صفحہ ۳۶۰) أخرجه ابن حبان عن ابراهيم عن سعد عن الزهري  
عن سعيد وابي سلمة عن ابي هريرة قال قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يفتت  
في صلوة الفجر الا ان يدعو القوم ادعوا على قوم وهو سندا صحيح یعنی حضرت ابو ہریرہ رضي  
الله عنه سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر  
جب کسی قوم کے لئے دعا فرماتے یا کسی قوم کے حق میں بدعا فرماتے۔

حدیث شرح معانی الآثار شریف ص ۱۲۱۔ عن انس قال قنت رسول  
الله صلى الله عليه وسلم عشرين يوما یعنی حضرت انس رضي الله تعالى عنه سے



مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس روز (۲۰) قنوت پڑھی ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ نمازِ فجر میں بعد کو ایک ماہ یا بیس روز پڑھی (ایک ماہ یا بیس روز کی میعاد بتائی ہے کہ اس کے بعد ترک فرمادی اور یہ احادیث میں مصرح بھی ہے۔

حدیث سنن ابن ابی داؤد شریف جلد اول صفحہ ۲۰۴۔ عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی پھر ترک فرمادی۔

حدیث نسائی شریف جلد اول صفحہ ۲۰۴۔ عن انس بن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ قنوت پڑھی قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ پر بددعا فرماتے تھے پھر اس کو ترک فرمایا۔

حدیث شرح معانی الآثار شریف جلد اول صفحہ ۱۲۴۔ عن عبد اللہ تبارک لعیقنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا شہرا لوعیقنت قبلہ ولا بعدہ یعنی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھی نہ اس سے قبل پڑھی نہ اس کے بعد۔

ان احادیث سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز صبح میں چند روز قنوت پڑھنا اور پھر ترک فرمادینا ثابت ہوتا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ائمہ دین کے نزدیک

حضور کے قنوت نازلہ پڑھنے کی حیثیت کیا تھی۔ اور ترک فرمانے کی کیا وجہ تھی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضور کا قنوت پڑھنا مفید سنت ہے۔  
حضرت شیخ عبدالحی محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادة صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ  
”بدانکہ اللہ اراد قنوت نماز صبح اختلاف ست شافعی و مالک و احمد و عبد اللہ بن المبارک  
و غیر ایشان قائل اند بدان بطریق سنت۔“

حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر کے سوا اور کسی نماز میں  
قنوت نہیں پڑھنے کے وقت کی قنوت بھی امام اعظم (امیر المومنین) یا امیر حبش کے ساتھ  
خاص ہے ہر امام کے لئے روا نہیں۔

شرح سفر السعادة صفحہ ۱۱۰ و ذکر کشتی در شرح خرقی گوید کہ قنوت دو غیر وتر  
نزد احمد نیست و اگر باشد نزد نزول حادثہ است و آن نیز مخصوص ست امام اعظم باہم  
حبش و مصر ہر امام را۔“

شرح سفر السعادة صفحہ ۱۱۱ نزد امام ابو حنیفہ قنوت در نماز فجر اعتدالی نیست۔  
و قنوت آنحضرت مخصوص بوی بود علی اللہ علیہ وسلم و در قضا یا ای مخصوص بود بعد ازاں ترک  
کرد۔“

اب یہ تحقیق کرنا ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت ترک  
فرمانے کی کیا حیثیت ہے اس میں اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختلاف ہے  
بعض حضرات کے نزدیک حضور کا قنوت نازلہ کو ترک فرمانا اس لئے تھا کہ وہ آیت

منسوخ ہو گئی تھی اور بعض حضرات کے نزدیک اس لئے کہ ضرورت باقی نہ رہی تھی۔  
اس کے متعلق احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۲۲۔ عن ابن عمر انہ سمع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع رأسہ من الركعة الأخيرة من التجر يقول اللهم  
العن فلانا وفلاناً وفلاناً بعداً يقول سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد فانزل الله بئس  
لك من الامر شئ الى قوله فيهم ظالمون حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
مروی ہے انہوں نے حضور پر نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب آپ نے  
نجر کی اخیر رکعت کے رکوع سے مبارک اٹھایا اور استسما لہن حمداً ربنا ولك الحمد فرمایا  
تو فرمایا یا اللہ فلاں وفلاں وفلاں پر لعنت کر۔ پھر اترے تو قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی  
بئس لك من الامر شئ۔

حدیث (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۲۲) عن ابی ہریرۃ یقول کان رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حیر یقرئ من صوت النحر من القراءة ویرفع رأسہ من  
الركوع سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم یقول وهو قائم اللهم ارحم الوالدین  
الولید رسلہ بن ہشام وعباس بن ربیعہ والمستضعفین من المؤمنین اللہم  
اشدد وطأتک علی ہر واجعلہ علیہم کسفی یوسف المہر العن لحيان ورحل  
وذکوان وعصیة عصت الله ورسوله ثم یلقا انہ ترک ذلک لما انزل لیس  
لك من الامر شئ او یتوب علیہم او بعد ہر و انہم ظمیر۔ یعنی الوہب پر درستی ہے

سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر کی قرات سے فراغ اور رکعت  
سہ مبارک اٹھانے سے اللہ من حمدہ ربنا و لک الحمد فرمانے کے بعد قومہ میں فرماتے تھے  
یا اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو کلمات  
عطا فرما یا اللہ اپنی گرفتِ مضربِ سخت کر اور اس کو ان پر سالہائے حضرت یوسف  
علیہ السلام کی طرح کر دے۔ یا اللہ لغت کر بحیان و رغل و ذکران و غصیہ پر جو اللہ اور رسول  
کے نافرمان ہیں پھر تیس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (قنوتِ نازلہ) کو  
آیت لیس لک کے نازل ہونے کے وجہ سے ترک فرما دیا۔ (یعنی قنوتِ نازلہ کا پڑھنا  
اس آیت سے منسوخ ہو گیا۔

حدیث (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۲) عن سالم عن ابیہ  
سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الصبح حین رفع رأسہ من الركۃ  
قال ربنا و لک الحمد فی الركۃ الاخیرۃ ثم قال اللهم العن فلانا و فلانا علی ناس من  
المتأفکین فانزل اللہ تعالیٰ لیس لک من الامر شیئی اذ یوب علیہم اویعد بہم  
فانہم ظللون۔ یعنی حضرت سالم سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے  
ہیں کہ انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نمازِ فجر کی رکعتِ اخیرہ  
تین رکعت سے سہ اٹھا کر فرمایا دینا و لک الحمد پھر فرمایا "یا اللہ فلاں و فلاں پر لعنت کرے  
چند منافقوں کے حق میں فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی لیس لک من  
الامر شیئی (یعنی قنوتِ نازلہ منسوخ ہو گئی)

حدیث (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۱) وکان احد من روفی عند  
 القنوت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن ابی کمر فکخبرنی فی  
 حدیث الذی رویناکہ عنہ بان ما کان یفت بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 دعاء علی من کان یدعو علیہ وان اللہ عز وجل نسفہ ذلك بقوله یس لك من  
 الامرشئ او یتوب علیہم اویعذبہم الا ینفی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 جنہوں نے قنوت کی روایت کی ہے ان میں سے ایک حضرت عبد الرحمن بن ابی کمر  
 ہیں ان سے ہم نے جو حدیث روایت کی ہے اس میں انہوں نے خبر دی ہے کہ  
 حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قنوت بدواعتھی ان لوگوں پر جن کے حق میں حضور  
 نے بدو عافرائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آیت سے منسوخ کر دیا اس لئے کہ ان پر  
 اتحاد میں مضمون کی بکثرت روایتیں ہیں یہاں اسی قدر پر اکتفا کیا گیا

بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور کا قنوت نازلہ کو ترک  
 فرمانا اس لئے تھا کہ ضرورت باقی نہ رہی تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جنگ میں  
 قنوت پڑھتے تھے اور جب جنگ نہ ہوتی نہ پڑھتے۔

حدیث (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۱) میں سے عن الاسود قال  
 کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا حارب قنن واد العریعارب نو یفت۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے نزدیک قنوت کا نسخ صرف اس زمانے کے لئے جبکہ جنگ نہ ہو۔ شرح

معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸ میں ہے واما نسخ عند الدعاء في حال عدم الفئال .  
اسی طرح یہ قنوت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے .

حدیث<sup>۱۴۷</sup> (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸) کان علی وابو موسیٰ یقینان  
فی الصلوة الغداة یعنی حضرت علی مرتضیٰ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نماز صبح میں قنوت پڑھتے

حدیث<sup>۱۴۸</sup> (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸) عن عبید بن حسین قال  
سمعت ابن معقل يقول صليت خلف على الصبح فقنت . یعنی عبید بن حسین  
سے مروی ہے کہ میں نے ابن معقل کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدار میں صبح کی نماز ادا کی آپ نے اس میں قنوت پڑھی .

حدیث<sup>۱۴۹</sup> (شرح معانی الآثار جلد اول صفحہ ۱۴۸) عن ابی رجاء عن ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صليت مع الفجر فقنت قبل الركعة .

ان احادیث سے حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
کا نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ قنوت عند النازلہ ان حضرات  
کے نزدیک منسوخ نہ تھی جبکہ صحابہ کرام کے درمیان قنوت نازلہ کے نسخ و عدم نسخ میں  
اختلاف ہے اور وہ اس حد تک ہے کہ بعض اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس  
قنوت کو بدعت تک فرماتے ہیں .

حدیث<sup>۱۵۰</sup> (نسائی شریف جلد اول صفحہ ۱۲۲) عن ابن مالک الاشجعی  
عن ابيه قال صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يقنت وصليت

خلف الی بکر فلم یقنت و صلیت خلف عمر فلم یقنت و صلیت خلف عثمان  
 فلم یقنت و صلیت خلف علی فلم یقنت تعریف الیابی انہا بدعتہ یعنی  
 حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے  
 حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھی حضور نے قنوت نہ پڑھی  
 چاروں خلفاء میں سے ہر ایک کی اقتدار میں نماز پڑھی ان میں کسی نے قنوت نہ پڑھی۔  
 اے میرے فرزند یہ بدعت ہے۔

جملہ احادیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال اور ہر ایک  
 کے طرز عمل پر نظر و فکر کرنے کے بعد ہمارے نقباء کرام و ائمہ عظام اس نتیجہ پر پہنچے  
 کہ مصیبت و بلا کے زمانہ میں صرف نماز بخیر میں بعد رکوع قنوت نازل پڑھنا زیادہ  
 زیادہ جائز ہو سکتا ہے مگر خلافت اولیٰ ہے

شرح معانی الآثار جلد اول میں ہے فثبت بما ذکرنا ان لا ینبی القیوۃ  
 فی الفجر فی حال حرب ولا غیرہ فیکسا و نظرا علی ما ذکرنا من ذلك و ہذا قول ابی  
 حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ یعنی ہم نے جو روایات ذکر کی ہیں  
 ان پر نظر کرنے کے بعد ثابت ہوتا ہے کہ فجر میں قنوت نہ پڑھنی چاہیے خواہ زمانہ  
 جنگ کا ہو یا نہ ہو یہی قول ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے  
 جلیلین حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا۔

ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ رسالہ ارکان صفحہ ۱۲۰ میں فرماتے ہیں و بعد

لیس مشروداً فی الصلوة المکتوبة وهو الاشبہ بالصواب۔ یعنی قنوت نازلہ ہمارے  
نزدیک فرض نمازوں میں مشروع نہیں یہی اشبہ بالصواب ہے۔

تفسیرات احمدیہ (طبع کلکتہ) صفحہ ۱۲۵ میں ہے دعاء القنوت عندئذ  
يجب فی صلوة الوتر خاصة ولا يجوز فی صلوة الفجر اصلاً۔ یعنی دعائے قنوت  
ہمارے نزدیک صرف وتر نمازوں میں واجب ہے اور نماز فجر میں بالکل جائز نہیں  
فتاویٰ عالمگیری (طبع کلکتہ) صفحہ ۱۶۵ میں ہے ولا یقتضی غیر الوتر کذا فی  
المقنن۔ یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھیں۔ ان روایات سے یہی نتیجہ نکلا ہے  
کہ قنوت نازلہ کسی نماز میں بھی پڑھ جائے بعض علماء جو عند النازلہ قنوت کو جائز فرماتے  
ہیں وہ اس کو نماز فجر کے ساتھ خاص کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی نماز فجر کے سوا اور  
کسی نماز میں قنوت نازلہ جائز نہیں۔

رد المحتار۔ جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں ہے ان قنوت النازلہ عندنا مختص  
بصلوة الفجر دون غیرها من الصلوة الجهریة والسریة۔ یعنی قنوت نازلہ ہمارے  
نزدیک نماز فجر کے ساتھ خاص ہے اس کے سوا کسی نماز جہری یا سری میں جائز نہیں۔  
طحاوی علی الدر۔ جلد اول صفحہ ۲۸۳ میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قنوت للبلية فی صلوة الفجر فقط۔ یعنی حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت  
کے زمانہ میں قنوت صرف نماز فجر میں پڑھی ہے۔

اسی طحاوی میں بعد ذکر دلائل فرماتے ہیں فہذا صریح فی تخصیص القنوت



ہوگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی کہ نہ قنوت پڑھے میں ہوتا خیر ہوگی وہ ایک تہ سب جان اند  
کہنے سے زیادہ ہوگی اور اتنی تاخیر اگر سہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور یہاں تو پانچ  
سہوا نہیں بلکہ قصدا اور عمدت سے تو سجدہ سہو بھی کافی نہیں نماز کا عادیہ دوبارہ پڑھنا  
لازم ہوگا۔

طحاوی علی الدرر جلد اول صفحہ ۱۱۱ میں ہے لو اخطأ تيمم اركوع او الرفع  
بين السجدة تين اكثر من تسبيحة بقدر تسبيحة تساهيا يلزم سجود اسجد  
یعنی اگر رکوع کے قیام یا سجدہ میں کے درمیان اتنے کو ایک تسبیح سے بقدر ایک تسبیح کے  
بھول کر زیادہ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے۔

رد المحتار جلد اول صفحہ ۱۱۶ میں ہے واحمد لا يجبره سجود اسجد  
بل تكرر فيه الاعادة. حاصل یہ کہ جو فعل قصد اہوا اس کے لئے سجدہ سہو کافی نہیں بلکہ  
اس میں اعادہ ضروری ہے۔

بعض لوگوں کو شریعت نقایہ کی عبارت منسوبہ الی الکفایہ سے یہ شبہ ہو گیا ہے کہ  
جس کو بحر الرائق نے قنوت الامام فی صلوٰۃ الجہر دھو قول الثوری واحد کے لفظوں  
سے نقل کیا ہے اگر یہ شبہ بہت بیجا اور الی علم کی شان کے خلاف ہے کیونکہ صلوٰۃ الجہر کا  
لفظ کاتب کی غلطی ہے کتابوں کی سیر کرنے والوں پر اس کا پوشیدہ رہنا کمال تعجب  
کی بات ہے خصوصاً ایسے حال میں کہ بحر کے حاشیہ منقہ النخاق جلد دوم صفحہ ۴۴ میں بحر کی  
اسی عبارت کے متعلق مذکور ہے ولعله محرف عن الفجر وقد وجد تر هذا اللفظ فی  
حواشی مسکین وکذا فی الاشباہ وکذا فی شرح اسمعیل لکن غرانا الی غایت البیان

ولم اجد المسئلة فيها فلعل اشتبه عليه غايۃ السردجی بقایۃ البیان .

طوطاوی علی الدر المختار . جلد اول صفحہ ۲۸۳ میں ہے والذی یتطہر فی ان  
قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجهر تحریف من  
النسخ وصوابہ الفجر . ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ شرح نقایہ کی عبارت منقولہ  
بحر میں لفظ صلوة الجهر کاتب کی غلطی ہے کہ اس نے بجائے صلوة الفجر کے یہ لفظ لکھ دیا  
یا سطور ذیل عبارتیں بھی اسی کی تائید کرتی ہیں .

طوطاوی علی مراۃ الفلاح . صفحہ ۲۲۰ میں ہے الذی فی البحر عن الشمنی  
فی شرح الفتاویٰ معزیاً للفتاویٰ بالانزل بالمسلمین نازلة قنت فی صلوة الفجر وهو  
قول الثوری واحد .

الاشباہ والنظائر صفحہ ۵۸۳ میں ہے صرح فی النقایہ وغیرہ الشمنی الیہ بانہ  
اذا انزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الفجر وهو قول الثوری واحد ابجد للہ تعالیٰ  
وکرمتہ سلمۃ خوب واضح ہو گیا کہ قنوت نازلہ فجر کے سوا کسی نماز میں جائز نہیں فجر میں جائز ہے  
مگر اولیٰ یہ یکہ نماز میں نہ پڑھیں بعد نماز امام دعا کرے مقتدی آمین کہیں . وصلى الله تعالى  
على رسوله وخير خلقه وخاتم انبيائه سيدنا و مولانا محمد وآله واصحابه اجمعين وبارك  
وسلم .

کتبہ العبد المعتصم نجیل اللہ المتین  
محمد نعیم الدین خصلہ اللہ تعالیٰ بزمید الصدیقین  
۱۳ ذی الحجۃ المبارک ۱۳۶۶ھ

# اردو میں خطبہ جمعہ کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ خطبہ جمعہ کے درمیان یعنی خطبہ اول و ثانی کے درمیان میں کچھ وعظ کہنا یا جو اردو و نظر یا شریں و سب سب خطبوں میں اس کا پڑھنا کیسا ہے۔ یہاں پر لوگ عربی بالکل نہیں سمجھتے تو اگر خطبہ میں کچھ اردو نہیں پڑھا جائے گا تو لوگ کیا سمجھیں گے۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے کچھ اردو میں نصیحتیں۔ درمیان خطبہ کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیسا ہے۔ فقط

المستفتی

اصغر علی۔ از جزیرہ جیو اناس۔

الجواب بعون الملک الوہاب

خطبہ جمعہ میں اردو پڑھنا خلاف سنت ہے۔ اور مکروہ ہے۔ زائر صحابہ میں علمی ممالک فتح ہو گئے تھے کہیں سے خطبہ جمعہ غیر عربی میں ثابت نہیں نصیحت کے لئے خطبہ کے علاوہ دوسرے وقت وعظ کئے جائیں۔ فقط۔

۳۴۱ھ

سید محمد نعیم الدین غفرلہ ۱۵ جمادی الآخر

# تثویب

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ بروز جمعہ جو قبل از نماز جمعہ باذان بلند، الصلوٰۃ قبل الحجۃ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے ہیں۔ یہ پکارنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ مولوی شب ار اللہ ایڈیٹر الحمدیث امرتسر اور مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی پیش امام صاحب گد کہ مولوی جلال الدین راباغی، مولوی عبدالحی راباغی مدرس محمد ایوب دہلوی اور مولوی احمد علی لاہوری کے فتوے ہیں کہ "الصلوٰۃ سنت قبل الحجۃ" کا کہنا بے اصل ہے۔ اور کتاب خان ایسسر تصنیف مولوی عبدالحی بنگلوری محدث کی ہے اس میں لکھا ہے کہ مدارج النبوة و شرح وقایہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہ آپ (تثویب) کا کوئی ثبوت نہیں اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔ کیا اس کتاب خان ایسسر اور اؤ لکھے ہوئے مولویوں کے فتوؤں پر اعتبار کر کے تثویب "الصلوٰۃ قبل الحجۃ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا موقوف ترک کر دینا چاہیے۔ اس سلسلہ کا جو الہ کتب احادیث و فقہ حل فرمادیں۔ بینواتو جروا۔

استفتی

سید خادم علی۔ شہر بنگلور۔

## الجواب بعون الملک الوہاب

بسم الله الرحمن الرحيم محمد وفضل علی سوله الكريم

صورت مذکورہ بالا میں تثنیہ جاز اور اشخاص نہ کر کے ہوال کا تکرار غلط اور

باطل اور یقیناً نماز پر تقویٰ میں داخل ہے۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ ارشاد

فرماتا ہے۔ لیس البر ان تولود وجوهکم قبل المشرق والمغرب۔ لکن البر من

امن بالله والیوم الآخر والملئکة والرسول والنبيين واتقوا النار علی حبہ

ذوی القرب والیحمی والمساکین وابن السبیل والسائئین ذی ارقاب واقام

الصلوة واتقوا الزکوۃ والموفون بعہد ہم اذا عاہدوا والصابرین فی لباسا

والضرراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا اولئک ہم المتقون کچھ اصل

نیکی یہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ہاں اس نیکی یہ ہے کہ ایمان لانے سے اللہ

اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا نیا مال و

رشتہ داروں اور یتیموں اور سکینوں اور راہ گیروں اور سائلوں کو اور گروہیں چھڑانے

میں اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پر رکنے والے جب دمہ کرے

اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور حیا کے وقت یہی ہیں جنہوں نے بات سچی کی اور

یہی پرہیزگار ہیں:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پر تقویٰ میں داخل اور نمازی بار و متقی  
ہے اور مسلمانوں کو نماز کی ترغیب و دعوت دینا اور نماز کا اعلان کرنا پر تقویٰ پر سزا

ہے جس کا قرآن کریم میں حکم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وتعاونوا علی البر والتقویٰ۔ کہ برو تقویٰ  
پر معاونت کرو۔ الحمد للہ کہ توثیب کا جواز خاص قرآن شریف سے ثابت ہوا مگر یہ متعین  
کو شرعاً پایا جیئے اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب کتب فقہ پر ایک سرسری نظر ڈالئے کنز الدقائق میں ہے ویتوب  
علامہ شیخ مصطفیٰ علیہ الرحمہ شرح کنز میں فرماتے ہیں۔ ویتوب فی جمیع الصلوٰۃ یعنی شرح  
کنز میں ہے۔ ویتوب من التوثیب وهو عود الی الاعلام وانما اطلقتہ تنبیہاً علی  
استحسنہ المتأخرین من التوثیب فی کل الصلوٰۃ لظہور التوالی فی الامور الدینیۃ  
نیز اسی میں ہے۔ وما استحسنہ المتأخرین التوثیب فی سائر الصلوٰۃ لزیادۃ  
غفلة الناس والیہ اشار المصنف بقوله ویتوب بغیر فصل بین الفجر وغیرہا برقی  
افلاح شرح نور الایضاح میں ہے ویتوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظہور  
التوالی فی الامور الدینیۃ فی الاصح وتوثیب کل بلد بحسب ما تعارفہ اهلہا  
طوطاوی وحاشیہ راقی افلاح میں ہے۔ استحسنہ المتأخرین وقد روی احد  
فی السنن والبرہان وغیرہما باسناد حسن یروونہ علی بن مسعود وما راہ المسلمون  
حسناً فهو عند اللہ حسن۔ بدائع ملک العلماء امام کاشانی رضی اللہ عنہ میں ہے عن  
النسب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال کان التوثیب علی عهد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ خیر من الذم۔ نیز اسی میں ہے فصار ماثر  
الصلوٰۃ فی رہانتا مثل الفجر فی زمانہم فكان زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی  
البر والتقویٰ فكان مستحسن۔ بحرائق میں واطلق فی التوثیب انہ لیس لہ

ما يخصه بل تشويب كل بلد على ما تعارفوا اما بالتعميم وبقعود الصلوة الصلوة  
 قامت قامت لانه للمبالغة في الاعلام وانما يحصل ما تعارفوا به معلوم و حد  
 ناس اعلاما فما لقالما ذكر جاز كذا في المجتبى وانما لا يخص صلوة بل هو في  
 ناز الصلوة وهو اختيار المتأخرين لزيادة عقله آيات مذكورة وعبارات مستورات  
 ما هر ہے کہ نماز کیلئے بعد اذان اعلام جس کو تشویب کہتے ہیں ہر وہ غیر تہار نماز و غیر نماز  
 و متأخرین کے نزدیک قسم اور منکات کا انکار اور اصرار غلط اور بیجا ہے۔ و قد صح  
 تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتقن واحکم۔

کتبہ المبدی مقتضی غفرلہ

سید محمد نعیم الدین عثمانی

## استفتاء

منہج علم و حکمت تاجدار البنت صدر الافاضل فخر الامثل استاذ العلماء  
مولانا مولوی حافظ حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دست برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرزا شریف بخیر و عافیت مطلوب !

عرض خدمت ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین  
درج ذیل مسئلہ میں کہ نماز جمعہ مسجد جامع کے علاوہ جو لوگ اور مسجدوں میں پڑھتے  
ہیں ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ثواب نماز جمعہ کمال کو ملتا ہے یا نہیں۔ ازراہ  
کرم مدلل جواب سے ممنون و مشکور فرمایں۔ بینوا و جبرہ۔

المستفتی

منشی شوکت حسین رامپوری

الحمد للکبریا الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمدؐ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد۔ ایک شہر میں جمعہ چند جگہ بنا بریں مذہب مفتی بہ جائز ہے لہذا



بزرگ علاوہ جامع مسجد کے اور مسجدوں میں جمعہ پڑھتے ہیں ان کی نماز درست اور  
جمعہ ادا ہوتا ہے اور اس کا ثواب عطا ہے درمنا میں ہے ونودی فی مصر واحد  
بمواضع کثیرة مطلقاً علی المذہب وعلیہ الفتوی شرح المحمّد  
للعینی وامامة فتح القدیر دفعا للحرج۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ک۔ العبد المتعصر بحبلہ المتین

سید محمد نسیم الدین غفانہ المعین

# گاؤں میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

استفتاء

جمعہ کی نماز شہر کے علاوہ کس مقام پر ہونی چاہیے؟ واضح رہے کہ وہ مقام جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے جمعہ ہو سکتا ہے یا اگر نہیں ہو سکتا تو کیا کرنا چاہیے۔ نیز اس گاؤں کے آدمی اتنی فرصت نہیں رکھتے کہ جمعہ کی نماز شہر میں جا کر ادا کر سکیں۔ اور علاوہ اس شہر کے یا گاؤں کے دوسرے گاؤں کے لوگ بھی جمعہ پڑھیں تو درست ہو گا یا نہیں۔ والسلام۔  
المستفتی۔

شیخ رحیم بخش چاولہ از فقہ نجات

الجواب بعون الملک الوہاب

بسم الله الرحمن الرحيم۔ محمد ﷺ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جمعہ کی صحت ادا کے لئے مصر شہر شرط ہے۔ اور قنار شہر یعنی شہر کے گرد و پیش کا وہ میدان جو اہل شہر کے حوالہ و مصالک میں کام آتا ہو۔ شہر کے حکم میں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علیؓ شروعبہ سے روایت کی لاجمعة ولا تشریق ولا صلوة الفطر ولا اضئع الا فی مصر یا مع الحدیث فقہ کے تمام متون و شروح میں اس کی نصرت ہے۔

تو جو آبادی فاضلہ میں نہیں خواہ وہ شہر سے قریب ہو اس میں جمعہ جمع نہیں نہ ان  
لوگوں پر جمعہ واجب بحر الرائی میں ہے۔ فان المذهب عدم صحتها في القرى فمضاه  
عن لزومها وفي التجنيس ولا تجب الجمعة على اهل القرى وان كانوا قريبا من المصر  
لان الجمعة انما تجب على اهل الامصار اهد الله سبيلنا وتعالى اسر وعلما  
عن اسمه اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المقتصد بحبلہ المثنی

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ  
۱۰ رجب الثور شریف۔ ۱۳۳۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

بِسْمِ اللَّهِ

# تسکین الذاکرین و تنبیه المبتدئین

فی

فضیلة الحمد لذكره على حسب ما يثبت بالنصوص الادلة الشفعية الصحيحة  
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و مشائخ عظام اس مسئلہ میں کہ ذکر اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرض ہے یا وجب یا سنت یا مستحب یا بدعت یا حرام یا شرک یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی اور یہ بھی فرمایا جائے کہ ذکر اللہ کا باوازیل و بیانی یا بھرتنا یا ایک شخص کا یا چند اشخاص کا مجتمع ہو کر بطور حلقہ کرنا شرع سے ثابت ہے یا نہیں اور تہریر یا میں داخل ہے یا نہیں کسی پیر کی دعوت کے اور اس پیر کا میرا ہے یا نہیں قیام اس کے حسب خواہش میزان اس کے مکان پر ذکر جلی کرنا کیا ہے۔ بعض لوگ حلقہ بانہیہ ذکر کرنے والوں کی حقارت کرتے ہیں اور بدعتی و غیر نامول سے دوسوم کرتے ہیں ایسے آدمی کے لئے جو ذکر یا بھیر کو برا سمجھ کر منع کرے اور

باز رکھے اس کے لئے شرف شریف کا کیا دوست۔ بینہ اتومہ

المستحق  
مہالہ بنائیں۔ جہوت

## الحمد بعون الکرم الوهاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم خمدہ و نفعی عو ربہود کریم  
سائل نے نفس ذکر اللہ سے اگر مطلق ذکر اللہ اراد کیا ہے تو وہ واجب ہے  
اس لئے کہ قرآن شریف میں ہے یا ایہا الذین امنوا ذکر اللہ کثیرا اس  
میں اذکرہا صیغہ امر ہے اور امر مطلق وجوب کے سے ہوتا ہے کہ رب محض علی  
اہل اللہ علیہ السلام ذکر اللہ واجب ہوگا اور تہرکا ادنی مرتبہ سے کہ پڑھنے والے  
کا غیر بھی سن لے اگرچہ پیچہ فاصلہ پر بھی ہو اور پڑھنے والا غیب کو ماننے کا اور دوسری  
کے اور مخالفت کا ادنی مرتبہ یہ ہے کہ پڑھنے والا خود سننے اور اگر کسی دوسرے  
شخص نے بھی جو قریب ہے سن پایا تو بھی جہت ہوگا چنانچہ رد المحتار میں سے ادنی  
الجہر اسماع غیرہ و ادنی المخافتہ اسماع نفسہ و من بقرہ فلو سمع  
رجل اور جلان فلیس الجہر فی نہ اسماع غیرہ ای ممن لم یحک بقرہ تقریہ  
المقابلہ و کذا قال فی الخلاصۃ و الخاتمة عن الجامع الصغیر ان

الامام اذا قرأ في صلاة المخافة بحيث سمع رجل اورجلان لاجهر و  
 الجهر ان يسمع الكل ای كل الصف الاول لاكل المصلين۔ دوسرے  
 سوال میں سائل نے دریافت کیا ہے کہ ذکر اللہ چہرے سے حلقہ باندھ کر کھڑے ہو کر یا بیٹھ  
 کر کرنا شرع سے ثابت ہے یا نہیں اور چہرہ پر یا میں داخل ہے یا نہیں اس کا برابر  
 یہ ہے کہ ذکر اللہ چہرے سے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا بے شک شرعاً منقطع سے ثابت ہے۔  
 چنانچہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے فاذا قضيت الصلوة فاذا كسر الله قياماً وقعوداً  
 وعلی جنوبکم۔ یعنی جب تم نماز سے فارغ ہو چکو تو ذکر کرو اللہ کا کھڑے اور بیٹھے ہونے کی حالت  
 میں اور اپنی گردنوں میں مینی ہر حال میں ذکر کرو چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے فاذا قضيت  
 الصلوة فرغتم منها فاذا كسر الله قياماً وقعوداً وعلی جنوبکم ای دو موا  
 علی ذکر الله فی جميع الاحوال (۱) اور تفسیر معالم التنزیل میں محی السنہ امام نوری  
 نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی فرمایا ہے وقیل اذا كسر الله بالتسبیح والتحمید و  
 والتلیل والتعجید علی كل حال اخبرنا عمرو بن عبد العزيز الكاشانی انا  
 القاسم بن جعفر الثالث نظيرة فی سورة النساء فاذا قضيت الصلوة  
 فاذا كسر الله قياماً وقعوداً وعلی جنوبکم۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ ذکر اللہ بیٹھ  
 کر یا کھڑے ہو کر کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے اور حدیث شریف سے  
 بھی ثابت ہے چنانچہ مروی ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قال کنا جلوساً  
 عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا برجل من المشرق كبير السن فاصلا  
 اليه صلى الله عليه وسلم ويستحي وينكر اسم الجلال بصوت عال الى

ان وصل النبی وکان صلی اللہ علیہ وسلم جالساً فقام وقال یا علی  
 صوته اللہ اللہ فقام ابو بکر وقال اللہ اللہ وقام الصحابة کلہم  
 اذکر والاسم الشریف قیاماً متعوداً مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذکر کرنا خود  
 بھی قیام کی حالت میں ذکر فرماتے تھے اور حضور کو دیکھ کر خلیفہ اول یعنی حضرت ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر مثل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کے بہت ذکر  
 فرماتے تھے اور یہ سارا بندھا کر تمام صحابہ کھڑے ہو گئے اور اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہو کر  
 کرتے تھے اس حدیث سے جہر کا مشروع ہونا ثابت ہوا خواہ ذالکھڑے ہو کر ذکر  
 کرے یا بیٹھ کر اور ذکر کرنا سخت حسرت و پشیمانی ہے۔ حدیث عن ابی ہریرۃ  
 ما من قوم جلسوا مجلساً أو تفرقوا منه ولم یذکروا اللہ فیہ الا کاوا تفرقوا عن  
 جیفۃ حماد وکان علیہم حسرة یوم القیمة۔ اور دوسری حدیث میں  
 عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان جائم علی  
 قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ حسن فاذا غفد وسوس۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ  
 فرماتا ہے انھن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ وویل  
 للقسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ اولئک فی ضلال مبین۔ اس میں شک نہیں  
 کہ وہ دل سخت ہیں جو اللہ کے ذکر سے بھاگیں اور وہ گمراہ ہیں جو ذکر الہی کا انکار  
 کریں اور اس کو مضر خیال کریں ذکر الہی ایک بڑی نعمت ہے جس پر اس کا فضل ہوتا ہے  
 اس کو نعمت ہوتی ہے اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی رہبر نہیں ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: ثم تلین جلودهم وقلوبہم لانی ذکر اللہ ذلک  
 ھدی اللہ یمھدی بہ من یتساء ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد نیز اور ارشاد  
 فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے استحوذ علیہم الشیطان فانسہم ذکر اللہ اولیٰک  
 حنرب الشیطن الا ان حنرب الشیطن ھم الخسرون۔ اب معلوم ہوا کہ شیطان  
 اپنے قابو میں کہے ذکر اللہ سے غفلت میں ڈالتا ہے اور یہ لوگ ذکر اللہ کو جو  
 گئے ہیں شیطان کی گردہ اور ٹوٹے واسے ہیں اور فرمایا باری تعالیٰ عز اسمہ نے دلا  
 تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ یعنی نہ اطاعت کر اس شخص کی جس کے  
 دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اس نے اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی  
 اور فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے والذاکرین اللہ کمثیرا والذاکرات احد اللہ  
 لہم مغفرۃ واجرا عظیما۔ بہر صورت ذکر کی خوبی اور عمدگی اور ذاکروں کے فضائل  
 اور بزرگیاں جو بنقل صحیح ثابت بہت ہیں ان سب کا جمع کرنا انسان ضعیف البیان  
 سے تھوڑے سے وقت میں ناممکن ہے اس لئے یہاں چند آیات پر اختصار کیا  
 جاتا ہے اور تھوڑی سی حدیثیں لکھی جاتی ہیں اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ذکر اللہ فی الغافلین کالمی بین الاموات۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا  
 عن ابی الدرداء فقال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا انبئکم بخیر  
 اعمالکم واذکاکم عند ملیکم وارفعھا فی درجاتکم وخیرکم  
 من ان تلقوا احد وکم تضرعوا عناء قہم ویضرعوا عناء قہم قالوا ہذا  
 یا رسول اللہ قال ذکر اللہ تعالیٰ۔ حدیث قدسیں ہیں قال اللہ تبارک و تعالیٰ



اذا ذكرني عبي في نفسه ذكرني في نفسي واذا ذكرني في ملاء ذكرني في  
 ملاء خیر من ملاءه۔ اور دوسری حدیث میں ہے سبعة يظلمهم الله عز وجل  
 في ظلمة يوم لا ظل الا ظله من جعلهم رجلا ذكر الله في خلاء وفا  
 عيناہ۔ اور ایک حدیث میں ذکرین کی شان میں ارشاد ہے کہ قوم لا یشقی  
 جلیسہم اور حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن سئنی اعطی  
 افضل ما اعطى السائلین۔ اور ایک حدیث قدسی میں ہے انا جلیس من ذکرني  
 ان کے سوا اور جو آثار و احادیث و آیات و انوار بزرگان دین فضیلت ذکر کی کثرت  
 سے موجود ہیں وہ کہاں تک سمجھ جائیں بسیم اللہ اس کے لئے تو یہ بھی بہت سے اگر  
 انصاف کی نظر خدا نصیب فرمادے تو اس کا انکار ممکن نہیں اب ہم میراثیت کرتے  
 ہیں وہ بھی محل انکار نہیں اس لئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فاد کرد الله  
 کذا کہہ اباء کہہ او اشد ذکر۔ یعنی تم ذکر و اشہر کا جیسا کہ ذکر کرتے ہو اپنے باپ  
 کا یا اس سے زیادہ اور یہ ظاہر ہے کہ باپوں کا ذکر کوئی آہستہ یا کان میں نہیں کرتا بلکہ  
 جہز سے ذکر کرتے ہیں پس اللہ کا ذکر بھی اتنے ہی جہز سے یا اس سے زیادہ سے  
 کرنا چاہیے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے واذکر الله وحده اشماء ذات  
 قلوب النین لایومنون بالآخرق واذ ذکرنا لذن من دونہ اذا هم یستشرون  
 یعنی جس وقت کہ ذکر کیا جاتا ہے خدا کا پریشان ہوتے ہیں دل ان کے جو ایمان نہیں  
 رکھتے ہیں قیامت پر اور جس وقت کہ ذکر کئے جاتے ہیں وہ کہہ سوائے خدا کے ہیں  
 تو ناگاہ وہ خوش ہوتے ہیں اس آیت شریفہ سے بھی معلوم ہوا کہ ضرور سنتے

کہ وہ سب ہی ناخوش اور پریشان ہو سکتے تھے کہ جب سنتے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ضرور  
 سنتے تھے اور ناخوش ہوتے تھے۔ پس جبر ثابیت ہو گیا اور اس آیت شریفہ سے یہ  
 بھی معلوم ہوا کہ ذکر الہی سن کر ناخوش ہونا بے ایمانوں کا کام ہے۔ اور حدیث شریف  
 میں ہے عن ابی الدرداء قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و تنوع الاصوات ولها نور ساطع الى عنان السماء فقال له عمر حلقۃ  
 يدکرون اللہ جماعۃ بالصوت فقال له مر معی فساہر معہ عمر الی ان وصل  
 الیہم فجلس الیہم فی وسطہم وقال غفر اللہ لہم ساکنہم الجنة۔  
 یعنی ابو درداری نے کہا کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور  
 آواز نل بلند ہو میں اور ان آوازوں کے ساتھ آسمان سے نور بلند ہوا پس کہا مختلف  
 دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک حلقہ سے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہیں اللہ کا جنت  
 کے ساتھ بلند آواز سے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چل میرے ساتھ  
 پس حضرت عمر جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کے ساتھ گئے یہاں تک کہ  
 اس حلقہ تک پہنچے پس ان لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کہ بخش دیا اللہ نے ان کو اور جگہ دی حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو جنت  
 میں اس حدیث سے ہیر کے ساتھ ذکر اور جماعت و حلقہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔  
 دوسری حدیث میں ہے۔ عن عبد اللہ ابن الزبیر قال کان رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰتہ یقول بصوتہ الا علی  
 لا الہ الا اللہ اس حدیث سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ناز

سے فارغ ہونے کے بعد ذکر بالجہر کرنا ثابت ہوا اور اس ضمن میں انسیر سبابت  
 بن زبیر سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم اذا سلم من صلوة  
 يقول بصوتہ الا اعلی لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد  
 وهو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم لا الہ الا  
 اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ  
 الا اللہ خلصین لہ الدین ولو کسر الکافرون اور معنی تہمید و رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ ان  
 عند ظن عبدی بی دانا معہ اذا ذکر فی فان ذکر فی فی نفسہ ذکر متہ فی نفسی  
 وان ذکر فی فی ملاء ذکر متہ فی ملاء خیر منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے بندے کے گمان سے ترویج  
 ہوں جو میرے ساتھ رہتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جس وقت کہ مجھ کو  
 یاد کرتا ہے پس اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے دل گاہیں اس کو اپنے نفس  
 میں اور اگر یاد کرے گاہ مجھ کو جماعت میں یاد کرے دل گاہیں اس کو جماعت میں کہ بہتر  
 اس جماعت سے ہے علامہ جزیری نے لکھا ہے کہ اس میں ذکر بالجہر کے جواز کی دلیل  
 ہے اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الذکر فی الملاء لا یكون الا  
 عن جہر فذل الحدیث علی حوازیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل  
 نقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فانہ اذا یعنی ایک شخص بلند کرتا تھا  
 آواز ساتھ ذکر کر کے پس کہا ایک شخص نے کہ اگر یہ پست کرتا اپنی آواز کو تو بہتر ہو تا تو فرمایا

ادا حتم القرآن جمع اہلہ و دعاء و اخرج ابی داؤد عن الحكم بن عیینہ قال رسل  
 الی مجاہد و عنده ابوامامۃ و قال انا امرسلنا الیک لانا اردنا ان ختم القرآن و المرء  
 یتجلب عند ختم القرآن و اخرج مجاہد قال کافوا یجتمعون عند ختم القرآن  
 و یقول عندہ تامل الرحمة۔ یعنی ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا سنت ہے اس کو  
 ابی داؤد نے ایک جماعت تابعین سے نقل کیا اور اہل و احباب کا جمع ہونا بھی  
 مسنون ہے۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ وہ جب قرآن پاک  
 ختم فرماتے تھے اپنے اہل کو جمع فرما کر دعا کرتے تھے۔ ابو داؤد نے حکم بن عیینہ سے  
 روایت کی انہوں نے کہا میرے پاس مجاہد نے کسی کو بلانے کے لئے بھیجا اور اس  
 وقت ان کے پاس ابن ابی امامہ تھے۔ دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے  
 پاس اس لئے بلانے والے کو بھیجا کہ ہمارا ارادہ قرآن پاک کے ختم کرنے کا ہے اور ختم  
 قرآن کے وقت دعا مستہول کی جاتی ہے۔ مجاہد نے نقل کیا کہ اسلاف ختم قرآن کے  
 وقت حج مוטے تھے وہ کہتے ہیں کہ ختم کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔  
 اس سے معلوم ہوا کہ ختم قرآن کی خوشی و اہتمام اور اہل و احباب کو جمع کرنا اور  
 دعا مسنون و مستحب ہے۔ بزرگان دین و تابعین سب کا معمول رہا ہے یہ وقت  
 قبول دعا کلمے بگ پر قیمت اس سے چڑتا ہے اس کو یہ عبارتیں دکھاؤ۔ مگر امید  
 نہیں کہ وہ اپنی ضد سے باز آئے۔ اللہ تعالیٰ آنکھ عطا فرمائے۔ اور ہدایت فرمائے۔  
 آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا مسلم من الوتہ قال سبحان الملك القدوس  
تین مرتبہ اور تیسری مرتبہ اپنی آواز بلند فرمایا کرتے تھے اور راستہ میں عمر میں  
اللہ عند الذکر یا رسول اللہ بالجہر او بالسری فقال لایقول اللہ قدوس و  
بالسری ذکر کرتے بالسری ومن ذکر فی الجہر و ذکر تہ بالجہر ان یشہر  
ہے۔ وعن معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لیس صلی اللہ علیہ وسلم خرج من  
خلقة من اصحابہ ینزلونہ بالصوت فقال لہم یشہروا کلمۃ الخیر  
والجود والولدان۔ اور وہی ہے حضرت علیؓ کو تہذیب سے نہروں سے نہایا  
سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ذکر علی قبر  
الطریق الی اللہ تعالیٰ واسہلہا علی عبادہ وارضہ عند مدقہ فقال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی خیف بمس اومسہ ذکر اللہ قدوس و جہر تہ  
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل الناس ذاکر لہ امرید ان تحفی بستیہ فقال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ما قلت یا سبیون من قبل  
لا الہ الا اللہ ولو لہل السموات السبع والارض فی کفہ ولا الہ  
الا اللہ فی کفہ لرجحت بہن لا الہ الا اللہ حدیث اب کاتب  
حدیث نقل کروں کہ یہ خزانہ بے نہایت ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہم کو اس سے  
پیدا کیا ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں چنانچہ ارشاد فرمایا و خلقت الجن والانس  
الا لیعبدون اور عبادت معرفت پر موقوف جب معبود کو نہ جانیں عبادت کس  
کی کریں۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ التوحید مراں الطاعات پس ہماری خلقت

کا سبب توحید کا معلوم کرنا ہے اور اسی کے ظاہر کرنے کے لئے انبیاء مہموت  
 ہوئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان اس کلمہ توحید کے ظاہر کرنے اور پکار کر پڑھنے  
 سے کیوں ناراض ہیں تمام احادیث و آیات اور تمام احکام شرع کی اصل اور غرض یہی  
 توحید ہے مسلمانوں کو مشرکوں سے ایسی امتیاز دین کی کتابوں میں اس کی بحث ہے کہ جس  
 کو تمام کر کے لکھ دینا میری قوت سے باہر ہے لہذا اسی قدر احادیث و آیات پر اکتفا کر کے  
 عبارات فقہ اور اقوال اکابر دین سے اس مسئلہ پر استدلال کرتا ہوں۔ وبالله التوفیق۔

فتاویٰ خیرہ میں ہے۔ حلق الذکر و انشاء القصائد قد جاء فی  
 الحدیث لکما اقتضیٰ علیہ منحوان ذکر فی فی ملأ ذکرتہ فی ملا خیرہم  
 رواہ البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ واحد باسناد صحیح و  
 الذکر فی المسلا لا یکتب الا جہلاً و الذمیر میں ہے اجمع العلماء سلفاً و خلفاً  
 علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد و غیرہا الا ان یشتوش جہرہ علی  
 نائز او مصل او قادی فتاویٰ عالمگیری میں ہے و اما التسبیح و التعلیل  
 لا بأس بذالک فان رفع صوتہ کما فی الفتاویٰ الکبریٰ۔ اور شیخ عبد الحق  
 محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات کی پہلی جلد باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں  
 تحریر فرمایا ہے "بدانکہ تہریر مذکور مطلقاً و بعد از نماز مشروع است و اگر شدہ است  
 دروے احادیث اور اسی فصل میں ہے "و تمیین از ابن عباس آمدہ کہ رفع صوت  
 بذکر وقت انصرام مردم از نماز فرض در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہود بود" اور  
 مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے رسالہ قول الجہل میں فرماتے ہیں

دینہنی ان یجتمع اهل السلوک حلقة بعد الفجر و عصر یدلہن اللہ علی  
 وجہہ الجمعية نفی ذلک فوائد لا توجد فی الوحدة و تفارق جلدی مس  
 میں ہے و اما رفع الصوت بالذکر فجاز کما فی الادان و الخطبة و الجمعة  
 و الحج ؛ نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول امیل بن یوسف زبایدیست و لد  
 بابان باب فوقانی و باب تحتانی اما الباب الفوقانی ففتحہ بالذکر لاجل و اما  
 التحتانی ففتحہ بالذکر الخفی اور حضرت مولانا الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے  
 فتح الغزیر سورہ منزل میں تحت آیت کریمہ و ادکر اسم ربک کے فرماتے ہیں و یا وہ  
 نام پروردگار خود را بر سبیل دوام در سر وقت و ہر نفس و مراد یہ عبارت خود در شا  
 اں در اول و آخر آن خواہ بزبان و خواہ بقلب و خواہ برون و خواہ بطن و خواہ  
 بجلی و خواہ بنفیس و خواہ در روز و خواہ در شب ذکر ساقی و خواہ بپیر باشد و خواہ بنفیس  
 امام شعرانی اپنی کتاب ذکر الذکر لکھ کر و شکر اشکر لکھ کر جمع علماء  
 سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر اللہ تعالیٰ جماعۃ فی امتہ آجہد من غیر تکبیر  
 الا ان بشوش جہر ہر بالذکر علی نالٹھا و مصر او قاری کا ہو مقرر  
 کتب الفقہ فقہ ابو اللیث ثمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنبیہ میں  
 فرماتے ہیں ان حرمة المسجد خمسة عشر ذکر میں جلتہ  
 لا یرفع فیہ الصوت فی غیر ذکر اللہ۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حصین کی شرح میں تحت  
 حدیث ان ذکر فی نفسہ ذکر تہ فی نفسی دان ذکر فی ملأ ذکر تہ

فی ملاء خیر منه صحر کے کہتے ہیں کہ "در حدیث مذکور اشارت است بسوی آنکہ  
 ملائکہ را بر ذکر قلبی اطلاق نیست مگر آنکہ خداوند تعالیٰ مطلق سازد بسوی آنکہ جہر و استہ  
 کہ اہمیت و سنت اختلاف دارند دریں کہ ذکر خفی افضل است یا جہری حجت مرجح خفی نیست  
 کہ عمل ستر افضل است و حجت مرجح جہری آنست کہ عمل در جہری اکثر است یا آنکہ در ال  
 تنسبہ و دیگران ہست و صحیح کہ تہر با حضور دل افضل است از ذکر خفی"

اور مرنا ظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ مکتوب یا زودم میں فرماتے ہیں کہ "بعد  
 حمد و صلوة خفی نمائے کہ طائفہ از فقہائے حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ در انکار ذکر جہر غلو نمود و  
 طائفہ در پی فضل جہر بر خفی افتادہ ہر دو فریق براہ افراط و تفریط افتند و از بحث انصاف  
 سخن نہ گفتند و تعلیم کلمہ طیبہ از اہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضورت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ  
 جہر کہ از حدیث شد ادبیں اوس ثابت شدہ است بچہ متوسطنو اہد بود نہ بچہ کڈال و  
 گفتگو در جواز و عدم جواز جہر نیست بلکہ در فضل یکی بر دیگر است پس دعوائے فضل  
 ذکر جہر مطلق بر ذکر خفی انکار مخصوص و از کانہ جمع اقسام ذکر جہر نیز سہمی حکم دارد"

شاہ ولی محمد دہلوی اپنے رسالہ انتباء فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے  
 ہیں قال اللہ تعالیٰ اذکر واللہ ذکر اکثیرا یعنی یاد کنید خدا کے غر و جل را یاد کر لی زیاد  
 پس فی از خصائص ذکر آنست کہ بیچ وقت منع نیست بلکہ ہر اوقات مابور است نقل  
 ست از حضرت بندگان شیخ عبد اللہ قدس سرہ مرافرو دہ اند کو پیر و ستگیر حضرت  
 قطب الدین حاجی قدس سرہ فرمایند کہ اوائل جہر دو از دہ سال گفتم از صبح تا شام و از شام  
 تا صبح فائزہ کہ در ذکر جہر یافتہ در بیچ عبادت نیافتہ چوں ختم قرآن میکردم کہ از سہ ختی نمی





بہ صورت کسی پر ریا کا حکم کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کے بیان پر یہ حکم کیا گیا ہے  
 جب تو اس شخص کے حق میں صحیح ہے۔ یا بیان پر نہیں تو ریا کا حکم کرنا بہت سخت  
 نالائق حرکت ہے اس لئے کہ اس پر گویا نیت پر آگاہ ہونے کا دعویٰ ہے اور یہ ہرگز  
 وناکس سے ممکن نہیں تو کم از کم جھوٹ اور ہمتان ہے یا صرف یہ گمان کہ ذاکر چہرے  
 انہار بہت رگی کے سوا کچھ نہیں چاہتے تو یہ گمان خود مسلمان کے حق میں نامائز ہے  
 چنانچہ فرمایا اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان  
 بعض الظن اشعر اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظنوا المومنین خیرا۔  
 یہ بھی ذاکرین کی خوش نصیبی ہے کہ لوگ انہیں ریا کار بتلائیں اس لئے کہ ایک تو ان  
 کو حسات ملیں گے دوسرے ذاکر کا کمال یہ ہے کہ لوگ ذاکر کو ریا کار کہنے لگیں، یا  
 پاگل اور دیوانہ بتائیں چنانچہ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکرہ اللہ ذکرہ حتی یقول المنافقون انکم  
 تراءون خلاصہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا کہ تم یہاں تک ذکر کرو کہ منافق تم کو ریا کار  
 کہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذاکرین کو ریا کار کہنا منافقوں کی شان ہے پس  
 مسلمان پر لازم ہے کہ منافقوں کی شان نہ اختیار کرے اور ابو سعید خدری سے مرزی ہے  
 کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر ذاکر اللہ حتی یقولون اند مجنون  
 اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر الہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں پس  
 خوشا نصیب اس گروہ کے جنہوں نے یہاں تک ذکر کی کثرت کی جہاں تک نبی  
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضی تھی۔ ذکر کا سنت ہونا اور بخوبی ثابت ہو گیا اور سنت

کا استخفاف اور حقارت کفر ہے۔ پس مسلمانوں کو اگر وہ ہونا چاہتے ہوں اس کی حدت نہ  
 کریں اور بدعت نہ بتائیں جو کہ ذکر کی سفیت ثابت ہو چکی ہے اس لئے اس کا منع کرنے  
 والا مانع الخیر میں سے ہے۔ امام بنام ابو حنیفہ کو فی رحمتہ علیہ بن کے مقتد و نیامیں  
 بکثرت پاسے جاتے ہیں اور ہندوستان میں تو تقریباً سب مسلمان انہیں کے مقتد  
 ہیں انہوں نے ذکر بعد الصلوٰۃ سے منع کرنے والے کو رافضی بتایا ہے اور مانع ذکر  
 کے لئے منکر کیا جانا تجویز فرمایا ہے۔ چنانچہ شرح مصنف میں ہے۔ سنن عن امام  
 المسلمین ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عن الدین یمنعون الظلمۃ  
 الطیبة بعد اداء الصلوٰۃ فقال عمر الراعیون لا فی حدہ لقول  
 خلاف فعلا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ رضوان اللہ علیہم  
 اجمعین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ذکر یحضر مع اصحابہ  
 الكلمة الطیبة بعد اداء الصلوٰۃ متصلا و حالا یدکر اللہ تعالیٰ  
 جھل و اخر یمنعہ یعذر مانع لانه منع امرہ تعالیٰ لقوله تعالیٰ  
 ادعوا ربکم تضرعاً و خفیة یعنی سرا و جہلاً۔ رہا کسی پیر بزرگ کا  
 کسی شخص کے یہاں مدعو ہونا اس کو حلقہ ذکر میں کچھ دخل نہیں کسی کے دعوت کرنے  
 سے حلقہ ذکر کڑنا ناجائز نہیں ہو سکتا اور نہ ذکر کرنے سے دعوت حرام یا مکروہ ہو سکے ذکر  
 ایک امر مستحب ہے کسی کے کہنے سے یا بے کسی وقت معین یا غیر معین میں کسی  
 زمانہ مقرر یا کسی مکان مقرر یا غیر مقرر میں کہیں موجبہ شک مستحب ہے اور ابھی اس  
 کا استنباب قرآن شریف اور احادیث و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور

عبارات نقد اور اقوال علماء معتبرین و مفسرین سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے پس وہ  
 کسی جگہ کسی کے کہنے سے یا بے کلمے ہیر سے یا بے ہیر کے جماعت سے یا  
 بے جماعت کے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کھانا کھا کر کے یا بے کھانے کسی طرح سے  
 کیا جائے مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلى  
 الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله واصحابه وازواجه وذرياته  
 وسلم حرره العبد المسكين راجی شفاعۃ سید المرسلین سید  
 محمد نعیم الدین عفا عنه المعین المراد آبادی غفرلہ الہادی فی یوم  
 اثانی والعشرین من شہر رمضان سنۃ ۱۲۲۳ الف وثلثمائة وثلث عشر  
 من ہجری سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلى آله وصحبه وسلم۔

کہ العبد المعتمد بحبلہ المتین بہ

سید محمد نعیم الدین عفا عنه المعین  
 ۲۲، رمضان المبارک سنۃ ۱۲۲۳ھ

# مجموعہ مسائل متعلقاً ختم قرآن و رمضان عید

ماہ رمضان المبارک میں مسلمان بالعموم عبادت کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں نمازوں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں، خیرات و حسنات کی کثرت کرتے ہیں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے سننے سے روحانی لذتیں اٹھاتے ہیں اس زمانہ میں وعظ و نصیحت ان کے نرم قلوب پر اور زیادہ اثر کرتی ہیں مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی اور یاد الہی سے معمور رہتی ہیں۔ جا بجا حفاظ کو قرآن کریم سناتے ہیں ایک ایک مسجد میں کسی کسی نمر جوچا ہے ہیں اس پر بھی سننے والوں کی رغبت پائسی ہی رہتی ہے۔ شبینے موتے ہیں کیسے کیسے نفیس پڑھنے والے قرآن کریم کو تریل کے ساتھ شبینوں میں بڑھ کر سناتے ہیں یہ ماہ مبارک اعمال حسنہ کے چمنستان کا عالم بہار ہوتا ہے اللہ کے عاشق دن بھر روزہ دار رہ کر شب کو یاد الہی کے لطف اٹھاتے ہیں جماعتوں کی جماعتیں مسجدوں کی طرف چلی جاتی ہیں راستے نمازیوں سے بھرے نظر آتے ہیں تراویح میں قرآن پاک سنائے جاتے ہیں ختم کے روز مساجد میں نرالی زیب و زینت ہوتی ہے برکات قرآن کے سے مجمع امتنا کثیر ہوتا ہے کہ مساجد میں گنجائش نہیں رہتی حفاظ اپنے احباب کو جمع کرتے ہیں حفاظ کے گروہ کے گروہ چلے آتے ہیں جب حفاظ صاحب سورہ اخلاص پڑھتے ہیں تو بسم الرحمن الرحیم جبر سے پڑھتے ہیں اور سورہ اخلاص کی تین مرتبہ تکرار کرتے ہیں ختم قرآن

ہونے کے بعد آخر رکعت میں سورہ بقرہ پڑھیں تک پڑھتے ہیں ختم ہونے پر مسلمان  
 بچے اور بزرگ کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی پانی لاتا ہے کوئی الاچھی، اجوان زیرہ نمک کھجور سرسہ بزرگ  
 کراتا ہے۔ پھر چیزیں ایک دوسرے کو تبرک کے لئے دیتے ہیں۔ بعد ختم خشوع و خضوع  
 کے ساتھ اسلام و مسلمین کے لئے دارین کی دعائیں کی جاتی ہیں بندے اخلاص کے  
 ساتھ اپنے مالک کے حضور سوال کے ساتھ پھیلا کر مانگتے ہیں آخر میں کہیں بیخ آیات پڑھ کر  
 بنیر اس کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں رمضان مبارک کے اخیر عید کو خطبۃ الوداع پڑھا جاتا ہے  
 جس میں رمضان المبارک کے فضائل و برکات کا بیان ہوتا ہے اور اس ماہ مبارک کے  
 رخصت ہونے اور ایسے بابرکت ہینہ میں حسنت و خیرات کے ذخیرے جمع نہ  
 کرنے پر حسرت و افسوس اور آئندہ کے لئے لوگوں کو عمل خیر کی ترغیب اور باقی ایام  
 رمضان میں کثرت عبادت کا شوق دلایا جاتا ہے مسلمان اس خطبہ کو سن کر خوب  
 روتے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے اور آئندہ کے لئے نیکی کا عزم کرتے  
 ہیں۔ عید کے روز غلوٹا سونیا پکیتی ہیں اور عید کی نماز کے بعد مسلمان باہم ملتے اور محافقہ  
 و مصافحہ کرتے ہیں اس سے آپس میں محبت و اتحاد کے روابط مضبوط ہوتے  
 ہیں اور ہر مسلمان کشادہ دلی کے ساتھ اپنے دینی بھائی سے بھل گئے ہوتا ہے۔ بدتھا  
 دراز سے مسلمانوں کے یہ معمول ہیں اور بالعموم علماء و صلحا کا یہی طریقہ ہے سب  
 اسی پر کار بند ہیں۔

بمضول نے ان پر بہت سے امور کو منوع و ناجائز قرار دیا اور مسلمانوں  
 کو ان سے روکنے کی بڑی کوشش کی اپنی مساجد میں بعد ختم تراویح و غط کے

ان وعظوں میں مذکورہ بالا امور سے بھی بہت سی باتوں کو مشابہت ملتا ہے۔  
 بعد پانی یا کسی چیز پر دم کرنا بدعت و بے اصل بتایا۔ خطبہ الوداع نہ سنت مخالف تھا۔  
 کو بدعت و ناجائز بتایا، بعد عید مصافحہ و مصافحہ کو بھی مشایا اور بدعت و ناجائز بتایا۔  
 ساتھ ہی حسب عادت زیارت قبور کے لئے سفر اور فاتحہ کی زیوریں ایسا ثواب  
 کے دوسرے طریقوں میں اعتراض کے جس سے بعض نادانانہ و ضعیف اعیان کو  
 کو کچھ تردد ہو گیا۔ وہ دریافت کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا امور جائز ہیں یا نہیں؟ اور ایسا کرنے  
 میں شریعت کا مواخذہ اور گناہ تو نہیں ہے اس لئے براہِ کرد ان سورے متعلق شرعی  
 حکم صادر فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں۔ والسلام علیکم وعلیٰ آئینہ

المستفتی

محمد شوکت حسین شوکت دیوبند

## الحمد للہ العزیز الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ العزیز الوہاب  
 ابابعد۔ سائل نے مسطورہ ذیل امور کو دریافت کیا ہے: ۱۔ ختم قرآن پاک  
 کی خوشی اور اہتمام (۲) ختم کے لئے مسلمانوں کا اجتماع اور احباب کو جمع کرنا، ۳۔ تراویح  
 میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا جہر (۴) سورہ اخلاص کی تکرار، ۵۔ بعد ختم قرآن سورہ فاتحہ و بقرہ

آمنون پڑھنا (۶) دعا بعد ختم قرآن پاک (۷) پنجائیت (۸) تقسیم شیرینی (۹) خطبہ الوداع  
(۱۰) عید کی سویاں (۱۱) معانقہ و مصافحہ عید۔ اب ان میں سے جدا جدا ہر ایک کے متعلق  
ہم حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔

**ختم قرآن پاک پر خوشی اور اس کیلئے اجابہ کا اجتماع** | قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بڑی  
عظیم و جلیل نعمت ہے امام

بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث روایت کی اس میں ہے  
لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ دَانِئًا النَّهَارَ  
وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَنْفِقُ مِنْهُ آتَاءَ اللَّيْلِ دَانِئًا النَّهَارَ۔ یعنی رشک دو  
شخصوں پر محمود سے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے سرفراز فرمایا اور  
وہ اوقات بیل و نہار میں شب و روز قرآن پاک کے ساتھ مشغول رہتا ہے دوسرا  
وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ رات دن اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ یہ دونوں  
قابل رشک ہیں یعنی انسان کو ان کی ایسی نعمت کے حاحصل ہونے کی آرزو کرنا چاہیے  
امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِمِثْلِ الْقِيَمَةِ شَنِئًا  
لِاصْحَابِهِ یعنی قرآن پاک پڑھو کہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب کے لئے رشفیع ہو کر  
آئے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی  
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ



جاتے ہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی کہ نوروز نماز کو  
بالصلوة وقرأة القرآن یعنی اپنے مکانوں کو نماز اور قرآن پاک کی قرات سے منور کرو۔  
اور حضرت نعمان بن بشیر سے حدیث روایت کی جس میں عبادۃ امتی

قرأة القرآن میری امت کی بہترین عبادت قرآن پاک کی تلاوت سے

یہ چند احادیث ذکر کی گئیں اور فضائل قرآن کی بکثرت احادیث درج ہیں

فی الواقع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقدس کلمہ کی بہت غنیمت تھی اور دولت ہونے  
عطا ہوئی، ورنہ کیا ہم اور کیا ہمارا منہ سولے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ

کی مقدس جماعتیں اس دولت سے بہر مند نہیں۔ اتفاق میں ہے قرآن بن الصالح  
فی فتاواه قراءة القرآن کرمہ اکرم لله الشرف فقد وردت امثکة ثم یعطوا

ذلك وانها حريصة على اسماعه من الانس۔ یعنی ابن صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ  
میں کہا کہ قرآن پاک کی قرات پاکرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسان

کو مشرف فرمایا۔ حدیث میں وارد ہوا کہ ملائکہ کو یہ نعمت نہیں دی گئی اور وہ انسان سے  
قرآن پاک سننے کے آرزو مند رہتے ہیں، سبحان اللہ کیا نعمت ہے کیا کرم ہے۔

اس پر جتنی خوشی کی جائے جتنا شکر ادا کیا جائے کہ ہے۔ اس سے ختم کے روز روز  
رکھنا اعزاد احباب کو جمع کرنا سنون و مستحب ہے اتفاق میں ہے۔ یس

صوم یوم الختم اخرجه ابی داؤد عن جماعة من التابعین وان یحضره  
امله و اصدقائه اخرجه الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان

لبیت الخباب جس کے دل میں قرآن بالکل نہ ہو وہ دیرانہ گھر کی طرح ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسنة والحسنة بعشر مثالیہا۔ جس شخص نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے سبحان اللہ جب ایک ایک حرف کا اتنا عظیم ثواب ہے تو تمام قرآن پاک کے ثواب کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

امام احمد ابوداؤد نے حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قرأ القرآن دعیل بہا فیہ البس والداہ تاجا ویراقیۃ ضوء احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو كانت فیکم فما ظنکم بالذی علی بہذا۔ یعنی جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا روزِ قیامت اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی بہت بہتر ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے گھروں میں اگر ہو آفتاب تمہارے گھروں میں تو تمہارا کیا گمان ہے اس کے حق میں جس نے اس پر عمل کیا۔ امام بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی البیت الذی یقرأ فیہ القرآن یتزین لاهل السماء کمایتوزین النجوم لاهل الارض جس مکان میں قرآن پاک پڑھا جاتا ہے وہ آسمان والوں کے لئے ایسا مزین کیا جاتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے ستارے مزین کئے

۳۔ تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا بھرا

تراویح میں ایک مرتبہ بسم اللہ کا بھرا  
کسی ایک مقام پر جائز ہے کیونکہ  
حنفیہ کے نزدیک اگر بسم الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ یا اور کسی سورہ کا جزو نہیں لیکن آیت  
ہے تو تکمیل ختم کے لئے اس کو جہر سے پڑھنا چاہیے ورنہ ایک آیت رہ جائے گی اور ختم  
نا تمام ہوگا خواہ بسم اللہ کو سورہ اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے یا اور کسی موقع پر تفسیر و ارک

میں ہے ان التسمیۃ آیۃ من القرآن انزلت للفصل بین الصور عند ما ذکرہ  
فخر الاسلام فی المبسوط تفسیر علامہ ابی السوید میں ہے قیل انھا آیۃ فذکرہ من القرآن  
انزلت للفصل والتبرک بہا وهو الصحیح من مذهب الحنفیۃ غنیۃ المستملی شرح  
منیہ میں ہے واجماع الصحابة علی اثباتہا فی المصحف لا یلزم منه انھا آیۃ  
من کل سورۃ بل اللزوم منه مع الامر بالتجريد عن غیر القرآن وبہ نقول  
انھا آیۃ منه نزل للفصل بین السور کذا فی عامۃ کتب الفقہ واللہ اعلم

۴۔ سورہ اخلاص تین بار پڑھنا

سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنا درست ہے  
حدیث شریف میں وارد ہے قل ہو

اللہ احد ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے چونکہ ختم کے روز اجتماع اور احباب  
کا جمع کرنا مقصود ہوتا ہے اور کثرت سے لوگ آتے ہیں جو روزانہ حاضر نہ ہوتے  
تھے اس لئے اس روز سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے تاکہ یہ لوگ بھی ایک  
قرآن کا ثواب پالیں۔

اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر قرآن پاک کی تکمیل و ادائیس کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو سورہ غلام  
 کی تکرار سے وہ بھی پوری ہو جائے۔ اتقان فی علوم القرآن میں ہے۔ عن الامام احمد  
 انه منع من تکریر سورة الاخلاص عند الختم لکن علی الناس علی خلافتہ  
 قال بعضهم والحکمة ذیہ ما ورد انها تعدل ثلث القرآن فیحصل بهذا  
 ختمه فان قيل فکان ينبغي ان یقرأ اربعاً یحصل ختمان قلنا المقصود ان یکن  
 علی یقین من حصول ختمه اما الی قولہا واما الی حصل ثوابها بتکریر السورۃ  
 یعنی امام احمد نے ختم قرآن کے وقت سورہ اخلاص کی تکرار کو منع فرمایا لیکن علی لوگوں کا  
 اس کے خلاف ہے بعض علماء نے فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ حدیث شریف  
 میں وارد ہے کہ سورہ اخلاص کا ثواب تنہائی قرآن کے برابر ہے تو اس سے ایک  
 ختم حاصل ہو گا اگر کہا جائے کہ اس صورت میں مناسب تھا کہ سورہ اخلاص چار مرتبہ  
 پڑھی جائے تاکہ دو ختم حاصل ہو جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ مقید یہ ہے کہ ایک ختم  
 یقین کامل ہو جائے خواہ وہ جو پڑھایا وہ جس کا ثواب تکرار اخلاص سے حاصل ہوا  
 اب ایسی برکت کو چھوڑ دینا اور اس میں بے فائدہ غم کرنا محض نفسانیت و نادانی  
 ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ بعد ختم سورہ بقرہ تا منفلون پڑھنا | بعد ختم قرآن سورہ بقرہ تا منفلون پڑھنا  
 مسنون ہے۔ اتقان میں ہے لیس

اذا فرغ من الختمۃ ان یشرع فی اخری عقیب الختم لحديث الترمذی  
 وغیره احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحال المرغول الذی یضرب من اول

القلان الى اخره كلما حال لمرتل واخرج الدارمي بسند حسن عن ابن عباس عن ابي ابن كعب ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا قرأ قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم قرأ الى اولئك هم المفلحون اس سے معلوم ہوا کہ ترمذی و دارمی کی حدیثوں سے ختم قرآن پاک کے بعد سورہ فاتحہ و اول سورہ بقرہ کا اہم فطون پڑھنا ثابت اور سنون سب اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ واللہ بھجۃ العلم۔

۶. دُعَا بَعْدَ خْتَمِ الْقُرْآنِ | دُعَا بَعْدَ خْتَمِ الْقُرْآنِ بھی سنون اور مستجاب ہے اور وقت قبولیت دُعَا کا ہے، یہ بھی جو ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جواب نمبر د میں نقل کر آئے ہیں اس میں یہ الفاظ بھی ہیں سحر دُعَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ جس سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد ختم قرآن دعا فرماتے تھے اور نمبر ایک میں حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی گذرا کہ ان کا دعا اذ ختم القرآن جمع اہلہ و دعا کہ وہ حضرات جب قرآن پاک ختم فرماتے اپنے اہل کو جمع کرتے اور دعا کرتے تھے۔

اسی اتفاق میں بروایت ابن ابی داؤد و حکم بن عیینہ سے مروی ہے کہ وہ مجاہد ابن ابی امامہ نے فرمایا الدعاء يستجاب عند ختم القرآن کہ دعا ختم قرآن کے وقت مقبول و مستجاب ہوتی ہے۔

اسی اتفاق میں ہے لیسن الدعاء عقب الختم لحديث الطبرانی عن العرياض بن سارية مرفوعاً من ختم القرآن فله دعوة مستجابة وفي الشعب

من حدیث انس مرفوعاً مع کل ختمۃ دعوة مستجابة۔ یعنی بعد ختم قرآن دعا مسنون ہے اس لئے طبرانی وغیرہ کی حدیث میں عرباض بن ساریہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے قرآن پاک ختم کیا اس کی دعا مستجاب ہے۔ اور شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مرفوعہ مروی ہے جس میں فرمایا جہنم کے بعد ایک دعا مستجاب ہے۔ اس لئے بعد ختم قرآن دعا کی جاتی ہے اس سے سنت بھی ادا ہوتی ہے اور مقاصد بھی حاصل ہوتے ہیں اور اسی لئے مسلمان اپنے اموات کے ایصال ثواب کے لئے جب تہجد یا عرس کرتے ہیں تو قرآن پاک ختم کراتے ہیں تاکہ دعائے مغفرت بعد ختم قرآن مستجاب ہو۔ اور میت اس عالم میں راحت و آرام پائے وہابیہ اپنی کم عقلی سے ان چیزوں کو بدعت کہتے ہیں جو مسنون ہیں اور جن کی حدیثوں میں ترغیب دلائی گئی ہے۔ یا تو بندگان حرص و ہوانے کتب دینیہ دیکھی ہی نہیں۔ اور احادیث تک ان کی نظر نہیں پہنچی۔ بعض اپنے تخیل سے جس چیز کو چاہا بدعت کہہ ڈالا یا دیدہ و دانستہ پیر کی مافرداری میں حق پوشی کی۔ یہ ہے کہ پیر پرستی اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

۷۔ پنج آیت پڑھنا اور دم کرنا | پنج آیت پڑھنا اس طرح سے کہ ایک جماعت نوبت، نوبت قرآن کریم کی آیات دسورتیں پڑھنا جائز ہے۔ اتفاق میں ہے۔ لایا بس باجتماع الجماعة فی القلۃ ولا یأداہا رتھاہا ھما ان یقر بعض الجماعة قطعة ثلث البعض قطعة بعدھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پنج آیت پڑھنا جیسا کہ معمول ہے جائز ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

دم کرنا قرآن پاک پڑھ کر جائز ہے اس کو منع کرنا اور ناجائز بتانا جہل و نادانی  
 ہے بشکوۃ شریف میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
 مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اوردی الی فراشہ کل لیلۃ  
 جمیع کفینہ ثمر نفث فیہما فقرء فیہما قل هو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق  
 و قل اعوذ برب الناس ثم یمسح ما استطاع من جسدہ یدینہما علی  
 راسہ و وجہہ و ما اقبل من جسدہ یفعل ذلک ثلاث مرات - یعنی حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت خواب بستر مبارک پر تشہیف لاتے ہر دو  
 کف دست مبارک کو جمع کر کے ان میں دم کرتے اور سورۃ قل و سورۃ فلق و  
 سورۃ فاس پڑھتے پھر دونوں مبارک ہاتھوں کو جہاں تک وہ ہاتھ پہنچ سکتے اپنے جسم  
 مبارک پر پھیلتے سر مبارک چہرہ مبارک اور بدن اقدس کی سانس کی جانب سے بتدریج  
 فرماتے اور یہ عمل مبارک تین مرتبہ فرماتے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پڑھ کر و کلمہ حاضر  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے اور اس کو منع کرنا اور ناجائز بتانا جہل و نادانی ہے۔  
 اسی حدیث کے حاشیہ میں لمعات سے متقول ہے قدردی انہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فی مرضہ احذ بیدی عائشۃ فقرء و نفث فیہما و امرہا یا امرہ علی  
 جسدہ الشریف - یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 اپنے مرض کی حالت میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہر دو دست مبارک  
 میں پڑھ کر دم فرماتے اور ان مبارک ہاتھوں کو اپنے جسم مبارک پر پھیلتے کا حکم دیتے۔  
 دیکھئے دم کرنا اور ہاتھوں کا بدن پر پھیرنا حدیث شریف سے ثابت اور

سند کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک ہے۔ اس کو ناجائز اور بدعت کہنا کس  
 اندھ بے اور نابینائی ہے کیا ان ہفتیوں کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 افعال بھی بدعت ہو گئے۔ بقدر ہزار قف اس باطل مذہب پر جس کی ضد اس درجہ کو پہنچ گئی  
 کہ اس نے امور سنوۃ افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت کہہ ڈالا۔ مگر اپنی اس بدعت  
 میں وہ خود کہاں بچے گا۔ اس سے کہو کہ گھر کی تو خبر لے اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور  
 اپنے اساذالا ساتھ اور ہیر پیراں مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب قول  
 جیل "پڑھے جس کی آٹھویں فصل میں لکھا ہے سمعہ یعول اذا ظہر مرض الحصینۃ  
 خذ خطبا ازرق و اقراء سورة الرحمن و کلمہا مرہت علی قولہ تعالیٰ فبای الاء  
 ربے ما تکن بن فعقد عقدہ فیہا و علق الخیط فی عنق الصبی یعافہ اللہ  
 تعالیٰ من ذلک المرض۔ اس کا ترجمہ پیشوائے آل طائفہ مولوی خرم علی نے ان لفظوں  
 میں کیا اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے جب چھپک کی بیماری ظاہر ہو  
 تو نیلا تاگا لے اور اس پر سورہ رتن پڑھ اور جتنی بار کہ فبای الاء رجا تکن بن پڑھنیچے تو ایک  
 گروہے اور اس پر پھونک ڈال اور تاگے کو لٹکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اس  
 کو اس بیماری سے شفا دے گا۔"

اب دیکھئے یہ لوگ اپنے شیخ المشائخ پر کیا حکم لگاتے ہیں انہوں نے یہو کنے  
 پر التبا نہیں کیا بلکہ تاگا اور گرہ لگانا اور اضافہ فرمادیا ان کے نزدیک تو یہ ذہل بدعتیں ہیں  
 ان کے تعلق یہ بھی کچھ حکم صادر کریں۔

انہیں شاہ صاحب نے اسی فصل میں یہ بھی فرمایا والستی تخلص جنینہا



یاخذ خیطاً معصفاً علی مقدار طولها ویعقد علیہ تسع عقداً یسقط فی آخر  
منها واصبر واما صبرک الا بالله الی محسنو دق یا ایہا الکافرون فی خرفان  
کا ترجمہ مولوی خرم علی نے یوں لکھا ہے: "اور جو عورت بچہ اسقاط دیتی تو تو یہ تار  
کسم کا رنگ اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نو رو دے دے اور گرہ بہتہ دے صبر  
ما صبرک تا محسنون اور قل یا ایہا الکافرون پڑھ اور میوٹ؛

کہیے یہ دور اور کسم رنگ و عورت کے قد کا پورے دروازے اور ہر  
پھونکن بدعت ہو یا نہیں؟ اور ان کی اصل و نسل پرستی منہ پر نہیں، وہ سبھونے  
سے یہ لوگ نہ چلے نہ پھکے اور نہ انہوں نے اپنے پیروں کے گھول کو بدعت بنایا تھا نہ  
تو یہی افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے افعال و جرات کے ساتھ ہرمت بتلیٹھتے ہیں  
پیر سے عداوت نہیں جو ان کے لغاں پر عورتوں میں بت و صاحب نے س قوی ہوتا  
کا انبار لگا دیا ہے۔ اسی فصل میں لکھتے ہیں و من ۛ الخذاذیر بقدر علی سیر من الادیم  
علی مقدار طول المریر احدی دایرہ میں عقدہ یسقط فی کسر عقدہ ۛ  
اللہ الرحمن الرحیم عود بعرۃ اللہ ۛ اس کا ترجمہ خرم علی نے یہ لکھا کہ "اور جس کی  
گردن میں کٹھنہ مالا ہو تو چڑے کے قسے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس روپے  
اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکنے:

کہیے اب بھی اس پھونکنے سے تم بھی کچھ پھکے یا وہی ضد سے؛ شاید کہو کہ  
وہ پیر پرانے پرانے ہو گئے اب تو نئی لگی نیا کھیل۔ آج کل تو مولوی اشرف علی کی حلیتی  
ہے ان کے سامنے پروانوں کو کون پوچھے تو مولوی اشرف علی کا ترجمہ قرآن اٹھالا۔

اور سورہ فاتحہ کے خواص دیکھے جہاں وہ لکھتے ہیں کہ "امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اگر کلمہ شریف چالیس بار پانی پر دم کر کے بخار والوں کے منہ پر جھینا دے تو انشاء اللہ تعالیٰ بخار دفع ہو۔ درالمنظہم آنکھ کے درد کے لئے فجر کی سنت و فرض کے درمیان اکتالیس بار دم کرنے سے درد جاتا ہے۔"

اب دیکھئے ان کے دین کے اس نئے مجتہد نے پانی پر دم کرنے کا بھی حکم دیا اور بعض پر دم کرنے کا بھی۔ اور اسی ترجمہ میں یہیں بحوالہ تفسیر عزیزی لکھا ہے کہ ہر قسم کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا بھی مجرب ہے۔

دیکھنا ہے کہ اب یہ کیا کہتے ہیں اپنے اس حکم کو غلط مانتے ہیں یا اپنے نئے پرانے پیروں کو بدعتی گردانتے ہیں۔ یہ حقیقت ہوتی ہے ان بدعتوں کی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

**تقسیم شیرینی** | ختم قرآن کریم کے بعد تقسیم شیرینی کا طریقہ مسلمانوں میں صدیوں سے بلا تکلیف رائج و معمول ہے اور علما و صلحا کا اس پر عمل رہا ہے اور صاحبین کا طریقہ اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ ہے اسی راستہ پر چلنے کی دعا سورہ فاتحہ تلقین فرمائی گئی۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے نعمت فرمائی۔ اور وہ حضرات جو منعم علیہم ہیں اور نعمت الہی کے ساتھ امتیاز رکھتے ہیں وہ چار گروہ ہیں جن میں سے اخیر صاحبین ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ صاحبین منعم علیہم ہیں۔ ان پر انعام الہی ہے۔

اور مسلمانوں کو ان کی راہ ہدایت چاہنے کی سورۃ فاتحہ میں یقین فرمائی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ صاحبین کی راہ صراط مستقیم ہے تو حسب تقسیم شیرینی کا عمل صاحبین کا طریقہ ہے تو یقیناً صراط مستقیم میں داخل ہے اس کا انکار وہ کرے گا جو صراط مستقیم سے خوف ہوتا ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسوں کے شر سے بچائے۔ اور صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ بیش شریف میں بھی اس مضمون کو صاف کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہو مآراہ مسلمان حسنًا فهو عند الله حسن۔ جس چیز کو مسلمانوں نے اچھا جانا وہ ان کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

جواب نمبر ۱ میں جو احادیث گزری ہیں ان سے ثابت ہے کہ ختمِ دن پاک کے لئے اہتمام اور خوشی اور احباب کا حج کرنا طریقہ صحابہ کرام سے شیرینی کی تفسیر بھی ختم کی خوشی کا ایک طریقہ ہے لہذا بے شبہ مستحسن ہے بعض جاہل جو اپنی خود پرستے ہیں ختم سے ایک یا دو روز پہلے شیرینی تقسیم کر دیتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک تفسیر شیرینی تو ضرور ہے مگر وقت ختم ہونا اس کا قابل اعتراض ہے۔ یہ عمل ان کی جہالت اور طریق صحابہ سے ناواقفیت ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین ختم کے لئے اہتمام فرماتے تھے جتنی کہ غیر رمضان میں بھی ختم کے لئے روزہ رکھتے تھے اسی دن اہل و احباب کو جمع کرتے تھے۔ لوگوں کو بلاتے تھے پھر ختم کے دن میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس شیرینی پر اگر دم کر دیا جائے تو وہ تبرک ہو اور اس سے مسلمان منتفع ہوں۔ وہ اگر قرآن کریم کی برکت کے اگر دل سے قائل ہوتے تو وہ اس تبرک کی دل سے قدر کرتے لیکن ان کے نزدیک تو حلال کھانا اور لذت و طیب غذائیں بھی قرآن پاک پڑھنے سے معاذ اللہ خراب ہو جاتی ہیں اس لئے وہ

حق کو منع کرتے ہیں اور فاتحہ کے کھانے کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اگر انہیں قرآن پاک کی برکت کا اعتقاد ہوتا تو ہرگز طعام فاتحہ کو برا نہ سمجھتے اور ختم قرآن پاک کے منکر نہ ہوتے واللہ یہودی من یستأئی سواہ السبیل ۔

### خطبۃ الوداع

خطبۃ الوداع میں ان دہائیہ نے نہایت شور و غل مچایا اور اس خطبہ کو ناجائز و ممنوع بتایا باوجودیکہ ان کے پاس ممانعت کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے اور نہ وہ کوئی ایک حدیث یا ایک فقہی عبارت اس کے عدم جواز میں پیش کر سکتے ہیں مگر ان کا دستور یہ ہے کہ وہ اپنی رائے کو دین میں دخل دیتے ہیں اور اپنے خیال سے جس چیز کو چاہتے ہیں ناجائز کر ڈالتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ منصب رسالت پر حملہ کرتے اور اس منصب عالی میں شرک کرتے ہیں اسی لئے انہوں نے امکان نظیر کا مسئلہ اٹھایا اسی لئے انبیاء کو بڑا بھائی بتایا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اسی لئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نبیانی پیدا ہونا ممکن ٹھہرایا اور اس کو منافی نبوت نہ جانا اسی لئے اپنے بڑے بڑوں کو انبیاء کا استاد بھائی کہا اور ان کی طرف وحی باطنی آنے کا دعویٰ کیا چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد واجب العمل اور دلیل شرعی ہیں اور ان کا اتباع سب پر لازم ہے کسی کو حق نہیں کہ ان سے کسی حکم کی دلیل مانگے۔ احکام ان کی طرف مغضوب ہوتے ہیں ان کو بھی حرص ہوئی کہ وہ بھی شارع بنیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ برابری کا دعویٰ کر کے دنیا پر اپنا حکم چلائیں اس لئے انہوں نے یہ طریق اختیار کر لیا کہ جس چیز کو چاہا ہے دلیل ممنوع و ناجائز کہہ دیا خطبۃ الوداع کی طرح ناجائز ہو گیا خطبہ میں بدینیز شرعاً مطلوب ہیں ان میں سے کوئی ان میں نہیں پائی

باقی یا کوئی امر ممنوع اس میں داخل ہے: تذکیر خطبہ کی سنتوں میں سے ایک سنت  
 ہے۔ رمضان مبارک کے گزرنے سے پہلے ایام میں عمل غیر برحسب و انوس اور بکرت  
 (ایم کو غفلت میں گزارنے پر قلع و مرامت اور مہینہ کی رخصتی کے وقت اپنی گذشتہ  
 کوتاہیوں کو مد نظر لاکر آئندہ کے لئے تیقظ و بیداری اور مسلمانوں کو عمل خیر کی ترغیب  
 و تشویش یہ بہترین طریقہ تذکیر ہے اور اس میں نہایت نافع و سودمند نصیحت و ہدایت  
 اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ روتے روتے لوگوں کی بچیاں بندہ بانی میں اور انہیں سچ تو  
 نصیب ہوتی ہے بارگاہ الہی میں استغفار کرتے ہیں آئندہ کے لئے عمل نیک و  
 مصمم ارادہ کر لیتے ہیں اس تذکیر کو فقہانے سنت فرمایا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے  
 عاشرة العظيمة والتذكير يعني خطبة کی دسویں سنت ہند و نصیحت ہے وہابیہ  
 نے اس سنت کو بدعت و ناجائز کہہ دیا اس جرأت کی کیا انتہا اور اس بے باکی کی کیا حد  
 کہ شریعت ظاہرہ میں جو چیز سنت ہو یہ ظالم اس کو بدعت کہتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ  
 بینہ یہ الفاظ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں تو بھی باطل سے کیوں کہ  
 سنت فقط ہند و نصیحت ہے خواہ وہ کسی عبارت سے بھی حاصل ہو: کہ خاص الفاظ  
 اور یہ خود جو خطبے پڑھتے ہیں ان کے الفاظ و عبارتیں کب حضور سے منقول ہیں اور کیوں  
 یہ خاص حضور ہی کے خطبے نہیں پڑھتے نئے خطبے کیوں اپنی طرف سے گڑھتے ہیں ان  
 کے گرد گھنٹال سمیل و ہوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں انکا لکھا خطبہ چھاپا جو یہ خطبہ لکھ کر وہ بدعتی ہو گیا  
 اور جو وہابی اس خطبہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ہی حکم سے بدعتی ہے ورنہ کیا معنی کہ نبیؐ را  
 بنایا ہوا خطبہ بدعت نہ ہو اور اکابر علماء دین کے خطبے بدعت ہو جائیں بات تو یہ ہے کہ

دہلی کا عل اس کے قول پر لعنت کرتا رہا ہے ان کے بکھنے کی باتیں اور ہوتی ہیں اور کرنے کی اوز اور دبا بیہ کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اس جمعہ کو جمعۃ الوداع کیوں کہتے ہیں؛ مگر یہ ایسی لائینی بات ہے کہ کوئی سمجھدار انسان اس طرح کی بات زبان پر لانا گوارا نہیں کرے گا کہ انہیں جانتا کہ رمضان مبارک کا سب سے پچھلا جمعہ جمعہ اخیر اور وقت و دایع کا جمعہ ہے۔ اس کو جمعۃ الوداع کہہ دیا تو کیا بے جا کیا۔ کبھی دہابی یہ نہیں سوچتا کہ اس کو عبدالحی کیوں کہتے ہیں سارے ہی مسلمان عبدالحی ہیں اسی کو کیوں تفصیل ہے۔ اسی طرح رشید احمد ضلیل احمد وغیرہ نام کیوں رکھے جاتے ہیں جمعۃ الوداع کو تو مناسبت بھی ہے۔ ان ناموں کو تو ان اشخاص کے ساتھ کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر سجدوں کے نام رکھ لئے ہیں کسی مسجد کا نام موقی مسجد نہ اس میں موقی لگے ہیں نہ ان میں موقی نام کوئی مرد یا عورت اس کا بانی تھا پھر یہ نام کیوں رکھے گئے اور سجدوں کے ایسے نام رکھنے کہیں فردن ثلثہ میں پائے گئے تھے۔ مدرسہ کا نام رکھ لیا مدرسۃ الغربا اس نام کی کیا سند ہے؛ پس وداع نام سے چڑھے اور ہر چیز کا نام رکھتے پھرتے ہیں۔

**عید کی سویاں** | سویاں اگرچہ نہایت نفیس طیب اور لذیذ غذا ہے مگر حلو اور دردن روئے بایدہ دہابیوں کی چڑھے اس سے بہت کھسیاتے ہیں۔ لطافت طبع کا یہ عالم کہ گواہ ہضم اس کا کھانا سوشہیدوں کا ثواب دہابیوں کو کپور سے بہت پسند ہیں فنادی رشیدہ میں اس کو جائز لکھا ہے۔ ہندوؤں کے یہاں کی ہوئی دیوالی کی کجوری پوری شوق سے کھاتے ہیں مگر شب ہرات کو مسلمان حلال مال سے جو پاکیزہ حلو تیار کرے اس سے بہت نفرت ہے۔ عید کے روز سویاں جو کمال نفا

کے ساتھ پکائی جاتی ہیں اس کی مخالفت میں وہابی بہت سُررم بہتے ہیں راجے۔  
 کیوں؟ کیا میدہ ناجائز ہے؟ یا سویوں میں کوئی ناجائز چیز ہے؟ یہ نہیں سنئے تو پھر نا  
 جائز کیسے ہو گئیں مگر وہابیہ نے قرآن پاک کے احکام نہیں دیکھے یا دیدہ و دانستہ قرآن  
 پاک کی مخالفت پر کمر باندھ لی، اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ رشاد دے گا۔  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْمِلُوا ظِلَيتِ مَا حَلَلْنَا لَكُمْ وَلَا تَقْتَدُوا بِهِ لَعَلَّكُمْ  
 الْمُعْتَدِينَ۔ اسے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ ان پاک پیروں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے  
 لئے حلال فرمایا۔ اور حد سے نہ گزرو بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسندے گا حد سے گزرنے  
 والوں کو۔ مگر وہابیہ نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ شب بروت کے حلال صیب صومے  
 کو اور عید کے حلال و طیب سویوں کو بید مکرک نامہ کر دیا اس میں قرآن و حدیث مخالفت  
 ہے حکم الہی کی نافرمانی ہے۔ رہا یہ عذر کہ عید کے روز خاص کر سویوں کے پکانے کو منع  
 کیا جاتا ہے تو اس میں دو غلطیاں ہیں۔ اول تو سویاں عید کے ساتھ خاص نہیں بشرت  
 لوگ دوسرے ایام میں بھی سویاں پکاتے ہیں رمضان المبارک میں بھی بکیتی ہیں اس  
 کے بعد بھی بکیتی ہیں ایسا کوئی بھی نہیں ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ عید کے سو اسی دن سویاں کھانا  
 جائز ہی نہیں ہے دوسری غلطی یہ کہ اگر سویاں خاص عید کو ہی بکیتی ہوتی اور کسی روز نہ  
 بکیتی مگر لوگ جانتے ہیں کہ دوسرے ایام میں بھی ان کا پکنا جائز ہے تو بھی اس کی نفست  
 کی کیا وجہ ہے کیا عید کے روز حلال چیز پکانے سے حرام ہو جاتی ہے شرعاً مہتر میں  
 تو یہ بتایا گیا ہے کہ عیدین کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت کے ایام ہیں وہابیہ  
 کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے یہاں ضیافت ہو تو حلال چیز بھی حرام ہو جائے مگر لطف

یہ کہ جس طرح سویاں عید کو پکائی جاتی ہیں اسی طرح افطار میں سارے مہینہ دال سیو تیار  
 میں رہتے ہیں اور وہابی خوب ان کے پھنکے اڑاتے ہیں کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے  
 گھر کچی ہوئی سویاں تو ناجائز ہو گئیں اور ہندوؤں کے بنائے ہوئے دال سیو جائز ہی رہے  
 ۔ شاید کانگریس کی محبت میں مورد عنایت ٹھہرے سیو اور سیویوں میں فرق کیا ہے  
 صنعت دونوں کی ایک طرح کی ہے سیویاں سیدہ کی ہوتی ہیں اور سیو بیسن کے گر  
 انہیں ناجائز کرنے میں ہندو دوستوں کی تجارت میں نقصان پہنچتا تھا تو آج تک کہیں  
 وہابی مولوی نے بھی دال سیو سے افطار ممنوع و بدعت نہیں ٹھہرایا اس کے علاوہ  
 فرق اور بھی ہے اور وہ یہ کہ افطار میں کھجور افضل ہے سیو اور دال کو کوئی فضیلت نہیں  
 مگر عید کے روز سیویوں سے ایک مستحب ادا ہوتا ہے مانگیری میں ہے "داستحب  
 فی عید الفطر ان یأکل قبل الخروج الی المصلی تمداث ثلاثۃ او خمسا او سبعا  
 و اقل او اکثر بعد ان یکون دتلا والاماشاء من ای حلوا کان کذا فی العینی  
 شرح المکتبۃ یعنی عید الفطر کے دن نماز عید کو جانے سے قبل مستحب ہے کہ مسلمان  
 کھجوریں تین یا پانچ یا سات یا کم زیادہ کھائے مگر ہوں تو در در نہ گڑ کھجور نہ کھائے تو جو شیرینی  
 چاہے۔

فقہ کی کتابوں کا تو یہ حکم ہے کہ جو شیرینی چاہے کھائے اس کا کھانا اور وہابی  
 مولوی کا یہ حکم کہ اگر مسلمان شیریں سیویاں کھانا چاہے تو ناجائز۔ یہ حکم قرآن کے بھی  
 خلاف اور فقہ کے بھی خلاف۔ بے دینوں نے شریعت کی مخالفت کو دین سمجھا ہے  
 اور پھر اک پر وہ شدت ہے وہ سرگرمی ہے وہ کوششیں ہیں جو کسی امر حرام کے



رد کرنے کے لئے وہابیوں کو کبھی میسر نہ آیا۔

**مصافحہ و معانقہ** | عید کے روز مصافحہ و معانقہ کی عادت تھی وہابیہ کو نہایت

احساس ہے اور اس کو روکنے کے لئے وہ انتہائی رشتہ

کرتے ہیں اسے بدعت سیئہ و ناجائز بتاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مصافحہ اور

معانقہ سنت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ ان دونوں کے

باب میں احادیث وارد ہیں۔

**حدیث:** بخاری شریف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے قلت لانس اکانت المصافحۃ فی صحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال نعم: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ

عنہ سے دریافت کیا کہ کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مصافحہ و معانقہ کا رواج

**حدیث:** امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت زید بن عادیث

حدیث مزبور روایت کی قال ابی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین مسلمین متقی

فیتصافحان الا عفرۃ قبل ان یتفرقا۔ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ باہم

مل کر مصافحہ کریں مگر ان کے جدا ہونے سے پیشتر ان کی منقرت و رادی جانی ہے

**حدیث:** بیہقی نے برابر ابن عازب سے روایت کی کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اذاتصافحالہ یبق بینہما ذنب الاسقط

دو مسلمان جب باہم مصافحہ کرتے ہیں ان کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہتا اگر ساقط

ہو جاتا ہے۔

حدیث: ابو داؤد نے ایوب ابن بشیر سے روایت کی کہ رسول اللہ  
 کے ایک مرد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ  
 سے دریافت کیا کہ ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصاف حکم القیمۃ  
 فان ما لقیته قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم ولما اکن فی اہل فلما  
 حثت اخبرت فانیۃ فالتومنی وکانت تلک احوۃ واجود یعنی کیا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صافحہ فرماتے تھے جب تم حضور سے ملے حضرت ابو ذر  
 نے فرمایا کہ میں حضور سے کبھی نہ ملا حضور نے مجھ سے صافحہ فرمایا اور ایک روز میری  
 طرف آئی پیچھے اور میں اپنی اہل میں رہتا پس جب میں آیا تو مجھے خبر دی گئی میں حضور  
 کی خدمت میں حاضر ہوا حضور وقت پر جلوہ افروز تھے حضور نے مجھ سے معافہ فرمایا  
 تو یہ معافہ باریت ہی خوب تر اور خوب تر نواہ

حدیث: امام احمد نے یحییٰ سے روایت کی ان حسنًا وحسینًا  
 اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفضہما الیہ۔ امام حسن امام حسین رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑ کر آئے حضور صلوٰۃ اللہ علیہ آئمہ  
 و اوصیاء علیہم السلام نے انہیں سینے سے لگا لیا ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صافحہ  
 معافہ سنت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب رہا کہ کسی خاص وقت میں  
 سنت ہے یا مطلقاً۔ احادیث مذکورہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت  
 کسی مخصوص وقت کے ساتھ خاص نہیں جس وقت جس زمانہ جس دن بھی صافحہ  
 معافہ علی درجہ محمود کیا جائے گا سنت ہی ہو گا۔ اور اسے سنت کی نیت رکھنے

والے کو سنت کا ثواب ملے گا۔ جمع البھاری میں ہے ہر مسعدہ مسعدہ صبر  
 فقاء وما اعتادہ بعد صلوٰۃ الصبح و عصرا اصل بدنی لشرع و بعض الامور  
 بہ و کونہم حاکمین علیہا فی بعض الاحوال معصیہ بدنی کثیر منها از حد  
 ذلک البعض عن کونہ مما ورد الشرع بأصلہ و هو من البدع المنحہ بدنی و مضاف  
 بہ ملاقات کے وقت سنت متحبہ ہے اور یہ جو لوگوں نے فجر و عصر کے بعد عادت  
 ڈال لی ہے اس عادت کی شرع میں کوئی اصل نہیں لیکن میں میں کچھ مضاف بھی ہیں  
 اور بعض اوقات میں لوگوں کا مضافی یا بندی کرنا اور بہت حالات میں ہوتا ہے کہ بابا  
 ان بعض اوقات کو اس سے خائف نہیں رہتا کہ اصل کے ساتھ ساتھ و لا حول الا یعنی  
 بعد عصر و فجر کی پابندی مضاف کو سنت سے خارج ہیں بلکہ اور یہ عادت یعنی فجر  
 عصر کے بعد پابندی مضاف بدعات مباحہ میں سے ہے

اس عبارت سے چنانچہ معلوم ہو گیا ہے کہ مضاف بہ ایک ملاقات  
 کے وقت سنت متحبہ ہے خواہ وہ ملاقات عید کو ہو یا رمضان میں یا کسی اور دن یا بعد  
 کو یا اور کسی روز اور جو صبح ہو یا دوپہر کو یا شام یا شب میں جب کبھی ملاقات ہوگی  
 اور مضاف کیا جائے گا سنت ہی رہے گی کوئی وقت اور دن اس کو سنت سے خارج  
 نہ کر سکے گا یہی احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حدیث نمبر ۲۷ حدیث  
 ۲۸ سے یہ مضمون صراحتہ ظاہر ہو رہا ہے اب عید کے روز مضاف کا نسخ کرنا حدیث شریف کی  
 مخالفت ہے۔

دوسری بات عبارت مجمع البھاری سے یہ معلوم ہوئی کہ مضاف بعد نماز فجر و عصر

معمول ہے جائز ہے اور ان وقتوں کی پابندی اس کو ثابت الاصل فی الشرع ہونے سے خارج نہیں کرتی اور ایسی عادت ڈال لینا بدعت مباحہ میں سے ہے یہاں یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ مصافحہ بعد عصر و فجر سنت میں داخل کرنا اور بدعت مباحہ بتانا دونوں متضاد اور مخالف باتیں ہیں کیونکہ بدعت حسنہ خود وہابیہ کے اقرار سے مخالف سنت نہیں بلکہ داخل سنت ہوتی ہیں چنانچہ پیشوا سائے وہابیہ نے براہین قاطعہ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ "قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکھتے ہیں اور ملحق بالسنۃ جانتے ہیں" اور اس طرح چند سطر بعد پھر لکھا ہے کہ "قسم محمود سنت میں داخل ہے" جب بدعت حسنہ سنت میں داخل ہوتی تو مجمع البحار کی عبارت میں کوئی شبہ نہ رہا اور صاف ثابت ہو گیا کہ فجر و عصر کے بعد مصافحہ کی عادت داخل سنت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی آشتی اللغات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "و مصافحہ سنت است نزد ملاقات و باید کہ بہر دو دست بود و آنکہ بعضے مرد مصافحہ بعد از نماز میکنند یا بعد از نماز جمعہ کنند چیزے نیست و بدعت است از جهت تخصیص وقت امانیت مصافحہ کہ علی الاطلاق است باقی است پس بوجہ سنت است و بوجہ دیگر بدعت" اس سے معلوم ہوا کہ مصافحہ سنت ہی سے خواہ بعد فجر و عصر ہو یا بعد جمعہ البتہ تخصیص اس طرح کہ دوسرے اوقات میں نہ جائے بدعت مباحہ ہے۔

تیسری بات مجمع البحار سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کلام ایسی عادت میں ہے کہ بعد فجر و عصر تو مصافحہ کی پابندی کی جائے اور دوسرے اوقات میں بھی مصافحہ کیا جائے۔ تو اس میں کچھ کلام ہی نہیں۔

چوتھی بات اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ کسی عمل کا خاص وقت میں  
 نادی ہو جانا اس عمل کے حکم کو نہیں بدلتا اور جائز کو ناجائز نہیں کر دیتا  
 اب عید کے مصافحہ پر غور کیجئے تو آجکل مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ عید کو بھی  
 مصافحہ کرتے ہیں اور بغیر عید کے بھی مصافحہ کرنے والے کوئی تخصیص نہیں کرتے البتہ نفل  
 منکرین یعنی وہابیہ عیدین کے مصافحہ کو احادیث کے خلاف ناجائز کہتے ہیں اور مصافحہ  
 کو باقی ایام کے ساتھ مثل و اعتقاد میں کرتے ہیں یہ تغیر سنت اور تبدیلی محرم ہے اعلیٰ الصلوٰۃ  
 والسلام) اور یہی بدعت مذکور ہے حدیث شریف میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ما احدث قوم بدعة الا ارفعه مثلها من السنة (رواہ احمد) یعنی جو کوئی قوم  
 کوئی بدعت نکالتی ہے اس کی مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔

دوسری حدیث داری کی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں ما استحدث قوم بدعة  
 فی دینہم الا اشرع اللہ من سنتہم مثلها لعل لا یعیدھا الیہم والی یم الفیضۃ یعنی کوئی  
 قوم اپنے دین میں کوئی بدعت نہیں نکالتی مگر (جب نکالتی ہے) تو اللہ تعالیٰ ان کی سنتوں  
 میں اس کی مثل اٹھالیتا ہے پھر اس کی طرف قیامت تک واپس نہیں فرماتا ان حدیثوں سے  
 معلوم ہوا کہ ایک بدعت ستیہ کی شامت و نحوست سے بدعتی قوم ایک سنت سے  
 محروم کر دی جاتی ہے۔

اب دیکھئے کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ مصافحہ جمیع اوقات  
 و زمان میں مستحب ہے وہابیہ نے مصافحہ عیدین کو ناجائز بتایا اس سے وہ اس سنت  
 سے محروم ہو گئے اور مصافحہ و مخالفت جو جمیع زمان میں سنوں تھا اس کو انہوں نے

خداوند شرف غیر ایام عیدین کے ساتھ خاص کر دیا اور ایام عیدین کو علوم اوقات سے محض  
اپنی رائے سے خارج کر دیا یہ بات دروغ فی الدین ہوا۔ اور اس سے رفع سنت لازم آیا یہ  
وہابیہ کی بدعت سیئہ ہے۔

معافقہ کی نسبت وہابیہ نے یہ مشہور کیا ہے کہ معافقہ صرف وقت قدم یعنی  
سفر سے آنے کے بعد جائز ہے۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا  
ہے کہ معافقہ قدم کے ساتھ مشروط نہیں۔ کیونکہ حدیث ۵۰ و ۵۱ سے صاف ظاہر ہے  
کہ معافقہ کے لئے سفر سے آنا شرط نہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
سے جو معافقہ ثابت ہے وہ بعد سفر نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث ۵۱ کی شرح میں حضرت  
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ازینجا معلوم گردد کہ معافقہ در غیر حال  
قدم از سفر نیز آید از برائے انہما محبت و عنایت" یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا  
ہے کہ معافقہ سفر سے آنے کے سوا اور حالات میں بھی انہما محبت و عنایت کے لئے  
ثابت ہے۔ جب حدیث شریف سے یہ معلوم ہو گیا کہ معافقہ انہما محبت کے لئے  
جہی ہوتا ہے تو اب معافقہ میں کن میں کیا کلام رہا جو یقیناً انہما محبت ہی کے لئے کیا  
جاتا ہے۔ اس مانت ہونا حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ وہابیہ نے ستم ڈھایا  
کہ سنت کو بدعت بتا دیا۔ والاحول دلاقوۃ الا باللہ العلی اعظم یہ بھی وہابیہ کے  
معاومات کی کمی ہے کہ وہ معافقہ کو وقت قدم سفر کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ انہیں  
معلوم نہیں کہ معافقہ کن کن اوقات میں اور کن کن حالات میں مشروع ہے۔ اگر  
مشتہ اللغات بھی دیکھی ہوتی تو اتنا جانتے کہ قدم کے علاوہ تو دیر و طویل عہد

ملاقات اور حب فی اللہ بھی اس کے محل میں حضرت شیخ عقیق قدس سرہ اللہ تعالیٰ  
 میں فرماتے ہیں "و جازاً کہ نزد تو دیر و قدم سفر باشت با بہمت حول عبد ملاقات یا  
 غلبہ و شدت حب فی اللہ بود" اور ظاہر ہے کہ عیدین میں دور دورست لوگ اپنے  
 وطن آتے ہیں اور مدتوں کے بچپڑے باہمت میں تو یہاں منافقے تین دھوپنے  
 گئے ایک اظہار محبت و محو ذات دوسرے قدم سفر قیس ہے حول عبد ملاقات۔ پھر  
 ان سب سے اندھا بن جانا اور عید کے روز منافقہ و منافق کو ناجائز کہہ کر ناسرست  
 جہالت و حق فراموشی سے جا بلوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ منافقہ ساری دن منوج و مہرہ  
 ہے حضرت شیخ عقیق قدس سرہ اللہ تعالیٰ ملاقات میں فرماتے ہیں "و شیخ منصور فرمایا کہ  
 در تطبیق احادیث نقل را بد شدہ است کہ آنچه بر وجہ شہادت او کہ در دست و خیرہ و  
 کرامت باشد مشروع و افستہ اندر خلاف وجہ نیست کہ بر ہمتان باشد۔ باقی قص و جہ  
 لا باس بر است با جماعت و موالیح کہ "انی الکافی" اس سے معلوم ہوا کہ جو منافقہ شہادت کے  
 ساتھ ہو وہ مکروہ ہے اور جو بر کرامت کے طور پر ہو جیسا کہ عیدین کے موقع پر ہوتا ہے  
 وہ جائز و مشروع ہے علماء نے یہ بھی فرمایا کہ خلاف اس میں سے کہ منافقہ بر ہمتان ہو کر  
 کیا جائے کہ تا قیص وغیرہ کوئی کپڑا بدن پر نہ ہونگے سینہ سے زنگ سینہ میں لکین جب  
 قمیص یا جہ یا اور کوئی کپڑا حاصل ہو تو منافقہ باجماع جائز ہے یہی صحیح ہے۔ فقہاء تو فرماتے  
 ہیں مگر وہابیہ کی یہ نند کسی طرح ماننی ہی نہیں۔ حدیث و فقہ کی تو راہ یہ کہ کیا بڑا ہوگی اور  
 وہ کیا مانیں گے اب ہم انہیں انہیں کے امام و مقتدا بزرگ و پیشوا کا قول دیکھیں شاید  
 اسی سے کچھ شرمائیں۔ "زبدۃ النصاب" مولوی اسماعیل دہلوی پیشوا کے وہابیہ کی تقریر

میں ہے۔ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خورائیدن سوائے کندن چاہ از انوار و عار و استغفار و اخچہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل موافقہ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر۔ یعنی کنواں کھودنے اور اس کی مثل اور کام اور دعا و استغفار قربانی کے سوا تمام اوضاع قرآن خوانی و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانا سب بدعت میں۔ جو خاص بدعت حسنہ ہیں۔ جیسے کہ عید کے دن کا موافقہ اور نماز صبح و عصر کے بعد مصافحہ بدعت حسنہ ہے۔

دہابیوں کے اس پیشوا نے عید کے موافقہ کو بدعت حسنہ بتایا ہی تھا اس کے ساتھ فجر و عصر کے بعد کا مصافحہ اور قرآن خوانی و فاتحہ خوانی اور کھانا کھلانا یعنی فاتحہ گیارہویں تیجہ چالیسواں عکس وغیرہ سب کو بدعت حسنہ بتایا اور دہابیوں کے سارے گھر ہی کو ڈھک دیا۔ کیونکہ وہ بابیہ کے نزدیک بدعت حسنہ داخل سنت ہوتی ہے جیسا کہ ہم اوپر بحوالہ "برائین قاطعہ" نقل کر چکے ہیں تو وہ بابیہ کے طور پر یہ تمام امور سنت ہوئے کس قدر ڈھٹائی ہے کہ موافقہ عیدین جو حدیث فقہ کے علاوہ خود امام الوہابیہ کے قول سے سنت ثابت ہوا ہے وہ ابی اس کو تشبیہ بالہندو بتائیں تو گو یا تشبیہ بالہندو کو ان کا امام سنت کہتا ہے۔ شرم

یہ تو ان کو معلوم ہی ہو گا کہ تشبیہ میں کیا کیا شرطیں ہیں اور تشبیہ کن حالات میں منوع ہوتا ہے مگر شاہی مسجد مراد آباد میں گمنش بجاتے ہوئے ہندو کا تشبیہ یاد نہ آیا اور اب تشبیہ کی وہابیہ کو کیا پروا ہے۔ قشقے لگا چکے ٹکٹکیاں اٹھا چکے بے بول چکے انگوٹھے ڈال چکے مسجدوں میں بسندوں کو اغزاز و اکرام کے ساتھ بلند مقاموں پر بٹھا چکے۔



ہندو لیڈر کو اپنا رہنما پیشوا بنا چکے مسلمانوں سے لڑے اور ہندوؤں سے مسلمانوں  
پر تبرک کیا اور ہندوؤں کی تعریفیں کیں ہندوؤں کی اتباع میں جیل تک کاٹیں سب ہندوؤں  
سے تشبہ کا ناگوار ہونا ایک بہانہ ہے جیل ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مسائل محمد اللہ تعالیٰ قرآن کریم اور احادیث نبویہ عبارات کتب معتبرہ فقہیہ در خود  
تصریحات اکابر و دہلیہ سے ثابت کر دیتے گئے اس وضوح تام کے بعد بھی اگر وہابیہ کو انکار  
ہے تو یہ ایک بے مثال ضد اور بے نظیر ہٹ سے اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھوں سے  
پردے اٹھائے اور دلوں کو قبول حق کی توفیق مرحمت فرمائے اور مسلمانوں میں اسے ان  
کی تفرقہ اندازی سے بچائے آمین۔ و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و حسناتہ  
و سلمہ و علیٰ جمیع انبیائہ و من اتبعہم اجمعین۔ آمین۔

کتبہ العبد المقتصر بحبلہ الممتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ العین

۲۰، شبان المعظم۔ ۱۳۵۴ھ

# سینوں کی مساجدیں غیر مقلدین کی نماز کا حکم

## استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد اہلسنت و جماعت میں ضعیف امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آئین باہر کہتے ہیں، ان کو منع کرنے سے فساد ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ خدا خانہ ہے آپ کو کوئی حق رد کرنے کا نہیں ہے ہم لوگ آئین باہر ضرور کہیں گے ایسی حالت میں ان کو آئین باہر کہنے سے رد کا جائز اور نہ ماننے پر مسجد میں آنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہوگا۔ بینو ابالکتاب و توجہ راپو الحساب۔

المستفتی

نحر الدین۔ پائی بحیثیت۔ ۱۳۵۴ھ

## الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْكَرِيمِ وَالْوَهَّابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ۔ اہلسنت و جماعت کی مسجد صرف اہلسنت کے لئے ہے کوئی رافضی خارجی وہابی دیوبندی وغیرہ متعلقہ بذہب اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ واقف کا وقف خواہ مسجد ہو یا مدرسہ اس میں کسی بد مذہب کو داخلے کا حق نہیں پہنچتا۔ رد المحتار میں ہے کہ مدرسہ موقوفۃ علی الحنفیۃ مثلاً لا

یہاں ایک حدیث ہے کہ اہل مذہب آخر مذہب حق مذہب امت و جماعت  
 ہے اور باقی سب فرقے گمراہ اور بے دین ہیں یہی صراط مستقیم ہے یہی طریق سید ہے  
 اس پر قائم رہنے کا حکم شرع مطہر ہونے دیا ہے اس کے پھوڑنے والے کے حق میں وعیدیں  
 وارد ہیں قرآن کریم میں ارشاد ہوا ویتبع غیر سبیل المومنین فاولئک انصلت  
 جہنم و ساءت مصیرا ترجمہ اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا رہے ہوں اس کے  
 مال پر پھوڑیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پٹنے کی :-  
 اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ کا اتباع لازم اور اس کی  
 مخالفت حرام ہے تفسیر مدارک میں ہے ای سبیل الذین علیہم من اللہ  
 الحنفی و هو دلیل علی ان الاجماع حجة لا تجوز مخالفتها کے لا تجوز مخالفتہ الكتاب  
 والسنة لان الله تعالى منع بين اتباع غير سبیل المومنین وبين مخالفة الرسول  
 فی الشرط وجعل جزاءه الوعيد الشديد فكان اتباعهم واجبا کما لا ريب  
 تفسیر خازن میں ہے وذلك لان اتباع غیر سبیل مومنین و هو مخالفة  
 الجماعة حرام و يجب ان يكون اتباع سبیل المومنین حاشا و اجبا تفسیر  
 میں ہے و یتبع غیر سبیل المومنین من عمل او اعتقاد اور اس میں ہے ہذا  
 الاية هي التي تدل علی ان الاجماع كالكتاب والسنة اکی میں ہے الاية تدل  
 علی حرمة مخالفة الاجماع نیز اسی میں ہے و اذا كان اتباع غیر سبیل مومنین  
 اتباع سبیل مومنین عرف سبیل مومنین فاعلم ان اتباع سبیل المومنین  
 ای ما علیہ المومنین باجماع واجب و ذلك من الاجماع فيكون حجة قطعية

یکم جا حلاً کا لکتاب والسنة المتواترة۔

ان عبارات سے ظاہر ہے کہ اعمال و عقائد میں طریق مسلمان کا اتباع واجب مخالفت ناجائز مستوجب وعید شدید اور جماعت مسلمان سے منافی حرام اور جس امر پر مسلمان متفق ہوں وہ واجب اسی کو اجماع کہتے ہیں وہ حجت قطعیہ ہے کہ اس کا منکر کتاب و سنت کے منکر کی طرح بے دین ہے۔ بیضون بکثرت نصوص سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذذ فی النار یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو کیونکہ جو اس سے جدا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ان الله لا یجمع امتی عن ضلالة دید الله علی الجماعة یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ جماعت پر اللہ کا ہدایت کا ہدایت (دست قدرت) ہے۔

جماعت پر خدا کا ہدایت ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس امر پر امت پر متفق ہو وہ باطل نہیں ہو سکتا کہ اس امت مرحومہ کا خدا تعالیٰ جان ہے۔ واللہ خیر حافظ ان اولہ شرعیہ سے ثابت ہے کہ صراط مستقیم مسلمانوں کی راہ ہے جس پر وہ عامل ہوں اور جو اس راہ سے جدا ہو جنہیں گمراہ بے دین ہے اور ظاہر ہے کہ تمام مسلمان تقلید نفس کرتے ہیں اور صد سال اس پر عمل کرتے گذر گئے تو اس پر مسلمانوں کا اجماع ہوا اور اس کا ماننا بکلم خدا اور رسول واجب و لازم۔

تفسیر احمدی میں ہے قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انہا یجوز لاربع یعنی اس پر اجماع ہو چکا کہ فقط ائمہ اربع ہی کا باجماع اتباع جائز ہے نیز اسی میں ہے ویتبعی ان یکون المقلید من مذهب معین خاصة یعنی ضروری ہے کہ تقلید بالخصوص مذہب

معین میں منحصر ہو اور اسکی یہ ہے۔ ولہذا قالوا بضلالة فوق الامواء من المعتزلة و  
الروافض دا الخوارج وغیرہم ویتعین الحق فی مذهب السنۃ والجماعۃ یعنی اس  
اہل ہوا فرقوں کی ضلالت کے قابل خواہ وہ مستزاد ہوں یا روافض یا خوارج ان کے سوا  
اور کوئی نہ

اشباہ میں ہے وما خلف الا ثلثة الاربعۃ مخالف الاجماع قد صرح  
فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذہب مخالف الاربعۃ لانضباط  
مذاہبہم و کثرۃ اتباعہم یعنی جو قول یا حکم ان اربعہ کے مخالف ہو وہ اجماع کے مخالف  
ہے امام ابن ہمام نے تحریر میں تصریح فرمائی کہ ائمہ اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل ناجائز  
ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا کیونکہ ان کے مذہب منضبط ہیں اور سوا ان غفر ان کا اتباع کرتے  
اب بحدیث تعالیٰ یہ امر خوب پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حق مذہب ال سنۃ و جماعت  
ہے اور وہ ائمہ اربعہ کے معتقدین میں منحصر اور تقلید نفسی پر اجماع منعقد لامحالہ اس کا ستر اجماع  
کا منکر ہے دین گمراہ بندہ ہوا ان کو مسجد میں آنے دینا جائز نہ ہو بلکہ غیر مسجد میں ان کے ساتھ  
مصاحبت و ہم نشینی جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین  
تفسیر احمدی میں اسی آیت مبارکہ کے تحت میں فرمایا ان القوم الظالمین ہر  
المبتدع و الفاسق و الکافر و العقود مع کلہم معتنع یعنی قوم ظالمین ال بدعت اور فاسق  
و کافر سب داخل ہیں ان سب کے ساتھ خود ممنوع ہے اور بکثرت اعادیت ان فرق باطلہ  
کے ساتھ مجالست اور مخالفت کے ممنوع ہونے میں وارد ہیں اور سلازل کو ان سے  
علیحدہ رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے ای کعدایا ہوا لا یصلونک

دلائل و دلائل ہم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہ نہیں گمراہ کریں  
 اور فتنہ میں نہ ڈال دیں جب ان گمراہ قوموں سے بچنا اور انہیں اپنے سے دور کرنا لازم  
 ہے تو اہلسنت کے لئے اپنی مساجد میں انہیں آنے دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؛ علاوہ  
 بریں مساجد کی حرمت یہ ہے کہ فتنہ سے ان کو بچایا جائے۔ اور ان لوگوں کا مسجد میں آنا  
 یقیناً باعث فتنہ ہے جہاں مسجد میں آئے فتنہ انگیزی شروع کی بسینڈوں جگہ مار پیٹ  
 ہوئی ہے۔ مقدمہ بازی تک لوہیتیں پہنچی ہیں۔

حموی شرح اشباہ میں ہے ومنها ما یترتب علی ذلک فی کثیر من المساجد  
 من اجتماع الصبیان داعل البطالة ولعبہم و رفع اصواتہم و امتہانہم بالمساجد  
 و انتہالک حرمتہا و حصول اوساخ فیہا و غیر ذلک من مقاصد الیٰیٰ یجب صیانتہ  
 المسجد عنہا۔ تو اہل ہوا جن کے آنے سے فساد کا قوی اندیشہ ہے انہیں مسجد  
 میں آنے کی اجازت دینا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اہلسنت کی مسجد میں دہلی  
 وغیرہ مقلد کو کوئی حق نہیں اس کے آنے سے فساد سے اور فساد سے مسجد کو بچانا واجب  
 نیز اس کی صحبت مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔ علاوہ ان سب کے اس کا آنا اور غیر مقلد  
 حرمت مسلمانوں کے لئے ایزاب ہے۔ اور جس سے ایزاب ہوا کو مسجد سے روکنے کا مسلمان  
 کو حق ہے۔ رد المحتار میں ہے۔ والحق بالحدیث کل من اذی الناس بنفسہ ولسانہ  
 و بہ یفتی ابن عمر دھواہل فی نفی کل ما ینادی بلہ لہذا غیر قلدین کو جس میں نہ آنے دیں  
 وہ نہ انہیں تو قانونی طور پر رکھو ایں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

استغناء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد  
میں نماز جنازہ پڑھنا ایسا ہے۔ ازراہ کرم وضع فرمیں۔ میوہ جودا

المستقر

نیا آمدن ہے پر راجحان

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

الحمد للہ بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم و الصلوٰۃ والسلام وغیر رسولہ الکریم

اما بعد بے عذر مسجد میں جنازہ لانا اور نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مردہ

ہے۔ لحديث اوداء من صلى على ميت في المسجد فلا صلاة له۔ دشتی

تعالیٰ اعلم۔

۱۔ العبد المعتمد عبدہ امتین

سید محمد نعیم الدین عفا عنہ العین

یکم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

# مسجد میں جوتا پہنکر جانے اور نماز پڑھنے کا حکم

استفتاء

سوال۔ ما قولکموا یہا العلماء حکم اللہ تعالیٰ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا ایک مضمون رسالہ "میشوا" جلد ۵ نمبر ۵ میں چھپا ہے۔ رسالہ بھی ملاحظہ کے لئے حاضر ہے۔ اس مضمون میں صاحب موصوف نے مسجد میں جوتا پہنکر جانے اور جوتا پہنے ہوئے ہی نماز پڑھنے پر بہت زور دیا ہے اور اس امر کو جائز و مستحب ہی کے درجہ تک نہیں رکھا بلکہ واجب قرار دیا ہے اور ایسا نہ کرنے والوں پر ترک واجب کا الزام لگایا ہے اور انہیں ضعیف الایمان ٹھہرایا ہے اپنی تائید میں کچھ احادیث بھی پیش کی ہیں۔ اس سلسلہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائی تاکہ مسلمانوں کو حکم شرع معلوم ہو اور گمراہی سے بچیں اللہ تعالیٰ آپ کو داریں میں اجر عطا کرے۔ آمین۔ والسلام خاکسار محمد ظہور اختر فقیہ پوری۔

الجواب بعون الملک الوہاب

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین میں نے رسالہ "میشوا" نمبر ۵ جلد ۵ میں صاحب کا جو تیوں والا مسئلہ دیکھا اس مسئلہ میں انہوں نے بہت حد سے تجاوز کیا ہے اور مسجد میں جوتیاں پہنکر



ناز پڑھنے کو جائز ہی نہیں بلکہ واجب تک قرار دیا ہے اور جو شخص برہنہ یا ناز کو بہتر سمجھے  
اس کے ایمان میں شبہ کیلے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عجب خود پسندی کی انتہا  
ہو گئی۔

## مسلمانوں میں تفرقہ اندازی

تمام عالم کے مسلمان مساجد میں جوتا مار کر  
داخل ہونے کے پابند ہیں اور اس کو  
مسجد کا احترام سمجھتے ہیں اگر فرض کر لیا جائے کہ کسی تفصیل و تشریح کے تحت جوتا پہنکر مسجد میں  
داخل ہونا جائز یا افضل و اول بھی ہو تو اتنے امر کے لئے مسلمانان عالم کے متعدد طریق عمل ہیں  
تغیر کرنا اور ان میں ایک نئے تفرقہ کی بنیاد ڈالنا سخت ممنوع ہوگا۔ آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں  
کے انتشار کو دور کیا جائے، اور جس حد تک ممکن ہو سکے اور کوئی محدود شرعی لازم نہ آئے ان  
میں ارتباط و اتحاد پیدا کرنے کے لئے کامل جدوجہد کی جائے بجائے اس کے ڈھونڈ  
ڈھونڈ کے ایسی باتیں نکالنا جس سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو، اور ان کے صدیقوں کے  
معمول اور اپنے اکابر علماء و مشائخ اولیاء و ائمہ اور بزرگوں کو دیکھتے ہیں ان سب کے معمول  
کے خلاف انہیں مجبور کرنا یقیناً ایک فساد عظیم کی بنیاد ہے۔ اور مسلمانوں میں ایک نئی جنگ  
پھڑ جانے اور تفرقہ پیدا ہونے کی تحریک ہے جو درحقیقت مسلمانوں کے ساتھ عداوت  
اور حکم اسلام کی مخالفت ہے۔ ابو داؤد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
یہ حدیث مروی ہے من فارق الجماعة شبرا فمدرک خلع دبقۃ الاسلام من عنقہ  
فصورۃ کس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو اس  
نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال ڈالا مگر حسن نظامی صاحب کو اس کی مطلق پروا نہ

ہونی اور انہوں نے ذرا بھی لحاظ نہ کیا کہ اس تحریک کا کیا اثر ہو گا۔ مسلمانوں میں کیسا فساد عظیم برپا ہو گا۔ اس نازک حالت میں ان کی قوت کو کیسا صدمہ پہونچے گا۔ اگر مطلقاً جو تے پسند مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا جائز بھی ہوتا تاہم اس میں اختلاف پیدا ہونے کے اندیشہ سے اس کی تحریک سے باز رہنا ضروری تھا۔ ایک ایسے امر میں جو زیادہ سے زیادہ مباح ہو سکتا ہو آپ کا یہ اہتمام ہے اس قدر تاکید ہے۔ مسلمانوں میں تفرقہ پڑنے کی پرواہ نہیں ہے لیکن کتنے منہیات ممنوعات حرمت بلکہ ضلالت ہیں جن کی طرف آپ کو التفات نہیں۔  
وانتہ یعدی من یشاء الی سواء السبیل۔ اب میں مسئلہ سے متعلق منفع گذارش کروں گا۔

## مساجد خیر بقاع ہیں

زمین کے تمام خللوں اور بقعوں میں مساجد بہترین بقاع ہیں ہر مسلمان ان کو غایت احترام کی نظر

دیکھتا ہے۔ اور دین اسلام نے یہی تعلیم بھی دی ہے۔ مسلم شریف میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدھا اللہ تعالیٰ کو بلاد میں سب سے پیاری مسجدیں ہیں بشریعت مطہرہ نے مسجدوں کے احترام کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے آداب مقرر فرمائے ہیں۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنے تک سے روکا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے من اکل ہذا الشجرۃ الممنونۃ فلا یقرین مسجدنا جو اس بدبودار درخت (بیاض) کو کھائے ہرگز بخاری مسجد کے پاس نہ آئے یہی تھی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا قی علی الناس زمان یکون حدیثھو فی مساجدھم

فی امر دنیا مہر فلا عا السوہر فلیس اللہ فیہم حاجۃ یعنی لوگوں پر ایک ایسا زائر آئے  
 گا کہ ان کی مسجدوں میں ان کی گفتگو امر دنیا میں ہوگی۔ ان کے ساتھ جاہلست نہ کرو۔ ائمہ تلامذہ  
 کو ان کی پرواہ نہیں۔ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القادریہ فرمایا اللکۃ بالمباح فی المسجد  
 مکروہہ تا کل الحسنات یعنی جو کلام فی نفسہ مباح ہے وہ بھی مسجد میں مکروہہ سے نیکو کر  
 کھا جاتا ہے۔ کلام دنیا سے مسجدوں کو یہاں تک بچا جائے کہ معاملات حق و شراب بھی اجازت  
 نہیں تہذیبی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی کہ حضور کریم  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رايتہم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقلوا لا یرجع  
 اللہ تجارتک یعنی جب تم دیکھو کہ کوئی شخص مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہے تو کہہ دو کہ خدا  
 تیری تجارت کو مفید نہ کرے۔ بلکہ گمشدہ چیز کو تلاش کرنے کے لئے بھی مسجد میں آواز بلند  
 کرنے کی اجازت نہیں چنانچہ حدیث مذکورہ بالا میں یہ بھی ارشاد ہوا اذا رايتہم من یبتع  
 ضالۃ فقلوا لا اود اللہ علیک یعنی جب تم دیکھو کہ کوئی شخص مسجد میں گستہ چیز کو تلاش  
 کرتا ہے تو کہہ دو خدا تجھے واپس نہ دلائے۔ بخاری شریف میں حضرت سائب بن یزید سے  
 مروی ہے کہ طائف کے دو شخص مسجد میں بلند آواز سے بولنے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 نے انہیں بلا کر فرمایا لو کنتما من اهل المدینۃ لا وجعکم ارفعان اصواتکم فی مسجد رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر تم مدینہ شریف کے ساکن ہوتے تو میں نہیں مانتا کہ مسجد رسول  
 میں آواز بلند کرتے ہو۔ ان احادیث کے یہ سے معلوم ہوا کہ شریعت ظاہر نے مسجد کے اندر  
 کی کسقتہ تاکید فرمائی۔ بدبو وار چیز کھا کر مسجد میں آنا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا بھی بولی چیز کو  
 آواز بلند تلاش کرنا بلند آواز سے بولنا خرید و فروخت کا معاملہ کرنا سب ممنوع فرمادیا

مسجد کی صفائی، پاکیزگی و تطہیب کا حکم دیا۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً المسجد فی الدور ان ینظف ویطیب یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر وں میں مسجد بنانے اور اس کو خوب پاک و صاف اور مطہب رکھنے کا حکم دیا کیا یہی پاک اور صفائی ہے کہ ہر نماز کی مسجد میں جو تپہ پہنے پھر نے کا اذن عام دیدیا جائے اور گرد و کوڑے سے فرش مسجد جو اہل اسلام کا سجدہ گاہ ہے آلودہ اور گندہ رہے سینکڑوں بے احتیاط چلنے والے بازاروں کی شنی سنائی سجاست آلودہ جوتیاں ہیں کہ چلیں فرشتے مسجد اس سے طوٹ ہو اسی فرش پر پرستار ان حق پیشانیوں دگر ٹپیں، سجدے کریں کیا یہی مسجد کی پاکیزگی و تطہیف ہے؟ خواجہ صاحب کے فرش و بستر پر اگر کوئی جوتہ پہن کر پاؤں رکھے تو شاید انہیں ناگوار ہو مگر مسجد کے لئے گوارا ہے حیف صد حیف! اور اگر خواجہ صاحب نے انگریزوں کا سفر ارج پیسہ اکر لیا ہو اور ان کو جوتے و ٹوپی میں فرق و امتیاز باقی نہ رہا ہو جس طرح وہ جوتے پر ٹوٹے اور ٹوٹے پر جوتے کا بے تکلف رکھ لیا کرتے ہیں آپ کو بھی گوارا ہو تو آپ کے ذوق سلیم سے سوال کرنا بے کار ہے اور حکم شرع بیان کرنا عبث۔

صحابہ کرام کی مثالیں دینا بے کار ہے آج ان کی طرح طہارت و نظافت کا لحاظ کس کو ہے کون احتیاط رکھتا ہے کہ اس کا قدم ناپاک جگہ پر نہ رکھا جائے اور اس کا جوتا سجاست پر نہ پڑے صحابہ کرام کی دیت داری اور ان کی طہارت سے دوسروں کو کیا نسبت ان کی پاؤں مبارک جیسی پاک و صاف رہتی تھیں آج لوگوں کو اپنے لباس کے لئے وہ پاکیزگی مستحسن نہیں خواجہ صاحب نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث

نفل کی جس میں ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے نعلین شریفین کو نماز میں پائے اقدس سے اتارا تو صحابہ نے اپنی پاپوش اتار لیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ سے پاپوش اتارنے کا سبب دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے حضور و کید کر ایسا کیا ارشاد فرمایا کہ جبریل نے ہیں اگر خبر دی کہ نعلین شریفین میں کچھ لگا ہے اس لئے تم نے عین شریفین کو اتارا تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے چاہیے کہ اپنی پاپوشوں کو دید بیکارے اگر ان میں کچھ لگا ہے تو ان کو گرگڑ کر صاف کر لے۔

اس حدیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل پاک میں جو چیز لگی تھی وہ نجاست تو نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی کیوں کہ نجاست ہوتی تو نماز کا عادیہ فرمایا جاتا کیوں کر ہو سکتا ہے کہ آدمی نماز نجس نعلین سے پڑھ لی جائے علاوہ بریں نجاست کی صورت میں جو کہ نماز ہی درست نہ تھی اس لئے حضرت جبریل علیہ السلام نماز سے قبل حاضر ہو کر اظہار کرتے اس سے صاف ظاہر ہے جو چیز لگی تھی وہ نجاست نہ تھی بلکہ جگر کوڑے کا گنا بھی حبیب کے نفل شریف میں رحمت الہی کو گوارا نہ ہوا اور یہ بھی آپ کے منصب عالی کے لائق قرار نہ دیا گیا چنانچہ اسی حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقدر بفتح قاف و ذال مجہ آچہ مکروہ پندارد و آرا طبع ظاہر نجاستی بود کہ نماز با آن درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقدر کہ طبع آرا خوش دارد و الا نماز از سر بیگرفت کہ بعضے از نماز با آن گوارہ بود جبریل و رآرد دن از پا بجهت کمال تنظیف و تہیہ بود کہ الائن بحال شریف دے بود" اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفل شریف کی طہارت کا تو یہ عالم ہے کہ اس کو اگر کوئی ایسی چیز بھی لگ جائے جس کو طبع سلیم ناپسند رکھے تو نماز میں جبریل

حاضر ہو کر عرض کریں جبکہ ایسی نعل پاک ہے جس سے کسی کے جہتہ و دستار کو بھی کچھ نسبت نہیں اس پر آج کل کے بے اعتیاد لوگوں کے جو قول کو قیاس کرنا سراسر غلط ہے پھر یہ ادعا بھی غلط و باطل ہے کہ حضور کی عادت کریمہ ہی یہ تھی کہ پاپوش مبارک پہن کر نماز پڑھیں اور ہمیشہ ایسا ہی کیا جاتا تھا اور صحابہ بھی سب اس کے عامل تھے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا لم یصلح نعلیه عن یمینہ ولا عن یسارہ فتکون عن یمین غیرہ الا ان لا یکون علی یسارہ احد لیضعہما بین رجلینہ یعنی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو جو تاپنے والے طرف رکھے رکھے اور نہ بائیں طرف رکھے کیونکہ وہ دوسرے شخص کے داپنے ہو جائے گا مگر جس حالت میں کہ اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو۔ بلکہ چاہیے کہ جو تاپنے والوں کے درمیان رکھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمانہ اقدس میں بھی جو تاپہن کر نماز پڑھنا امر عادی نہ تھا جب تو جو رکھنے کی جگہ بتائی گئی۔ اسی ابوداؤد شریف میں دوسری روایت حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حافیا ومتفلا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پا پر ہنہ نماز پڑھتے بھی دیکھا اور اور پاپوش مبارک پہنے ہوئے بھی اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ پاپوش مبارک پہنکر نماز پڑھنا امر عادی نہ تھا خود حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاپوش مبارک کے بغیر نماز پڑھتے اور صحابہ کرام بھی خواجہ حسن نظامی صاحب نے جو تاپہن کر نماز پڑھنا واجب بتایا ہے تو کیا ان کے نزدیک معاذ اللہ صحابہ کرام اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی واجب

نہی کیا کرتے تھے؛ اور خواجہ صاحب نے تو نمازیں جو تازہ پہننے والے کو نصیحت الایمان  
 ٹھہرایا ہے کس قدر نادانی اور جہالت ہے اور یہ بات کہاں تک پہنچتی ہے خواجہ صاحب کو حق  
 والصفات کا کچھ بھی لحاظ ہو تو نوراً توبہ کریں اور توبہ کا اعلان بھی شائع کریں کہ توبہ اس پر اس پر  
 والعلائیۃ بالعلانیۃ یعنی جس طرح گناہ ویسی توبہ

مسجد کی صفائی اور نظیف کے ہوا کا مہ اور پر مادیت سے بیان کئے گئے ان کو  
 مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف ناپاک چیز سے ہی مسجد کو بچایا جائے بلکہ جو چیز ناپاک نہ ہو مگر طہ  
 اس سے گھن کر رہی ہو اور ناپسند رکھتی اس سے بھی مسجد کو بچایا داخل تغیف ہے اور ہتھوک  
 اور رینگہ سے خواجہ صاحب کی مسجد خوب گند مہوتی رہے اور خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ  
 چیزیں ناپاک نہیں ہیں مگر خواجہ صاحب کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ہر حدیث شریفہ  
 اس کی تشریح فرمادی گئی۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ  
 البزاق فی المسجد خطبۃ یعنی مسجد میں ہتھوکانا ہ ہے۔ باوجودیکہ ہتھوک نجس و ناپاک  
 نہیں مگر طبیعت سلیمہ اس سے کراہت کرتی ہے۔ تو جو حاجب بازاروں، سڑکوں میں ہرجرت  
 کے پاک و ناپاک راستوں میں استعمال کیا جائے تو اس کی پاکی کا احتمال ضعیف ہے۔ اور  
 غالب ہے کہ ضرور اس میں نجاستوں کا نفوذ ہوا ہو اور فرض کرو ایک شخص نے نہایت احتیاط  
 کی کبھی نجاست پر اس کا قدم نہ پڑا تب بھی ایسی چیزیں جوتے میں لگ جانا بہت غالی ہے  
 اور اس سے مسجد کی تلویث کا تو یہ اندیشہ ہے اس لئے جوتے کو مسجد میں لے جانا درست  
 نہ ہوا جیسا کہ بچوں کا مسجد میں جانا اندیشہ تلویث و نجیس سے درست نہیں۔ درنہار میں سے  
 و بچہ مراد حال صفا و معاینین حیث غلب تنجیس ہوا لانیکو۔ اور حدیث

میں وارد ہوا۔ جنہو! مساجد کم عن صیبا نکم و حجابینکم۔ زمانہ اقدس پر قیاس نہیں ہو سکتا اس  
 لئے کہ صحابہ کی جیسی احتیاط کسی کا کیا منہ ہے کہ کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاپوش اقدس  
 میں کوئی پاک چیز بھی لگ جائے جو طبع سلیم کو پسند نہ ہو تو وحی آئے وہاں اطمینان ہے کہ وہ فصل  
 اقدس ایسی پاک چیزوں سے بھی آلودہ نہیں جن سے طبع سلیم متغیر ہو تو اس نغین پاک کا مسجد  
 میں جانا یقیناً موجب تلویث مسجد نہیں۔ علاوہ بریں اس زمانہ میں مسجد شریف میں بچہ فرش تھا  
 جس کی تلویث کا اندیشہ ہوتا اس کے ماسوا جن احادیث میں جو تاپہن کر نماز پڑھنے کی نسبت  
 ارشاد ہوا ان میں اس کی علت کفار (یہود) کی مخالفت بتائی گئی۔ اور آج کفار (انصاری وغیرہ)  
 کا نام دستور ہے کہ وہ جوتا نہیں اتارتے جیسا کہ خود خواجہ صاحب کو بھی تسلیم ہے تو ان کی نفی  
 جوتا آمار مسجد میں جانے کی علت ہے۔ مقصود شارع علیہ السلام کی مخالفت کفار ہے۔ اور اب  
 وہ جوتا آنے میں حاصل ہے تو پہننے کا حکم اور اس پر تاکید خلاف منشاء شارع علیہ السلام  
 ہے۔ تمام باتیں کتابوں میں تھیں اور خود خواجہ صاحب نے جس رد المختار کی عبارت نقل کی ہے  
 میں موجود تھیں مگر ان پر نظر ڈالنا اور اس عبارت کو چھوڑنا حق و انصاف کا خون ہے بلاظہر  
 فرمائیے۔ رد المختار کی عبارت (و صلواتہ فیہما) ای فی الذل والحق الطاہرین افضل  
 مخالفت للیہود و تاتار خانیہ۔ فی الحدیث صلواتی فی نعالکم ولا تشہوا بالیہود و تاتار  
 الطیرانی کما فی الجوامع الصغیرہ و ما لبصحتہ و اخذ منہ جمع من الخباہلہ اند سنہ ۱۰۷۰  
 کان یشی بہا فی الشوارع لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحبہ کافوا یمشون  
 بہا فی المدینۃ ثم یصلون بہا قلت لکن اذا خشی تلویث فرش المسجد بہا ینبغی  
 عدمہ وان کان طاهرہ و اما المسجد النبوی فقد کان مفر و شایا بالخصاف فی زمنہ



صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف فی ذما تناو لعل ذلك عمل ما فی عمدة المفتی من دخول المسجد  
متغلا من سوء الادب تأمل یعنی بتفطر مخالفت ہو دو پاک جوتوں اور توروں کے ساتھ  
نماز پڑھنا افضل ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جوتوں سمیت نماز پڑھو اور ہو دو کے ساتھ  
تشبیہ نہ کرو۔ اس حدیث سے ایک جماعت خیالہ نے اخذ کیا کہ یہ سنت ہے خواہ ان جوتوں  
کو پہنکر رستوں میں چلتا ہو۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدنیہ حبیب کے  
راستوں میں پاؤں میں مبارک پہنکر چلتے پھر ان کے ساتھ نماز پڑھتے مہر و ہوتے ہیں لیکن یہ  
مسجد کی تلویت کا اندیشہ ہو تو چاہیے جو تاپہن کر مسجد میں نہ چلتے ہو وہ جو تاپاک ہی ہوں  
ہو لیکن مسجد نبوی میں زمانہ اقدس میں سنگریزے بچھے تھے (مکتہ فتنہ) خدا عزوجل سے  
زمانہ کے اور شاید یہی عمل ہو اس کا جو عمدة المفتی میں ہے کہ مسجد میں ہوتے ہسکر داخل ہونا  
جے ادبی ہے۔ اور مسجد ک شان و عظمت کے خلاف ہے۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جوتا پہنکر نماز پڑھنے کی فضیلت  
قصہ مخالفت کفار کے ساتھ مختص ہے۔ اور جب کفار جوتے کے پاندہ ہو گئے تو اب مخالفت  
جو تاپہنکر نماز پڑھنے میں رہی بلکہ جو تانا مارنے میں ہوئی۔ اور اس علت سے اب جو تانا مارنا  
ثابت ہوا۔ دوم یہ کہ مخالفت کفار کے قصد سے ہیں وہ جو تاپہنکر نماز پڑھنے کی حازت  
ہے جو پاک ہو اور اس سے اندیشہ تلویت مسجد نہ ہو۔ اور یہ بات آج حاصل نہیں رہا ہے جوتوں  
سے مسجد کی تجفیس و تلویت کا کافی اندیشہ اور ظن غالب ہے لہذا ان جوتوں کو پہن کر مسجد میں  
جانا ہرگز درست نہیں رہا خواجہ حسن صاحب کا یہ فرمانا کہ جو تانا مارنے سے پاک ہو جاتا ہے مطلق  
صمیم نہیں کیوں کہ نجاست غیر ذی جرم سے بغیر دھوئے ہرگز پاک نہیں ہو سکتا نہ کسی حدیث

سے ایسا ثابت کر سکتے ہیں۔ بعد ہر حدیث میں آپ نے لکھی ہیں ان کی شرح دیکھئے بشرح مشکوٰۃ میں  
 ۱۔ اما النجاسة مثل البول ونحوه يصيب الثوب او بعض الجسد فان ذلك لا يطهر الا  
 غسل اجماعا كذا ذكره الطيبي۔ یعنی پیتاب اور اس کی مثل نجاست کپڑے یا جسم کو اگر  
 جلے تو وہ بالاجمل بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ  
 اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں "اما غیر ذی جرم مثل بول وغیر غسل واجب  
 است" درمختار میں ہے۔ وان لاجرم راہا لبول فيغسل۔ یعنی اگر پیتاب کی طرح نجاست  
 غیر ذی جرم ہو تو دھونا لازم ہے۔ شامی میں ہے فيغسلای الخف قال فی الذخيرة والمختار  
 يغسل ثلاث مرات و يترك في كل مرة حتى ينقطع القاطر وينذهب النداءة ولا يشتر  
 يدس۔ یعنی ذخیرہ میں ہے کہ مختار یہ ہے کہ تین مرتبہ دھو یا جالت اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا  
 جائے کہ آقا طوف ہو اور ترک جاتی رہے۔ بالکل خشک ہونا شرط نہیں خواجہ صاحب کا یہ  
 خیال کہ نجاست غیر ذی جرم رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے بالکل غلط اور کتب دینیہ کی تصحیحات  
 کے خلاف ہے۔ اور نجاست نجدہ کو نجاست غیر ذی جرم سمجھ جانا علم کی کمی ہے اور باوجود اس  
 قدر بے اور اکی سائل دینیہ میں قلم اٹھانا کام ہرأت والا حول ولا قوۃ رہی یہ بات کہ حدیث  
 شریف میں جوئے کا رگڑنے سے پاک ہونا بیان کیا ہے اس سے کون سی نجاست سے پاک  
 ہونا مراد ہے؟ یہ حدیث کی مشرت سے معلوم کیجئے۔ اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے  
 نجاست متکسرات کو پیڑے اناں تعلق گرفتہ است بغسل باخف پس دلتا کرداں را  
 باخف یعنی حدیث میں خشک نجاست دوسے کو اگر وہ جوتے یا دوسے کو لگ جاتے تو پین  
 سے رگڑے ت پاک ہو جائے گا اور یہ بات قرآن عقل بھی کہ خشک نجاست اگر جوتے

کوٹ گئی تو رگڑانے سے چھوٹ جاتے گے جو تا پاک ہوتا ہے ہر روز جہالت سے جز جوت  
 کے جہم میں نفوذ تو کر ہی نہیں پاسے تھے لیکن نجاست سے جز جوت سے جہم میں نفوذ رہتا  
 ہیں وہ صرف رگڑانے سے کیسے پاک ہو جائے گا اور یہاں تا شب عید اور اس کے بعد سے جز جوت  
 پر لوہے کی جالیاں رکھی جائیں سر آنے والا پہلے ان سے اپنے جوت سے جز جوت سے جز جوت  
 حسن صاحب کے نزدیک جو اتنا پیارا ہوتا ہے کہ عامتہ میں اس کے نہ گھس پڑتا ہے  
 یہ انہیں کے الفاظ ہیں تو اس جوتے کو روزانہ کم از کم بیک وقت سب سے زیادہ پورے میں نزدیک  
 کون گوارا کرے گا؟ یہ قید لگا دیجئے تو جوتے کی محبت والے سمجھیں کہ ان میں بھروسہ ہے اور  
 نماز کے لئے یہ نقصان گوارا کریں گے کہ چھ ماہ چھنے دار جوتہ مفتہ کھڑے ہیں تو اس سے کیا  
 ہے کہ خواجہ صاحب نے یہ فتویٰ دے کر دلی کے جو تافر و شوں کی امانت بھروسہ سے  
 الحاصل جب یہ وضع ہو گیا کہ عام طور پر جوتوں میں نہت درجہ کی کدست  
 لگتی رہتی ہے اور صحت پر کرم کی سن احتیاطاً ان کسوں کو میسر نہیں تو مسجد کی تعمیر و تہذیب کے  
 لئے ضروری ہے کہ فرشتے مسجد کو جوتوں سے بچا جائے درجہ میں کدستوں میں دوسرے  
 کو جائز سمجھا جائے جیسا کہ اوپر نقل کی ہوئی عبارت کتب معتبرہ نامتوجہ ہے  
 علامہ ابن عابد شامی نے اس کی نصرت فرمائی کہ جو نہت درجہ کی کدستوں میں  
 نجاست اس کو نہ لگی ہو اس سے مسجد کی تلویش کا مدبر ہے جو نہت میں کو ہنر مند ہے  
 آنا چاہیے مگر خواجہ صاحب نے یہ عبارت دیکھ کر بھی غور نہیں کیا کہ وہ نہت درجہ کی کدستوں  
 ہے زمانہ اقدس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام در صومعہ کو کھڑے ہوئے تو ہنر مند  
 تشریف لاتے اس کی تین وجہیں ہیں دو ذرا بیکر ایک تو نصرت کی بابت کا پاک

ہونا دوسرا مخالفت کفار کا قصد اور تیسری وجہ علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں یہ تحریر فرمائی  
 کہ اس زمانہ میں مسجد نبوی میں سنگریزے بچھے تھے فرش پختہ نہ تھا لہذا پاک جوتوں سے اس کی  
 تلویت کا اندیشہ نہ تھا۔ بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ اب فرش پختہ ہیں، پاک جوتا بھی ان پر پڑنا  
 چاہیے کہ اس سے تلویت مسجد ہوگی اور حالات بدلنے سے ضرور حکم بدل جاتے ہیں حضرت  
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کانت الکلاب تقبل وقد برفی المسجد فی زمان  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور کے زمانہ میں مسجد کے اندر کتے آتے جاتے  
 تھے اس کا بھی تو باعث تھا کہ فرش خام تھا تلویت کا اندیشہ نہ تھا کیا اب بھی خواجہ صاحب  
 اجازت دیں گے کہ فیشن ابل جنٹلمین بوٹ پہن کر کتا ساتھ لے کر مسجد کے اندر آیا کریں۔

اشعة اللغات میں اس حدیث کے شرح میں فرمایا: "گفتہ اند کہ اس درابتدائے

اسلام بود بر باعث اصلیه پس ازاں وارد شد امر کریم مساجد و تطہیر آن محافظت آن  
 از در آمدن کلاب و حیوانات و ساختن درہا و در بند ہایا آنکہ یک وقتے امر کردند بکشتن مگان،  
 یعنی یہ حکم اباحت اصلیه کی بنا پر ابتداءً اسلام میں تھا اس کے بعد مساجد کی تکریم و تطہیر اذان  
 کی حفاظت و نگہداشت کا امر وارد ہوا، اور کتوں اور جانوروں کو مسجد شریف سے روکنے  
 کے لئے دروازے اور کیوڑ بنائے گئے یہاں تک کہ ایک وقت کتوں کو مار ڈالنے کا حکم  
 دیا گیا۔

اب الحمد شد خواجہ صاحب کے تمام دواہی تباہی شبہوں کا قلع قمع ہو گیا، اور  
 مسئلہ خوب واضح ہو گیا۔ اگر خواجہ صاحب اب بھی نہ سمجھیں تو بعون اللہ تعالیٰ ایک مبسوط  
 تحریر سے ان کے اطمینان کی کوشش کی جائے گی مگر تعجب یہ ہے کہ اس قدر صاف مسئلہ

میں انہیں ابھن کس طرح ہوئی۔ انہیں تو اتنا سمجھ لینا کافی تھا کہ تمام دنیا کے مسلمان صدیق سے  
 مسجد میں جوتا پہنکر آنا ناجائز سمجھتے ہیں اس پر تمام امت کے اختیار ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی  
 ب کا عمل رہا ہے یہ مسئلہ اجماعی ہو گیا آج بھی تمام مسلمان اس کے عامل ہیں اور کسی مسئلہ  
 کی صحت کے لئے مسلمانوں میں اس کا بلا تکثیر رائے ہونا بھی دلیل شرعی ہے۔ حدیث شریف  
 میں ارشاد ہوا۔ ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یوسفانوں کے نزدیک  
 بہتر ہے اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول  
 من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ۚ یتبع غیر سبیل المؤمنین تولہ ما تقیٰ ووصلہ جہنم  
 وساءت مصیرا۔ یعنی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرے بعد اس کے کہ  
 حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا رہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ  
 دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کر دیں گے اور کیا یہی بری پٹے کی جگہ اس آیت کی  
 کی تفسیر میں حضرت امام علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود انفسی تفسیر مدارک الشریعہ  
 میں فرماتے ہیں وہود دلیل علی ان الاجماع لا تجوز فیما لفتوا کذا لا تجوز فیما لفتہ اللک ب  
 والسنۃ لان اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع سبیل المؤمنین و بین مشاقتہ الرسول  
 فی الشرط وجعل جزاء الوعید الشدید فکان اتباعہ واجباً کما کالات الرسول۔  
 یعنی یہ آیت دلیل ہے کہ اجماع محبت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے قرآن احادیث  
 کی مخالفت جائز نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی راہ کے سوا دوسری راہ کے  
 اتباع کو مخالفت رسول کے ساتھ شرطیں جمع فرمادیا اور اس کی جزا و عید شدید ٹھہرائی تو  
 مسلمانوں کا اتباع رسول کی موالات کی طرح واجب ہوا تفسیر خازن میں ہے۔ وذلك

لان اتباع غیر سبیل المؤمنین و هو مفارقتہ لجماعتہ حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل  
المؤمنین و لزمہ جماعتہ و واجباً۔ یعنی یہ اس لئے کہ مسلمانوں کی راہ کے سوا اور دوسری راہ  
کا اتباع اور وہ جماعت سے مفارقت کرنا ہی حرام ہے تو مؤمنین کی راہ کا اتباع اور ان کی  
جماعت کا لازم واجب ہوا۔

اس ضمنوں پر بکثرت نصوص وارد ہیں۔ اور کوئی عاقل جو اسلام کا بدخواہ نہ ہو یہ  
گوارا کرے گا کہ ایسا امر جس میں تمام دنیا کے مسلمان متفق اور متحد ہیں اور اس میں اصلاً  
اختلاف نہیں اس کو مورد بحث بنائے اور مسلمانوں میں جھگڑے اور فساد پیدا کرے مساجد  
کی بے حرمتی کے لئے عوام و خواص کو ہر طرح کے جوئے پہن کر مسجد میں آنے کی اجازت  
دے اور فساد کی ایک بنیاد قائم کرے یہ خیال خواجہ حسن صاحب ہی کے دماغ عالی میں پیدا  
اور اس پر آپ تنواید شہیدوں کے ثواب کے بھی امیدوار ہیں اور جو تاپہنکر مسجد میں آنے  
کو سنت سمجھ رہے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ جو تاپہنکر مسجد میں آنا واجب قرار دیتے ہیں اور  
جو اس میں ان کے ساتھ نہ ہو اس کے ایمان میں شک کرتے ہیں کس قدر ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ  
ہدایت فرمائے۔ آمین۔

# المعجزة العظمى المحمدية

۱۳۴۵

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و عامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مورخہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ کو مغرب کے وقت بجانب قبلہ ایک روشن ستارہ نے ٹوٹ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک محمد منقذِ آسمان پر نمایاں کیا۔ جبلیپور کے اکثر مقامات کے سبازوں باشندوں نے دیکھا کیا اس کے شتمہ قدرت یا آسمانی شہادت کو معجزہ کہا جاسکتا ہے؟ جواب مع عقلی و نقلی دلائل تحریر فرمائیں۔ بینوا و جردا۔

احمد نور اللہ خاں صاحب الزآبادی ۲۶ رمضان المبارک

۱۳۴۵ھ

## الجواد بعون المملک الوهاب

ہزار عجیب و خارق عادات جس کے ظہور کا تعلق نبی کی ذات و صفات اور

خصائص و حالات سے ہو۔ اگر وہ تحتِ تحدی و مقترن بدعوائے نبوت ہے تو معجزہ ہے ورنہ آیت لیکن بروجہ تشبیہ و تغلیب آیت پر بھی معجزہ کا اطلاق شائع و ذائع ہے۔ پھر یہ یقین بھی نبی کی حیات ظاہری سے خاص نہیں بلکہ نبی کی وفات کے بعد بھی عام اور تافیات باقی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کی امت میں کسی ولی کی کرامت بھی اسی نبی کے معجزات سے ہے۔ غرضیکہ نبی کی وفات کے بعد بھی اس سے نسبت رکھنے والے امور خارۃ عادت و کرہائے قدرت الہی آیات و معجزات دکھلائیں گے کیونکہ وہ نبی سے متعلق ہیں اور بدلالات قرآن و احوال و خصائص بھی حکماً مقترن بدعوائے نبوت اور تحتِ تحدی ہیں۔ زبیدی شرح احیاء میں ہے ۷

( ایدہ اللہ سبحانہ بالمعجزات الظاہرة والایات الباہرة،  
معنی الایۃ العلامۃ علی صدقہ والمعجزۃ ہی الایات مع  
التحدی بحدی۔ "اور انشاء سبحانہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
الوسلم کی تائید فرمائی۔ ظاہر معجزات اور کھلی ہوئی آیتوں کے  
ساتھ۔"

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایسی علامت حضور کی صداقت پر دلالت کرے،  
اور معجزہ بھی وہی آیت ہے جو تحدی کے ساتھ ہو۔ اور بھی زبیدی میں ہے ۷

والقوم بعدون امثال هذا کشف الصدور و اظلال  
العمامة والتسلیم والحجرات علی سبیل التشبیہ و  
والتغلیب۔ اور قوم یعنی آئمہ کرام نے ایسی آیتوں اور نشانیوں



کو جو بنیہ توحیدی کے ہول جیسے شق صدر اور ابر کا سایہ کرنا، اور پھر  
کا سلام کرنا معجزات میں بروقت بہتہ تغلیب شمار کیا ہے :

فتاویٰ حدیث میں ہے ان کلماتہ الاولى من بعض معجزات النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم ولی کی کرامت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔  
پھر بعد وفات نبی جب تک نبی کی نبوت باقی اس کے دعوائے نبوت پر  
تحدی قائم اور نبی کے تحت تحدی اور تحت نبوت جو امر خلاف معمول و خارق عادت  
صادر ہو وہ اس نبی کا معجزہ ہے کیوں کہ معجزہ ایک فعل الہی ہے جو منکرین و مشرکین و کفار  
کو نبی کی مخالفت اور اس کے مقابلہ معارضہ سے عاجز کر کے اس نبی برحق کے دعویٰ  
نبوت و رسالت کی تصدیق اور اس کے دین متین کی صداقت و حقانیت کی توثیق کرے  
تو اس کے لئے نبی کی حیات ظاہری کی حاجت نہیں۔ نشر الحاسن میں ہے کل فعل  
خارق للعادة مستلزم صدق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بما اذاعہ  
من الرسالة معجزۃ لہ۔ بہر فعل جو خارق عادت خلاف معمول ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کا معجزہ ہے۔ احیاء العلوم میں ہے۔ وجہ دلالت المعجزۃ علی صدق الرسل ان کل ما  
یعجز عنہ البشر لکن لا فعل اللہ تعالیٰ۔ نبیوں اور رسولوں کی سچائی پر معجزہ کے  
دلالت کرنے کی وجہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے مقابلہ سے انسان عاجز ہو وہ استدہی  
کی طرف سے اور اسی کا فعل ہے۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے فالمعجزۃ علیٰ هذا الا بشرط لبقاء  
الرسول بل تكون بعد موته ایضاً تو اس بنا پر معجزہ کے لئے رسول کا حیات ظاہری

کے ساتھ زندہ رہنا شرط نہیں بلکہ معجزہ ان کی وفات کے بعد بھی ہوتا ہے۔

جب ظہور معجزہ کے لئے رسول و پیغمبر کی حیات ظاہری شرط نہ رہی تو بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی خرق عادت ظاہر ہوں سب معجزہ ہیں کیوں کہ وہ مقرون بالتحدی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی یقین شہادت دیتے ہیں اور بقرآن صریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی صداقت و حقانیت پر دلالت کرتے ہیں اور مستحکمین و معاندین اس کے معارضہ سے عاجز اور مقابلہ سے بہوت ہیں۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے اکثر معجزات الانبیاء لاسیما نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقعت من غیر ادعاء النبوة انبیاء کرام علیہم السلام کے اکثر معجزات خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ادعائے نبوت کے واقع ہوئے اور کبھی فتاویٰ حدیثیہ میں ہے ان کل ما وقع منه صلی اللہ علیہ وسلم بعد النبوة مقرون بالتحدی لان قرائن اقوالہ و احوالہ فاطقة بدعواه النبوة و تحدیہ المخالفین و اظهارہ ما یقتضیہ و یجذب بہ۔ جو معجزات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد نبوت ظاہر واقع ہوئے وہ مقرون بالتحدی ہیں۔ کیونکہ حضور کے دعوائے نبوت اور حضور کے مخالفین پر تحدی اور حضور کا وہ باتیں ظاہر فرماتا جو منکرین و مخالفین کو قور دیں اور عاجز کر دیں ان تمام امور پر حضور کے اقوال اور احوال کے قرائن ناظر ہیں۔ شرح الشفاء للملا علی قاری میں ہے (معجزۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا تبید) ای لا تقنی ابداد لا تنقطع (روایاتہ) علامتہ الدالۃ علی صدقہ (تجدد یوماً فیوماً ولا تضمحل) ای ولا تنزل اصلاً۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور کبھی منقطع

نہ ہو گا اور حضور کی آیتیں یعنی حضور کی سچائی اور صداقت و حقانیت پر دلالت کرنے والی علامتیں دن پر دن نئی ظاہریوں کی اور کبھی کمزور نہ ہوں گی یعنی ہرگز ان نہ ہوں گی۔ مدینہ قدسیہ میں ہے۔ انہ کان جمعوا الی الثقلین وخاتم الانبیاء والرسل والمعجزۃ الظاہرة باقیۃ علی الزمان وشہادۃ قائمۃ فی القیامۃ علی کافۃ البشر بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ اور آپ خاتم ہیں تمام نبیوں اور رسولوں کے۔ اور آپ کے کھلے ظاہر معجزات زمانہ کے قائم رہنے تک باقی ہیں اور صدق نبوت کی شہادت قیامت تک کے تمام لوگوں پر قائم ہے۔

افضل القرأیں ہے ان ہذا الشریعۃ کا مت باقیۃ علی صفحات الدھر الی یوم النقیضۃ بالمعجزات العقلیۃ الباقیۃ لیرھا ذو البصائر بیشک یہ شریعت دنیا کے پردہ پر قیامت تک رہنے والی ہے۔ یہ شریعت خاص کی گئی ہے معجزات عقلیہ کے ساتھ جو باقی رہیں گے تاکہ انہیں عقل کی آنکھ واسے دیکھیں۔

جامع الکرامات میں ہے "فکان بذلک صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ موجود بین امتہ لیشاہدہ و نہ معجزاتہ بعد مماتہ کما ساء نوایشا ھد دنہ فی حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیزداد الذین امنوا ایماناً" ان معجزات کے سبب گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے درمیان خود موجود ہیں کہ لوگ آپ کے معجزات کا مشاہدہ آپ کی وفات کے بعد کر رہے ہیں جیسا کہ آپ کی حیات ظاہری میں مشاہدہ کرتے تھے تاکہ ایمان والوں کے ایمان زیادہ ہوں۔"

واقعہ مذکورہ سوال ستارہ کا بصورت شہاب ثاقب نازل ہونا مطیع ہلال

برقرار پڑنا پھر اس کا تفسیرات کے بعد اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا حسب  
 تصریحات بالایقیناً وہ سرکار رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تین بجز ہے کیونکہ  
 ظاہر ہے کہ نہ کسی انسان کا کام تھا نہ وہ کسی مجہول الحال کا نام تھا نہ کوئی اہل و بے معنی  
 کا کلمہ تھا بلکہ ایک فعل الہی اور کرشمہ قدرت کبریائی تھا جس نے اپنے پیارے محبوب  
 حقیقی مطلوب تحقیقی مختار مطلق برگزیدہ نبی برحق پیغمبر اعظم رسول مکرم محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم محترم اسم پاک و معظم کو چمکا کر روشن فرما کر بھٹکتی گم کردہ راہوں  
 کو متنبہ کر دیا اور ساقول غفلت آشناؤں کو بیدار فرمایا کہ یہی سرکار ابد قرار ہیں جن کا دین  
 متین قیامت تک قائم و باقی اور جن کی نبوت کریمہ و رسالت عظیمہ دائم و لازوال ہے یہ  
 ظہور اسم مبارک زبان حال سے کفار پر توحیدی فرما رہا ہے کہ ہے کوئی دین کوئی مذہب  
 کوئی ملت کوئی فرقہ جو اسم کی ایسی کھلی صاف روشن مبارک مثال پیش کر سکے لا  
 واللہ ہرگز نہیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار الی وقدھا الناس  
 والجماعة اعدت للكفرین۔ تو اے مخالفین اسلام! اگر تم ایسی ظاہری مثال پیش نہ  
 کر سکو اور یقیناً تم ہرگز پیش نہ کر سکو گے، تو ڈرو اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پھر  
 جنہیں یہ آدمی بت بنا کر پوجتے ہیں اور وہ مقرر کی گئی ہے صرف کافروں کے لئے۔  
 اللہ تعالیٰ اسم اعظم عظیم معظم کو مرتفع فرما کر اپنے بندوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے امتیول کو بشارت عظیمہ دے رہا ہے کہ جس پیارے نبی کی پیروی جس برگزیدہ پیغمبر  
 کی اطاعت جس رسول کی تعظیم کے اتباع میں نہیں مرا تب سعادت عطا ہوں تمہیں عطا  
 الہی، فتنہ قبر اور عذاب آخرت سے نجات ملے اس کا نام پاک علم مبارک ہمارے مشعل

ہدایت بنا کر مطلع ہلال پر چمکادیا اور حسب وعدہ قرآنی و دفعاً لک ذکر و بہت تہا۔  
 لئے تہارا ذکر بلند کیا۔ اسم مبارک کو رفعت و بلندی کے ساتھ تم پر سایہ انکس فرمایا۔ جو  
 اپنی سعادت افزہ تجلی اور سترت افزہ روشنی میں عام امت اجابت و دعوت کو ظریق  
 غیر سعادت اور صراطِ رشد و ہدایت کی طرف بکار بکار کرتا رہا۔ است ان شہدا  
 صراطی مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عنہ۔ یقیناً ہی میری  
 سیدھی راہ ہے۔ تو اس پر چلو۔ اور دوسری راہیں زانیہ و گمراہی کی راہ  
 بھٹکا دیں۔ بلاشبہ یہ ظہور اسم پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی نبوت و رسالت کے بقا و قیام و دوام کی یقین شہادت اور دینِ مصدق و رقیب  
 کی برہانِ ساطع اور اس کی صداقت و حقانیت پر دلیل قاطع ہے جس کے ظہور سے کفار  
 و مشرکین و مخالفین اسلام مہبوت اور اس کے مقابلہ و معارضہ سے عاجز و قاصر ہیں  
 معجزہ کی تعریف ہے اور تہا مہا اس پر صادق۔

شرح مقاصد میں ہے المعجزة هو فعل من الله تعالى يقصد به معجزة  
 التصدیق۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق  
 مقصود ہے۔ اب کون سے جو اعجاز محمدی ہونے میں شک لائے اور معجزہ سمجھنے  
 میں کلام کرے۔

مسلمانو! ہو شیخ و خبردار بہت سوچکے اور خواب غفلت میں  
 اتنا کچھ کھو چکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے۔ مگر جو کچھ باقی رہا اسی کو سنبھالو اور بطورِ رسم  
 تمہیں سبق دے رہا ہے کہ اسی مبارک و محترم نام والے سرکارِ اہد قرار کے سایہ میں رہنے

سب کچھ ہے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت ان کا اتباع ان کی پیروی تمہارے لئے سہل و رغبت و عزت اور معراج ترقی ہے۔ اس سے باہر ہونے ان سے بھر جانے روگرداں ہو جانے میں تمہارے لئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ قال غزوہ جمل ان الدین یحآدون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذین کتب اللہ لا غلبین انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ و رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں سے ہیں اللہ لکھ چکا کہ ضرور ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول غالب آئیں گے بیشک اللہ قوۃ والا عزت والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ عز مجید اتم واحکم۔

کہ الصدق المقتصر بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین غفرلہ

۱۵، شوال المکرم ۱۳۴۵ھ

# عرس کا حکم

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرعاً متین کہ بزرگان دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبروں پر عرس کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جو اب بستہ کتاب اور یاز عرس سے کیا معنی ہیں بیانات عربیہ یا فارسیہ و ترجمہ مرحمت فرما کر خدا شہ ماجد و خدا ان کس مشہور ہوں۔

فقط والسلام

المستفتی

مولانا امروٹی ارمی مدد صمدی صاحب

منو ما لہ بھینچن قاسم پور ضلع غنڈرہ۔

## الحمد بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله ونصو عن رسولہ لکریم

بزرگان دین کے مزارات پر ان کی وفات کے دن ہر لوگ زیارت ابصال ثواب و حصول برکات کے لئے سالانہ حاضر ہوتے ہیں اس کو عرس کہتے ہیں غیاث اللغات ایک ہے مجازہ بمعنی مجلس طعام فاتحہ بزرگان کہ بروز وفات بعد از سالے کنند چرا کہ رحلت

از غمکہ دنیا بمنزل شادی عروسی است بحق عاشقان حق چنانکہ سعدی فرماید  
 عروسی بود نو بہتے ماتمت اگر نیک روزی بود خاتمت

لفظ اس معنی کے لئے حدیث شریف سے ماخوذ ہے نکیرین قبر میں جواب  
 شانی کے بعد بندہ مرحوم سے کہتے ہیں۔ نَعْرِکُنْ وَفَقَدَ الْعَرُوسَ لَا یُوقِظُهَا إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهَا  
 اَلْاٰخِرَةُ لَعَالِی الدُّنْیَا یعنی سو جا رشل سونے عروس کے جس کو اس کے اہل کے اس کے  
 سب سے پیارے کے سوا کوئی نہ جگائے فی الواقع حبیب منزل اول کے استحقاق کا حصہ  
 و اخلاص میں بندہ کا پیار ہوا اور رحمت و کرم سے نوازا گیا۔ تو وہ دن اس کے لئے دنیا  
 کے تمام ایام سے زیادہ شادی و خوشی کا دن ہے۔ اور حقیقت میں وہ آج ہی دلوہا ہونا  
 ہے کہ مالک رحمت اس کی نازبرداری کرتے ہیں۔ اور جنتی سامانوں سے اس کی قبر کو روشنی  
 بہار بنا کر اس سے آرام کی ٹیمپت سونے کی درخواست کرتے ہیں جس کا بیان حدیث  
 شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرَشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ  
 افْتَحُوْا لَہٗ بِابِالِی الْجَنَّةِ لِیْ اٰخِرَہٗ رِوَاہُ لِمَحْمَدٍ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۴) ترجمہ جواب شانی  
 دینے کے بعد آسمان سے نازل کرنے والا ندا کہ اسے نکیر سے بندہ نے سچ کہا میں اس کے  
 لئے جنتی فرش بچھاؤ اس کو جنتی لباس پہناؤ اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول  
 دو۔ جن کے لئے قبر میں یہ عزت و تکریم ہو ان کے لئے موت کے دن یعنی شادی کا دن  
 ہے اس لئے اویسے حق کے روز و ناست کو روزِ سرس کہنا باطل بجا اور حدیث شریف  
 ماخوذ ہے۔

یہ تو لفظ عرس کے معنی کا ایک مختصر بیان ہوا اب مسئلہ عرس کے متعلق عرض کیا



کیا جاتا ہے۔

عرس کا جواز ریب و اشتباہ کا محل نہیں ہے۔ اکثر شریعت میں اس کی کوئی سند بھی نہ پائی جائے تو بھی بسبب عدم ورود و مانعت کے جاز ہوتا کہ نہ عدم مانعت ہی کا نام اباحت و جواز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن الاشیاء ان تبدلکم تسوءکم وان تسئلوا عنہا حین یزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنہا۔ اے ایمان والو! تم بہت چیزوں کو دریافت نہ کرو۔ اگر کوئی صریحاً فرما دیا ہے تو تمہیں گراں گذرے گا۔ اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں دریافت کرو گے تو ظہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے وہ معاف فرما دیا ہے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ جس امر پر شریعت ظاہر نے سکوت دیا ہو وہ معاف ہے اس پر مواخذہ نہیں اور مہاج اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہ ہو حدیث شریف میں وارد ہوا ما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ یعنی جس چیز کے بیان سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہیں دوسری حدیث میں ہے وسکت عن اشیاء من غیر سوء نسباً ولا تبحثوا عنہا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں سے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا ہے تم ان میں بحث نہ کرو یعنی نسیان سے تو اللہ تعالیٰ پاک ہے تو جن چیزوں کا بیان نہ فرمایا ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فراموش ہو گئی ہوں۔ تو علم میں حاضر ہوتے ہوئے جس چیز کی نسبت کوئی صریح ظاہر نہ فرمایا اس سے صاف مرضی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے کرنے پر کوئی مواخذہ یا عتاب نہیں۔ ان آیات و احادیث سے فقہاء نے یہ قاعدہ حاصل کیا کہ الاصل فی الاشیاء

الاباحۃ۔ یعنی اصل چیزوں میں جانب شرع سے اباحت ہے تو جس پر مانعت وارد  
 نہ ہو وہ اباحت اصلیہ شرعی پر ہے۔ اما الاباحۃ الاصلیۃ الٰہی نالت بها المعترضة  
 فہی ما لا مدخلیۃ فیہا للشرع وعلیٰ غیر ذلک۔ اس قاعدہ مانعہ اور اس اصل عظیم  
 سے ہزار مسائل متنبط ہوتے ہیں۔ اور کوئی مدعی اسلام ایسا نہیں جس کے کثیر معمولات اس  
 اصل کی شہادت نہ دیتے ہوں جب یہ اصل آیت وحدیث دفعہ سے ثابت ہوگئی۔  
 تو عاقل کے لئے یہ جان لینا کافی ہے کہ عرس پر مانعت کا وارد ہونا اس کے جواز کی مضبوط  
 دلیل ہے منکرین عرس کو کچھ بھی جہائے چون دچرا نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ مانعت عرس  
 کو کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ کریں۔ اور مانعت پر اصلاً کوئی دلیل نہیں۔ تو جواز یقینی ہوا  
 یہ تو اس تقدیر پہ ہے جبکہ فرض کر لیا جائے کہ عرس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اور اتنا تو ہر شخص  
 جانتا ہے کہ علماء اصحاب مثل کئے یہاں مد تہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے  
 مسلمان اس میں عام طور سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجب خیر و برکت جانتے  
 ہیں اور یہ یقین سمجھتے ہیں۔ تو کاذب اہل اسلام کا عمل اور صاحبین کا تعامل کسی چیز کے  
 استتباب کے لئے خود ایک دلیل ہے حدیث شریف میں وارد ہوا اَمَّا مَرَاةُ  
 الْمُسْلِمِ لَعَنَ حَسَنًا فَهِيَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ جو امر مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہوا اللہ  
 تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ اگر منکرین کو عرس کی کوئی دلیل معلوم نہ تھی تو انہیں  
 اتنا ہی سمجھ کر استحسان کا قائل ہو جانا چاہیے تھا۔ اب میں آپ کو عرس کے ثبوت  
 دیکھاؤں۔ غور کیجئے کہ عرس میں زیارت مستبرہ ہوتی ہے، تلاوت قرآن پاک ہوتی ہے،  
 ذکر خیر اور ایصال ثواب ہوتا ہے یہ سب چیزیں احادیث سے ثابت ہیں۔ زیارت قبور

کے لئے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسنت نصبتکم  
عن زیارة القبور فزدوہا یعنی میں نے تمہیں زیارت قبور سے چلے منع کیا تھا پس  
اب ان کی زیارت کرو۔ اور بہت حدیثیں زیارت قبور کی ترغیب میں ہیں جن کا انکار کیا  
ہٹ دھرمی اور انتہائی نفسانیت ہے یہی بات کو عکس میں ہیئت قضائی کہاں  
یعنی یہ سوال خود لائینی اور ناقابل التفات ہے کیونکہ کسی چیز کے جائز یا مستحب ہونے  
کے لئے اس کی اصل کا ثابت ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ تمام مدارس بدعت و گناہ ہو جائیں  
گئے اور ان میں جیسے کہ دنیا ان کی تائید کرنا اعانت علی العصیت ہو کیونکہ ہر سر کے پیٹ  
قضائی زمانہ اقدس میں نہیں پائی گئی۔ طلباء کے جماعتیں کی جماعتیں صنف بندیوں کے ساتھ  
کب مرتب تھیں۔ امتحانوں میں یہ شان کب تھی۔ لیکن اگر آپ اپنے اس فعل کو بے اصل  
نہیں مانتے ہیں اور ہیئت کذائی ثابت الاصل ہونے سے خارج نہیں کر سکتی ہے تو  
عرس کو بھی غیر ثابت الاصل نہیں کہا جاسکتا۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ وہ اعاذت سے  
ثابت ہو جیسا کہ تفسیر در مشور میں مروی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
شہداء کے احد کے مزاروں پر سال کی پہلی تاریخ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس  
حدیث کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ کے صفحہ ۴۸  
میں ذکر فرمایا۔ اب رہا یہ عذر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر تشریف لے جاتے رہے ہونگے  
تو دو ایک خادم ہمراہ ہوتے ہوں گے اجتماع کثیر کہاں سے ثابت انتہایت ہی عجیب  
اور بہت ہی کمزور بات ہے کیونکہ اول تو یہ قیاس کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں اس موقع پر صرف دو ایک صاحب ہی رہے ہوں گے۔

بے اصل ہے دلیل ہے اس کے لئے کوئی نقل و کار ہے۔ علاوہ انہیں فرض کیجئے دو  
 ایک خادم بھی ہمراہ نہ ہوتے ہوں تو بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ میں پر شریف  
 سے جانا مسلمانوں کے لئے اس عمل کو سنت نہ کرے گا۔ اور جب باتہا حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم تاریخ میں پر اہل اللہ کے مزارات پر جانا سنت ثابت ہوا تو کونسا امتی ہے جس کو کوئی  
 شخص بھی اس سنت کی اداسے روک سکے تو اگر کسی مزار پر اتباع سنت کی نیت سے بکثرت  
 جانے والے جائیں تو ان میں ہر ایک سنت کا مال ہو گا اور ان کے بیک وقت مجمع  
 ہونے سے وہ سنت اٹھ نہ جائے گی۔ اس لئے اس اجتماع کو عدم جواز کی دلیل بنانا  
 غلط و باطل ہے۔ اور اس میں اپنی رائے سے سنت کی تقلید لازم آئی ہے حقیقت  
 عکس اسی قدر ہے جو بکثرت احادیث سے ثابت ہے جب بقصد زیارت اتباع  
 سنت بکثرت مسلمان کسی مزار پر پہنچے اور وہاں اجتماع مومنین حاصل ہو گیا تو اب وعظ  
 و ذکر تلاوت قرآن صدقہ بہترین مشاغل میں سے ہیں یہی کام عرس میں ہوتے ہیں علماء  
 صلحاء و اولیاء اہل اللہ ہر طبقہ کے لوگ اس اداسے سنت کے لئے آتے ہیں ان حضرات  
 کی زیارتیں ان کی ملاقات ان کا شیخ صحبت یہ ایک اور نعمت ہے جس سے مومن  
 دنیوی و آخری منافع حاصل کرتا ہے جب اس مبارک مقصد کی بدولت اجتماع ہو تو  
 اس کے فرشتے وغیرہ کا انتظام زائرین کی سہولت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اور  
 حدیث شریف میں وارد ہوا کہ بندگان خدا کے آرام کے لئے راستہ سے کانا وغیرہ  
 کسی ایذا دینے والی چیز کا بٹا دینا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے۔ قال النبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم الايمان بضع وسبعون مشعبة افضلها لاله الا الله

دادنا ہا اما طۃ الاذی عن الطریق۔ جب۔ اگر درست ثابت ہو جائے تو ان چیز  
 بنانا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے اس لئے کہ اس سے بندگان خدا کو ایک مرتبہ  
 کا آرام پہنچا ہے تو ادا ہے سنت کے لئے سفر کرنے والوں سے واسطے روشنی و شرف  
 نگر یعنی کھانے کا انتظام کرنا بطریق اولیٰ موجب برکت و ثواب ہو گا اب ثابت ہو گیا کہ شرک  
 شرع سے ثابت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اس کی مخالفت میں تشریح  
 ذکر ناجائز ہے کہ اس سے مخالفت سنت لازم آئے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ السلام۔

کتبہ العبد المقتصر بحبلہ منتہی بہ

محمد نسیم الدین غفانہ معین  
 ۱۶ ریح الآخر ۱۳۵۴ھ

مراد آباد۔ البند

# مستورات اور پردہ

مسلم خواتین کی عزت و حرمت اور ان کا پردہ صد ہا سال سے دنیا میں ضرب  
الثلج ہے لیکن اس زمانہ میں مغربی تعلیم والے مسلمانوں کو نصرا نیت کی طرف کھینچ رہے ہیں اور  
وہ حکمران قوم کے معائب کو بھی ہنر سمجھ کر فخریہ تقلید کرتے ہیں اور ان کا بیجا اصرار اس حد  
تک پہنچ گیا ہے کہ اپنے طریق عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حکم شرع کا بھی انکار کر دیتے  
ہیں جو اصحابِ بے پردگی کے حامی ہیں وہ پردہ کے خلاف تقریریں کرتے ہیں اور مسلمانوں  
کو مخاطبہ میں ڈالتے ہیں کہ پردہ خود شریعت کے خلاف اس لئے ہم حضرت صدر الافاضل  
قدس سرہ کے محققانہ فتوے کو جس سے پردہ کا شرعی ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں  
مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے کہ اللہ  
و رسول جل جلالہ و علی اللہ علیہ وسلم کے حکم بے پروا چشم قبول فرمائیں۔ آمین۔

## استفتاء

غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید بکتابے جاڑ ہے کسی طرح  
ماجرہ نہیں پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں۔ اور بکر کتابے کہ مولانا احمد رضا  
خان، اسب بریلوی رضی اللہ عنہ نے فتاویٰ رضویہ کتاب الکلیح حصہ دوم صفحہ ۱۱ پر تحریر

کیا ہے کہ مریدہ کو پیر کے سامنے بے پردہ آنا جائز نہ ہو لہذا ناب زینہ و زینہ و نائین  
ہے یا بکر کا ؟

# الجواب الوہاب

سوال بعون

اجنبیہ عورت کے لئے شریعت طاهرہ نے غیر محرم بھی مردوں سے پردہ کا حکم  
دیا قرآن پاک میں سورہ احزاب پارہ ۳ میں فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخْرُجُوا فِي الزَّوْجِ حُلِيِّكُمْ**  
**إِنْ يَدُونَ لَكُمْ** اے ایمان والو! اپنی علیہ السلام کے واسطہ سے نکالو نہ زینہ و زینہ جو جب  
تک اذن نہ پاؤ اور اس سے بڑھ کر ایک دوسری آیت مبارکہ میں **تَسْتَنِينَ بَعْضُهُنَّ مِنْ بَعْضٍ** سے کہ  
**وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ مُسْتَعْتَبٍ** اور جب  
تم ان سے متاع مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو **تَفْسِيرُ آيَةِ الْحِمَامَةِ** اس آیت کے  
تحت علامہ احمد جیلو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **هَذِهِ لَا يَدْعُو إِلَّا بِمَنْعَةٍ مِنْ غَيْرِ**  
**النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ** یعنی یہ وہ آیت مبارکہ ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ جنبہ عورتیں  
اجنبی مردوں سے پردہ کریں اس آیت کا نزول اگرچہ حضور انور علیہ السلام و تنجیات کی زمان  
کے حق میں ہے لیکن حکم عام ہے جو تمام مومنہ عورتوں کو شامل ہے تفسیر احمدی میں سے لائن  
موردہا ان کا خاصا فی حق زواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محدود ہے مگر  
من الامانات فوشھو منھا ان یحتجب جمیع الذیاء من رجال وکایمذین ان یمنع  
یعنی اس آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حق میں ہے  
لیکن یہ حکم ہر مومنہ عورت کے لئے عام ہے اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں جنہ

مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے۔  
 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَخْلَوْا بِیَوْمَآئِیْنِہِیْمَا تَخْتَلٰوْا تَسْلُوْا عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ  
 یہ ہے کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ اجازت  
 نہ ملے اور سلام کرو ان کے گھر والوں پر۔ تستانسلو کے معنی تستاذنوا کے ہیں اور حضرت  
 ابی کے قرأت میں تستاذنوا ہی آیا ہے صحابی رسول حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے قننا یا رسول اللہ ما لاسیما من قال یتکلم الرجل والسبحة  
 والکتب یرو التعمید اذ یتخرج لیدذن اهل البیت۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ!  
 سیتناں سے کیا مراد ہے فرمایا آدمی سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ پڑھے۔  
 یا کھکارے (گلے سے آواز کر کے) تاکہ گھر والے اجازت دیں۔ دوسری حدیث میں ہے  
 التسلیم ان یقول السلام علیکم اذا دخل، ثلث مرات فاذا اذن له دخل الا  
 رجح یعنی تسلیم سے مراد یہ ہے کہ آدمی یہ کہے السلام علیکم کیا میں داخل ہو سکتا ہوں تین  
 مرتبہ تک اگر اجازت مل جائے تو جائے ورنہ واپس ہو جائے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم و  
 یحفظوا فرجہم ذلک لعلہم ان اللہ یمیز ما یصنعون و قل للمؤمنات  
 یغضن من ابصارہن ویحفظن فرجہن ولا یمدین زینتہن الا ما ظہر منها  
 و لیس ین یغمرہن علی جویہن ولا یمدین زینتہن الا لعلہن ادا باءہن  
 اباہن بعلتہن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم ینظروا  
 علی عورت النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن وتوبوا للہ



جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون . سورة الغزوة ، مناسب یہ ہے کہ اس  
 نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایمان لائے والوں سے فرمادیتے کہ وہ اپنی عورتوں سے  
 کریں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزہ سنت بیشک ساتھ ہی درج  
 اس کا جو وہ کرتے ہیں اور مومنہ عورتوں سے فرمادیتے کہ وہ اپنی نگاہیں چھپائیں اور اپنی  
 شرمگاہوں کی نگہبانی کریں اور اپنی زمینت واضح یعنی ان اعضا، جو عورتوں کے لئے استعمال  
 کرتی ہیں ظاہر نہ کریں مگر جو خود ہی ظاہر ہے اور چاہتیہ کہ اپنی اعضاء اپنے کپڑوں پر  
 ڈالیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے شوہروں  
 کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے  
 بھائیوں یا اپنی عورتوں یا اپنی کینسروں یا اپنے نوکر بشیر طیکہ شہوت و لے مرد نہ ہوں یا وہ  
 بچہ جس کی عورت کی شرمگاہ کی چیزوں پر نہ لگاؤ نہیں ہے اور عورتیں اپنے پاؤں نہ لگائیں جس  
 سے ان کی چھپی ہوئی زمینت جانی جائے اور اسے ایمان والہ کو سب ائمہ کے حضور تو پر کر  
 تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں چند باتوں کا حکم ہے۔ مردوں کا عورتوں کی طرف اور عورتوں  
 کا مردوں کی طرف نظر نہ کرنا۔ اندام خاص یعنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا عورتوں کا اپنے سنگھار  
 کے مواقع یعنی ان اعضا کا ظاہر نہ کرنا جن پر وہ سنگھار استعمال کرتی ہیں اس کو شوہر  
 اور باپوں شوہروں کے باپوں بیٹوں شوہروں کے بیٹوں بھائیوں بھائیوں بھائیوں  
 مسلمہ عورتوں ملوکوں بے خواہش مردوں بچوں کا کشتنی ہونا پاؤں کا زمین پر اس طرح چلنا  
 کہ جس سے زیور کی آواز نہ سنائی پڑے۔

پردہ کی انتہا ہے کہ مردوں کو عورتوں کے اور عورتوں کو مردوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے اور شریعت ظاہر کو پردہ میں یہاں تک مبالغہ مقصود ہے کہ ان کے زیور کی آواز بھی غیر مرد نہ سننے پائے البتہ ناظر کے استثناء سے بعض روایات پر نظر کر کے ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ اور قدم چھپانا ضروری نہیں ہے جب کہ نظر پر سے اس کو چھپانے کی تفسیر احمدی میں ہے والی الحرۃ الاجنبیۃ مطلقاً ان لعلی امن من الشہوة وما سوی الوجہ والکف والقدم ان امن منها یعنی حرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً حرام ہے بشرطیکہ شہوت سے امن نہ ہو۔ اور اگر امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور تنوں تک پاؤں کے سوا باقی ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔

آج کون کہہ سکتا ہے کہ عورتیں چہرہ کھولے پھریں اور نگاہ بد سے امن ہو کہ کوئی بُری نظر سے انہیں دیکھے ہی نہیں جب یہ بات نہیں ہے تو ہاتھ پاؤں اور قدم کا کھولنا اور اس کی طرف نظر کرنا بھی جائز نہیں حکم تو اس قول پر تھا کہ لا یدین زینتھن کو مسئلہ نظر میں وارد پایا جائے لیکن علامہ بیضاوی کی تحقیق اس کے خلاف ہے وہ فرماتے ہیں الا ظہران هذا فی الصلوۃ لانی النظر فان کل بدن الحرامۃ عورة ولا یحل لغير الزوج والحرہ النظر الی شیء منها الا ضررۃ کا لمعالجۃ وتحمل الشہادۃ یعنی اظہر ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سولے گٹوں تک ہاتھوں اور قدموں کے چھپائے یہ نظر کا حکم نہیں اس لئے کہ تمام بدن حرہ کا عورت اور قابل پردہ ہے اور شوہر اور محرموں کے سوا کسی کو اس کے بدن کے کسی حصہ کی طرف نظر کرنا جائز نہیں مگر بضرورت مثل معالیمہ اور تحمل شہادت کے کہ جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ

کتاب ہے اس تحقیق کی بناءً شہوت اور نظر بد سے ان ہونے کی صورت میں بھی تمام بدن کا سر  
چہرہ اور اعضاء اور پاؤں کے چھپانا اور پردہ کرنا لازم ہے اور کسی حصہ کی طرف نظر کرنا بھی  
جائز نہیں۔

## احادیث سے پردہ کی ممانعت

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے  
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن الناظر والمنظور والیہ اللہ تعالیٰ غیر کی عورت کو  
دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ عورت کو دیکھنا اجنبی مرد کے لئے ناجائز اور  
سبب لعنت ہے اسی طرح جو عورتیں بے پردہ رہیں اور ایسا مودیں کہ خواہ مخواہ لوگوں  
کی نگاہیں ان پر پڑیں حضور نے ان پر لعنت فرمائی ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرأة عورة فاذا خرجت استسرها  
الشیطن عورت مستور اور قابل پردہ ہے اور اس کا حق بھی ہے کہ وہ پیچھے جب باہر نکلتی  
ہے تو شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اس حدیث میں پردہ کا بیان اور بے پردگی  
کی مضرت کا اظہار ہے کہ بے پردگی کی حالت میں شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور  
اس کو اغوا کرنے اور اس کے ذریعہ سے دوسروں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔  
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باہر نکلتے والی عورت کی طرف جو لوگ نظریں ڈالتے

ہیں ان کو شیطان فرمایا گیا ہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت شعیبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارایت الخو قال الحمد للموت۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور جلیٹھ وغیرہ یعنی ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں؟ جہو عربی زبان میں شوہر کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں سوائے اس کے آباؤ ابناء کے حضور نے فرمایا جہو موت ہے یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت زیادہ ضروری ہے حضور نے غنٹوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی بخاری و مسلم میں بروایت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی ہے کہ حضور نے فرمایا لا یدخلن ہولاء علیکم یہ لوگ ہر گز تم پر داخل نہ ہوں۔

ترمذی والوداؤد میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ ابن ام مکتوم صحابی رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ نابینا تھے۔ باوجود اس کے حضور نے ان دونوں پاک بیبیوں کو حکم فرمایا کہ پردہ کریں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نابینا ہیں میں دیکھ نہیں سکتے حضور نے فرمایا افصیان انما لا تبصرانہ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں؟ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نابینا شخص سے بھی پردہ ضروری ہے اور عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔

شریعت طاہرہ میں پردہ کا کس قدر انتظام ہے۔ ابو داؤد میں حضرت عبداللہ ابن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی من قوم لولیت قبل الباب من تلقاء وجهہ ولكن من رکنہ لا یمن ولا یسر الخ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازہ پر تشریف فرما ہوتے تو دروازہ کے سامنے رخ کر کے قیام فرماتے دابہ یا بائیں بازو پر قیام فرما کر المسلماء علیکوفاتے حضور کو خود یہ احتیاط ہے کہ کسی کے دروازہ پر تشریف بھی لے جائیں تو دروازہ سے ہٹ کر قیام فرمائیں کہ کہیں سامنے کھڑے ہونے سے نظر گھروالوں پر نہ پڑ جائے جبکہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انور سرِ اشفقت و رحمت و کرم ہے نیز آپ اس امت کے لئے مثل والدہ کے ہیں بلکہ ہر ایک رسول کو اپنی امت سے ایسی ہی نسبت ہوتی ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لغات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ثم انه قد استند فی صلی اللہ علیہ وسلم کالاب بالسیبۃ الی امتہ لیکن اس کے باوجود حیا کا بادشاہ اپنی نظریات کو اپنی کنیزوں پر واقع ہونے سے بچا رہا ہے جس سے امت کو حیا اور پردہ کی تعلیم ہے اور عقل بھی حفظ ناموس و آبرو و حیا و حمیت کے لئے پردہ نہایت ضروری ہے۔ کہ لا یحفی عی من لہ بصلاۃ و بصارۃ فی الفقة و الفقاعۃ۔

در مختار میں ہے و تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه من الرجال لا لانه عودا بل لخوف الفتنة۔ جو ان عورت کو مردوں کے تنق میں چہرہ دکھانے سے منع کیا جائے گا اس لئے نہیں کہ چہرہ عورت ہے بلکہ فتنہ کے خوف سے۔ کہ چہرہ باعث فتنہ ہے۔

رد المحتار میں ہے والمعنی تمنع من الكشف لخوف ان يرى الرجال وجهها  
 فضع المستند مع الكشف قد يقع النظر اليها لشهوة مطلب يسهل كعورت  
 کو چہرہ کھولنے سے بائیں اندیشہ منع کیا گیا ہے کہ مرد اس کا چہرہ دیکھیں گے تو فتنہ و راسخ  
 ہوگا کیونکہ چہرہ کھلا ہونے کی حالت میں کبھی اس کی طرف شہوت سے نظر پڑتی ہے، ان  
 لوگوں کی عورتوں پر افسوس جو نصاریٰ کی تقلید میں اپنی عورتوں کو بے پردہ لئے پھرتے  
 ہیں اور بچوں میں ہنسنے کے لوگ ان کو دیکھتے ہیں اور بدزگاہیں ان پر پڑتی ہیں وہ مردوں  
 سے باتھلاتی ہیں اور یہ مشرء میں جو ان عورتوں کے لئے کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے  
 خواہ شہوت سے ان بھی موجود تعلیم یافتہ عورتیں مردوں سے بے تکلف کلام کرتی ہیں  
 بلند آواز سے بولتی ہیں بچوں میں تقریر کرتی ہیں شوگرگاتی ہیں انہیں خبر نہیں کہ عورتوں کو  
 مردوں سے بلند آواز کے ساتھ کلام کرنا جائز نہیں بشریعت میں عورت کی آواز یہاں تک  
 محفوظ رکھی گئی کہ اذان دینا بھی جائز نہیں اگر امام سے ہو جو جائے تو عورت کو سبحان اللہ  
 کہنے کی بھی اجازت نہیں اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مار کر آواز کرے  
 تاکہ امام اپنے ہو پر متنبہ اور آگاہ ہو رد المحتار میں لوازئل سے منقول ہے نعمة المرأة  
 عذرة وتعلمها القرآن من المرأة احب۔ اسی میں امام ابو العباس قرطبی سے منقول  
 ہے ولا يجوز لهن رفع اصواتهن تسطيحا وفيها وتقطيعا لما في ذلك من اتالة  
 الرجال اليهن وتحريك الشهوات منه ومن هذا الحيثيات تؤذن المرأة در مختار  
 میں شریعہ خلافیہ سے نقل کیا ہے ولا یعلم الاجنبیة سالا عجزا عطست او سلمت  
 فیستہنیٰ ویرد السلام الیہا والا لا یعنی غیر عورت سے کلام نہ کرے سوائے بوڑھی

غورت کے جس کو چھینک آئے یا وہ سلام کہے تو اس کو یوحنا اللہ کہہ دے یا سب  
 کا جواب دیدے۔ اور اگر بوڑھی نہ ہو تو یہ بھی نہیں۔ ردالمحتار میں ہے وہ نہ تکرر جواب  
 بل شائبہ لا یشہتها ولا یرد السلام علیا نہ یعنی اگر غورت بوڑھی نہ ہو جو اس کو تو  
 اس کی چھینک پر تشمیت بھی نہ کرنے اور زبان سے اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے  
 فتاویٰ قاضی خاں میں ہے ان کانت غجوزا رد الرجل سلاما بلسا نہ بصوت تسمع و  
 کانت شائبہ رد علیہا فی نفسہ غورت بوڑھی نہ تو مرد اس کے سلام کا زبان سے  
 ایسی آواز کے ساتھ جواب دے جسکو وہ سن لے۔ اور اگر وہ جوان ہو اور سلام کرے تو اس  
 کے سلام کا اپنے دل میں جواب دے۔ ردالمحتار میں ہے و ان حالت السهوۃ او شک  
 امتنع نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدہ السهوۃ ولا یحررہ فی رماحہ  
 اما فی زنا متا منع من الشائبہ (دہستانی وغیرہ) الا سطر و امس تحتہ اگر غورت  
 دیکھنے میں شہوت کا اندیشہ ہو یا شک ہو تو اس کے پہرہ کی طرف دیکھنے ممنوع ہے پس اگر  
 کی حلت عدم شہوت کی قید کے ساتھ مقید ہے۔ یہ نہ ہو تو غیر غورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا  
 حرام یہ حکم تو زمانہ سلف کا ہے (ہو زمانہ تقویٰ اور پاکبازی کا تھا) اب نفس ذکی تھے لیکن یہاں  
 زمانہ میں جو ان غورت کو منع کیا جائے مگر بشرط ضرورت اس کے پہرہ کی طرف نظر کرنا موقوف  
 عدم شہوت سے مراد یہ ہے کہ شہوت نہ ہونے کا یقین ہو چنانچہ علامہ شامی نے دہستانی سے  
 نقل کیا و بشرط لحل النظر الیہا والیہ الا من طریق البقیین من الشہوۃ یعنی غیر مرد کو غورت  
 کی طرف اور غورت کو مرد کی طرف دیکھنے کی حلت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ شہوت سے  
 امن کا یقین ہو اور شک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شہوت کا ہونا اور نہ ہونا کوئی یقینی نہ ہو

چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں معناه استواء الامرین رد المحتار میں ہے قال فی التنازع  
 وفي شرح الکفر فی النظر الی وجهه الا جنبیه الحرة لیس بحرام ولکن بکفر وکفر  
 بغير حاجته وظاهر الکراهة ولولا شهوة یعنی تا آراء خانہ اور شرح کفری نے  
 کہا ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کی طرف نظر کرنا حرام نہیں لیکن بے ضرورت مکروہ ہے نظام  
 مطلب یہ ہے کہ غیر عورت کے چہرہ کو بے شہوت دیکھنا بھی مکروہ ہے یعنی اگر شہوت  
 ہونے کا یقین ہو جب بھی بے ضرورت دیکھنا جائز نہیں ورنہ سنت سے دیکھنا تو حرام  
 رد المحتار میں ہے ولا غیر شامی میں ہے ان کا من سمعہ . . . یہ مکروہ غیر عورت  
 چہرہ کو بے ضرورت دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے اس کی نسبت صاحب رد المحتار فرمایا  
 کہ یہ حکم سلف صالحین کے زمانہ کا ہے جن کی نگاہیں پاک و پارسہ تھیں . . . مانت سے صاحب  
 تھا اور وہ دور تقویٰ اور دینداری کا تھا اور یہاں سے انہیں جوان عورتوں کو بے  
 ضرورت شرعیہ دیکھنا بغیر شہوت کے بھی حرام نہیں . . . بسکندہ میں مدعیان دفعہ ثوبہ  
 تو اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کوئی بھی ہو اگر عورت کا ورنہ نہیں ہے . . . بغیر شہوت نہ  
 اس سے بھی از روئے شریعت پردہ لازم ہے وہ اگر وہ پردہ میں کرنا تو ہنگام سے اور  
 اجنبیہ عورتوں کا اس کے سامنے آنا جائز نہیں البتہ اگر یہ عیال و تقویٰ و شیخ فانی جو  
 جوانی کی انگلیں دکھائی ہیں اور قوائے شہوانیہ میں حرکت باقی رہی ہو تو عورتیں اس کے  
 سامنے اعضا کو چھپا کر محرم کی طرح سے آسکتی ہیں . . . بیسارہ سے روئیں ارشاد ہوا یہ  
 اولی الاربعہ من الرجال و رد المحتار میں لعل ان اصباح السیاح : . . . من الکہبی  
 المعجوز شہوتہا وسیع الذی لا یجاءع مثله بانزلہ الخ . . .



زید کا قول کہ پروردگار نے ایمان کو دیکھا کرتے ہیں، خلاف شرع نہایت  
 قبیح اور سخت شنیع ہے نیز اس سے اصحاب زہد و قوی رہتے ایمانی کا زہد و ملتفت اور بے  
 بیان کا فخر و تواتر اس لئے واجب ہے کہ زید لیسٹ اس قول جو کہ زہد ہاں سے توہم ہے  
 یہ ایک پیر و جوان مودود و صانع تہق ہو اس میں بھی بے ایمانی ہے پروردگار نے  
 یہی کچھ شرع کے خلاف ہے کہ میں نے یہی کہتا ہوں کہ وہ جو کہ اس میں تہق و تہق  
 و رفاہی اسگوں سے مانا ہوگا، وہاں تو یہ ہو کہ اس میں اس کے ساتھ اسگوں میں  
 اس میں اپنے محرم کے ساتھ اس میں ہوگا۔

پروردگار نے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں  
 یہاں سے تعارف سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں  
 یہاں سے تعارف سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں  
 یہاں سے تعارف سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں

الحمد لله المستعظم رب العالمین

محمد نعیم الدین غفاری

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ نیچریوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن  
 قرآن کے خلاف ہے اس لئے کہ منہ چھپانے کا حکم کہیں قرآن میں نہیں ہے آیتہ کریمہ قل  
 للہم میں یعصوا من بصدھم آایہ و قل للہم میں یعصوا من بصدھم سے صاف  
 معلوم ہوتا ہے کہ پہرہ کھنڈ رکھنا چاہیے اس لئے کہ جب تک پہرہ نہیں عورتوں  
 گانچی نظریں رکھنے سے خوف نفع اور آیت کریمہ ہاتھ دلیں ہاتھ دلیں کے متعلق  
 کہتا ہے اس سے بھی صاف مطلب ثابت ہوتا ہے جب تک پہرہ عورتوں کا ہر  
 نہیں دست کا بھی ناغیر ممکن ہے ہندو چھپیا مان و ف دت قانی سے تاج و  
 نہ قرآن کی روشنی میں دیا جائے مینا تو ہر دور عورتوں کے قابل رہا ہے

## الجواب بعون الملک صہ

سنت نیچریوں کا یہ دعویٰ کہ یہ دو قرآن کریم کے خلاف ہے اور اس کی یہ  
 دلیں کہ منہ چھپانے کا حکم کہیں قرآن میں نہیں ہے ثابت کی ٹیپ سے روز دس جی رہا  
 جانتے کہ قرآن کریم میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ہے تو پر وہاں قرآن پنا کیے  
 لائن لے گا اس کی مثال یوں سمجھ جیسے کسی نے ہمارا مازواں میں سے لے لیا تو  
 اور صحتی افعال کی ترقیب قرآن کے خلاف ہے کہوں رسد حکم قرآن میں نہیں تو جیسا  
 یہ قول باطل ہو گا ایسے ہی یہ استدلال بھی باطل ہو گا یہ وہ قرآن کے خلاف تو جب



ہے۔ چہرہ کھلا رکھنا ناجائز ہو تو ضروری ہے کہ دنیا میں کوئی فاسق اس کا خلاف نہ کرے اگر  
 باوجود ناجائز ہونے کے کوئی چہرہ کھلا رکھے اور نیچری عورتوں کی طرح آزاد پھرے وہ شا  
 آئے تو اس کو زد بکھے اور نظر نجی کر لینے کا حکم دینا اس کی بے پردگی کے جواز کی دلیل کس  
 طرح ہو سکتا ہے اس سے تو پردہ کی در تائید ہوتی ہے اور اگر کوئی بے پردہ  
 پھرنے والا بھی ہمارے سامنے آجائے یا انتہائی کسی عورت کا سات مو جائے تو بھی  
 تو پردہ کے اہتمام میں کمی نہ کرے اور اپنی آنکھیں نیچی کر دے یہ بے پردگی کی جانت ظہور ہوتی تو  
 نگاہیں نیچی کرنے اور زد بکھنے کا حکم کیا معنی رکھتا ہے علامہ دہلوی نے یہاں سے  
 زبانب کے سامنے ایسا کرنے کا حکم دیا، مبارک ہے یہ حکم صریح ہے۔ وہ جو  
 لی تعلیم دی گئی ہو کہ حار کے سامنے بھی نیچا نیچہ نہیں رکھیں۔ علامہ تھمالی نے لکھا  
 اور اس کے ظاہر ترجمہ پر نظر کر کے حکم کو مکمل صاحب جواب حدیث قرآن تریف  
 سے ملتے ہیں یہ اسے بھی نہ کا بالکل ہے۔ حسب قرآن ہے۔ حسب مآثورات  
 توحید رسول اور تمام دلائل شرعیہ بھی۔ ہم قبول میں بعد قرآن و روئے بعد حدیث تریف  
 سے حاصل ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام اذاتے میں کلامی غیب کا مراد  
 یعنی میرا اہلام قرآن پاک کی تفسیر ہے اب ذرا اس آیت کی تفسیر بھی دیکھ لیجئے تفسیر  
 احمدی میں فرمایا الا ظہر اب حد فی الصلوۃ الی الطہ۔ حیل من احرف عذرہ  
 لا یحل غیر الروج۔ المعنی المطا الی سنی۔ حالاً صریحاً۔ حالاً  
 یعنی ظاہر یہ ہے کہ آیت میں کھڑا نہایت نہ کہ غفرا کیونکہ یہ قائم بہان عورت سے  
 شوہر اور محرم کے واک کی کو اس کے بدن کا کوئی حصہ دیکھنا جائز نہیں الا لصلوۃ



صدر کے خلاف ہو گا۔ اور کلام الہی تو بیت بلند و بالا ہے ایسا تو کسی عاقل کا کلام بخیر نہیں  
 ہو سکتا! اس نجری کا مطلب جب ثابت ہوتا کہ اس سے پہلے یا شفر وجہ مصر  
 ہوتا تو ذلک مشار الیہ کشف کو بنایا جاسکتا تھا۔ اب جب کہ یہ میں علیہم من جلا بیہم  
 ہے تو ذلک سے مراد وہ ہو سکتا ہے نہ کہ بے پردگی۔ اسے تعالیٰ عقاد سے اور ہایت  
 فرمائے۔ آمین

کتابخانه القیام محمدیه بنوعالی  
۵۲۹

# مسئله و اہل بیتؑ اور عبارت در مختار کا مطالب

استفتا

کیا وہ تہذیب و تمدن کے لیے فتنہ بن کر رہے ہیں جو کہ اپنے عقائد کے لیے اپنے  
 زعم و فتنے کے لیے دنیا و آخرت میں فتنہ بن کر رہے ہیں۔ مختار میں دعوت غلامی کی حرمت  
 و نفی، یا علیؑ کے اہل بیتؑ کو دنیا و آخرت میں فتنہ بن کر رہنے کی نفی، و اہل بیتؑ  
 کے لیے قرآن و حدیث و کتب و آثار کے تحریف و تحریف و تحریف و تحریف و تحریف و تحریف  
 کے لیے اہل بیتؑ کے لیے فتنہ بن کر رہنے کی نفی و تحریف و تحریف و تحریف و تحریف و تحریف و تحریف

استفتا  
 مبارک حسین کرچی بٹہ

الجواد بعون الملک الوہاب

و ان ریمیں ذکا کے متعلق و حکم میں ایک تو یہ کہ وقت ذکا کا نام لیا  
 ہو ورنہ ذکا حرام و ذکا اللہ تعالیٰ و ذکا اللہ تعالیٰ و ذکا اللہ تعالیٰ و ذکا اللہ تعالیٰ  
 لیا گیا ہو جیسا کہ ماہرین و علما و علماء سے ظاہر ہے۔ یہ دونوں حکم وقت ذکا کے ہیں یعنی







كما لو قال بسم الله واسم فلان. قواب وقت ذبح غیر کے اس ذکر حکمی کو مستزاد  
 کے معنی یکس طرح ہو گئے کہ اہلال بغیر اسمہ مطلقاً رفع الصوت باسم غیر ہے اور اس میں وقت  
 ذبح کا کوئی اعتبار نہیں عجیب لغویت ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ سب وقت ذبح ہی کے تو  
 احکام ہیں رد القمار میں اس کی شرح میں فرمایا العلوان المد او علی المقصد عند استد  
 الذبح اور جہل ال بغیر اسمہ کے معنی رفع الصوت بغیرہ لیتے ہیں ان سے نزدیک تو ان  
 لقدم الامیر مضر قصد سے حرام مونا می نہ چاہیے کہ اس میں رفع الصوت باسم الہیہ فہم  
 و نشان بھی نہیں۔ رفع صوت باسم اسمہ سے دو کس منہ سے اس کو رد میں سے غلطہ پر  
 جس طرح تارک التسمیہ ناسیاً لو ذکر سنا قرار دیا گیا ہے وہاں قاصد تسمیہ اس کو رد  
 عند الذبح قرار دیا گیا۔ درمیان ہر بے لغویہ کا اس دن ذبح غیر تسمیہ کا نام یہ ہے اس  
 میں اصلاً مخالفت نہیں یہ مسئلہ تراویح سے قطعاً کوئی مناسبت نہ اس مقصود و مقاصد  
 ثواب ہے نہ آفتاب حکم اہل غلطہ ثابت ہو گیا۔ عارضہ اس دن ذبح غیر تسمیہ کے باطل  
 مطابق ہے۔ اور مخالفین کے مدعاے باطل کو اس سے کچھ نام نہ میں بتویا۔ اللہ سبحانہ  
 تعالیٰ اعلم و علیہ غزاسمہ اعتراف و احکام۔

کتبہ المقتضی محمد نجیب الدین عظیمی

۲۵ ذی الحجہ مبارکہ ۱۲۶۶ھ

# فتویٰ ایصالِ ثواب

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شریفین سن سیدیں رحمت کے  
ایصالِ ثواب سے بہت آسان طریقہ ملتی ہے تو ان مفت جوگ ذوالکلیب  
یہ ماننا نہیں جانتے کہ ہر عرصہ یا سو دو سو برس ہوا کے یہ وقت ہیں یا نہیں۔

مستفتی

عبد اللہ محمد حور آباد

## جوت لکھت و صاحب

ثواب بہت سے ہے، قرآن شریف پڑھتے ہوئے۔ عموماً وہ جو باتیں  
اور سورتیں یاد رکھیں اور ان میں سے کچھ بول دیکھ کر ثواب  
پہنچائیں کہ ان باتوں سے اور نادر و نایاب قرآن و حدیث وغیرہ میں  
ہو ثواب بہت ہے۔ فقادی عالمی کی میں ہے۔ لاصد فی ہذا باب  
یحل ثواب محمد البیرہ صلوٰۃ اور وصولہ۔ صدقہ و غیرہ کما فی ذکرہ القرآن  
الاذکار و غیرہ۔ لایسا۔ عینہ صلوٰۃ و سلام و تسبیح و تہلیل و تہلیل و  
اصالحین و یقین الموتی و جمیع اذخ ہر صکتہ فی غایۃ ترجمہ شرح الہدایۃ۔

عبادت بدنیہ و مالیہ کے ثواب کا میت کو پہنچنا اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ بقصر کثرت  
اس کی شاہدیں۔

کتب المعتمد بحوالہ المتین

سید محمد نعیم الدین عثمانی العین

# توہینِ علماء پر حکمِ شرع

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامیانِ شرع متین کہ ایک شخص وادھی منہ اجڑ بھی نماز پڑھتا اور نہ کبھی وادھی رکھتا ہے وہ اس عالمِ دین کی شان میں جو قرآن و حدیث کا وعظ و بیان فرما رہا ہے اور لوگوں کو مہناتِ شرع سے روکتا ہے اس کے بیان کے خلاف میں ایسی غزلیں جو بالکل خلاف مذہبِ اسلام اور شرع میں نہ لگوں کہ اس سجد میں پڑھتا ہے جہاں کہ لوگ وعظ و سکر متاثر ہو رہے تھے اور لوگوں کو مس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ مولویوں کے وعظ و سکر مت سنو اپنے شعریں مولویوں کی توہین کرتا ہے اور اس کو فخر سمجھتا ہے ایسا شخص از روئے شرع کیسا ہے؟

۱۔ شخص مذکور وادھی منہ ڈانے کی ممانعت میں حدیث نبی سننے کے بعد بھی باصرہ رکھتا ہے کہ وادھی کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اور وادھی رکھنا اسلام میں داخل نہیں ایسا شخص عند اللہ و عند الشرع کیسا ہے۔

۲۔ شخص مذکور نماز کبھی نہیں پڑھتا بلکہ نماز کو غیبت سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز سے اسلام کو کیا واسطہ۔ نماز اسلام میں داخل نہیں ہے ایسے شخص پر کیا حکم عائد ہے؟

۵۵ ایسا شعر جس کا مضمون بالکل خلاف شرع ہو اور جس میں علماء کی توہین کی گئی ہو جس کے خلاصہ مضمون یہ ہو کہ نماز اسلام کی چیز نہیں ہے، داڑھی شعار اسلام سے نہیں وضع و لباس اسلام میں داخل نہیں جیسا لباس چاہو پہنو۔ ایسا شعر جس کے مضامین اس قسم کے ہوں مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کی مدد و استقامت کیا جو قرآن و حدیث کے خلاف کہہ رہا ہے کیسا ہے؟ اور ایسے قول کے سرزد ہونے کے بعد اسے کیا کرنا چاہیے۔ بیوقوف ہو جا۔

المستفتی ابو الرشیہ محمد بن اللطیف

مدینہ پور۔ یوپی

## الجواب بعون الملک الوہاب

داڑھی منڈانا، نماز ترک کرنا فسق ہے اور عالم دین (اہلسنت) کے وعظ سننے سے لوگوں کو روکنا خیر اور سخت جرم اور عالم کی توہین اس حد حرام اور نہایت خطرناک ہے اگر اس کے لئے کوئی سبب دینی یا اخروی رہے جو شرح فقہ اکبر للامام علی قاری میں ہے من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر قلت الظاہ انتہ کفر لاند اذا ابغض العالم من غیر سبب دینی و اخروی فیکون بغضہ لعلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من انکر فضلہ عن ابغضہ۔ یعنی خلاصہ میں ہے کہ جو شخص بغیر سبب ظاہر کسی عالم کو بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے حضرت علامہ فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا کیوں کہ جب اس نے بغیر دینی و دنیوی سبب

کے عالم دین سے بعض رکھا تو یہ نبض علم دین کی وجہ سے ہوا اور علم دین کا منکر ہی کافر  
 ہے چہ بیا یک اس کو مینوفض رکھنے والا۔ اسی شرح فقہ اکبر میں ہے "ان قال عالم غوث  
 اوالعالوی علیوی بصیغۃ التصغیر فیہما قیدہ بقولہ فاصدا بہ الامتخاف  
 کفرہ اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی نے عالم کی تحقیق کے لئے تصغیر کے صیغہ سے بکار  
 اس کا نام گستاخ کیا وہ کافر ہو گیا۔ مٹہ پیاویں رہے سبے قید لوگوں کی عادت بہت دور  
 علماء دین کو استخفاف و تنقیہ آمیز الفاظ لگاتے ہیں اور انہیں بہت نہیں ہوتا کہ اس میں  
 اپنے ہی ایمان کا خصل سے یک عالم اپنی کتاب رکھ کر کہیں نہ بیٹھے گئے تھے تو  
 ایک شخص نے کہا کہ آپ اپنی آرمی ٹیوٹر گئے یا گئے براہ تفصیل نے اس کے تنہا مسکو  
 دے دیا اسی شریعت میں ہے۔ اما امام غفری بقول من قال سفیہ ترک کتاتہ  
 و ذهب ترک التمثار ہنا و ذهب کفر۔ خانیہ میں ہے۔ رجاء یخصخصہ  
 فقال احدہما للآخر ہوتا بعلومہ و یوفدک لاخر من عندہ و قال ابوہ  
 القاضی یکفر المجیب لانہ یستخف باجمہ۔ یعنی دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا ایک  
 نے دوسرے سے کہا آؤ علم کی طرف چلیں دوسرے نے کہا میں علم کو کیا سمجھتا ہوں  
 قاضی ابو بکر نے فرمایا یہ دوسرا کافر ہو گیا کہوں کہ اس نے علم کا استخفاف کیا۔ روایت میں  
 ہے۔ رجلا بینہما حصومۃ فجاء احدہما بخطوط لفقہ و الفتوی فقال لخصم  
 لیس کما افتوا و قال لا نعمل بهذا و ہا من عرضا نہ سرکان علیہ التعزیر۔ اس  
 سے معلوم ہوا کہ علماء کی تحریر فتویٰ کو کہہ دینا کہ ہم اس کو نہیں مانتے یا یہ ٹھیک نہیں ہے  
 اس پر تعزیر ہوتی ہے لوگوں کی عادت ہو گئی ہے کہ علماء کے جھٹلانے اور ان کے تبرا

ہوئے مسائل کی تکذیب کرنے پر جری ہو گئے ہیں اور ایسے بیہودہ کلمات اکثر زبان پر آتے ہیں چاہیے کہ اس سے احتیاط کریں سوال میں یہ بھی ذکر ہے کہ وہ شخص علماء کی تعلیم اور ان کے وعظ سے روکتا ہے اور علماء کی توہین کرتا ہے اس کو چاہیے کہ توبہ کرے۔

۳۵ اور ۳۶ یہ کہنا کہ اڑھی کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں اور دارھی رکھنا اسلام میں داخل نہیں اور اسی طرح نماز کی نسبت ایسے کلمات کہنا اگر اس مطلب سے ہو کہ ان کا ترک گناہ ہے فسق کبیر ہے مگر اس سے وہ شخص اسلام سے خارج نہیں ہو گیا تو جائے عذر ہے اور اگر نماز کی فرضیت کا انکار یا سنت کا استخفاف مد نظر ہو تو اس کو فقہاء کفر فرماتے ہیں یہ بہت خطرناک جرم ہے اللہ تعالیٰ پناہ دے فتویٰ خانہ میں ہے دجل قال لغیوہ نماز کن فقال اے مرد نماز کر دن سخت کار گزارفت برائیں قالو یکن کفرا۔

۳۷ سوال چہارم کا جواب سوال اول میں دیا جا چکا ہے ایسے شخص سے توبہ لینا چاہیے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول ترک کر دیں۔ لا تنقد بعد الذکرنا مع القوم الظالمین۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ دائم واحکم۔

ک۔ العبد المقتصد بحبل اللہ المتین

سید محمد نعیم الدین غفرلہ

۲۵ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ



# مدینہ طیبہ کو شراب کہنے کا حکم

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زیر کتاب ہے کہ مدینہ طیبہ کو شراب نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ شتق ہے شراب سے جس کے معنی فساد کے ہیں یا یہ وجہ ہے کہ یہ نام ایک کافر کا تھا اس سے اس زن پاک کو نسبت کرنا سنت مذموم ہے نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان الله مولیٰ ان اسحق المدینہ طیبہ کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے محمد کو حکم دیا کہ مدینہ کا نام طیبہ رکھوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص مدینہ کی طرف کسی بدبو کی نسبت کرے یا وہاں کی ہوا کو برا کہے یا پسند نہ کرے تو وہ شخص واجب التقریر ہے اس کو ستید کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ خالص کرے اور عمر و کہتا ہے کہ اگر یہ لفظ برا ہو تا تو حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بستی ایسا کیوں لکھتی کہ۔

کے ہو یا رب کہ رو در شراب و لعلی کنم

کہ بمکہ مسنزل و گہ در مدینہ جا کنم

تو معلوم ہوا یہ شراب لکھنا جائز ہے اور متاخرین شعرا نے بھی اس کو لکھا ہے جیسے مولانا تمنا صاحب یا مولانا فرید احمد وفا صاحب تو اس بنا پر زید کا قول کسی حرج صحیح اور قابل تسلیم نہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا قول زید کا صحیح ہے یا غیر دکار؟

عبدغفر عبدالمستطی محمد صابر حسین الحاطب بصابر اللہ شاہ اشرفی مراد آبادی شافعی حنبلی  
دفن کن اشرفی سادہ کار مراد آباد۔ یوپی۔ ۱۰ ارجادی الاول ۱۳۴۹ھ۔

## الحدیث بعون الملک الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم،  
نبوت سورت میں زید کا قول صحیح اور قابل اعتماد و مطابق حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے اس لئے کہ حدیث پاک میں مدینہ طیبہ کو یشرب کہنے سے منافقت وارد اور یشرب  
کنہ منافقت کی طرف مشرب ہے۔ نیز یشرب اسم قبیح ہے۔ اور طیبہ یا مدینہ اسم  
حسن ہے۔ اسمائے حسنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہیں۔ اور اسمائے قبیحہ کی  
نسبت بغض ہند۔ مدینہ طیبہ کو طابہ دینہ کہنا چاہیئے یہی احمد بن حنبلہ و چنانچہ بخاری  
شریف میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموت بقبیۃ تاكل القری  
یعنون یا ثوب دھلی المدینہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ  
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم کو ایسے شہر کی طرف ہجرت  
سنے ۵۰ ہجری لایا گیا کہ تار شہر ہوں پر غالب آجائے گا لوگ اس کو یشرب کہیں گے  
۱۰۰ وہ منافقت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی معنی ہے کہ اس  
شہر کو جیسے یشرب کے مدینہ کہنا چاہیئے۔ اور یشرب نام رکھنا اس بقعہ ظاہر  
کے لئے غیر مناسب ہے۔ اور اس کی شریعت الباری میں یقولون یا ثوب

دہی المدینہ کے تحت ہے ای بعض المثلثین یسمیٰ بئرہا  
 الذی یلیق بہا المدینہ یعنی بعض مائتین مدینہ طیبہ کو شرب کہتے ہیں اور  
 اس کی شان کے لائق نہیں اس کی شان کے لائق نہ مدینہ تبت اور نہ  
 حدیث میں حضرت امام احمد روایت فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ  
 فلیستغفر اللہ ہی طابۃ یعنی جو شخص مدینہ طیبہ شرب کرے اس سے پاپے  
 استغفار کرے اس کا نام تو طیبہ ہے۔ یہ اور حدیث ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقال مدینہ طیبہ مدینہ  
 ابی شیبہ میں حدیث یوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے کہ مدینہ طیبہ شرب کرنا ہے۔ اس کی ابتداء میں تبت و ہند اور عیسیٰ  
 ابن دینار میں ماہکبہ میں بھی مدینہ طیبہ تبت تبت عید حصہ  
 وقال سببہ کہ لکھتے ہیں ان بئرہا میں متغیر ہو تو میثم و مدامہ  
 او من الثرب وہو عودہ کلاہما مستقیح و ذل صلی اللہ علیہ وسلم  
 یحب الاسبیحی بکیرۃ الاسبیحہ یعنی ان کی عادت شرب  
 بنا پر عیسیٰ ابن دینار مائیں نے فرمایا جس نے مدینہ طیبہ شرب کر لیا  
 لکھا گیا اور فرمایا کہ اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ شرب یا تو شرب سے  
 بنا ہے اس کے معنی جھگڑنے اور ملاوت کرنے کے آتے ہیں اور یا ثرب  
 سے بنا ہے اس کے معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور دونوں معنی صحیح درجے  
 ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نام کو محبوب رکھتے تھے اور

برے نام کو ناپسند فرماتے تھے۔

ان احادیث اور تصریحات اکابر سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو شرب کبنا شرعاً مکروہ اور منوع ہے۔ اور اس پر اصرار کرنے کا حکم ہے اور اس شرب کے معنی ایسے قبیح ہیں کہ جس کو مدینہ طیبہ کی طرف منسوب کرنا سخت برا ہے لہٰذا قول زید کا صحیح اور قول عمرو کا غیر صحیح ہے۔ رد عمر و کا استدلال حضرت مولانا جامی کے کلام سے سو یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں مانعت وارد ہوئی تو اس کے مقابل کسی بزرگ کے کلام میں اس لفظ کے استعمال کا پیش کرنا کیا مفید کلام رسول کے لئے کلام غیر ناسخ نہیں ہو سکتا۔

علاوہ بریں حضرت جامی کے کلام کی بہت عمدہ توجہ یہ ہے کہ شرب سے حوالی و عوامی مراد ہیں۔ نہ خاص شہر مدینہ چنانچہ شرب پر بطحا کو بطریق تفسیر عطف فرمانا اس کا مؤید ہے۔ اور دوسرے شعر میں ہے

گرد صحرائے مدینہ بورت آمد یار رسول

من مہر خود را فدائے خاک آن صحرا کنم

اس شعر میں مدینہ فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ شعر اول میں شرب

مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کا صحرا مراد ہے۔ ایک بزرگ کے کلام کی اس قدر توجہ

نبات بہتر ہے تاکہ مانعت حدیث لازم نہ آئے مگر صریح حدیثوں کے ہوتے

ہوئے اس کو نہ بنا نا دانی ہے۔ عمر و نے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر لکھا اور

آیت کیوں نہ لکھ دی جس میں ارشاد ہوا یا اهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا۔

مگر اس کا کام اس سے بھی زیادہ کیوں کر یہاں قرآن میں متوالی کا نقل فرمایا ہے اس  
 سے جواز پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ فتح الباری میں ہے وقالوا ما دقہ فی القرآن  
 انہا ہو حکایتہ من قول غیر المؤمنین .

اب مجدد مسئلہ واضح و لائق ہو گیا کہ :۔ بینہ طیبہ کو سرگزیر ب نہ کہا جائے  
 اور شرب کہنے والے پر استغفار کرنے کا حکم ہے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم  
 وعلیہ عن اسمہ اتقن واحکم ۔

سبحان العبد المعصوم بحملہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ امین

۲۰ جمادی الاخرہ ۱۳۳۵ھ

# فرض نماز کے بعد کلمہ طیبہ یا درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ بعد نماز فرض قبل سنت چند آدمی بلند آواز یعنی متوسط آواز سے ملاکر درود شریف دس دس مرتبہ پڑھیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اس پڑھنے سے جو غیر سنت میں ہوتی ہے تو عند الفقہاء اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ بینوا تو جبردا۔

المستفتی  
جمال احمد ٹیپیل۔ احمد آباد  
ارمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

الحمد لله رب العالمين الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم۔ مخدہ و نصلى على رسوله الكريم ناله و  
وصحبه اجمعين: اما بعد۔ جائز ہے کہ اس قدر فصل معتبر نہیں حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم سے بعد نماز اذکار مردی میں اور ان سے وصل سنت فوت نہیں

ہوتا۔ علامہ ابراہیم علی بن خلیفہ میں فرماتے ہیں بقولہما فی الطہارۃ بلا فصل لا مقدار  
 ان يقول الله عز وجل السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام  
 کچھ ایسی دعا براخصار نہیں کہ جن کلمات بعینہا جائز ہوں دوسرے ہوں تو ناجائز یا  
 لفظوں کا شمار نہیں بلکہ مقصد صرف استعانت کہ دروہوں فیض انصافیت و ولایت  
 کے خلاف ہونے کے وہ خیریں و بریں نہیں فی الغنیۃ میں سرمدیہ کا یہ قول  
 ذالک بعینہ بل کان یعتقد زمانا یسع ذالک المقدار و نحو ذلک من انوار  
 تقریباً فلا ینا فی ما فی الصحیحین عن المعمرۃ انہ غیبہ السلام کان یقول  
 فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک و لہ  
 الحمد و هو علی کل شیء قذیر اللہ لا مانع لہ اعطیت و لا معطى من منعت  
 ولا ینفع ذا الجند منک الحمد و کذا روای مسامر و غیرہ عن عبد اللہ بن زبیر  
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰۃ قال بصوتہ الا  
 علی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الحمد و هو علی کل شیء قذیر و لا  
 حول و لا قوۃ الا باللہ و لا نعبد الا ایاک لہ النعمۃ و لہ الفضل و لہ الشان  
 الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین و لو کثر الکافرون لان المقدار المذكور  
 من حیث التقریب والتعظیم دون التحدید والتعقیب واللہ اعلم۔ حاصل  
 اے احاشہ صوفی گذشتہ بابہ نماز فرم لیند آواز سے درود شریف پاد رکوی و فیہ اسی صورت میں تیس  
 جبکہ نمازیوں کی نماز میں کوئی غلطی باعث نہ ہو۔ مرقی الفلاح شرح نور الابصار ص ۱۱۱ و جامع العلماء سلف  
 و خلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالیٰ جاعۃ فی المساجد و غیرہا من غیر تکبیر الا ان یشوش جھر جھر  
 یاد کر علی نام و مصل و قادی قرآن کما ہو مقرر فی کتب الفقہ۔

یہ کہ اس نماز سے یہ مراد نہیں ہے کہ بعینہ یہی الفاظ فرمائے تھے بلکہ اتنی دیر تشریف  
 رکھنا ثابت ہے جس میں یہ مقدار اور قریب قریب اس کی مثل پڑھی جائے تو اس  
 کو حدیث سے کچھ منافات نہیں جو بخاری و مسلم میں حضور انور سے ہی ۱۰۰ بیٹ جو  
 مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نماز سے فراغت کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا الہ الا اللہ اذ  
 کہ یہ مقدار تقریب و تخمین کے طور پر ہے نہ کہ تحدید و تحقیق کے طور پر۔ علامہ شیخ احمد  
 طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں بعینہ مسطورہ بالا عبارت نقل کر کے  
 فرماتے ہیں لان المقدار المذكور من حیث التقریب ذون التحدید قد یسع  
 کل واحد من هؤلاء اذ کار لعدم التفاوت الكثير بينهما ويستفاد من الحديث  
 الاخير جواز رفع الصوت بالذكر والتكبير عقب المكتوب باب بل من السلف  
 من قال باستحباب بله وجزءه ابن خنيزه من المتأخرين. یعنی مقدار مذکور  
 تقریبی ہے تحدیدی نہیں اس میں ان تمام اذکار کی وسعت ہے کیونکہ ان کے  
 درمیان تفاوت کثیر نہیں اور حدیث اخیر سے فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے  
 ذکر و تکبیر کا جواز معلوم ہوتا ہے بلکہ سلف نے اس کو مستحب کہا اور متاخرین میں  
 سے ابن حزم نے اس پر جزم کیا۔ تو دوسرے میں تیسرے درود شریف بھی ایسی ہی مقدار  
 سے زائد نہیں علاوہ بریک شمس الائمة الحلوانی نے صاحب درود کو اس حکم سے خاص  
 فرمایا۔ غنیہ میں ہے قال شمس الائمة الحلوانی هذا یعنی ما ذکر من انه  
 اذا كان بعد الصلوة تطوع يقوم اليه من غير تاخير الى اخره اذا لم يكن



من قصد الاستعمال بالدعاء بان لم يكن له ورد معناه يقرأ عقيد المكتوبة  
 فان كان له ورد وقد اعتاد ان يقضيه اى يأتى به بعد المكتوبة فان يقوم  
 عن مصلاه اى عن المكان الذى صلى فيه فيقضى ورده قائما وان شاء جلس  
 ناحية من نواحي المسجد فيقضى ورده ثم يقوم الى الطلوع يعني شمس الاله  
 حلوائى نے فرمایا یہ جو مذکور ہوا کہ جس نماز کے بعد سنتیں ہوں ان میں بتے تاخیر سنتیں  
 پڑھے یہ صورت اس میں ہے کہ نماز فرض کے بعد اس کا کوئی ورد معین نہ ہو تو اگر اس  
 کا کوئی ورد معین ہے تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے جہاں نماز پڑھی ہے اس سے  
 ہٹ کر کھڑے ہو کر البتہ ورد کو بعد سنت پڑھنا افضل ہے برائى الفلاح ثمرت نور  
 الايضاح میں ہے دلا باس بقراءة الادوارد بين افريضة والسنة فالاول  
 تاخير الادوارد عن السنة والله تعالى اعلم.

### کتب العبد المتقصده

سید محمد نعیم الدین غفرلہ

مراد آباد

یکم ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین زید کہتا ہے کہ مسجد میں قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بہت سیتہ ہے کیوں کہ مساجد اداائے نماز کے لئے بنائے گئی ہیں قرآن شریف اور درود شریف نماز نہیں۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینواۃ جبردا۔

المستفتی

نبید علی کرلوی۔ ۱۵۔ صفر الطفر ۱۳۳۵ھ

۲۵ اگست ۱۹۲۶ء

## الحمد للہ الملک الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد زید کا یہ قول کہ مساجد صرف نماز ہی کے لئے بنائی گئی ہیں اور ان میں قرآن مجید اور درود شریف پڑھنا بہت سیتہ ہے باطل باطل اور دین پرانترائے قرآن پاک میں اللہ رب العزت عز و علا تبارک و تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے ومن اظلم من منع مساجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ وسع فی خل بها الخ اس آیت کریمہ میں ذکر مطلق ہے اس کی

تقیید اپنی طرف سے دین میں تحریف ہے۔ تفسیر جلالین میں اس الراق کے  
 اظہار ہی کے لئے فرمایا بالصلوٰۃ والتبیح۔ زید کو اپنے اس قول باطل سے ہند تو بہ  
 کرنا لازم ہے۔ واللہ ہوا موافق واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و عنہ غراسہ اتقن  
 واحکم۔

کے العبد المعتمد بحملہ امتیں

محمد نعیم الدین نقاشہ اربعین  
 ۲۰۔ رجب الاول شریف۔ ۱۳۶۵ھ

# فتویٰ دربارہِ گلیم حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مغبیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یا ایہذا المنزل  
اسے کھلی اور نہنے والے تو آیا یہ کہ کھلی کیسی تھی جو آجکل کے درویش اور بھٹے ہیں یا اور کسی  
کسی قسم کی کبس جا نور کے ادن کی تھی اور اس کا آنا کیسا تھا اور بانا کیسا تھا اور کس کے  
ہاتھوں کی بنی ہوئی تھی اور اگر سوت کی تھی تو سوت کیسا تھا اور کس زمین پر کپاس بوائی گئی  
تھی اور کس نے اس سوت کو کٹا تھا مہربانی فرما کہ قرآن حدیث فقہ شریف سے جواب  
عطا فرمائیے بیوا تو جہدہا۔

المستفتی

فقیر و حقیر محمد دین

الحمد لله الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على من لا نبي بعده  
قرآن کریم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار عالم نے ایک ادنیٰ خاص کیا

مخاطب فرما کہ آپ کی محبوبیت کا اظہار فرمایا ہے اور اس  
 سوت کی کوئی خصوصیت اس خطاب کا باعث نہیں ہو کہ پھر بھی تن نازن و حیرت آداس  
 پر ہے اس سے حضور کو کچھ فضیلت نہیں بہر چیز کہ حضور سے شرف سے منظور تو محبوب  
 کی وہ ادا ہے جو وقت نزول وحی تھی اس لئے اس لباس کے آواز کا دریافت کرنا  
 بے کار ہے۔ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یحبہ۔ دیکھنا ہے کہ ابتداء سے حال  
 میں وحی کی عظمت کا اثر جو قلب مبارک پر جو اس سے بدن آداس پر کچھ ایسی کیفیت  
 طاری ہوئی کہ جائز آداس میں پیٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادا سے محبوب کو پسند فرما کر  
 تسکین خاطر آداس کے لئے آپ کے ہسی حال سے آپ ان مخائب فرما کر لطافت و  
 کرم کا اظہار فرماتا ہے کہ آپ کی یہ ادا محبوب ہے حتیٰ کہ ہم اسی ادا سے خطاب فرماتے ہیں  
 قال السہلی انما المرء ملئ سم المشتق من الحاله التی کان علیہا حی عصب  
 وکذا اللہ المدثر فی خطا بہ صلی اللہ علیہ وسلم بهذا الاسم فائدتان احدهما  
 الملاطفۃ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ک۔ العبد المصنوع بحملہ المستحب

محمد نعیم الدین عفا غمہ البین

# تجوید سیکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تجوید سیکھنا ضروری ہے یا نہیں اور جو شخص تلاوت قرآن میں حروف کو صحیح ادا نہ کر سکتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اندر اہ کرم مفصل جواب سے لوازم۔ بینوا تو جہد۔

المستفتی

مکرمین احمد دین

بنارس۔ ۲، رجب النور ۱۳۴۸ھ

الحمد للہ بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و نصلی علی ہر سولہ الکریم  
اما بعد۔ قرآن کریم میں ترتیل یعنی حروف کا جدا جدا ان کی صفات پر ادا کرنا  
اوقات و حرکات کا پورا پورا لحاظ رکھنا، تغیر و تبدل سے بچنا اور تجوید کا بقدر ضرورت  
سیکھنا فرض ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ورتل القرآن ترتیلاً۔ تفسیر ارک  
ملا ۲۰۱ تک ہے ورتل القرآن ترتیلاً بین و فصل من الشجر المرتلی المفلاج

الاسنان وکلام مرتل بالتحریک اسی مرتل لغیر مرتل ایضا اذ کان مستور  
 البیان ادا قرأ علی تودة تبیین الحروف وحفظ الوقوف واشباع الحركات  
 ترتیلا هو تآکید فی ایجاب الامر به وانه لابد منه للقاری تنسیہ  
 نماز میں ہے قال ابن عباس بینہ بیاناً وایضاً اقراء علی ہیکل ثلاث آیات  
 واربعاً و خمساً و قیل الترتیل هو الوقف والترسل و التمهیل لانہا م و تبیین  
 القراءة حرفاً حرفاً اثرہ فی اثر بعض الممد والاشباع و التعمیق و ترتیلاً تآکید  
 فی الامر به وانه لابد للقاری منه۔ اب ثابت ہوا کہ قراءت قرآن کے لئے  
 ترتیل فرض ہے تفسیر القرآن میں ہے بیس تحمین الصوت بالقراءة و ترتیبہا  
 و حدیث ابن حبان وغیرہ زین القرآن بأصواتکم و فی لفظ الدارمی حسنوا  
 القرآن بأصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسناً و احسن تلیلاً  
 وغیرہ حدیث حسن الصوت رینة القرآن ونبہ احادیث صحیحہ کثیرہ  
 فان لم یکن حسن الصوت حسنة فاستطاع بحجب لا یخرج الی المنعطف  
 اگر اس طرح کی تفسیر ہو کہ جس سے معنی بدل جائیں اور ایسے بدل جائیں کہ جن کا اتفاقاً  
 کفر ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان سے ایسے معنی نہ پیدا ہوں  
 لیکن اس کا تغیر مثل قرآن پاک میں نہ ہو اور تغیر فاحش ہو تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔  
 جیسے کسی نے ہذا الغراب کی جگہ ہذا الغبار پڑھ دیا اور قرآن پاک میں اس کا سن  
 نہ ہو اور اس کے معنی بھی کچھ نہ ہو جیسے سرائر کی جگہ سرائل پڑھ دیا تو بھی نماز  
 ہو گئی اور اس قول کے ساتھ اخذ کیا جائے گا۔ رد المحتار میں ہے والقاعدة

عند المتقدمين ان ما غير المعنى تغيرا يكون اعتقادا كقوله مفسد في جميع  
 ذلك سواء كان في القرآن او لا الا ما كان من تبديل الجمل مفصولا بوقت  
 تام وان لم يكن التغير كذلك فان لم يكن مثله في القرآن ولا معنى  
 به كالسرايل بلام مكان السراير وان كان مثله في القرآن والمعنى بعيد  
 ولم يكن متغيرا فاحشا نقسدا ايضا عند ابي حنيفة ومحمد وهو الاجوط  
 اوراسي بن بے فالاولى الاحذ بقول المتقدمين لانضباط قواعدهم  
 وكون قولهم واجوط - والله سبحانه تعالى اعلم.

ك- العهد المعتصم بجمله الميتين

سيد محمد نعيم الدين عفا عنه المعين

٢٠ ربيع النور - ١٣٣٤ هـ



# جنت میں چند جانور بھی جائیں گے

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرعی تبیین میں مسدس کربنت میں کوئی جانور بھی جائے گا یا نہیں۔ بنیوا تو ہوا۔

مستفتی

احقر فخر الدین خاں نزاجہ مسجد

## الحمد للہ لکریعہ الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد و فصلی علیہ السلام اللہ العزیز

اما بعد۔ جنت میں پانچ جانور داخل ہوں گے ابراہیم حضور اندر سے صومند  
 علیہ وسلم کا ۲ دراز گوش حضرت غزیر علیہ السلام کا ۳ ناقہ حضرت صلح علیہ السلام کا  
 ۴ مینڈھا حضرت اسمعیل علیہ السلام کا ۵ کتا اصحاب کف کا چنانچہ اشباہ و نظائر  
 میں مستطرف سے منقول ہے کہ لیس من الحيوان من يدخل الجنة الا خمسة  
 كلب الكهف و كبش اسمعيل و ناقه الصالح و حمار عرو و ذراقة النبي صلى الله  
 تعالى عليه و آله و سلم۔ لیکن حموی نے شرح اشباہ میں شرعۃ الاسلام سے مقابل

ہا قون نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔ ۱۔ حضور  
 سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ۔ ۲۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔ ۳۔ حضرت ابراہیم  
 علیہ السلام کا گوسالہ۔ ۴۔ حضرت عزیز علیہ السلام کا دراز گوش۔ ۵۔ حضرت سلیمان علیہ  
 السلام کی جبینی۔ ۶۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا سینڈھا۔ ۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 کا بقرہ۔ ۸۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ ۹۔ بلقیس کا بدبند۔ ۱۰۔ اصحاب کہف  
 کا کتا۔ قال مقاتل رحمہ اللہ عشر من الحيوان يدخل الجنة ناقه ناقة محمد عليه  
 الصلوة والسلام ناقه صالح عليه الصلوة والسلام ومجمل ابراهيم عليه  
 الصلوة والسلام وكبش اسمعيل عليه الصلوة والسلام وبقرة  
 موسى عليه الصلوة والسلام وحوت يونس عليه الصلوة والسلام  
 وحمار عمرير عليه الصلوة والسلام ودملة سليمان عليه الصلوة والسلام  
 وهدد عد بلقيس وكلب اهل الكهف كلهم يحشرون - کذا فی مشکوٰۃ الاثر  
 کسی کتاب میں شرح شریعت الاسلام سے بھی نقل کیا ہے کہ یہ سب سینڈھے کی صورت  
 دیئے جائیں گے۔ جمہور میں ہے و ذکر فی مشکوٰۃ الانوار شرح شریعت الاسلام  
 لہا کتھا تصیر علیہ برة الکبش۔

سبحان اللہ مقررین بارگاہ کا یہ رتبہ ہے کہ جانور بھی ان سے نسبت رکھنے کی ہدایت  
 جنتی ہو گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتب العبد المذنب مجاہد المتین بہ

محمد نعیم الدین عفا غمہ المبین

## استفتاء

کیا فرماتے علماء دین مفتیان شریعتین ابن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ  
 آدم اور ماں حضرت خوالی نبیہا علیہا الصلوٰۃ والسلام و سبب نہادری سے مویہ  
 کہ جنت کے اندر کہہ رکھے درخت کے پاس نہ جانا اور نہ اس سے ہوا خشیت رب  
 نے دھوکہ دے کر ماں خوالی نبیہا علیہا الصلوٰۃ والسلام و دودا و دودا و دودا و دودا  
 آدم علی نبیہا علیہا الصلوٰۃ والسلام کو کھلادیا تو خدہ زہر پرست آدم میرے سرور  
 سر اندیپ میں رکھا وہ اہل موالی نبیہا علیہا الصلوٰۃ والسلام و جہود متہ لیتیں رہا تا مویہ  
 پر تو خداوند کریم نے سب ملاکہ و مودیا تھا حضرت آدم علیہ السلام و سبب نہادری سے  
 لعین نے نہیں کیا تھا تو خدہ زہر پرست آدم علیہ السلام کو اس کے  
 میں رکھا اس زمانہ کا کیا نام ہے اور کہاں ہے، و اس کا مفصل حال میں قریب و  
 اور فقہ شریف سے وضع جواب مرحمت فرمانے کی زحمت و فتنہ میں کر مویہ

نقطہ السلام

المستفتی

فقیر محمد بن

## بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم والصلاة والسلام على رسولنا الكريم

اما بعد۔ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو شجر ممنوعہ کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا یہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سڑیپ میں اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا جہہ میں۔ اور اس میں حکمت الہیہ ہے کہ خلافت کا اظہار اور اس کے احکام کا اجرا اسی طرح مقدور ہوا تھا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو براہ کرم کلمات توبہ کی تلقین فرمائی اور توبہ قبول کی۔ قرآن پاک میں فرمایا فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه انه هو التواب الرحيم۔ آدم وحواء کے ساتھ توبہ فضل و کرم ہوا اور ابلیس لعین کا نام سڑیانی زبان میں عزائیل اور عربی زبان میں "حارث" تھا جب اس نے نافرمانی کی تو اس کے نام کو بدل کر ابلیس رکھا گیا جس کے معنی مایوس از رحمت ہیں۔ اور اس کی صورت تبدیل کر دی گئی۔ اور ذلت و رسوائی کے ساتھ اس کو زمین کی طرف ہانک دیا گیا۔ اور قیامت تک اس کو آسمان و زمین کے درمیان مورد لعنت بنایا۔ شیطان مقام آئیدہ میں پھینکا گیا تھا جو مضافات بھڑست ہے۔ قرآن پاک میں ہے قال فاخرج منها فانك حريم فان عليك اللعنة الى يوم الدين۔ اور دوسری آیت میں قال اهبط منها فانك لعن ان تنكبر فيها فاخرج الملك من الصغرين۔ تیسری آیت میں ہے قال اخرج منها مد و ما سد حور۔ لمن تبعك منهم لا ملان جہنم منكم اجمعين تفسیر خازن اول مذا میں ہے۔ سسی بدہ لانہ ابلیس من رحمة الله ای

یہی دکان اسمہ غلامزہیل بالسربانیۃ وبالعربیۃ حازت فیہا عطای غیری  
 اسمہ نفسی بہ لائنہ ابلیس وغیرت صورتہ۔ یہ واقعہ کا مختصر بیان تھا شیطان  
 کی شامت اور برہنہ بی کا انجام تو آخرت کا دائمی عذاب شد یہ ہے مگر سائل کا منشا اسکو  
 نہیں کہ اس کو اس سوال سے کیا غرض ہے۔ یوں کہ یقین کامل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ  
 کے تمام احکام سراسر حکمت و عدل ہیں اس پر کوئی خدا شناس متراض کی جات نہیں  
 کر سکتا بندہ دل کو عقل بن کتنی کہ وہ حضرت حکیم علی الاطلاق کی خدمتوں کو سمجھ لینے کا دعویٰ  
 کریں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ دل کو توفیق نیک عطا فرمائے اور شر نفس شیطانی سے بچائے  
 آمین۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلیٰ۔

کتبہ العبد المختصر مجاہد النین

سید محمد نعیم الدین غلامی المعین

# جواز مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از سیدی وسندی شیخ الكل حصہ علامہ سید محمد گل قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ اس زمانہ میں ملک ہندوستان میں ہر شہر اور ہر قریہ میں لوگ مجلس میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منعقد کرتے ہیں اور اس مجلس میں میلاد شریف یعنی تاریخ ولادت اور دن پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بیان ہوتا ہے آیا یہ کہ یہ بیان از روئے شرع شریف جائز ہے یا بدعت! جواب آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔  
بینوا تعجبوا۔

المستفتی

مکترین بزرگ الدین مراد آباد

الحمد لله رب العالمین  
بعون الکریم الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

المابعد۔ انعقاد مجلس میلاد از روئے شرع شریف جائز اور موافق حدیث کے

ہے چنانچہ ترمذی نے ان جملہ ابواب مناقب رسول مہکسیر علیہ وسلم میں بتایا کہ  
 میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے بیانیہ بیان ہوا کہ "ما اوفیٰ سمان یہ یہ وہ  
 بیان احادیث مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے روزہ شخص خود بہت  
 اور اسلام سے خارج ہوگا اور وہ باب یہ ہے "بیشک ما حلیٰ میلاد نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم عن المطالب ابن عبد اللہ بن قیس بن محمد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام النین فارسل رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم عن الشیم اجابنی یحمر بن لیت کہ کبریا سور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبر منی وانا اقد منہ فی  
 المیلاد" اور صحیح مسلمہ میں بروایت ابو قتادہ بن عتیبہ صحیح روایت ہے کہ  
 حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان کیا کہ میں  
 اور وہ حدیث یہ ہے قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صومہ النین  
 فقال فیہ وددت و فیہ انزل علی یعنی کہا اچھا وہ نے پوچھے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر کے روزے سے پس فرمایا حضرت نے کہ میں اگر میں پیر  
 ہوا اور مجھ پر قرآن نازل ہوا لہذا میں روزہ رکھتا ہوں کہ دن میں۔

اسے یہ باب میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں سے روایت ہے کہ میں نے نماز سے نماز سے کہہ دیا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال میں میں جس سال کے روزے رکھتا ہوں وہی سال ہے  
 پھر عثمان بن عفان نے قتادہ بن لیت سے کہہ دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر  
 نے کہا کہ رسول خدا مجھ سے بڑے ہیں اور پیدا ہونے میں میں ان سے پہلے ہوں۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ جو لوگ مجلس میلاد منعقد کرتے ہیں اس میں آنحضرت کا مولد شریف اور ہجرت کا بیان بھی کرتے ہیں سو یہ جائز ہے یا بدعت؟ بینوا قہرہوا۔

المستفتی

احقر محمد اسلام بھوجپور

## الحمد لله بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم۔ محمد لا ونصلى على مرسله الكريم۔

اما بعد۔ یہ دونوں امر اب شمالی اور اخلاق نبوی میں بیان ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے تورات میں بھی بیان کیا ہے سو کوئی مسلمان ایسا نہ ہو گا کہ احادیث شمالی نبوی کے بیان کو بدعت سمجھے ورنہ خود بدعتی اور کتب اللہ سے منکر ہو گا چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب شمالی میں ایک طویل حدیث مروی ہے اور اس حدیث کے آخر میں بیان مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت دونوں تورات سے منقول ہیں اور اس حدیث شریف کو ضرورت کی جگہ سے نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے فقہا لوالا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی یحسبک فقال رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم متعنی ربی ان اظلم معاهداً وغیره فلما ترجل النہاق الی الجودی  
 اشہدان لا اله الا الله واشہد انک رسول الله وشر ما لی فی سبیل الله اما والله  
 ما فعلت بک الذی فعلت بک الا انظر الی نعتک فی التوراة محمد ابن عبد  
 الله مولدہ بمکہ ومہاجرہ بطیبہ وملكہ بالشام لیث لفظ ولا  
 غلیظ ولا سخاب فی الاسواق۔ اور شکرۃ شریفین وارد ہے۔ وعن کعب  
 یحیی عن التوراة قال نجد مکة یوماً محمد رسول الله صلی الله علیہ وسلم  
 عبد المتحار لا یفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق لا یجوزی بالشیئۃ السیئۃ  
 وملكہ بالشام۔ نیز دارمی نے ایک باب عبد گارہ وسطے بیان ان اوصاف  
 کے منقذ کیا ہے جو بہشت رسول سے پہلے کتب سماویہ میں ان اوصاف کا بیان تھا  
 چنانچہ ایک حدیث انہوں نے روایت کی جو اخیر میں اس کے منقول ہے۔ مولدہ  
 بمکہ ومہاجرہ بطیبہ وملكہ بالشام۔

اب غور کا مقام ہے کہ دارمی نے یہ حدیث بیان صفت رسول اللہ میں  
 ذکر کی سو کونسا مسلمان ہوگا جو بیان اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت سمجھے  
 گا وہ تو خود بدعتی اور اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

# فتویٰ متعلق فاتحہ سویم و چہلم وغیرہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ فاتحہ سویم و چہلم وغیرہ جو مدتہائے دراز سے بلائیکہ مسلمانوں میں جاری ہے جب تک کہ وہابیہ کافتنہ نہ اٹھا کسی نے اس پر انکار نہ کیا اس لئے یہ امور وہابیت کی علامت اور شعار ٹھہرے اب جو لوگ ان نیک کاموں کو بند کرنا چاہتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے آیا وہ مسلمانوں میں تشنت و تفریق کے مرتکب ہیں یا نہیں اور وہابیت کے مدد و معاون ٹھہریں گے یا نہیں اور وہابیوں کی امداد و اعانت اگرچہ بلا مقصد ہو اس کا کیا حکم ہے اور اگر ان امور کی بندش اور ان پر انکار بالقصد وہابیت کی امداد و اعانت کے لئے ہو تو حکم اور زیادہ سخت ہے یا نہیں تعین یوم برائے فاتحہ جس کو وہابی حرام و شرک کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اور مسلمانوں پر اس کے ضروری سمجھنے کا ازام لگاتے ہیں یا کم از کم اسی بات کا کہ سلمان ثواب کے لئے تیسرا دن اور چالیسواں دن ضروری جانتے ہیں کہ تیسرے دن اور چالیسویں دن ہی ثواب ہوگا اگرچہ دن مقرر ہیں ان سے پہلے یا بعد کو فاتحہ کی بجائے تو ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا تعین عرفی اسی مصلحت سے ہے کہ اہل بیت کو فاتحہ کی اطلاع دینے کی رحمت نہ ہو کہ لوگوں کو مطلع کریں کہ فلاں روز ایصال ثواب کے لئے مقرر ہے جو صاحب اپنے عزیز یا دوست

کی روح کو ثواب پہنچانا چاہیں وہ نلال جائے جمع ہوں اور کچھ قرائت قرآن یا لکھ دیکھ دے  
ایصال ثواب کریں اسی مصلحت سے فاتحہ کے ایام جو ایک مہینہ درازت مسلمانوں  
میں جاری ہیں اسے بدعت و شرک کہنے لگا کیا حکم ہے؟ اور جتنے مسلمانوں نے  
جب سے کیا وہ ان شرک و بدعت کہنے والوں کے نزدیک مشرک و بدعتی ٹھہرے  
یا نہیں اب اس تعین ایام سے اس لئے کہ اس کا انہ دو بابوں کا شمار ہے بعد  
کا کیا حکم ہوگا حدیث میں آئے کہ اتقوا مواقع التہجد کما قال علی بن ابی طالب  
اس فرمان ذیشان کی بنا پر سویم چہلم وغیرہ کو اسی حد رکھنا جس حدت وہ جاری ہیں نیز اس  
لئے بھی کہ مسلمانوں میں تفریق و شقاق نہیں ہے وہ معتقدانہ سے نہ ہو اس سے  
کہ وہ مصلحت فوت نہ ہو ضروری ہے یا نہیں۔ بیو توحید۔ نقد و السلام۔

المستغفر

محمد مستقیم خاں۔ نل بازار ممبئی۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

## بعون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

فاتحہ سویم چہلم وغیرہ امور خیر جس میں اموات کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے  
ان کا استحباب و استحسان دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور ان کی اصل قرآن و  
حدیث سے ملتی ہے۔ ولہذا یہ کہ ان امور سے سخت عناد ہے اور ان کے انکار

ہیں اس قدر حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ شرک تک فہمت پہنچا دی اور مسلمانوں کی ہر شک  
 تک کہنے میں باک نہیں کیا محرمات قطعہ بلکہ رسوم شرکیہ تک سے انہیں وہ نفرت نہیں  
 جو ان امور خیر سے ہے۔ ہلاکت کیٹی کے عہد میں لوگوں نے قشتے تک لگائے ،  
 بتوں کے جلوس میں شرک پہ ہوئے ، بتوں کے نقاب کشائی کی رسم میں باادب  
 حاضر رہے دبا بیہ نے اس پر کوئی آواز نہ اٹھائی ، اور یہ حرکات ان کو اتنی ناگوار نہ گذر گئیں  
 جتنی فاحشہ سویم جیم وغیرہ ناگوار ہیں ، اور رات دن انہیں کے شرک و بدعت ہونے  
 کا وظیفہ ہے ان شرکی افعال کرنے والوں سے تو دبا بیہ نے میل جول خلط ملط کچھ  
 ترک کیا ان کے افعال پر اظہارِ نفوس تک کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر فاحشہ کا نام  
 سن کر ان کو طیش آجاتا ہے بدن میں آگ لگ جاتی ہے ان امور خیر کا انکار اور اس پر  
 تشدد اس قوم کا وظیفہ ہو گیا ہے اس لئے ان کاموں کے بند کرنے کی تحریک خواہ  
 وہ کسی جیلد یا بہانہ سے ہو یقیناً دبا بیہ کی علامت اور یقیناً ایسی تحریک فتنہ پرداز  
 ہے اب دبا بیہ نے یہ بھی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ کفایت شعاری کی تعلیم کے پردے  
 میں ان امور کے بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں مسلمانوں کو ایسی چالوں سے  
 آگاہ رہنا چاہیے اور ایسے بد مذہبوں کے منکر و کید سے اپنے آپ کو اور اپنی قوم  
 کے نادان لوگوں کو بچانا چاہیے۔ ان امور کا انکار اور ان کی ہت ش کی کوشش  
 دبا بیہ کی تردید اور اس کی کھلی اعانت ہے اس میں بلا قصد کا احتمال محض لغو ہے۔  
 متعین یعنی بر بنائے مصالح کسی کلم کے لئے کوئی وقت یا دن مقرر  
 کر لینا جائز ہے اس کی ممانعت پر اصلاً کوئی نص شرعی وارد نہیں ہوئی اور یہ تعین ناگزیر

ہے۔ وہابیہ کے مدارس میں تعطیل کے لئے جمعہ اور رمضان و عیدینِ اِسْتِخْوان کے لئے  
 شہان اور ہر کتاب کے لئے وقت معین ہوتا ہے جس کی التزام کے ساتھ پابندی  
 کی جاتی ہے۔ اگر وہ تعین حرام جانے والے تو ایسا کیوں کرتے ہیں اور اگر دہلی ترکِ نعین  
 کا بہد کریں تو انہیں دنیا میں زندگی دشوار ہو جائے۔ کھانے کا وقت سین سونے کا وقت  
 معین کام کا وقت معین تاخیر میں تو بازار میں جانے اور بیٹھنے کا وقت معین نعین کے  
 بندشوں میں سرست پاؤں تک جھڑے ہوئے ہیں اور ان بندشوں کو اپنے آپ  
 مضبوط کرتے ہیں اور پھر تعین لونا جائز بھی سمجھتے ہیں اس کچھ پر ہزار افسوس نہایت  
 میں ایسے تعین کا بہت حد تک سے خود افعال کر رہے ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے  
 افعال میں اہل فکر و تعین کی مستحالیں ملتی ہیں۔ بخاری و مسند میں مروی ہے کان  
 عبد اللہ (ابن مسعود) ینکس لئلا یس فی کل خمیس یعنی حضرت غیب اللہ بن  
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر پنجشنبہ اجرت کو غور فرمایا کرتے تھے اس وقت کے  
 لئے پنجشنبہ کی تعین سے غصہ خیر کے لئے جب مصلحت وقت کا مقرر کرنا بخاری  
 شریف کی اس حدیث سے ثابت ہوا اب بخاری اس حدیث کو باب من جعد  
 لاهل العلم ایما معلومتہ میں لائے ہیں۔ امام بخاری کے اس ترجمہ سے بھی  
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث سے امور خیر کے لئے تعین ثابت کرتے ہیں۔ اور  
 بہت احادیث ہیں جو اس مدعا پر پیش کی جاسکتی ہیں مگر وہابیہ کو کوئی دین شرعی  
 و حرم نسکین نہیں ہوتی ایک حدیث سنا دیجئے اس کے قول کرنے میں ہزار غدر ہو  
 گے "تغویۃ الایمان" پیش کر دیجئے تو گردن جھک گئی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں

بچائے۔ اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے یہ کہنا کہ مسلمان اسی تعین کو دیا  
 اور ضروری سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بس تیسرے اور چالیسویں دن ہی  
 ثواب ہوگا اور ان کے لئے علاوہ اور کسی دن ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا یہ مسلمانوں پر افترا  
 ہے کوئی شخص یہ خیال نہیں رکھتا اندھوں کو یہ نہیں سوچتا کہ فاتحہ کرنے والے تیسرے  
 اور چالیسویں دن فاتحہ پڑھیں نہیں کرتے۔ وہ موت کے دن سے چالیسویں دن  
 تک فاتحہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو صاحب استطاعت ہیں ان کے یہاں سال  
 بھر تک روزانہ فاتحہ ہوا کرتی ہے۔ اور جو ان سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں  
 وہ ہمیشہ روزانہ فاتحہ جاری رکھتے ہیں اور اس کے لئے جائیدادیں جاگیریں خاص  
 کر دی جاتی ہیں تو ان کی نسبت یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ تیسرے اور چالیسویں  
 دن ہی ثواب ہوگا۔ اور ان کے لئے علاوہ اور کسی دن ثواب نہ ہوگا یا کم ہوگا یہ مسلمانوں  
 پر افترا ہے۔ لہذا اس قسم کے جیلے اور فریب کرنے والا امور خیر کو روکنے کے لئے  
 ایسی باطل باتیں کرنے والا بد مذہب ہے۔ اور اس کا یہ فعل و ماہیت کی علامت  
 ہے۔ اور ان امور خیر کے کرنے والوں کو مشرک بدعتی بتانا اس شخص کی بے دینی ہے  
 ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور علامت و ماہیت و بد مذہبی سے  
 سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ العبد المخلص عبد المجید المتین

محمد نسیم الدین عفا عنہ المعین۔

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین کہ اگر کسی وقت کسی بزرگ و بہت  
 دیا جائے تو کیا جائز ہے یا ناجائز اس کا جواب نہایت واضح طور پر بیان فرما کر مشکوٰۃ فرامین  
 بینا و جہد ا۔

المستفتی

محمد امین بناری مستیر حیدر آباد

## الحمد لله الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم، والصلاة والسلام على رسول الله  
 أما بعد۔ بزرگان دین و اولیاء کرام رحمہم اللہ علیہم کا وسیلہ واسطہ بلاشبہ جائز ہے۔  
 بخاری شریف میں حدیث ابدال کے آخر میں ہے بھرتہ مطر دین و بھرتہ تنصرون و  
 بھرتہ تزقون کہ انہیں کی بدولت تم پر مینہ برستا ہے اور انہیں کی برکت سے قحط  
 مدد کی جاتی ہے اور انہیں کے صدقہ میں تم سیراب کئے جاتے ہو اسی طرح امیر المؤمنین  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وسیلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ دے کر بارش کرنا اور بکثرت احادیث سے  
 توسل کا جواز ثابت ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

ک۔ العبد المعتبر عبد المنین

سید محمد نعیم الدین غلام اللہ

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ہم کسی کے نام سے فاتحہ وغیرہ پڑھیں تو وہ کس طرح پہنچتا ہے؟ کسی فرشتہ کے ذریعہ سے آیا اور کسی طرح سے اس کا جواب دلائل کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی

مقبول حسین۔ نازنگ بڑدہ

۱۳۲۸ھ

## بحون الملك الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم المستبين. اما بعد. فاتحہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور صدقہ دیا جاتا ہے اور تلاوت وغیرہ عبادات بدنیہ و مالیہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اہلسنت و جماعت کا مذہب اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان رجلا قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم ان امی توفیت اینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم. یعنی ایسا شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں صدقہ دوں تو کیا اس کو نفع دے گا فرمایا ہاں۔ اس مضمون کی احادیث بخاری و مسلم



میں وارد ہیں بشرح الصدور تک ہے اخراجہ ابو القاسم سعد بن علی الرضی عن فی  
 ذابعدہ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر  
 فقرأ فاتحة الكتاب دخل هو اللہ احد والہکم التکاثر ثم قال جعلت ثواب ما  
 قرأت من کلامک لاهل المقابر من المومنین والمومنات کما فاضلوا لہ اللہ  
 تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کہ جو شخص وکیل ہو قبرستان میں پھر فو الکتاب قس ہو اللہ احد اور  
 الباکم التکاثر پڑھے پھر کہے میں نے جو تیرا کلام پڑھا اس کا ثواب قبرستان کے  
 مومنوں اور مومنات کو دیتا ہوں تو وہ اس کے بارگاہ الہی میں شفیق ہوں گے۔

اب رہی بات کہ مردوں کو ثواب پہنچنے کا باہر بقہ ہے، نہ تعالیٰ کے  
 طریقوں کو کون شمار کر سکے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میت کو قرآن پاک کی آیت  
 بھی انس ہوتا ہے اور اس کے کھاتے طیبات سے راست پہنچتی ہے فتاویٰ قاضی  
 خاں میں ہے وقرات آیتہ الکرمی و سورة الاحلاص و الفاتحة و غیر ذلک رجاء ان  
 یونس الموحیٰ۔ اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کی سورتیں اور آیتیں  
 خود شفاعت کرتی ہیں جیسا داری نے خالد بن مہان سے روایت کیا کہ ایک شخص  
 التکر تفریل پڑھا کرتا تھا اور بہت گنہگار اس کی قبر میں سورہ مبارکہ نے اس پر اپنے  
 بازو پھیل کر عرض کیا کہ یا رب اس کی مغفرت فرما یہ مجھ کو پڑھا کرتا تھا کافی المستکونہ و  
 اخراجہ الطبرانی فی الادسط عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ما من اهل بیت یموت منهم میت ینتصدقون عنہ بعد موتہ الا اھل

لہ جبرئیل علی طبق من نور شریف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر  
 العمیق ہذا عہدہ اہدا ما الیک اہلک فاقبلھا فتدخل علیہ فیفرح بھا ولینسہ  
 ویحزن جیرانہ الذی لایہدی الیہو شیئ۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت انس  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس گھر والوں  
 کا کوئی مر جائے اور وہ اس کے لئے صدقہ دیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو طبق  
 نور میں لے کر پہنچے ہیں اور اس کی قبر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں اے گہری  
 قبر اے یہ ہدیہ ہے جو تجھے تیرے گھر والے نے بھیجا ہے اس کو قبول کر۔ وہ ہدیہ اسکو  
 پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی انگلیں ہوتے ہیں جنہیں ہدیہ نہیں  
 پہنچتا۔

المحدثان دلائل و شواہد سے خوب واضح ہو گیا کہ میت کو ثواب پہنچتا  
 ہے اور اہل سنت و جماعت کا مذہب و اعتقاد بھی اسی پر ہے۔ واللہ المستعان۔

ک۔ العبد المقتصر بحمد اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ الامین  
 یکم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ

# حکم زوجہ مفقودہ النحر

## استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زوجہ مفقودہ قہر کے تحت  
 شامی کرنے کے بارے میں خلافت السائل میں جو مسجد جہ میں سے زوجہ مفقودہ  
 کی بعد انتظار کی چار سال چار مہینہ کے تحت ثانی لڑتو ہے جس سے یہ عین غریبا  
 تیس مولویوں کے دستخط درج ہیں تو ہمارے مفتی المد سب کے علماء بارے سے  
 حنفی مذہب کے سب علماء اس مسئلہ میں متفق ہیں یا نہ تہذا۔ یہ سلسلہ سب  
 کا ہے حنفی اس مسئلہ پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں مفصل تحریر ذیل میں ہے۔

مستفتی

امت حسین دہلوی دہلی دارالافتاء

بعون الملك الوهاب

الجواب

مفقودہ النحر کی زوجہ اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ حنفی  
 موت کا حکم نہ کرے اور وہ موت کی عدت نگذارے عینی شرع کنز میں ہے بعد  
 امراة ودرث منه ای من المفقود حیث شد ای حین حکم بھوتہ ۱۰ یکن محمۃ اب  
 رہی یہ بات کہ قاضی کب حکم کرے بظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ اس کی موت کا اندازہ اس کے

بموطن اقران کی موت سے کیا جائے گا جب وہاں اس کے ہم عمر مر جائیں تو قاضی اس کی  
 موت کا حکم کر سکتا ہے۔ علامہ شیخ مصطفیٰ شرح کنز میں فرماتے ہیں۔ وفي ظاهر الرواية  
 قدر يموت اقرانه من اهل بلدة على المذهب قران کی موت کفے عرصہ میں ہوتی  
 ہے اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ نوے سال کی عمر ہونے  
 تک ایک سو تیس برس ہونے تک۔ تاخرین نے ساٹھ برس اختیار کئے۔ امام ابن ہمام  
 نے شتر برس کو مختار فرمایا۔ تو علمائے حنفیہ کا مسلک ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے  
 نزدیک چار سال گزرنے پر قاضی ان دونوں میں تفریق کرے۔ اور عورت کی عدت گزار کر  
 چاہے تو نکاح کرے۔ یعنی شرح کنز میں ہے۔ قال مالك اذا مضى اربع سنين ينفق  
 بينهما ونعتد عدة الوفاة ثم تتزوج ان شئت. اگر ضرورت شدیدہ ہو اور تفریق نہ کرنے  
 سے کسی فتنہ قویہ کا اندیشہ ہو تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر عمل کیا جائے  
 رہا التاریخ ہے۔ لكن قد منا ان الكلام عند تحقق الضرورة حيث لم يوجد انكى  
 يحكم به والله سبحانه اعلم۔

کتبہ المعتمد بحمد اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ العین

۱۵ جمادی الآخر۔ ۱۳۳۴ھ

# تحریک آزادی بہت متعلق ایک ہم قلمی

استفتاء مندرجہ ذیل جناب سید ممتاز احمد صاحب سجاد نشین خانقاہ انجم صاحب  
خاں خاں دہلی نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے پاس بغرض حصول جواب  
بھیجا تھا حضرت مفتی صاحب نے جو جواب تحریر فرمایا وہ بغرض آقا علی گڑھ سلیمن مشائخ  
کیا جاتا ہے۔ الملن۔ محمد دیانت۔

## استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین امور ذیل میں جواب  
مع اولہ شرعیہ بیان فرمائیں۔

اول ایک شخص غیر مسلم وغیر مواہد حکم کرتا ہے کہ تو انہیں مردودہ حکومت حاکم کی  
خلاف درزی اس کی قوم اور اس کے ہم وطن کریں جس سے ظلم راج حاصل ہوگا بصورت  
تاؤن شکنی بغیر استقامت اندفاع و بغیر کوشش اندفاع برداشت کرنے کی حتیٰ کہ گولی  
چلنے کے وقت گولی کو اپنے سینہ پر لینے کی ہدایت کرتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے  
حکم کی تعمیل کرتا ہے تو شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

ثانیاً۔ اگر اس بغیر مسلم کے حکم کی تعمیل میں کوئی مسلمان اس خطرہ میں یہ جانتے

ہوئے کہ کوئی لگنے سے موت دافع ہو سکتی ہے اپنے آپ کو ہتلا کر سے اور گولی لگنے سے مر جائے تو اس کی موت کیسی موت ہوگی؟ آیا اس کو شہادت کہیں گے یا خود کشی؟

ثالثاً ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ کھدر بیٹو اس کی تعمیل میں کوئی مسلمان کھدر پہناتا ہے اور فقر کرتا ہے کہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس حکم کو فرض قرار دے کر دوسرے مسلمانوں کو اس غیر مسلم کے حکم پر آمادہ کرتا ہے اور جو شخص کھدر نہ پہنے اس سے نفرت کرتا ہے ایسی صورت میں اس کا کھدر پہننا حکم غیر مسلم کی تعمیل کو فرض سمجھنا کھدر نہ پہنتے والے مسلمان سے نفرت کرنا کیسا ہے رابعا حکومت حاضرہ کی طرف سے نیک بنانے پر عرصہ سے محمول لیا جاتا ہے ایک غیر مسلم کہتا ہے کہ یہ محمول دیئے بغیر بناؤ اور گرفتار ہو جاؤ اس پر ایک مسلمان کہتا ہے کہ اس نے باوجود غیر مسلم ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے اس لئے غیر مسلم کے حکم کی تعمیل ہر مسلمان پر فرض ہے مسلم کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز ہے تو کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا تو جبردا۔

المستفتی

# بعون الملك الوهاب

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله ينصلی علی محمد و آلہ

الاجد۔ غائبانہ سوالات تحریر حاضر سے متعلق ہیں اگر ایسا ہے تو تحریر ہوا  
 میں کسی قدر تلبیس سے کام لیا گیا ہے جو مناسب نہ تھا بلکہ چاہیے یہ قارروانہ صاف  
 صاف ذکر کر کے اس کا حکم دریافت کیا جاتا۔ مثلاً سوال اول لکھا چاہیے قاضی  
 ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت ہے جس کا مقصد ہے جس کو ہندوستان کے لئے  
 والے کسی طرح پسند نہیں کرتے ہندوستانیوں کی خوشنہالی سے یہ پورے قوم پرستوں  
 میل دور سے آکر ہمارے ملک و وطن پر جبر اقامت اور سلطنت اور ہمارے تمام  
 خزانے اور منافع کو ہمارے ہاتھوں سے چھین کرے بارہا بتاؤ جس کی بدولت ہر  
 ملک بھوکے اور محتاج ہو گئے جلد سے جلد ہمارے ملک خالی کر دے تاکہ مل ملک خود  
 اپنی مرضی کے موافق حکومت قائم کریں اور اپنے ملکی ذخائر سے خود متعلق ہوں لیکن  
 وہ پر ایسی حکومت کسی طرح ہندوستانیوں کی خوشنہالی کا احترام کرنے کو تیار نہیں  
 ہوتی اور اپنے مادی طاقت کے بل پر جبراً حکومت کر رہی ہے ہندوستانیوں کے  
 پاس مادی قوت اور طاقت نہیں ہے کیونکہ تمام مادی طاقتیں اور قوانین اسی پر دیے  
 قوم نے اپنے قبضہ میں کر رکھی ہے ہندوستانیوں کو اتنی بھی اجازت نہیں ہے  
 کہ وہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی ہتھیار رکھ سکیں اس لئے ہندوستان  
 کی ایک ملکی مجلس نے جس میں ہندوستانی تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں

یہ طے کیا کہ اس غیر ملکی حکومت کے تسلط جابرہ سے آزادی حاصل کرنے کا ایک  
 ہی طریقہ ہے اور وہ ہے کہ اس کے جبر یہ قوانین کے خلاف ورزی کی جائے اور اس  
 سلسلہ میں جو تکالیف اور مصائب برداشت کرنے پڑیں ان کو برداشت کیا جائے  
 اور اپنی طرف سے تشدد کا ہرگز اقدام نہ کیا جائے تاکہ تحریک آزادی کی کامیابی کی امید  
 ہو ورنہ بصورت تشدد حکومت کو تشدد کا بہانہ مل جائے گا اور پھر وہ اپنی مادی  
 قوت سے قوم کو تباہ کر دے گی خلاف ورزی قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے  
 ملک میں سے ایک شخص تیار ہو جو غیر مسلم متحد اس مجلس مشاورت نے اس کو اس  
 مظلوم جنگ کی انجام دہی کے لائق سمجھ کر اس جنگ کی تکمیل کے اختیارات دیدے  
 اب وہ غیر مسلم تمام ہندوستانیوں کو جنگ کے آداب بتا رہا ہے اور قوم کو زار ہا  
 سے تو آیا اس کے حکم کی تعمیل جائز ہے یا نہیں اور اس مظلومی کی جنگ میں اگر مطالبہ حق  
 آزادی کی وجہ سے کسی کی جان تلف ہو جائے تو وہ شہید ہو گا یا نہیں اور آیا مجاہد  
 مذکورہ آزادی کا مطالبہ کرنا اور اپنے آپ کو ایسے خطرات میں مبتلا کرنا جس میں جان  
 تلف ہونے کا خطرہ ہے جائز ہے یا نہیں؟ سوال کی صمیم شکل یہ ہے۔ اب اس کا  
 جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلم یا غیر مسلم دونوں تو ہیں آباد ہیں مسلمانوں کے  
 مذہبی اصول سے مسلمانوں پر ایک غیر مسلم حکومت جابرہ کے تسلط سے اپنے ملک  
 کو آزاد کرانا اولین فریضہ ہے بسمان جو ان الحکم الا اللہ اور لن یجعل اللہ للکافرین  
 علی المؤمنین سببیلہا پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی وقت کسی طرح بھی غیر خداوندی  
 احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اطاعت کرتے ہیں تو مجبوری اور اضطراری طور



پر کرتے ہیں اور اگر اس مجبوری اور اضطرار کو دفع کرنے کی کوئی صورت بھی نہیں ہو تو ان  
 پر لازم ہو جاتا ہے کہ اول جبری حکومت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتار پھینکیں۔  
 وجہ تو ایسی ہے کہ اس میں غیر مسلم شریک نہیں دوسری وجہ یہ کہ (جس میں تمام مسلمان  
 تمام برابری کی شریک ہیں) ایک اجنبی قوم کو جو ہزاروں میل پر سے کی دہنہ والی ہے  
 کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کے خلاف جبراً حکومت کرے ہم ان  
 کی حکومت کو ایک لمحہ کے لئے بھی طوعاً و نہداً نہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور یہ ہمارا فطری  
 حق عرفی بین الاقوامی حق ہے اور جس تدبیر اور طریقہ سے ہم اپنا حق حاصل  
 کر سکیں اختیار کرنے اور عمل میں لانے میں حق بجانب ہوں گے چونکہ ہمارے پاس  
 مادی قوت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے محذور ہیں مگر  
 عدم تشدد کے ساتھ سوال نافرمانی کی مظلومانہ جنگ یقیناً لڑ سکتے ہیں اور اگر ہمارے  
 افراد اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ لاشیاں کھائیں برہمچیاں بچھڑے اور کہ بیاں بچے  
 سینوں پر لیں تو یقیناً ان کو اپنے حق آزادی کے مطالبے کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا  
 جائز ہے کیوں کہ ان کا فعل فی حد ذاتہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنا حق طلب کرتے ہیں اس  
 کے بارے میں اگر حکومت لاشیاں برسائے یا سنگین بھوکے یا بچھڑے اور گولیوں  
 مارے تو یہ بربریت اور ظلم حکومت کا فعل ہے اس کی ذمہ داری حکومت پر ہے  
 نہ کہ مظلوموں پر جو اپنا حق مانگتے ہیں اور کسی ایسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں  
 جس کو وہ پہلے سے ناپسند کرتے تھے مگر مجبوراً اس کی تعمیل کیا کرتے تھے یہی  
 ریاست جانتے ہوئے کہ حکومت بسا اوقات اپنی برہمی کے مظاہرے کے لئے

لائیں چلوئی ہے اور گویاں بھی رسوائی ہے کسی کو ایسے خطرات میں پڑنا ہمارے  
 یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مطالبہ حقوق ہمیشہ خطرات سے پُر ہوتے ہیں مذہب  
 وطن کی آزادی کا مقصد چوں کہ اعلیٰ ترین مقصد ہے اس لئے اس کے راستہ کے  
 خطرات بڑے سمیت ناک ہیں مگر بغیر خطرہ کے تو کوئی مقصد بھی حاصل نہیں  
 ہوتا ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہر اپنی طرف سے کوئی تشدد آمیز حرکت نہ کریں جس کا  
 نتیجہ حکومت کی جانب سے تشدد ہو اور بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی  
 تشدد آمیز حرکت ہو حکومت بلا وجہ تشدد پر اتر آئے اور ہمیں مار مار کر زخمی یا  
 شہید کر دے تو اس کی ذمہ دار حکومت پر ہوگی مثلاً یہ قصہ ہو کہ دفعہ ۱۴۲ کی  
 خلاف ورزی کریں اور پانچ سو اشخاص ایسے مہیا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ  
 کریں اور حکام کے اہل حکم سے کہ منتشر ہو جاؤ اس قصہ سے جلسہ شروع کیا  
 گیا اور ضمنی رٹس فٹ جی اشخاص تھے اور یہ سب عدم تشدد کے پابند  
 تھے اب ختم آئے اور انہوں نے حکم دیا منتشر ہونے سے انکار کر دیا  
 مگر کوئی حرکت نہیں کی تو اس صورت میں حکومت کا فرض یہ ہے کہ ان سب  
 کو آدمیت لے ساتھ گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات  
 تلویست آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو بھی گرفتار کرنے کے بجائے  
 کبھی تو لایٹھول سے پٹا کر منتشر کروائی سے اور کبھی گویاں پیدو کر ہیئت اور  
 بریت کا انتہائی مظاہر کرتی ہے اس ظالمانہ کارروائی سے مظلوموں کو وہ  
 فعل ناجائز ہو گا جو عقل اور انصاف اور فہم کے خلاف نہ تھا اور جو

لوگ اس برہمیت اور جہیت کا شرع و ہواش میں ہوں سے وہ یقیناً نہایت  
 کی وجہ سے شہادت کا درجہ پائیں گے ان کو خود کشتی کا مقب تمام سخت بہات  
 اور نادانیت احکام شرعیہ کی دلیل ہے ہوں ناؤمانی لی میں ملک و ماہ جناس میں ہے  
 اپنے وطن اور مذہب کو ایک غیہ کی حکومت کے برابر تو ان سے کہہ  
 کے لئے اپنی وطنی مشترک مجلس کی جانب سے جو ان کی حالت میں اور  
 دائرے میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے ہوں ان میں ملت کو وہ ان سے بڑے  
 یہ کوئی مذہبی رہنمائی اور دینی ہدایت نہیں ہے محض جنکی رہنمائی سے ہواست  
 ناجائز کرنے کی جرات کرتے ہیں اور جناس میں رہتے ہوئے ان سے کہہ  
 کرتے ہیں اور رہ جانے والے کو شہادت سے نوا کرتے ہیں وہ بیٹے ان سے کہہ  
 کا حکم بتائیں جو کسی غیر مسلم جابر دشمن و سب کے خلاف ایسا ہی نہ ہو  
 ملک گیری کی فوج کے مقصد کے لئے غیر مسلم فساد کی حالت میں ان  
 غیر مسلموں کے فوجی احکام کی اطاعت کرتے ہیں اور بسا اوقات غیر مسلم حکومت  
 کی طرف سے اپنے مسلمان بھائیوں کو شہادت و قتل کے لئے بھیج دیتے ہیں یا خود ان کو کھار  
 مر جاتے ہیں ان مسلمانوں کا کیا حکم ہے یعنی مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ حکومت کے  
 غیر مسلم افسروں کی ماتحتی میں کام کریں اور مسلمانوں کو کیاں جلد میں او کیا مسلمانوں  
 کو جائز ہے کہ وہ غیر مسلم جموں کے سامنے مقدمات لے جائیں اور ان سے خلاف  
 شرع فیصلے صادر کرائیں اور ان پر عمل کریں اور کیا مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ شرعی  
 معاملات نکاح اور طلاق آہن باجہز و رفع یدین وغیرہ و نزاعات کے مقدمات

غیر مسلم حکام کی عدالتوں میں فیصلہ کے لئے لے جائیں اگر ان تمام سوالات کے جوابات  
 نفی میں ہیں تو ان حضرات کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ قوتِ ایمانی کا ثبوت دینے کے لئے  
 پہلے ان امور کے متعلق فتوے شائع کرتے اور مسلمانوں کو ان مہلکات سے بچانے  
 کی کوشش کرتے جنہوں نے ان کے اسلام اور قومیت دونوں کو فنا کر دیا ہے کھدر  
 پنہنے کا جو حکم اس غیر مسلم نے دیا ہے وہ اس نے اپنے مذہب کی بنا پر نہیں دیا ہے  
 بلکہ وطن و ملک کی بھلائی اور دشمن کو کمزور کرنے کی ایک تدبیر سمجھ کر دیا ہے اور مسلمانوں  
 کے لئے کھدر پنہنا مذہبی امور کے تحت ناجائز نہیں ہے اس لئے کھدر پنہنا ناجائز  
 نہیں ہے یہ حکم ان احکام سے بدرجہا زیادہ قابلِ تعمیل ہے جو انگریزی عدالتوں کے  
 غیر مسلم حکام سے حاصل کئے جاتے ہیں بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمان کے لئے  
 کھدر ہی بہترین لباس ہے اور جبکہ پنہنے والوں کی نیت اپنے بھائیوں کی فائدہ  
 رسانی بھی ہو تو ایک پنہتہ دو کاج دو ہزار ثواب ملے گا۔ اس کو گاندھی پرست فرقہ کا  
 شعار بتانا میری سمجھ سے باہر ہے اول تو کھدر پنہنے والے مسلمانوں کو گاندھی پرست  
 کہنا ہی ظلمِ عظیم ہے کیوں کہ وہ مسلمان ہیں اور خدا پرستی کے سوا کسی کی پرستش ان  
 کے دہم و گمان میں بھی نہیں آئی وہ تو رسول پرست بننے سے بھی تو ہر کرتے ہیں پھر  
 ان کو گاندھی پرست کہنا کتنی بڑی جرات و جسارت ہے دوسرے یہ کہ وکیلوں  
 کے گون اور اسی طرح اداروں کے مخصوص لباسوں کے متعلق ان حضرات نے  
 کبھی فتویٰ شائع کیا ہے یا نہیں اور اس کو حکومت پرستی یا ادارہ پرستی کی بنا پر ناجائز  
 فرمایا ہے یا نہیں؟ نہیں تو کیوں نہیں؟ قانونِ مملکت کی خلاف ورزی اس کی بہت

اور ہم گیری کے لحاظ سے اختیار کی گئی ہوگی اسلئے منسود قانون شیعہ کی حقیت اہل  
ایسا قانون اختیار کیا گیا جس کی خلاف ورزی ہر مقام پر ہو سکتی ہیں ہوسکتے اور بہت سے  
انفرادی طور پر کر سکتے یہ دوسری بات ہے کہ اس قانون کو منتخب کرنے میں یہ فائدہ بھی  
ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں نمک کو اپنے فطری معاون میں آزادی رکھا گیا ہے اگر کسی  
مسلمان نے یہ کہہ دیا کہ اس قانون کی خلاف ورزی فی نفسہ بھی شریعت سے سب سے پہلے  
ہے تو اس نے کیا گناہ کیا یہ واقعی نہیں ہے اور یہ میرے خیال سے دوسرے نے بھی  
نہیں کہا کہ گناہ ہی جس نے اس قانون کی خلاف ورزی وہ عہد شرعی اور ہم کی تعمیل کی  
نیت سے دیا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ فاطمی جی خیر سوس میں دوسرے کو  
تعمیل کی نیت سے کوئی حکم دیں یہ بظاہر مستحب ہے مگر یہ شخص کہہ سکتا ہے یہ جو  
اسلامی کے خلاف نہیں ہے جیسے گاندھی جی شراب چھوڑنے کا حکم دیں تو ان میں  
کہہ سکتا کہ یہ حکم شریعت اسلامیہ کی تعمیل کی نیت سے دیا ہے مگر مسلمان یہ کہہ سکتے  
ہے کہ یہ حکم اسلام کے حکم کے موافق ہے اسلام بھی شراب کو حرام قرار دیتا ہے۔  
اس نے مسلمانوں کو اس حکم کی تعمیل کرنی چاہیے اور اگر اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

مفتی کفایت اللہ صاحب اصد جمعۃ علمائے دیوبند کے اس فتوے کا خلاصہ  
کہ کے دریافت کیا جاتا ہے کہ مسطورہ بالا جواب مجیب کا صحیح ہے یا نہیں اس کی پوری  
حقیقت سے آگاہ فرمایا جائے۔ بیذاوجہ۔

# الحسب الکبیر الوهاب

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد سید ممتاز احمد صاحب مستفتی کے سوالات واقعات کے نہایت مفید ہیں تھے مفتی کفایت احمد صاحب کا ان میں تلبیس بتانا غلط اور تلبیس سے مستفتی کا کوئی جملہ ایسا نہیں ہے جس کا انکار کیا جاسکے اور خود مفتی جمیعہ سے ممکن نہ ہوا کہ وہ دوچار غلط پیش کرے بتانے کے مستفتی نے ان میں یہ تلبیس کی ہے اور واقعات سے سوالات کے نکال فطرت میں یہ مطابقت نہیں ہے اس طرح تو سر ایک کلام کو تلبیس کہا جاسکتا ہے مگر جو چیز بے ثبوت و بے بات ہے سند ہوا صاحب عقل و خرد کے نزدیک الملق الفاتح نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سوالات نے مفتی صاحب کے چھلے چھڑا دیئے اور انہیں ایسے طرز نال کو دیکھتے ہوئے جواب کی کوئی راہ نہ نکلی اس لئے آپ نے ان سوالوں سے جواب کے بجائے اپنی طرف سے اپنے حسب منشاء طول و طویل سوالات بنانے کی زحمت گوارہ فرمائی اور اپنے ہی سوالات کا جواب تحریر فرمادیا یہ طریقہ رائج ہو جائے تو ہر شخص مفتی بن سکتا ہے جب مفتی کے سوال کا جائز ہی ہو تو اپنا من مانا سوال گڑھنا اس کا جواب دے لینا کیا شغل ہے مفتی صاحب نے جو سوال بنایا ہے اس میں تلبیس ہیں اور اس کی چند قابل لحاظ باتیں یہ ہیں۔

۱۱۔ ہندوستان پر ایک غیر ملکی حکومت ہر وقت قبضہ

۱۲۔ ہندوستانیوں کی خواہش ہے کہ وہ اپنی قوم پر اس کے خزانہ و ماحول  
چھین کر لے جائیں۔ جس کے سبب ہم محتاج ہو گئے ہیں وہ ہزار سال تک رہے  
۱۳۔ اہل ملک اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں و ملکی ذلت سے خود متعلق

ہوں۔

۱۴۔ ایک ملکی مجلس نے جس میں ہندوستانیوں کو شامل کرنا ہے

شریک ہیں جسے لیا آزادی حاصل کی جائے

۱۵۔ آزادی کا طریقہ جبریتہ قوانین کی طرف مڑی ہے

۱۶۔ اس مسئلہ میں جو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی وہ

۱۷۔ مشترک مجلس نے ایک غیر مسلم کو جناب کے اقتدار سے دور کیا ہے

تمام ہندوستان کو جناب کے طریقے تیار کر رہا ہے ان غیر ملکیوں کو جس سے  
جو عیاریاں اور تلبیسات فی میں وہ ملاحظہ کیجئے۔

سوال نمبر ۱۸ سے متعلق دریافت صاحب سر ہے و

۱۹۔ جبری قبضہ سے کیا مراد ہے یہی کہ اس ملک کے

منفی جمعیت کے تلبیسات

بعض لوگ اس قبضہ کو پسند نہ کرتے ہوں تو زبردستی ان پر حکومت قائم رہی ہے  
یا کچھ اور اگر اور منی میں منفی صاحب بیان کریں اور اگر یہی منی ہیں تو دنیا کی ایسی کوئی  
حکومت ہے اور جہاں میں ایسی کوئی سلطنت قائم ہوئی کہ جس کا کوئی مخالف ہی  
نہا ہوا اور جس نے اپنے قیام حکومت کے لئے قوت جمع کی ہو۔

۲۔ ہندوستانیوں سے کون مراد ہے تنہا ہندو یا مسلمان بھی دوسری صورت میں کیا مفتی صاحب کے علم میں نہیں ہے کہ ہندو مسلمانوں کو پر دیسی بتاتے ہیں اور صرف اپنے آپ کو ہندوستان کے منافع کا سخت سمجھتے ہیں اس لئے ان کی خواہش فقط انگریزوں کو نکال دینے سے پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ مسلمانوں کو بھی ہندوستان سے باہر نہ کر دیں اور ایسا وہ بارہا کہہ چکے ہیں اور بہتوں کے قلم سے ایسے مضامین نکل چکے ہیں اور ملک میں اس کا غلغلہ مچا یا گیا ہے اس کو چھپانا اور یہ ظاہر کرنا کہ ہندوؤں کی صرف اتنی خواہش ہے کہ حکومت موجودہ کو نکال دیں اس کے بعد ہندوستان دو دستوں میں مسلمانوں کو برابر کا شریک بنالیں یہ سخت تمبیس ہے بلکہ دشمنانہ ایسے سی دھوکہ دینے کے لئے سوال دوبارہ کر ٹھا گیا ہے۔

۳۔ اہل ملک سے کیا مراد صرف ہندو یا مسلمان بھی دلیل کے ساتھ بیان کیجئے ہندوؤں نے مسلمانوں کو اہل ملک قرار دیا ہے یہ بھی تمبیس ہے۔

۴۔ بہت بڑی تمبیس ہے کہ ملکی مجلس میں ہندوستان کے تمام اقوام کے نمائندے شریک ہیں ایسی کوئی مجلس ہے آپ کا انگریزوں کی ایسی مجلس بنانا چاہتے ہیں مگر یہ انتہائی درجہ کی تمبیس اور غایت درجہ کا فریب ہے کہ انگریزوں میں تمام اقوام کے نمائندے کب شامل ہیں کیا ہندوؤں کے زرخیز اشخاص کسی قوم کے نمائندے قرار دینے جاسکتے ہیں یا آپ کی مٹھی بھر جمیعت جو جمہور اسلام کے مخالف ہو کر کانگریس کا کلمہ پڑھنے لگی ہے اور تمام عالم اسلام اس پر نفرت و ملامت کر رہا ہے یا ان کی نمائندہ ہو سکتی ہے جو قوم کسی جماعت سے ملاض ہو اس کو خدا رب سمجھے وہی جماعت



اس کی نمائندہ قرار دی جاسکتی ہے مسلمانوں نے کب کب ایسی مدعیان اسلام کو اپنا  
نمائندہ بنایا کہاں اپنا قائم مقام مقرر کیا خود نمائندہ بن بیٹھنے سے اول شخص میں ہو سکتا  
ہو سکتا ہے ایسی وکالت آپ نے کسی کتاب میں پڑھی ہے اور نظر ثانی نمائندہ کی ہون  
سے دارالافتار کے حکم سے جائز سمجھا ہے اس کے جوہر نمائندہ کی اور یہ ہے تبیس  
آپ کے متعلق نے تو تبیس نہیں لی مگر جناب کا سوال مجبوراً تبیس ہے۔

۵۔ جبریر قوانین کے معنی بھی بتائیے کیا زیادہ مذاق مند دستاویز ہیں  
اسلامی حکومت قائم ہو تو آپ کے اہل ملک اور آپ کی ملی مجلس نے تو ان کو ہر مضامین  
قبول کرنے کے لئے تیار ہوگی اور جبریر قوانین نہ بتائے گی اور نہ وہ بتائے گی اور  
بتا چکے ہیں اور جبریر سے زیادہ سخت الفاظ کہہ چکے ہیں اور شہری قوانین کی نسبت  
توہین کر چکے ہیں اور آپ بھی کہہ رہے ہیں اگر آپ کے ملک میں نہ ہو تو جو سے دینا  
کچھ لگائیں آپ کو بتاؤں گا اور ذخیرے کے ذخیرے دیکھاؤں گا جو اسلامی شریعت  
و اسلامی قوانین کی مخالفت و اہانت سے پُر ہیں تو آپ کی ملی مجلس اور آپ کے  
اہل ملک سوائے رام راج کے یعنی سوائے اپنے مذہبی قوانین کے دنیا کے ہر ایک  
قانون کو جبری اور ظالمانہ قانون کہتے ہیں رجب اہل ملک کے نزدیک اسلامی  
قانون بھی جبری اور ظالمانہ منہبر اور جبری قانون سے آزادی مطلوب ہے تو آپ  
کے اہل ملک کے نزدیک آزادی رام راج میں منحصر ہوئی آپ نے اس پر پردہ  
ڈال دیا آپ کی تبیس ہے۔

۶۔ اہل ملک کی مذکور آزادی یعنی رام راج کے سلسلے میں تمام مصائب

برداشت کے جائیں آپس میں لٹ چٹنا مارا جاتا تباہ ہونا سب ہی کچھ اگیا آپ ہی انصاف سے کہنے کہ جو ہندوؤں کی محبت میں اس قدر نا ہو گیا ہو وہ مسلمانوں کو رام راج قائم کرانے کے لئے مر جانے اور ہلاک ہونے کی رائے دیتا ہو اس کو اگر ہندو پرست کہا جائے تو کیا سبہ جاست۔ رام راج قائم کرانے کے لئے مدعا کر آپ نے لفظ آزادی کے پردہ میں چھپایا اس کو کہتے ہیں تکیس۔

۴۔ کیا آپ اپنے اعتقاد میں یہ سچ جانتے ہیں کہ بحالت موجودہ مسلمانان ہند سب کے سب یا ان کے اعظم گاندھی ہی کو جنگ کے مکمل اختیارات دینے اور اپنا سپ سالار اعظم بنانے پر راضی ہیں اور یہ جائز سمجھتے ہیں اور قرآن وحدیث میں اس کی اجازت دی گئی ہے شاید ایسا آپ بھی نہ کہہ سکیں اور انصارتح جھوٹ بولنے کی آپ کو ہرأت نہ ہو تو آپ ہی بتائیے کہ جس جماعت یا قبیلہ نے عاتہ السلین کی مرضی اور ان کے عقیدے کے خلاف ایک مشرک کو سپ سالار اعظم بنالیا ہو اور جنگ کے تمام اختیارات بھی تفویض کر دیئے ہوں وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہو سکتی ہے اور اس کو مسلمانوں کا نمائندہ بنانا کیسی بڑی تمہیں ہے اور مجلس مشرک کا لفظ اسی تہیں کے لئے لایا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اس منالطہ میں ڈالا جائے کہ کانگریس میں ہندو مسلمان ایک حیثیت سے ہیں اور جس طرح کانگریس ہندوؤں کے نمائندہ ہے اسی طرح تمام مسلمانوں کی بھی نمائندہ ہے۔ یہ ہیں آپ کے تجلیات۔

سوالات کی شکل | اس تنقید کے بعد مولوی کفایت اللہ صاحب کی تقریر سے سوالات کی مسطورہ ذیل شکل قائم ہوتی ہے۔

**سوال ۱۵۔** چونکہ فرام راج قائم کرنے کے لئے اٹھا ہوا اور اس کی سعی خارج جو اس کے پیش نظر بہ لازمی طور پر بھی کہ ہندوستان کو انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان یا جائے اور ہندو قانون رائج کیا جائے اس کو جو جماعت اختیارات جنگ تقویٰ لیں لے لے اور اس کے اشارہ کا اتباع اپنے اوپر لازم کرے اور مسلمانوں کو ان کی فرمانبرداری و اجازت دے اور مسلمان کو یہ مغالطہ دے کہ جس طرح یہ کافر ہندوؤں کا نمائندہ ہے ایسے ہی مسلمانوں کا بھی نمائندہ ہے ایسی جماعت اسلام کی دشمن خدا رب سے یا نہیں اور اس جماعت میں شامل ہونا اور اس کے احکام کا ماننا درست ہے یا نہیں شریعت میں ایسی جماعت کا کیا حکم ہے دلائل سے بیان کیجئے۔ یہ تو مولوی کفایت اللہ صاحب نے تحریر سوالات پر تنقید کرنے سے جو شکل سوالات پیدا ہوئی وہ بہت ہی اور اصل مستفی کے سوالات بہ دستور لا جواب ہیں مفتی صاحب پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں کے جواب تحریر کریں اور دیانت و انصاف کے ساتھ تحریر کریں۔ اب مولوی کفایت اللہ صاحب کے جواب پر ایسا نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ ان کے جواب میں کہاں تک پاس نہ ہو گیا ہے۔

مولوی کفایت اللہ کے کلام سے انگریزی حکومت جائز اور سوراہی حکومت اور اسکی کوششیں ناجائز ثابت ہوتی ہیں

مولوی کفایت اللہ صاحب نے فی مسلم حکومت سے ملک کو آزاد کرانا اولین فریضہ

بتایا ہے اور اس کی دلیل میں دو آیتیں "ان المحصن الا تمہ اور من یجس منه  
 للکافرین علی المؤمنین سبیلاً" پیش کیں اور اس کے بعد فرمایا کہ اس آیت  
 پر ایمان رکھنے والے طوعاً کسی وقت کسی طرح بھی نہ جبراً اور نہ ہی اس غلت میں  
 کر سکتے اگر کرتے ہیں تو مجبوری و اضطراری طور پر کرتے ہیں اور اس مجبوری کو دفع کرنے  
 کی کوئی صورت بھی نہیں ہو تو اس سے آزادی حاصل کرناں پر لازم ہوتا ہے یہ نہیں  
 ہے مفتی کفایت احمد صاحب کے جواب کا جو اس سوال سے درج اول میں بیان کیا اس  
 سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انگریزی حکومت کا تباہ تو جائز ہے چونکہ وہ مجبوری اور اضطرار  
 سے کیا جاتا ہے اور کانگریس کی مجوزہ حکومت جائز ہے کیونکہ اس میں منہ و الشریت  
 حکمراں ہوگی اور منہ و اندزی احکام کی اطاعت کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا اور ایسی صورت  
 بقصد اختیار طلب کی باقی ہے یہ نہیں ہے کہ ان کے تسلط سے مجبوران کے حق  
 ماننے پڑے ہوں۔ لہذا مفتی صاحب کی پیش کی ہوئی آیات کے صریح و مولیٰ صاحب  
 کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کانگریس کی مظلومہ حکومت ناجائز اس لیے اطاعت مسلمانوں  
 کو حرام تو اس ناجائز حکومت کے لئے سہی کرنا وہ بھی ناجائز اب دو باتیں مفتی صاحب  
 کے کلام سے ثبوت کو پہنچی۔ ایک یہ کہ انگریزوں کی اطاعت مجبوری و اضطراری کی وجہ  
 سے جائز ہے دوسری یہ کہ کانگریس کی شرکت اس کی تحریکات میں سہی و امداد ناجائز  
 و حرام اور حکم قرآنی کے خلاف ہے۔

۲۔ جواب میں دوسری وجہ مفتی کفایت احمد صاحب نے یہ لکھی ہے کہ

اجنبی قوم کو حق نہیں ہے کہ ہمارے ملک پر ہماری مرضی کے خلاف جبراً حکومت کرے

ہم اس کی حکومت برداشت کرنے کو تیار نہیں یہ ہمارا فطری عقلی عرفی اور بین الاقوامی حق ہے معنی صاحب سے چند لغت دریافت کرنے ہیں۔ اجنبی، ہمارا ملک، فطری عقلی عرفی اور بین الاقوامی حق۔ ان لغتوں کے معنی معنی صاحب بیان کر دیں تو بہت بہتر ہو کر ہوگا اس سے یہ تردد ہو رہا ہے کہ ہمارا ملک کہنے کا حق دار کون ہے اور اس استحقاق کی بنا کس چیز پر ہے اگر کہے کہ قبضہ پر تو قبضہ انگریزوں کا موجود ہے اور اگر کہیے کہ پیدائش پر تو کیا وہ ہندو یا مسلمان اجنبی سمجھے جائیں گے جو ولایت یا عرب یا اور کسی ملک میں پیدا ہوئے اور ان کے آباؤ اجداد ہندوستان میں سکونت رکھتے تھے وہ خود بھی ہندوستان میں سکونت رکھتے ہیں اور کیا وہ انگریز ہندوستان میں پیدا ہوئے اجنبی نہ ہوں گے اور ہندوستان کی حکومت بقول آپ کے ان کا فطری عقلی عرفی بین الاقوامی حقدار ہوگی اور آپ کے نزدیک انہیں جائز ہو گا کہ وہ ہندوستان کو اپنا ملک بتائیں اسی طرح بہت سے افغانیوں چینیوں جاپانیوں کی ہندوستان میں اولاد دہتی ہے کیا ان سب کو حق ہے کہ ہندوستان کو اپنا ملک کہیں یا ہمارا ملک کہنے کا حق صرف ان لوگوں کو ہے جو ہندوستان میں زمانہ قدیم سے بود و باش رکھتی ہیں اس تقدیر پر مسلمان تو مسلمان ہندو بھی اپنا ملک نہیں کہہ سکتے کیوں کہ وہ یہاں کے قدیم باشندے نہیں ہیں۔ فوراً اپنے خداوند نعمت (ہندو) سے پوچھ کر دیکھئے کہ وہ ملک کا حقدار کس کو کہتے ہیں اور ملک والا کس کو بتاتے ہیں اجنبی کس کو ٹھہراتے ہیں مسلمانوں سے کتنی ترسہ کیا گیا ہے کہ تم ہندوستان سے چلے جاؤ مگر اس ملک میں کوئی حق نہیں ہے، جن کے آپ ہم نوا ہیں اور جن کی محبت میں آپ نے دین تک کو خیر باد کہہ دیا ہے

وہ ہندوستان کو خالص اپنا اور مسلمانوں کو غیر ملکی اور پردیسی سمجھتے ہیں جس کا نتیجہ  
 یہ مطالبہ کر کے کہ ہندوستان ہمارا ہے اجنبی ہے جانے جاوے تو اس کے پس منظر میں کہ انگریز  
 اور مسلمان دونوں اپنا برباد ہونا چاہتے ہوں۔ اگر بیحد یا مفتی جیٹو کا ٹڈل لگائیں  
 معاملے میں حقیر سمجھتی ہے تو وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے اخراج کی سعی سے  
 مفتی کفایت اللہ صاحب نے فطری حق کے کیا معنی لکھے ہیں یہی وہ جہاں جو پیدا ہو جائے  
 وہ جگہ اسی کے لئے ہے دوسرے کو اس سے کچھ سروکار نہیں یا کچھ اور اگر ہی معنی ہیں  
 تو ٹکڑی کو دیکھ سے کتاب کو کیڑے سے سر کو جوں سے چار بان کو کھٹل سے اگر  
 آپ صاف کرنا چاہیں تو یہ ظلم ہو گا کیوں کہ بقول آپ کے سر کو جوں کا فطری حق ہے چار بان  
 کھٹل کا فطری حق ہے کتاب کیڑے کا فطری حق ہے اور اس کے علاوہ یہود کو جزیرہ  
 عرب سے نکال دینے کا حکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تو کیا آپ کے نزدیک  
 حضور نے فطری حق سلب کیا تھا اور اسی ہندوستان میں جو مسلمان دوسرے ممالک  
 سے سلطنت کرنے کے لئے آئے وہ بھی اجنبی تھے پردیسی تھے ہزاروں سال دور کے  
 رہنے والے تھے ہندوستان والے ان کی سلطنت سے راضی نہ تھے تو کیا آپ  
 کا یہی فتویٰ ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان پر جبری حکومت کی اور ہندوؤں کا فطری  
 حق چھینا اور وہ سلطنت فطرۃ عقلاً عرفاً اور بین الاقوامی طریقہ سے ناجائز تھی اور جس  
 قدر تصرفات انہوں نے ملک میں کئے وہ سب ظلم تھے مکمل کر کے اور اگر آپ  
 یہ کہنے کے لئے تیار ہوں تو آپ کو اعلان کر دینا چاہیے کہ سلطنت اسلام کی عطا  
 کی ہوئی ممالک و مودنیات و اوقاف پر جو مسلمان قابض ہیں یہ قبضہ ناجائز ہے۔ یہ

سب ہندوؤں کو واپس کر دینا چاہیے۔ اور جس سلطنت کا ہندوستان پر قبضہ ہی ناجائز تھا اور اس کو فطری عقلی عرفی اور دین الاقوامی طور پر کوئی حق ہی حاصل نہیں تھا اس نے جتنی مسجدیں بنائیں وہ بھی سب غصب کی زمین تھیں ان کے لئے کیا حکم ہے اگر ہندوؤں کو واپس دینے کا فتویٰ دیدیجئے تو آپ کا کام بن جائے اور جو مسلح نظر سے وہ پرہیز ہو جائے اور آپ کے ہندو آقا یا ان نعمت خوب خوش ہوں۔ آپ ہندوؤں کی محبت میں اس قدر محو ہیں اور اسلام و حکومت ہائے اسلام پر درپردہ حملے کر رہے ہیں اس کو ہندو پرستی نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے جس کے مقابل شریعت کی پروا ہے نہ دین کی نہ مسلمانوں کے طریق دآئین کی انگریزوں کی مخالفت تو ایک بہانہ ہے اصل مقصد تو ہندوؤں کو راضی رکھنا اور مسلمانوں کو کٹھانا اور مردانہ ہے ہندوستان کے مسلمانوں کو ہلاک کرادو پھر ہندوستان صرف تمہارے دوستوں کے لئے ہی رہ جائے گا۔ سوراج ہی سوراج ہے رعایا سوراج ہو تو ایسا ہو قوم لٹ جائے مٹ جائے سب برباد ہو جائے مگر ہندو راضی رہیں خوب حق تمک ادا کیا واہ رے مفتی۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے)

۲ مفتی کفایت صاحب نے لکھا ہے چونکہ ہمارے پاس مادی قوت نہیں ہے اس لئے ہم تشدد کا طریقہ اختیار کرنے سے مجبور ہیں یہاں تو انگریزوں سے جنگ آزما ہونے سے انکار اور مجبوری کا اظہار ہے اور ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ہمارے افراد اس کے لئے تیار ہیں کہ وہ لاکھیاں کھائیں منگیں اور برچھیاں چھریں اور گولیاں اپنے سینوں پر لیں تو یقیناً انہیں اپنے حق آزادی کے مطالبے کے لئے

یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے مفتی صاحب کی دو نواں تعلیمیں باہم مخالف و متضاد ہیں ایک  
 مادی طاقت نہ ہونے سے جنگی مجبوری کا اظہار ہے دوسرے میں لائشیاں سنگین  
 برچھیاں پھرے گویاں کھانے کے لئے مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے جب تمہارے پاس  
 مادی طاقت نہیں ہے نہ تم دشمن کو مار سکتے ہو نہ ان کی مار کو روک سکتے ہو تو پھرے اور  
 گویاں سنگین کھانے سے نتیجہ مسلمان گویاں کھا کر مر گئے آزادانہ کون لے گا کہو  
 ہمارے یار ہندو جن کے اوپر ہم مسلمانوں کو بحیثیت چڑھانا چاہتے ہیں کیا تم بہ ہندوں  
 کے لئے ملک خالی کرانے کے واسطے مسلمانوں کو مرجانے اور جان ہونے کے لئے  
 تیار کیا جاتا ہے جب آپ کا یہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کو شہر بندوق بننے کا آپ  
 مشورہ دیتے ہیں تو خود کیوں ایسے موقع پر آگے نہیں بڑھتے جناب کی ساری بہادری  
 اسی وقت تک ہے جب تک بندوق کا رخ دوسرے مسلمان کی طرف ہو اور جناب  
 مفتی صاحب کی طرف بندوق کا رخ ہو تو ابھی معافی مانگ لیں اور مستوی یا درآئے  
 فتویٰ اپنے گھر چھوڑ کر سارے جہان کے لئے ہے اپنے گھر پر آفت آنی دیکھیں تو ہندوں  
 کی دوستی سے بھی دست بردار ہو جائیں مفتی صاحب کی طرح سے بہت سے ہند  
 آہنگیاں کرنے والے بہادر جو مسلمانوں کو بڑھادے دے کر کنوئیں میں دھکیلا کرتے  
 تھے معافی مانگ بیٹھے اور تحریک کے مخالف ہو گئے اب رسی یہ بات کہ جب کفار  
 سے مقابلہ کی تو تہہ نہ اس وقت ان کے مقابل ہو جانا ان کی تیغ و سنان سے  
 اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنا جو مفتی صاحب نے جائز لکھا اس جواز سے کونسا جواز ملو  
 ہے جواز سوراجی یا فطری یا عقلی یا عرفی یا بین الاقوامی کونسا جواز یہ جواز صغریٰ اگر ہوتا



تو اس پر آپ کوئی شرعی دلیل تحریر فرماتے تو کہاں سے فرماتے شریعت کے خلاف تو  
 کہہ ہی رہے ہیں شریعت نے تو مسلمان کو اپنی جان کی حفاظت کا حکم دیا ہے کسی مباح  
 کام کرنے یا ترک کرنے پر اگر اس کو جان کا اندیشہ ہو اور دشمن قتل کرنے یا کم سے کم کسی عضو  
 کے تلف کرنے پر آمادہ ہو تو مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنی بات پر اڑا رہے ہو اور یہ کہے  
 کریں تو مباح کام کرتا ہوں ہائز کام کرتا ہوں ہرگز اس سے باز نہ آؤں گا اگر اس نے ایسا  
 کیا اور دشمن نے اس کو مار ڈالا تو وہ گناہگار ہو گا اور اس پر الزام ہو گا کہ اس نے اپنی  
 جان ہلاک کرنے میں دشمن کو مدد پہنچائی بلکہ اگر کسی حرام کام پر بھی مجبور کیا جائے تو شریعت  
 مسلمان کی جان کی حفاظت مقدم رکھتی ہے اور یہ حکم دیتی ہے کہ جان بچانے کے  
 لئے حرام کار تکاب کرے اس ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے اس کو نہ پکڑے گا نہ زیادہ بسط  
 تو کیا کیا جائے آپ کو ہدایہ کی صرف ایک عبارت دکھا دی جاتی ہے متہ اول کتاب  
 ہے ملاحظہ کیجئے۔ ان اکرم علی ان یا کمل المیستہ او یشرب الخمر فا کرہ  
 علی ذلک بحسب او یضرب او قید لہ لعل لہ الا ان یکرہ بما یخاف منه  
 علی نفسه او علی عضو من اعضائه فاذا خاف علی ذلک وسعه ان یقدم  
 علی ما اکرم علیہ وکن اعلیٰ ہذا الدم ولحم الخنزیر لان تناول ہذا  
 المحرمات انما یباح عند الضرورة کما فی حالة المخصیة لقیام المحرم فیہا  
 وبراء ما ولا ضرورة الا اذا خاف علی النفس او علی العضو حتی لو خیف علی  
 ذلک بالضرب الشدید و غلب علی ظنہ ذلک یباح لہ ذلک ولا یسعه ان  
 یصبر علی ما توقع بہ فان صبر حتی او قوابلہ یا کل فهو اشم لانه لما ینبع  
 کان بالامتناع معاً ونا الغیرہ علی ہلاک نفسه فیا شتم کما فی حالة المخصیة۔

ترجمہ: مردار کھانا شراب پینا شرعاً حرام ہے اور اس سے باز رہنا مسلمان کا دینی و شرعی فریضہ ہے جو مسلمان مردار کھانے یا شراب پینے سے انکار کرتا ہے وہ نہ فقط امر جائز کا ترکب سے بلکہ اپنے فرض کو ادا کیا ہے لیکن جس حالت میں کوئی شخص اس کو ان چیزوں کے کھانے پینے پر مجبور کرے اور قتل یا قطع عضو پر آمادہ ہو جائے تو مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان چیزوں کو نہ کھائے پئے اور قتل ہو جائے اگر مسلمان نے ایسا نہ کیا اور مارا گیا تو گنہگار ہو گا اور اپنی جان ہلاک کرنے میں دشمن کی اعانت کا مجرم قرار دیا جائے گا ہر ایہ کی مذکورہ بالا عبارت میں یہ مضمون صاف و صریح موجود ہے مفتی کفایت اللہ کی یہ طبعاً اور دلیل کہ حق آزادی کا طلب کرنے والا ایک امر جائز کا ترکب تھا حکومت نے گویاں برسائیں تو یہ اس کا فعل سے اور اس کی ذمہ داری مہلے اٹالے پر کچھ نہیں یہ ان کی ذاتی رائے ہے یہ بھی ایسی جو شریعت کے خلاف شریعت اس شخص کو گناہگار بتاتی ہے اپنے دشمن کی اعانت کا مجرم قرار دیتی ہے مگر مولوی کفایت اللہ صاحب خلاف شرع اس کو بری کر رہے آپ کی دلیل نہ قرآن سے مقتبس نہ حدیث سے نہ فقہ سے معلوم نہیں ہندوؤں کے دھرم شاستر سے آپ فتویٰ دیتے ہیں یا اگر کسی قانون سے غرض جو کچھ ہو چسوتوئی شریعت حقہ کے خلاف ہے آپ نے اس کی مثال میں لکھا ہے۔

” دفعہ ۱۳۴ کی خلاف ورزی کریں اور پانچ سو اشخاص ایسے بتا کئے جائیں جو جمع ہو کر جلسہ کریں اور حکام کے اس حکم سے کہ منتشر ہوں اس قصد سے جلسہ شروع کیا گیا ہے اور فرض کرو کہ یہی

پانچ سو اشخاص تھے سب عدم تشدد کے پابند تھے حکام آئے  
 اور حکم دیا کہ منتشر ہو جاؤ انہوں نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا،  
 اس صورت میں حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان سب کو آدمیت کے  
 تحت گرفتار کرے اور قانونی کارروائی کرے مگر بسا اوقات حکومت  
 آئین اور انسانیت کے ساتھ ان لوگوں کو گرفتار کرنے کے بجائے  
 کبھی تو لالچوں سے پتو کر منتشر کر لی ہے اور کبھی لوگوں کو گولیاں  
 چلو کر بہیمیت و بربریت کا انتہائی مظاہرہ کرتی ہے اور ظالمانہ  
 کارروائی کرتی ہے مظلوموں کا وہ فعل ناجائز نہ ہو گا جو عقل و انصاف  
 اور مذہب کے خلاف تھا اور جو لوگ اس بربریت اور بہیمیت  
 کا شکار ہو کر شہید ہوں گے وہ مظلومیت کی وجہ سے شہادت  
 کا درجہ پائیں گے ان کو خود کشی کا مرتکب بتانا سخت جہالت اور  
 نادانیت ہے۔

احکام شرعیہ کی یہ مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارات معنی کفایت اللہ صاحب  
 کی ہے اس میں آپ نے خود کشی کا مرتکب بتانے والوں کو سخت جاہل اور نادان  
 شرع تو فرمایا مگر وہ احکام شرع نقل نہ فرمایا جو دفعہ ۱۴ کے نوٹس پر اپنی جانیں ہلاکت  
 میں ڈالنے والوں کو مظلوم اور شہید قرار دیتے اور آپ وہ احکام بیان کہاں سے کرتے  
 ہیں شریعت میں تھے کہاں شریعت کے خلاف تو آپ نے خود فتویٰ دیا جسے احکام شرعیہ کا نام مخالف عوام کے  
 لئے دیا ہے۔

دفعہ ۱۲ کی خلاف ورزی شرعاً فرض نہیں اس کی موافقت لازم شراب کی طرح حرام نہایت  
 یہ ہوگی کہ ایک امر جائز ہو اس کے لئے جان کا ہلاک کرنا کس طرح منطوقیت اور شہادت  
 ہوگی جبکہ شریعت نے مردار اور حرام شراب جیسی چیزوں سے عذر دینے پر جان کا  
 ہلاکت میں ڈالنا جائز نہیں رکھا اور ایسے شخص کو اپنے قتل کا مین اور گناہ کا مقرر قرار دیا  
 جیسا کہ ہدایہ کی مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے شریعت اس شخص کو ظالم کا مین قرار  
 دیتی ہے اور آپ کی شریعت اس کو گناہگار بتاتی ہے حکم شریعت کی آپ وہ احت  
 مخالفت کر رہے ہیں اور جہالت کا الزام دوسروں پر جہالت نو بہت کہ آپ نے  
 خود اپنے فتوے میں لکھا ہے کہ ہمارا فریضہ یہ ہے۔

” ہم اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کا بیخو ضومت کی جانب  
 سے تشدد ہو اور خود ہی اس کے خلاف یستویٰ یا کہ مخالفت میں اڑے رہنا اور  
 جان و دنیا شہادت ہے: ایک ہی صفحہ میں اتنا بڑا قارض اسی صفحہ میں آپ نے  
 قانون شکنی کو جائز قرار دیا اور اسی صفحہ میں حکومت سے قانونی کاروان کرنے اور  
 دفعہ ۴۴ کے خلاف کرنے والوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا جس قانون کی آپ  
 مخالفت کرتے ہیں اسی قانون کے برتاؤ کرنے کی گورنٹ سے استدعا کرتے  
 ہیں مفتی صاحب نے یہ فتویٰ کس خار میں بیٹھ کر لکھا جو اپنی بات خود بار بار کات  
 رہے ہیں اور حافظہ نہ باشد کا مضمون پیش آتا رہتا تھا آپ کے اس فتوے نے  
 بہت سے مسلمانوں کی جانیں کھوئیں جنہوں نے شہادت سمجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت  
 میں ڈالا اور خدا جانے اور کتنے آپ کے تیغ ستم کے قتل ہوں گے اور آپ کے

اس بجز خونخوار کی دعا سے موت کے گھاٹ اتریں گے مسلمانوں کو تو یہ غلط فتویٰ دے کر مرد ادا اور ہندوں کے لئے ملک خالی کر دے اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔

اس فتویٰ میں  
**مولوی کفایت اللہ نے غیر مسلم کی اطاعت جائز کر دی** | یہاں ہندی نے

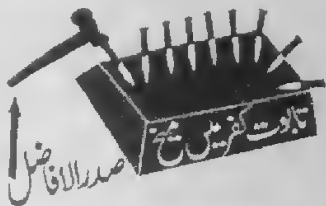
لکھ دیا کہ شرعی احکام کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیر مسلم کے احکام کی اطاعت ناجائز نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نہ یہ عقیدہ ہے تو آپ سول نافرمان اور قانون شکنی کا حکم کس طرح دے سکتے ہیں آپ کی جو بات ہے متضاد اس سے بھی درگزر کیجئے تو یہ بتائیے کہ غیر مسلم کے احکام کی اطاعت کا جواز جناب نے کس دلیل شرعی سے لکھا ہے آپ کو یاد نہیں رہا کہ آپ اپنے فتوے کے اول میں لکھ چکے تھے "مسلمان جو ان الحکم الا للہ، ولن يجعل اللہ للكفرین علی المومنین سبیلاً پر ایمان رکھتے ہیں وہ طوعاً کسی طرح بھی غیر حسد اور ہندی احکام کی اطاعت نہیں کر سکتے" یہ آپ ہی کا فتویٰ تھا اور آپ ہی غیر مسلم کے احکام کی اطاعت جائز بتا رہے ہیں۔ اس میں تو یہ تعلیم تھی کہ کسی وقت کسی طرح بھی غیر حسد اور ہندی احکام کی اطاعت جائز نہیں اب کوئی طرح جواز کی ٹھل آئی یا گاندھی جی کے احکام کو خداوندی احکام سمجھ لیا۔ عاذا للہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وہ آیتیں جو آپ نے خود نقل کی تھیں ان پر اب خود عمل کیوں نہیں ہے اب ان کے خلاف کیوں گاندھی کی اطاعت جائز کی جا رہی ہے غرض منقہ صاحب کے فتوے کا بطلان خود ان کے کلام سے بھی ثابت ہو گیا۔ گاندھی جی کی اطاعت اور اسے رہنا بنانا اس کا ماتحت اور لشکر بننا کسی طرح بھی جائز نہیں، انگریزوں کی اطاعت

کے جواز کی وجہ تو مفتی صاحب نے مجبوری بتائی تھی یہاں تو کوئی مجبوری بھی نہیں ہے  
 پھر ان يجعل الله الکفرین علی المؤمنین کی مخالفت کر کے گاندھی کی اطاعت  
 کس طرح جائز کی جاتی ہے یہ چند باتیں نمونے کے طور پر لکھ دی گئی ہیں فتویٰ بہت  
 افالیط پر مشتمل ہے۔ اگر مفتی صاحب نے قلم اٹھایا اور چاہا تو ان کی باقی ماندہ افالیط  
 بھی پیش کئے جاسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو راہ راست نصیب فرمائے  
 کرو دی اور گمراہی سے بچائے۔ آمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ  
 واصحابہ اجمعین۔

۲۔ العبد المقتصر بحبلہ المتین ۲

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ العین

۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء مراد آباد



حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے دور کے وہابیہ دیابنہ و دیگر اسلام دشمن قوتوں سے ہمیشہ ہر آزار مارے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ مرتدین و مشرکین نے اسلام کو کمزور کرنے کیلئے میدان عمل بدل دیا ہے۔ قرآن پر بے جا اعتراضات کر کے مسلمانوں کی دل آزاری، آریوں، ناریوں ستان دھرمیوں نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے تو آپ نے ان کا تعاقب فرمایا۔ جگہ جگہ گھیر کر ان سے مناظرہ فرمایا قرآن کریم پر ان کے بے جا اعتراضات کا آپ نے تحریری اور تقریری طور پر منہ توڑ جواب دیا۔ اُس دور کے ماہنامہ ”السواد الاعظم“ مراد آباد میں آپ کا تحقیقی جواب ماہ یہ ماہ شائع ہوتا تھا۔ تلاش بسیار کے بعد ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد کے کچھ نسخے ناچیز کو فراہم ہو گئے تھے، بطور ضمیمہ ہم نے ان مضامین کو فتاویٰ صدر الافاضل میں شامل کر لیا ہے۔ ورق الٹے اور حضرت مجدد گرامی علیہ الرحمۃ کی قرآن فہمی کو داد دیجئے۔

طالب دعاء

نعیم القادری بلراپوری

اعتراض: پندت ہی نے آیتہ کریمہ ایما تو لو افثم وجہ اللہ کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے ”تم جذبہ منہ کرو ادھر ہی منہ اٹھ کا ہے“

اس پر اعتراض کیا ہے کہ "اگر بات سچی ہے تو مسلمان قبلہ کی طرف نہ کیوں کرتے ہیں اگر کہیں کوہم کو قبلہ کی طرف نہ کرنے کا حکم ہے تو یہ بھی حکم ہے کہ چلے جس طرف کو نہ کرو کیا ایک بات سچی اور دوسری جھوٹی ہوگی اور اگر اتنا کہ نہ ہے تو وہ سب طرف ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ ایک نہ ایک طرف رہے گا سب طرف کیوں کر روئے گا اس واسطے یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔"

جواب : آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے "تم جہاں نہ کرو وہیں اللہ تمہاری طرف متوجہ ہے" چوتھیں قرآن پاک کو نہ سمجھے موار دکلام سے بیخبر ہو تفاسیر کا علم نہ رکھتا ہو اس نا فہم کا اعتراض کیا حیثیت رکھتا ہے۔ بات کیا تھی اسے سمجھے نہیں اور اعتراض بڑا بڑا یہ ایک رسوا کرنے والی جہالت ہے آیت کے معنی کی تفصیل کہاں پنڈت کے دماغ میں سما سکتی تھی، لیکن اگر قرآن پاک پر کچھ بھی نظر ہوتی تو اس کو معلوم ہوتا کہ قبلہ پہلے کعبہ تھا۔ پھر بیت المقدس ہوا اس کی طرف متغور نماز پڑھاتے تھے پھر بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوا اور متغور کی حسب خواہش کعبہ شریف قبلہ بنا یا گیا۔ اس پر عرب کے کفار نے طعن کیا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ قَائِمًا** تو لو انشاء اللہ کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے جہاں تم رخ کرو وہیں وجہ اللہ یعنی جہت مامورہ یا راضی اللہ ہی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے۔ مشرق و مغرب اور تمام جہات اسی کے ہیں وہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دے یا کعبہ مقدسہ کی طرف جدھر اس کی رضا ہو وہی قبلہ ہے اور اسی کی طرف متوجہ ہونا مقبول بندہ کو اس میں کیا حائل عذر اور کیا محال اعتراض جس طرح کعبہ اس کے حکم سے قبلہ ہوتا ہے اسی طرح بیت المقدس اسی کے حکم



سے قبلہ ہو جاتا ہے اس پر اعتراض کرنا نہایت نادانی و سفاهت ہے۔ کفار کے اعتراض کا یہ جواب دیا گیا اور قرآن کریم میں ان کے اعتراض سے پہلے خبر دیدی گئی تھی کہ وہ اس طرح کے پیادہ گوئی کریں گے چنانچہ ارشاد فرمایا سيقول السفهاء من النساء ما دلہم عن قبلتہم التی كانوا علیہا قللہ اللہ المشرق والمغرب عنقریب کہیں گے یہوقوف لوگ کس نے پھیرا ان (مسلمانوں) کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ تھے آپ فرمادیجئے کہ اللہ ہی کا مشرق و مغرب۔ اس آیت میں خبر ہے کہ کفار تحویل قبلہ پر اعتراض کریں گے اور ان کا یہ جواب ہے کہ مشرق و مغرب خدا ہی کا ہے وہ جہدھر چاہے اپنے ہندوں کو مستحکم ہونے کا حکم دے اس پر اعتراض کیا اور ان کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا۔

اللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ مراد یہ ہے کہ جب مشرق و مغرب سب کا مالک اللہ ہے تو جہدھر تم اس کے حکم سے منہ کر د اس کی رضا حاصل ہوگی اس پر کافروں کا معترض ہونا اور طعن کرنا محض جہالت ہے اس مضمون سے پینڈت کے اعتراض کو کیا مناسبت اور اس آیت سے قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا اس نے کیسے سمجھ لیا اگر قرآن پاک پر معترض کی نظر ہوتی۔ اور آیت سيقول السفهاء جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ اس نے دیکھی ہوتی تو یہ لایعنی اعتراض کر کے اہل علم کی نگاہوں میں اپنے آپ کو رسوا نہ کرتا۔ ہر وجہ اللہ کے معنی خدا کا منہ کس نے بتائے ہیں وجہت اور قبلہ کے معنی میں آتے ہیں چنانچہ تفسیر احمدی میں ہے الوجه اعتبار بمعنی الوجهۃ او التقلید او الرضا وولوں تقدیروں پر اعتراض وارد نہیں ہوتا خواہ وجہ قبلہ سے یا جس سے یا رضائے اور یہ کہہ دینا کہ جس کا منہ ہوگا ایک ہی طرف

ہو گا یہ بھی کو تاہ نظری ہے۔ عالم حیات میں نظر کو متصور کرنے سے کوئی کوتاہی عقل اس  
 شبہ میں پڑ سکتا ہے۔ ورنہ ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ وہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے  
 ساتھ مواجہت حاصل ہو تو جس سے کوئی جہت مواجہت مبالغہ نہ ہو اس کے نزدیک  
 ایک جہت خاص کے ساتھ میں مفید کر دینا کم نہیں و نادانی ہے مجلس میں روشن ہونے  
 والی ایک شمع کا منہ تمام اہل مجلس کی طرف ہے اور ہر ایک کو اس سے یکساں جہت  
 حاصل ہے یہ تو نور مجازی کا حال ہے اور نور حقیقی جو کیف سے بھی ور اس کا  
 جہت کیا مقید کر سکے گی اس فہم پر ذات و صفات الہی میں کلام کرنے کا دعویٰ ہے  
 ہمارے لئے منہ ہونا اور ایک طرف ہونا اور ہماری مواجہت کے ساتھ مقید ہونا،  
 اور ہمارے بصر و کلام وغیرہ کا ایک جہت کے ساتھ خاص ہونا ہماری کمزوری بعد  
 عہدیت کا ضعف اور نقصان ہے۔ کمال یہی تھا کہ قوت بنیائی ایک جہت کے  
 ساتھ مقید نہ ہو۔ اسی طرح سامہ ذائقہ اور کلام کرنے والے آلات ایک سمت کے  
 پابند نہ ہوتے ایک لمحہ ہم ہر طرف دیکھتے کشش جہت ہمارے لئے یکساں ہوتی  
 ہمارے تمام آلات ہر طرف کام کرتے مگر صرف انگلیں و بھتی ہیں جہز کے مقابل  
 کی جانب دیکھتی ہیں بدن کے باقی حصے بنیائی نہیں رکھتے یہ نقصان ہوا یا کمال اگر  
 ہمارے جملہ ارکان ہر جانب یکساں ہوتے۔ تو منہ کو یک طرف نہ کیا جاسکتا ایسی اسی  
 کمزوری اور عیب پر مالک ہے عجیب کو قیاس کرنا اور جن تسبیو میں خود مقید ہیں۔  
 ان کا اس بے نیاز کو پابند جاننا نہایت بے علمی و بے ادراکی ہے۔

**اعتراض :** دقولا حطة نغض لكو خطيكم و سنزید المحسنين .  
ترجمہ پنڈت نے یہ لکھا " اور کہو کہ معافی مانگتے ہیں ہم معاف کریں گے تمہارے گناہ اور  
زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو "۔

اس پر آپ نے یہ اعتراض کیا ہے (پنڈت) کا اعتراض بھلا یہ خدا کی ہدایت سبکو  
گناہگار بنانے والی ہے یا نہیں کیونکہ گناہ معاف ہونے کا سہارا آدمیوں کو ملتا ہے تب گناہوں  
سے کوئی بھی نہیں ڈرے گا اس واسطے ایسا لکھنے والے خدا اور یہ خدا کی بنائی ہوئی کتاب  
انہیں ہو سکتی وہ عادل ہے رب نے انصافی کبھی نہیں کرتا۔ اور گناہ معاف کرنے سے تو بے  
انصاف ہو جاتا ہے کیونکہ جیسا قصور ہو ویسی سزا دینے سے ہی عادل ہو سکتا ہے۔

**جواب :** آیت کا صحیح ترجمہ تو کبھی پنڈت کو نصیب ہی نہیں ہوا اس کی کہاں تک شکایت  
کی جائے اب آپ کے اعتراض کو دیکھئے کس قدر عقل و دانش سے دور ہے امید غفوک آپ  
سب گناہ قرار دیتے ہیں یہ فاحش ترین غلطی ہے۔ آپ کو کیا معلوم ہو گا اور آپ کب جانتے  
ہوں گے کہ مغفرت و معافی سے یا دوسری بسا اوقات آدمی کو گناہوں میں مستغرق رہنے  
پر مجبور کرتی ہے۔ دنیا میں ہر ایک مجرم کو فیصلے بلکہ نتیجہ اپیل سکھے وقت تک اپنی برات  
کی امید لگی رہتی ہے اور یہی امید سب کو مزید ارتکاب گناہ سے روکتی ہے طیش میں  
آکر ایک غضبناک انسان دوسرے کو قتل کرتا ہے مگر اس کے ساتھ امیدوں کا ایک  
بھوم ہوتا ہے کہ شاید قتل کا ثبوت نہ پہنچے شاید وکیلوں کی جرح ثبوت کی شہادتوں کو  
بجائے کر پائے۔ شاید رحم خسران کے سلسلہ میں میرے اس جرم سے درگزر کیا جائے۔  
شاید کوئی اور صورت رہائی کی نکل آئے۔ شاید مجھے بھاگنے کا موقع مل سکے یہ امیدیں

اس کو ایک قتل کے بعد دوسرے اور قتل کرنے سے روکتی ہیں لیکن اگر وہ قتل کے ساتھ  
 ہی اپنی رہائی سے بالکل مایوس ہو جائے اور خفیہ مہم کوئی اسید میں آتی نہ رہے اور یقین  
 کالی ہو کہ اس کو ضرور پھانسی لگے گی تو وہ جہاں تک ہو سکے گا اپنے اور دشمنوں پر بھی ہاتھ  
 صاف کرنا چلا جائے اور یہ سوچے کہ میری جان تو اب بچے ہی کی نہیں تو اب میں کسی کے  
 ساتھ کیوں رعایت کروں۔

پندت جی کی فہم بیان تک نہ پہنچی اور درحقیقت یہ ان کے مذہب کا  
 قصور ہے جس نے خدا کو صفت عفو سے عاری سمجھا لیکن جس حال میں پندت جی کا یہ  
 اعتقاد ہے کہ گناہ معاف کرنا خلاف عدل و انصاف ہے اور ان کے ایشور کو اس پر قدرت  
 ہی نہیں تو دنیا کو دیرک و حرم کی دعوت دینا حاصل بات ہے کیوں کہ جن لوگوں نے  
 عمر بھر بت پرستی کی پر و انوں کو مانا، مورتیوں کو پوجا، دیدل کو برتا کے چار موبہوں سے نکل  
 ہونا نا۔ اور وید کے خلاف عمل کرتے رہے یا جو مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
 پڑھتے ہیں گلے کی قربانی کرتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں اور عمر بھر انہیں بھال  
 میں گذری ہے بنزاروں گائیں انہوں نے ذبح کر ڈالی ہیں پندت جی کے اعتقاد کے مطابق  
 ایشور ان کے جرم تو معاف ہی نہیں کر سکتا صد ہا حیوانوں تک انہیں سزا بھگتنی ہے جب اس  
 حیوان میں اتنے گناہ ہو گئے تو اگلے حیوانوں میں کیا اطمینان ہے کہ کوئی گناہ نہ ہو گا اور ضرور ہو گا  
 اور ایشور معاف نہیں کر سکتا تو پھر اس کے بدلے اور حیوانوں میں سزا ملے گی اور اس میں  
 بھی گناہ ہو گا تو ہمیشہ سزا بڑھتی ہی رہے گی نجات کی ساعت کبھی نہ آئے گی تو اب  
 بتاؤ کہ کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی کو آریہ بنانے سے کیا نتیجہ اور وہ کس طرح شدہ ہو سکتا

جب پاپ معاف نہیں ہوتا گناہ بخشا نہیں جاتا، نجات تصور نہیں تو اس آدمی اپنا دین تبدیل کرے تو کیوں اور کس لئے؟ اور جو لوگ آریہ ہیں ان سے کیا گناہ نہیں ہوتے صد گناہ ان سے صادر ہوتے ہیں اور معاف نہیں ہو سکتے تو نجات کا راستہ ان کے لئے ہی ہند ہے۔ پنڈت جی کے اس اصول نے یہ بتایا کہ ان کے دھرم سے نجات کی توقع کرنی نہ اور پرانے آریہ دونوں کے لئے باطل ہے۔ اب ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ پنڈت جی کے دھرم میں غلط اور نمائش کی باتیں کس قدر ہیں۔ سینارتم پراکش میں ایشور کے ناموں کے سلسلہ میں لکھا ہے "وآلو چونکہ ایشور متحرک اور ساکن جہازوں کو قائم اور زندہ رکھتا ہے اور فنا کرتا ہے۔ اور تمام قادروں سے قادر ہے۔ اس وجہ سے پریشور کا نام دیا ہے یہاں پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ایشور قادر ہے اور فنا اور بقا اس کے اختیار میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک نے جو صفات الہیہ کے شاندار درس دیئے ہیں اس کی نقل اتاری جاتی ہے اور محض نمائش کے لئے یہ صفتیں نمائش کی جاتی ہیں درجہ جو قوم تناسخ کی قائل ہو اور مادہ کی درجے درجے اور ایک ایک جہو کو قدیم مانے وہ کس طرح اس کی فنا کی قائل ہو سکتی ہے۔ ایشور کے لئے فنا کا عام اختیار کرنا ویدک دھرم کے مسئلہ اصول کے خلاف اور محض دکھاوے کی بات ہے اسی طرح اس کو قادر بلکہ اقدار قادرین کہنا یہ بھی ایک مغالطہ ہے کیونکہ جو شخص آریہ دھرم میں کسی طرح کسی بھرم کا خفیہ سا جرم معاف نہیں کر سکتا اس کو اقدار قادرین کہنے کے کیا معنی ہیں بالکل ایسا اسی جیسے کوئی شخص زندگی سے نسبت رکھے کہ اسے اندھیرے اجالے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک شہتیر کو دن دھاڑے دیکھ نہیں سکتا بہار تک

اس کو نہیں سوچتا مگر ہے وہ بڑا بینا مدید البصر تیز نظر بھی یہ تشریف مسخر اور پیادہ کوئی بہت  
ایسا ہی مفود جہانم سے مجبور مانتے ہوئے ایشور کو اقدر اقدارین کہنا مسخر اور صرف ناشی بہت  
ہے پر میشور کی سچائی انصاف رحم کامل قدرت اور کامل علم وغیرہ بے شمار صفتیں دیکھی ویکر کسی  
بے جان یا جاندار کی نہیں ہے۔ (ستیا رتھ پر کاش مہ)

رحم اور کامل قدرت کا حال یہ ہے کہ ایک خطا کا نتیجہ ہست ہونا گناہ و معاف  
کر سکتا ہے اتنے بڑے رحیم کہ خطا بخشنے سے مجبور اور ایسی کامل قدرت رکھتے ہیں کہ ایک ذرہ بھر  
قصور معاف کرنے کا اختیار نہیں انصاف کی عینک لگا کر دیکھنے کی صفتیں محض گن وے شمار  
کرانے کے لئے لکھی گئی ہیں یا نہیں اور حقیقتہً اعتقاد ہے کہ ایشور بے چارہ مجبور معض  
اور عاجز و ناچار ہے۔

۳ چونکہ وہ کامل جاہ و حشمت رکھنے والا پر میشور بھی ہے اس لئے اس کو اقدر  
بھی کہتے ہیں۔ (ستیا رتھ پر کاش مہ) یہ صفتیں بڑے دیکھ وے کی ہیں کامل جاہ کا تو یہ حال  
کہ قصور وار کی تقصیر سے درگزر اختیار سے باہر اور حشمت و دولت کی یہ کیفیت کہ ایک  
دائرہ کسی کو دے نہیں سکتے۔ مالک تو ہیں ساری کائنات کے مگر ایک جو دینے کا اختیار  
نہیں کیا شان عالی ہے اور کیا صفت کامل ہے شہناگری بھی ہو تو ایسی ہو

۴ دید منتر میں ایک التجا ہے اسے پر میشور آپ ہی عالم القلوب (انتر یا می)  
ہونے یا تحقیق برہم ہیں کیوں کہ آپ ہر جگہ موجود ہونے کی وجہ سے سب کے لئے قابل  
حصول ہیں جو آپ کا صحیح حکم دیدوں میں ہے میں سب کو اسی کا اپدیش دوں گا۔ اور خود  
بھی کر دوں گا اسچہ بولوں گا سچ مانوں گا۔ اور سچ ہی مل میں لاؤں گا پس آپ سیدی

حفاظت کیجئے آپ میری آپت یعنی راست گوئی کی حفاظت کیجئے تاکہ میری عقل آپ کے  
مزانوں میں قائم رہ کر اٹلی کبھی نہ ہو۔ (ستیا رتھ پرکاش)

اس منتر میں دعا کا چرہ آمار ہے اور نمائش کے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ ایشور  
دعا کے قبول کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ اس کے صفات رب العالمین کے اس مرتبہ  
سے گھٹ نہ جائیں جو اسلام اور قرآن نے بتایا ہے۔ اور معیب الداعین کی صفت  
سے ایشور محروم اور کورانہ رہ جائے مگر اس کی حقیقت نمائش سے زیادہ کچھ بھی نہیں  
ہے۔ کیونکہ ویک دھرم میں اگر پچھلے عمل اس کو سختی حفاظت کرتے ہیں تو دعا و التجا  
بے کار ہے۔ ایشور پر خود ہی حفاظت کرنا واجب ہے بلکہ اگر منع بھی کیجئے تو وہ  
حفاظت کرے گا (بقول پنڈت) اور حفاظت کرنے پر حسب اعتقاد آکر یہ مجبور ہوگا۔  
اور اگر پچھلے اعمال ایسے نہیں ہیں تو آپ لاکھ کیجئے کبھی حفاظت نہ کرے گا اور بقول پنڈت  
جی کے اس کا انصاف جاتا رہے دونوں حالتوں میں ایشور بے چارہ دعا کے قبول کرنے  
سے عاجز و مجبور ہے اب جو یہ دعا کی گئی یہ محض دکھاوے اور مسلمانوں کی نقل نہیں تو اور کیا  
ہے۔ اس منتر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدھی راہ چلنے کی توفیق دینا بھی ایشور کے ہاتھ  
میں ہے اگر ایسا ہے تو پورا کارخانہ تناسخ باطل ہے کہ وہاں سوائے عمل صلاح کے کوئی  
سبب نعمت نہیں ہو سکتی اور بغیر ہزار کے کوئی سلوک نیک کسی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔  
نقل تو کی اھدنا الصراط المستقیم کی مگر اس اعتقاد حق سے محروم تھے جس پر اس  
دعا کے حق ہونے کا مدار ہے۔

اعتراض: آیت۔ وَاذْهَبْ إِلَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ  
 فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ نَضِيبًا۔ کا ترجمہ پنڈت نے ان لفظوں میں کیا ہے :  
 جب موسیٰ اپنی قوم کے واسطے پانی مانگا ہم نے کہا کہ اپنا عصا مار اس میں سے بارہ چشمے نکلے  
 یہ ترجمہ کر کے پنڈت جی یہ اعتراض کرتے ہیں ”ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں  
 کا نکلنا بالکل ناممکن ہے ہاں اس پتھر کو اندر سے کو لاکر اس میں پانی بہریں اور بارہ سوراخ  
 کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔“

جواب: پنڈت جی نے ارادہ کیا ہے کہ وہ آیات قرآنہ کی تفسیر و انکار پر کورانہ  
 اڑے رہیں گے اور خواہ عقلاً وہ انکار کتنا بھی معیوب ہو اس کی اصلاح نہ کریں جسے حضرت  
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ ضربِ عصا سے بارہ چشمے نمودار ہوئے :  
 کائنات میں نظر کرنے والے روزمرہ مشاہدہ کرتے کہ خاصانِ خدا کے ہاتھوں پر ہزار عجائب  
 و غرائب ایسے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو ناظرین کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں چوں کہ ہر اک نے  
 اور ناممکن و محال کہہ دینے سے واقعات نہیں مٹ سکتے۔ بچہ کو کام کاٹنے کا ہے اس کی  
 طبیعت کا یہی مقتضا ہے۔

پیش کر دم نہ از پے کین ست      مقتضائے طبیعتش این ست

پنڈت کے نزدیک کسی چیز کے طبعی خواص کو الیشور بھی نہیں بدل سکتا چنانچہ  
 وہ لکھتے ہیں جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم، پانی ٹھنڈا، مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں ان کی  
 طبعی صفت کو پریشور بھی نہیں بدل سکتا ہے۔ (ستیا رتھ پرکاش ۱۸۱)  
 پنڈت جی کے نزدیک اس عقیدے کے بموجب ناممکن ہے کہ کچھ کا طبعی



خاصہ یعنی ڈنک مارنا اور کاٹنا بدل جائے یہ بات پنڈت جی کے نزدیک ناممکن بھی ہے۔ اور ایشور کے مقدور سے باہر بھی کہ اگر پنڈت جی کا ایشور چاہے بھی کہ بچھو کاٹنا چھوڑ دے تو اس بے چارے کے چاہے کچھ نہ ہو۔ اور بچھو ڈنک مارنے سے باز نہ آئے۔ اپنے عقیدے کے بموجب ایشور کے یہ اختیارات دیکھتے ہوئے اگر ایک پتھر سے بارہ چشموں کا برآمد ہونا ممکن سمجھ گئے تو کوئی تعجب نہیں مگر واقعات ان کے اس عقیدے کو باطل کرتے ہیں یہ کیا ان بے چارے کے بس کی بات ہے زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت دور ہو چکا اور اسی بھروسہ پر پنڈت جی نے ان کے پتھر سے کانکار کر دیا کہ اب وہ زمانہ لوٹ کر آئے گا نہ پنڈت جی کو کوئی دلیل کر سکے گا۔ مگر ان بے چارے کو خیال نہ آیا کہ غلامان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامتیں آج بھی دنیا کی نگاہوں کے سامنے ہیں وہ پنڈت جی کے عقیدے کا بطلان ظاہر کر دیں گے۔

امر و بہر مصلح مراد آباد میں آستانہ حضرت شاہ ولایت صاحب قدس سرہ اللہ تعالیٰ فرجہ میں ہر زمانہ اور ہر موسم میں نہرا رہا بچھو ملتے ہیں اور احاطہ درگاہ کے اندر کوئی بچھو کسی طرح نہیں کاٹتا اور اس کا وہ طبی خاصہ ہے، ہاتھ پر رکھے خواہ گلے میں بچھوں کا ہار بنا کر ڈالے یا بچھو کے ڈنک پر ہاتھ رکھ دیکھے کسی طرح وہ نہیں کاٹتا۔ پلٹ جاتا ہے جس کو پنڈت جی کا ایشور بھی نہیں پلٹ سکتا تھا اب پنڈت جی بتائیں کہ ایسی ناممکن بات جو ان کے عقیدہ پر ایشور کے اختیار میں رہتی کس طرح واقع ہوگی اور اس کا استحالة کہاں چلا گیا اور ایشور سے بڑھ کر کوئی قدرت ہے جس نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نہیں جس کو کمر جائے ہے آپ کی آنکھوں کے سامنے

ممکن نہ ہو یہ کراست آج ظاہر ہے لاکھوں کفار دیکھ چکے ہیں روزانہ خلق خدا اس کے  
 تجربے اور مشاہدے کرتی ہے جس آریہ کا دل چاہے اتر وہ جا کر اپنی آنکھوں سے  
 دیکھ لے جو قادر مطلق اپنے مقبولان بارگاہ کے مبارک ہاتھوں پر ایسے عجائب کا ظہار  
 فرماتا ہے اس کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاصر  
 بارہ چشمے ظاہر فرمادے اس کو پنڈت جی نے محض اپنی عقیدے کی بنیاد پر ناممکن کیا  
 کچھ علم ہوتا تو استحالہ پر کوئی دلیل قائم کرتے محال ہونے کا دعویٰ اور دین خاک نہیں کرتے۔  
 شرمناک حیالت ہے آخر میں آپ کو خود بھی کچھ خیال آیا تو لکھا "ہاں اس پتھر کو اندر سے  
 کو لاکر اس میں بانی بھریں اور بارہ سوراخ کرنے سے ایسا ہونا ممکن ہے اور کسی طرح نہیں۔  
 ابھی ابھی جو بات ناممکن بتائی تھی ابھی اپنی ایک خیالی صورت سے ممکن قرار دے دیا۔  
 جس شخص کو اپنی رائے پر خود جزم و اعتماد نہ ہو پھر اس کے اعتراض کی کیا حقیقت۔ جو  
 اعتراض پتھر سے چشمے جاری ہونے کے استحالہ و عدم امکان کی بنیاد پر تھا وہ چشموں  
 کا جرمین پتھر سے مان لیتا باطل ہو گیا۔ پنڈت جی کی اپنی ہی بات خود انکاد ہو گئی۔  
 پھر نہ معلوم یہ اعتراض کیا کیوں ہے کہ اس سے عقلا سوائے مترض کی کم عقلی و نادانی  
 کے اور کیا سمجھیں گے اس بے فائدہ کاغذ سیاہ کرنے کا کیا نتیجہ۔ لاحول و لا قوت الا  
 باللہ العلیٰ العظیم۔

اعتراض: آیت بدیع السموات والارض اذا قضی امرًا فانما یقول له کن فیکون۔ کا ترجمہ پنڈت نے ان الفاظ میں کیا ہے "جوزمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے جب وہ کچھ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کہ اس کو کرنا پڑتا ہے بلکہ اسے کہتا ہے کہ ہو جا پس ہو جاتا ہے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ:

"بھلا جب خدا نے حکم دیا کہ ہو جا تو یہ حکم کس نے سنا اور کس کو سنایا گیا اور کون بن گیا کس علتِ مادی سے بنایا گیا جب یہ لکھتے ہیں کہ آفرینش سے پہلے سوائے خدا کے کوئی بھی چیز نہ تھی تو یہ دنیا کہاں سے ہوئی علت کے بغیر معلول نہیں ہوتا تو اتنا بڑا جہاں علت کے بغیر کہاں سے ہو گیا یہ بات صرف لڑکپن کی ہے۔

جواب: پنڈت جی کو بہت حیرت ہے کہ جب پروردگار عالم نے حکم دیا ہو گا کس نے سنا ہو گا کس کو سنایا ہو گا اور علتِ مادی کے بغیر کوئی چیز کیونکر بنی ہوگی جہاں تک ان کے عقل و علم اور مشاہدہ کی رسائی ہے۔ اسی احاطہ میں آپ عجائبِ قدرت کو محسوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک مینڈک کنویں کی وسعت دیکھ کر حیران ہوتا ہے، آلاب دریا اور سمندر کی وسعت کا اندازہ اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مشاہدہ کی بنا پر یقین کرتا ہے کہ سمندر کی لمبائی چوڑائی گہرائی مبالغہ اور جھوٹ ہے اس سے درجہ زیادہ پنڈت صاحب کی حیرانی ہے اور کارسازِ عالم کی قدرت و صفت اور اس کے رموزِ حکمت تک ان کی عقل کیا رسائی کرے آج دنیا میں انسانی مصنوعات کی حیرت انگیزی ان کی عقل کو چکر میں ڈال دے گی۔

ٹیلیفون کے ذریعہ ہزار ہا میل کے فاصلے پر بات چیت کرنا اور سنا اور آواز پہنچانا  
 آواز کو پہنچانا اور آواز کا اتنی مسافت بعید و تک محفوظ چلا جانا اور راز رسیں تیار  
 سے سلسلہ کا بھی نہ ہونا پنڈت جی کو کس قدر مبہوت کرے گا اور بے چارے نوری  
 کہتے بنے گی کہ یہ بچوں کی باتیں ہیں انگلستان کی بات ہندوستان میں سنائی دے  
 نری گپ ہے مگر پنڈت جی کے گپ بتانے سے واقعات بے حقیقت نہیں  
 ہوتے وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور دنیا ان سے اپنا فائدہ اٹھا رہی ہے روزمرہ  
 نے حیرت انگیز معلومات و ایجادات دنیا پر کھلتے جا رہے ہیں جو ہر دانش ور  
 صنایع تک پہنچنے سے قاصر ہو اور فکر بشری عجائب کاریوں تک رسائی نہ ہو  
 اگر کارخانہ قدرت الہی میں مغل ہو تو کیا تعجب سے اس کی حکمت و قدرت مقول  
 کے اوج پر واز سے بالاتر ہے یہی شانِ حسنی کے سبب ذی عہد اور سے  
 میں فرق ہے کہ جاہل بے علم اپنی نارسائی بے ادراکی پر تفریحیں کرتے رہتے اور بہت  
 و بے باکی کے ساتھ قدیر مطلق و حکیم برحق کی حریفانہ نسبت کرتے ہیں جس کو اللہ  
 نے علم دیا ہے خود دیکھا وہ اپنی محدود علم کو جاننے اور اپنے صوفی ادراکات  
 واقف ہے اپنی تقصیر کا اعتراف کر کے اس کی عظمت پر ایمان لاتا ہے نہاتِ تقدیر  
 طرح ہزار جہاں فلسفہ کے دقیق اور خامض مسائل پر تمسخر اڑاتے ہیں ان کی عقل و ہمت تک  
 رسائی نہیں کرتی منکر ہو جاتے ہیں اس سے وہ حقائق غلط نہیں موبہ نہیں گئے اس  
 طرح اگر پنڈت کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کے فہم کا تصور و ادراک کا قیاس ہے نہ اس کے  
 و حکیم کی قدرت میں بڑھ نہیں لگ سکتا پنڈت امرتکونی سے خبردار ہی نہیں ہے

خود مخلوق ہے مخلوقات میں رہا ہے۔ مخلوقیت کے عجز میں مبتلا ہے اس کی آنکھوں  
 نے خالقیت کے جلوئے دیکھنے کی لذت نہیں اٹھائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ امر ہم بھی  
 کرتے ہیں مگر جب کرتے ہیں جب کوئی مخاطب سننے والا موجود ہو اور جب ہی اس  
 پر غرہ بھی مرتب ہوتا ہے اگر کوئی سننے والا نہ ہو تو ہمارا امر کرنا بے کار ہے نہ اس کا  
 کوئی ثمرہ نہ نتیجہ مگر اتنی عقل اس کے پاس نہیں ہے جس سے وہ یہ غدر کرے کہ یہ بات ہے  
 کیوں اسی لئے جب تک کوئی سننے والا نہ ہو تو ہمارا امر کرنا بے کار ہے یہ اس کا کوئی  
 ثمرہ نہ نتیجہ مگر اتنی عقل اس کے پاس نہیں ہے جس سے وہ یہ غدر کرے کہ یہ بات  
 ہے کیوں اسی لئے ہم مخلوق ہیں عاجز ہیں شان خالقیت نہیں رکھتے ہمارے امر  
 میں معدوم کو موجود کرنے کی طاقت نہیں اس لئے جب تک کوئی سننے والا نہ ہو ہمارا  
 امر بے کار ہے لیکن جو عالم کو وجود عطا فرمانے والا ہے اور عالم ہستی مرحمت فرمانے  
 والا ہے اس کا امر معدوم کو موجود اور نیست کو هست نہیں کر سکتا اس کو کیوں الیشور کہا  
 جاتا ہے کس لئے سخی عبادت قرار دیا جاتا ہے بیچارگی اور محسورگی میں وہ اور ہم  
 برابر ہیں نہ ہمارے امر کئے سے کچھ بنتا ہے اور نہ اس کے حکم کرنے سے کچھ ہوتا ہے  
 تو وہ خالق ہے نہ قادر ہے ہماری طرح ہی مجبور ہے ایسے کو الیشور کہتے ہو۔ اور ایسے  
 کی عبادت کرتے ہو تو یہ مخلوق پرستی ہے عاجز پرستی ہے مجبور پرستی ہے اور بے کار  
 پرستش ہے اور غیر مفید وجود کو الیشور بنانا، سر و تسکینان کہنا بالکل جھوٹ ہے اور  
 غلط ہے مسلمان ایسی نیکی مخلوق کو خدا نہیں مانتے ان کا مالک ان کا معبود و مطلق  
 ہے کہ موجودات کی ہستیاں اس کے امر کے تابع ہیں حکم دیا اور بے رنگ

جو چاہا ہو گیا۔ ہستی اس فیاض کے حکم سے تخلف نہیں کر سکتی اس کو کہتے ہیں فیض اسی کا نام ہے موجود وہی ہے مبدع۔

اب یہی بات کہ حکم کس کو دیا گیا اگر امر تکلیفی ہو تو ضروری ہے کہ مامور موجود ہو لیکن پھر بھی وقتِ امر موجود ہونا ضروری نہیں آپ دیکھتے ہیں کہ صدا و وصیت نامے لکھے جاتے ہیں وقف نامے خریدے جاتے ہیں فسلوں بعد کے انتظام ان میں کئے جاتے ہیں اور جو لوگ ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ان کو ضرور دیتے جاتے ہیں ان کے لئے پابندیاں مقرر ہوتی ہیں پندت جی ایسے تمام دستاویزوں ناجار کر دیں دستاویز کیا ناجائز ہو جائیں تو اس میں پندت جی کا ایسا زیادہ نقصان نہیں کہیں بڑی شے کی بات ہے کہ وید اور منو سمرتی بے کار ہیں اور اگر لازم ہوں تو پندت جی تائیں کہ آج کل غلوں وید اور منو سمرتی کے تصنیف کے وقت کب موجود تھے اور ان کے مصنفوں نے احکام ان لوگوں کو کب سنائے تھے اگر بقول آپ کے معنی اطلاق امر کے لئے نامہ کا موجود ہونا اور سننا ضروری ہے تو وید و منو سمرتی کے جملہ احکام یا غلو اور بے کار ہیں یا زمانہ تصنیف کے لوگوں سے تو متعلق تھے لیکن ان کے بعد کسی سے نہیں دھرم ہی گیا اب کیسی شے بھی اور کہاں کی دعوت۔

جب امر تکلیفی میں بھی مامور کا سامنے موجود ہونا امر کا اسی وقت اپنے کا از سے سننا ضروری نہیں تو امر تکوینی جس کا مقصد ایجاد محدودہ ہے اسی کے لئے مامور پہلے سے موجود ہونا کس طرح ضروری ہو سکتا ہے لیکن یہ حکیمانہ مسائل پندت کے دماغ میں کیے آسکتے تھے۔ یہ علمی باتیں ان تک کہاں پہنچی تھیں۔

ابھی تو کانوں میں اس پری کے یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہے  
ابھی وہ نام خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

اس سے زیادہ پنڈت صاحب کی نادانی یہ ہے کہ جو وہ یہ کہتے ہیں کہ کس  
علت مادی سے بنایا گیا گویا آپ کے نزدیک ہر چیز کی علت مادی ضروری ہے  
یہ تو حال سے علم و خرد کا اور اس پر شوق اعتراض۔

واہ کیا خوب جناب آپ کو اس شکل پر ناز آئی نہ دیکھو اور دل میں پشیمان ہو  
خبر بھی ہے کہ موجودات کتنی قسم کے ہیں، موجودات کو آپ نے مادیات میں منحصر کر  
دی ہے بات یہ ہے کہ مادیات کے احاطہ سے نظر آگے نہیں بڑھی یہ لیاقت اور  
علم الہیات میں کلام۔ مادیات کے لئے علت مادی درکار ہے۔ لیکن خود مادہ بھی تو  
مخلوق ہے اس کے لئے بھی ایک علت مادی ضروری ہو تو مادہ کا مادہ کی طرف  
محتاج ہو لازم آئے اور یہ تسلسل یا دور تک منجر ہو ایہ محال تو مادہ کی احتیاج مادہ کی طرف  
یقیناً محال ہوئی۔

دوسری بات یہ کہ مادہ کو اگر تم نے محتاج الی المادہ مانا ہو تو وہ مادہ نہ ہو مادی  
ہو گیا۔ والمفروض خلاف ذہن۔

تو لازمی طور پر ماننا پڑے گا کہ مادہ کسی مادہ سے نہیں بنا دیا گیا ہم صاف ہی  
کہہ دیتے ہیں کہ پنڈت جی اور ان کے سمجھتا ہیں کہ بساط عنصریہ کس مادہ سے بنے  
ہیں جب ان کے لئے کوئی مادہ ثابت نہیں کیا جاسکتا تو ہر شے کے لئے علت  
مادی کی ضرورت کا دعویٰ باطل اور غلط دہے بنیاد ہے۔

اب رہی بات یہ کہ پنڈت مادے کو قدیم ماننے اور کارساز عالم کے دست  
 قدرت کو اس کی آفرینش تک پہنچنے سے کوتاہ بتائے یہ دوسرے سے ناخدا شکی  
 ہوگی اور اس نے جو الیشور کو خالق بتایا ہے یہ غلط ٹھہرے گا اور جب اللہ خود ہی موجود  
 ہے تو الیشور کا وجود کس دلیل سے ثابت کیا جائے گا اور قدیم مادہ جو اپنے وجود میں اصل  
 سے غنی ہے کس طرح دوسرے قدیم یعنی الیشور کا زیر حکم و تابع ذمان ہو سکے گا اور الیشور  
 کو اس پر حکومت و تفوق کیوں حاصل ہو گا یہ عقیدے ہیں جو پنڈت جی اور ان کے  
 ہمنواؤں کے ناخن انکار سے حل نہیں ہو سکتے اور بے علمی و نادانی سے کہ خالق  
 عالم کا وجود مانتے ہوئے مادہ کو قدیم کہا جائے اس سے اور بڑھ کر مسترض کی جہان  
 یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ معلول بے علت نہیں ہو سکتا یا بنیانی سے آیت نبی  
 توصاف بتایا گیا تھا کہ موجودات کا وجود امر الہی سے متواسے تو امر الہی کو علت  
 ہونا ظاہر تھا۔ پھر کس طرح یہ لکھ دیا کوئی معلول بے علت نہیں ہوتا یا بتایا کس نے  
 ہے کہ معلول بغیر علت سے امر الہی خود علت تا ہے مفید وجود ہے لہذا مسترض کو  
 اور اس کے کلام کا ہر جز سراسر جہل و بطالت ہے۔ اسی مسترض کے تہمت میں پنڈت  
 نے یہ الفاظ لکھے کہ "خدا اپنے اور دوسرے کے وصف علی نظرت کے خلاف  
 کچھ بھی نہیں کر سکتا دنیا میں کسی چیز کے بننے بنانے میں تین اشیا ضروری ہوتی  
 ہیں ایک فاعل جیسے کہار دوسرے بننے والا مثلاً گھڑ اسٹی اور تیسرا اس کا ذریعہ  
 جس سے گھڑ بنایا جاتا ہے جس طرح کہار مٹی اور آلہ کے ذریعہ گھڑ بناتا ہے  
 اور بننے والے گھڑ کے پہلے کہار اور آلات موجود ہوتے ہیں ویسے ہی



دنیائے بننے سے پہلے جہان کی علت مادی یعنی پرکرتی تھی اور ان سب کے اوصاف افعال و عظمت ازلی ہیں اس لئے یہ قرآن کی بات بالکل ناممکن ہے۔

اس کا جواب ہے کہ پنڈت جی نے ایشور کو کہہ کر پر قیاس کرنے میں اپنی قدر دانی کا نوز دیکھا یا کہ جس طرح ایک کہہ کر حقیقت کسی چیز کا خالق نہیں مجبور ہے وہ بغیر مٹی اور آلات کے گھڑا نہیں بنا سکتا یہی ایشور کی مجبوری کا حال ہے کہ جب تک مادہ نہ ہو اور مادہ میں عمل کرنے کے آلات نہ ہوں اس وقت تک بے چارہ ایشور کچھ بھی نہیں کر سکتا عاجز ہے مجبور ہے یہ تو ایشور کی شانِ خدائی ہے۔ اب اس کی کتنی بھی مدح سرائی فرمائے مگر پنڈت جی یہ لکھنا بھول گئے کہ عالم کے بننے میں جن آلات کی احتیاج پڑتی ہے اور آخر نیش سے پہلے ان آلات کا موجود ہونا ضروری ہے وہ آلات کیا ہیں اور وہ آلات بھی قدیم ہیں یا حادثات، حادثات تو کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ مخلوقات کے وجود سے پہلے ان کا وجود موقوف علیہ کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ اگر انہیں حادث کہیں تو وہ خود داخل مخلوقات ہو جائیں گے لہذا ضرور پنڈت جی کو قدیم ہی ماننا پڑے گا۔ تو اب پنڈت جی بتائیں کہ وہ آلات کیا ہیں روح بھی ان آلات میں داخل نہیں ہو سکتی کیوں کہ مادہ کی طرح اس نے ایشور کے عمل کو مستہول کیا ہے اور وہ اس کے مفید کرنے سے جسم کی پابند ہوئی ہے تو روح اور مادہ دونوں میں عمل کرنے کے لئے جن آلات سے ایشور نے کام لیا ہے۔ اور جن کا موجود ہونا اس کی خالقیت کے لئے پنڈت جی کے خیال میں مندرجہ ہے وہ آلات کیا ہیں ابھی تک آریوں نے روح مادہ ایشور

تین ہی قدیم تسلیم کئے ہیں یہ چوتھا قدیم آلات کہاں سے نکل آیا پنڈت جی تو پہلے  
 سمجھے اب ان کو ماننے والے آ رہے ہیں بتائیں کہ وہ آلات کیا ہیں جن کا ایثار صاحب  
 ہے پنڈت جی نے کہاں تک دنیا دیکھی اور سونے سونے کام ان کی نظر سے  
 گزرے ان میں انہوں نے اکثر یہی دیکھا کہ کاریگر آلوں اور اوروں سے کام لیتا  
 ہے اسے دیکھ کر ان کے خیال میں یہی آیا کہ ایثار بھی بہت سے بہت اتنا ہی  
 کر سکتا ہے کہ اوزاروں کو جہاز بنادے اور پھر یہ بھی نہیں کہ اس کی منبت کر کچھ  
 اس میں دخل ہو جو چاہے کر سکے بعد اس کی محسبوری اور بے بسی کا یہ عادی ہے کہ  
 کسی چیز کے وصف اور فعل تک کہ نہیں بدل سکتا پنڈت صاحب نے اپنے  
 اسی قول میں مادہ (پرکرتی) اور اس کے اوصاف و افعال سب کو ازلی بتایا ہے لیکن  
 حیرت ہے کہ باوجود اس اعتقاد کے وہ کس طرح ایثار کے وجود اور اس کی منبت  
 کے قائل ہیں اور اس کے اپاسنا اور عبادت کیوں لازم بتاتے ہیں جب مادہ  
 اور عالم کا ذرہ ذرہ اور اس کے تمام اوصاف و افعال قدیم و ازلی سے تو عالم  
 بتمامہ قدیم ہوا تو حسادت کون چیز رہی جس کے لئے محدث اور پیدا کرنے  
 والے کی ضرورت ہوتی ہے یا وہ خود ہی اپنے اوصاف و افعال کے مطابق  
 رنگا رنگ صورتیں اختیار کرتا ہے تو ایثار صاحب کون ہی کیا کرتے ہیں ان کا  
 اس پر کیا قابو پھر ان کا وجود ثابت کرنے کے لئے کونسی دلیل ہے اس اعتقاد  
 نے سرے سے ایثار کی ہستی کو ہی مٹا ڈالا پھر مذہب کی تمام بنیادیں پیوند خاک  
 ہو گئیں عبادت کس کی اور الہام کیا جب ایثار ہی نہیں تو تمام منصوبے ہیج ہیں۔

اعترض : پنڈت نے آیت کریمہ "واذجعلنا البيت مثابة للناس وامننا واتخذوا من مقام إبراهيم مصلیٰ" کا غلط ترجمہ لکھ کر یہ اعتراض کیا کہ "کیا کعبہ سے پہلے مقدس جگہ خدا نے کوئی نہیں بنائی اگر بنائی تو کعبہ کے بنانے کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی اگر نہیں بنائی تو بیچارے پہلے پیدا ہوئے لوگوں کو مقدس جگہ سے محروم رکھا تھا پہلے خدا کو مقدس جگہ بنانے کی یاد نہ رہی ہو گی۔"

جواب : اہل عقل اور سمجھ دار یہ غور کریں کہ یہ اعتراض ہی کیا ہوا اس آیت میں کہاں سے کہ کعبہ منظر کو پہلے اسی سے مقدس نہ بنایا تھا، پھر اعتراض کس چیز پر محض اپنی تخیل پر آپ معترض ہیں تو یہ کمال نادانی ہے اور فرض کر دیے ہو تا بھی کہ کعبہ منظر کو آخر میں سموات والارض کے بعد مقدس بنایا تو دنیا کا ہر قدر بشر جانتا ہے کہ اس عالم کا نظام تدبیر پر سے پرندوں کے بچے گوشت کے ٹوٹھڑے کی طرح پیدا ہوتے ہیں ویت پیدا کرنا ان کے پر ہوتے ہیں نہ بال ایک عرصہ کے بعد پروبال ہوتے ہیں تو پٹت جی اپنے بھوسے پن سے یہی کہیں گے کہ پہلے ایشور کو یہ لگانے کی یاد نہ رہی ہو گی مگر خدا شناس اور اصحاب عقل ایسے یہودہ کلمہ کو سننا گوارہ نہیں کر سکتے وہ جانتے ہیں کہ ہر کام حسب اقتضا حکمت و مصلحت کسی وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

پنڈت جی یہی بتادیں کہ وہ اس زمانہ میں کیوں پیدا ہوئے۔ پہلے جگ میں کیوں نہیں ہوئے کیا اس وقت ایشور کو بقول ان کے بنانے اور پیدا کرنے کی یاد نہیں رہی تھی اس موقع پر ایک واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہو گا۔ عرصہ ہوا کہ بریلی میں آریہ اس فقیر

سے مناظرہ کرنے آئے تھے ان کے پنڈت نے یہ اعتراض کیا تو ریت اٹھیں زبور  
اور قرآن شریف یہ چار کتابیں مختلف زبانوں میں کیوں نازل ہوئیں ایک تو عرب  
ایک مکمل کتاب کیوں نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کتاب نازل آتے  
وقت (محاذ اشرا) خدا سے سمجھ لیا ہوتی جب یاد آ یا کہ فلاں بات رہنمائی خود بہر کی کتاب  
نازل کی اس میں بھی سمجھ لیا سے بہت باتیں رہ گئی یاد آنے پر تیسری اور سنی عرب  
تھے آخر میں جو کھٹی کتاب نازل کی اگر وہ سب باتیں پہلے سے یاد میں تو ایک ہی  
مرتبہ مکمل کتاب نازل کر دیتا!

پنڈت صاحب نے بڑے تفاخر سے جھل جھل کر اس اعتراض کو  
پیش کیا اور انہیں یقین تھا کہ اس میں ان کا مقابلہ لاجواب ہو جائے گا اور میدان  
ان کے ہاتھ رہے گا۔

فقیر نے کہا کہ پنڈت صاحب یہ کوئی اعتراض کہ بات نہیں حکیم کے افعال  
حسب اقتضائے حکمت و مصلحت ہوتے ہیں جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے  
اسی کو وہ بہم کرتا ہے ایک حاذق طبیب ایک وقت مریض کے لئے منفعی کا نسخہ  
لکھتا ہے پھر وہی اس نسخہ کو موقوف کر کے مہل کا نسخہ دیتا ہے اس کے بعد اس کو  
بھی موقوف کر دیتا ہے تبرید پلاتا ہے پھر انہیں موقوف کر کے مصفیات دیتا ہے  
اس کے بعد بھی نہیں ہیں کہ منفعی کا نسخہ لکھتے وقت اس کو مہل یاد نہ تھا اور مہل تجویز  
کرتے وقت تبرید کا اس کو علم نہ تھا اور تبرید دیتے وقت وہ دجائنا تھا کہ آخر کار  
مصفیات دینے ہوں گے بلکہ یہ سب کچھ حسب اقتضائے حکمت ہے وہ حکمت

اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ آپ کی سمجھ اور عالم و عقل کا تصور ہے۔ حکیم پر یہ اعتراض  
ہے جانتے۔ یہ مضمون میں نے تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کیا۔ اور مجددِ جبر کے  
دانشیں اور خاطر گزین ہوگی۔ مجمع سے آفرین اور مرجا کی صدائیں آنے لگیں۔ مگر پنڈت  
صاحب بہت برہم ہوئے بہت بگڑے اور جوش میں کھڑے ہو گئے۔ تیوری میں بل  
بال کر کہنے لگے کہ ہم جانتے تھے کہ آپ کے پاس اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں  
ہے اور آپ ہی کہیں گے کہ دین کی بات میں عقل کا کچھ دخل نہیں اپنی حکمت کو  
خدا ہی جانے مگر یہ کہہ دینے سے میرا اعتراض نہیں اٹھا آپ اعتراض کا جواب دیجئے  
اس کے ساتھ پنڈت جی نے تعلی و غیرہ کے بہت کلمات کہے میں نے کہا کہ پنڈت  
جی میں جواب بہت معقول دیا اور مجمع کے دانشیں بھی ہو گئیں۔ میری تقریر پر آپ کوئی  
جرح بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس کا کوئی لفظ آپ سے غلط ثابت نہ ہو سکا اس پر اٹھا  
غضب ہے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجئے آپ کے اعتراض کا ثانی جواب  
پیش کر دیا گیا ہے۔

فقیر نے کہا کہ پنڈت صاحب اس مناسبت کی گفتگو نے آپ کو بہت  
زیادہ گرم کر دیا۔ لیکن انہوں نے بہت سخت لب و لہجہ میں پھر اپنے اعتراض کو پیش  
کر کے جواب طلب کیا۔ میں نے کہا کہ پنڈت جی جواب ثانی تو میں دے چکا ہوں  
اور مجمع سمجھ گیا ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ جواب ہی نہیں ہوا تو اب میں آپ کی فہم کے  
لائق جواب عرض کرتا ہوں قرآن پاک کو تو آپ مانتے ہی نہیں مگر یہ تو آپ کو تسلیم  
ہے کہ آپ کو تو آپ کے ایشور ہی نے پیدا کیا ہے۔

پنڈت جی جواب سنئے اس وقت تو آپ قدیانی بھارت مہاراجہ سے  
 بونچھیں تاؤ کھاری ہیں دانت دار ہیں موجود ہیں لیکن تب آپ چلا ہوئے تھے اس  
 وقت نہ آپ کے منہ میں دانت تھے نہ داڑھیں نہ یہ لہجہ لہجہ بونچھیں نہ اتنا بڑا قدرت  
 زکی آپ کے اعتقاد میں اس وقت الیٹران سب چیزوں و جہوں کیا قابو لی  
 تو صرف زبان ہوتی ہے آپ آسانی سے کہہ سکتے ہیں راہنمائی بہول توئی حق  
 لیکن اگر کہیں سپید اللہ کے وقت جناب کا یہ موجودہ قدوقامت ہوتا تو والدہ صاحبہ  
 کی شامت تھی یہ جواب سنکر آریہ تو چلے گئے اور پنڈت جی اسید رنگے زبان سے  
 اٹھا گیا زبان سے ایک لفظ نکل سکا اور جمع میں حسین آفرینہ شریفی کیا اس  
 پنڈت کی یہ گفتگوئے نادانی بھی انہیں استاد کی تعمیر و تہذیب جس پر اس کو تہذیب  
 کی شرمندگی اٹھانا پڑی۔

اعتراف: آیت "ومن یزغب عن ملة ابرہیم" کا غلط ترجمہ لکھ کر پندت نے اعتراف کیا ہے کہ

"یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جو ابراہیم کے دین کو نہیں مانتے اُسے سب جاہل ہیں۔ ابراہیم کو ہی خدا نے پسند کیا اس کا کیا سبب ہے اگر دین دار ہونے کے سبب کیا تو دیندار اور بھی بہت سے ہو سکتے ہیں اگر بلا دیندار ہونے کے پسند کیا تو بے ہونی اس تو یہ ٹھیک ہے کہ جو دھرماتا ہے وہی خدا کو عزیز ہوتا ہے۔ اور مری نہیں"

جواب: پندت جی کی فہم پر افسوس اتنا بھی نہ سمجھا کہ کسی نائب السلطنت یا سفیر حکومت کی مخالفت اس سلطان کی مخالفت ہوتی ہے جس نے اسے یہ منصب دیا ہے۔ جب بسیدہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرستادہ خدا اور اس کے رسول تھے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ملت حقہ کی دعوت و تبلیغ کے لئے بھیجا تھا تو کوئی ان کے دین سے پھرے گا وہ دین الہی سے منحرف ہوگا کس عاقل کے نزدیک ایسا شخص ستمی عتاب و عقاب نہ ہوگا۔ پندت جی کی سمجھ میں اتنا بھی نہ آیا کہ ان کا یہ کہنا دین دار اور بھی بہت ہو سکتے ہیں اگر اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی مرسل کیا اور وہ بھی دین لائے تو ان سب کی اطاعت واجب ہے اور ان میں سے ہر ایک نبی سے انحراف کرنے والا مسترد باغی مستحق سزا ہے اور اگر پندت جی کی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے طریقوں

کے سوا اور لوگ بھی دیندار ہیں تو انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ان سے پاس دین الہی نہیں  
 دین باطل ہے۔ جیسے بت پرستوں کا دین آتش پرستوں کا دین لوگوں پرستوں کا  
 دین مادہ پرستوں کا دین آریوں کا دین ان الہی نہیں ہے ان کا اختیار ہے والا اور ان  
 الہی کا چھوڑنے والا تو سخت منہایت پہلے اپنے دین کو دین الہی ثابت کیا جو کتاب  
 اسے دینوں میں کثرت مار کر تھے مگر آپ دین الہی کیا ثابت اس کے آپ کے اعتقادات  
 تو ایشور کا وجود ہی ثابت نہیں ہونے دیتے مادہ اور اس سے اصناف و افعال  
 قدامت چاہتی ہے کہ عالم خود بخود موجود ہو جب بندہ اس کو تسلیم کر دے تو اس کے ہوا  
 کا کس منہ سے غوی کر سکتے ہیں اور یہ کہ موت تو عدالتی دین کہاں سے لے کر  
 پنڈت جی کا یہ کہنا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جو عظمت براہمنہ علیہ السلام کو ہیں مانتے  
 وہ سب جاہل ہیں غافل کے کہنے کی بات نہیں اننا تو بہر نفس چنانچہ کہ مجھے ان  
 کا زمانہ والا صدمہ جاہل و گمراہ ہے اور اس سے بڑھ کر انسان کی سیڈل و سیدھی  
 کیا ہوگی کہ دین حق سے منحرف ہو جائے۔

کی پنڈت صاحب کے اعتقاد میں جو لوگ ان کے دین کے مخالف  
 ہیں وہ نادان اور غلط کار نہیں عالم دیندار خدا شناس ہو سکتے ہیں اگر کہیں کہیں  
 جب تو پنڈت صاحب کا اعتراض خود ان کے سر پر سوار ہو جائے گا اور انہیں  
 کہ ہاں ویدک دھرم کے زمانے والے بھی عالم دیندار خدا شناس ہو سکتے ہیں تو  
 پھر انسان کے لئے اس دھرم کا ماننا ضروری نہ رہا کیونکہ بغیر اس کے بھی علم خدا  
 شناسی اور دینداری حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اس دین کی پابندیاں برداشت



کرنے اور بے فائدہ تکلیف اٹھانے کی کیا حاجت۔ پنڈت جی کا یہ نکتہ آریوں کی سمجھ  
 میں آتا ہے تو وہ دھرم کے قیدوں سے آزاد ہو آئندہ کریں۔ یا اگر خدا عقل جسے تو یہ غلط  
 کریں کہ آریہ میں تو خدا شناسی کے لئے ضرور نہیں اب وہ کون سا دین ہے جو  
 خدا شناسی کے لئے اپنے اصول کی پابندی ضروری بتاتا ہے اور اگر اس کی پابندی  
 نہ کی جائے تو عذاب دائم اور مصیبت ابدی میں گرفتار ہونے کا اعلان کرتا ہے اس کو  
 مستبول کر لیں تاکہ اس کے بموجب بھی نجات پا سکیں اور پنڈت جی کے طور پر  
 تو ان کے دین کا قبول کرنا نجات کے لئے ضروری ہی نہیں ہے۔

**اعتراض :** آیت کریمہ قد نرى تقلب وجهك في السماء فنولينك قبلة ترضاها  
 کا ترجمہ غلط لکھ کر مسلمانوں پر بت پرستی کا الزام نہایا ہے۔ آیت شریفہ میں مگر حضرت کے  
 قبہ بنانے اور نماز میں اس کی طرف منہ کرنے کا بیان ہے اس کوینڈت نے شراب  
 بت پرستی بتایا اور انتہائی خلاف تہذیب کلمات سے اس اعتراض پر بیانات نے  
 چند کلمات نقل کئے مہاتے ہیں۔

"محمد صاحب نے چھوٹے بت کو سناؤں گے۔ یہ بت سے  
 نکالائیں۔ ثابت جو چہاڑ کی مانند ہو گی مسجد میں سے۔ وہ بت رسول  
 کے مذہب میں داخل کر دیا گیا۔ چھوٹی بت پرستی سے ہاں جیسے  
 ہم لوگ ایک ایک وید کے ماننے اور اس پر عمل کرے۔ اے بڑے  
 وید سے تو لوگ بھی ویدک تو جہاؤ تو بت پرستی جیسی باتوں سے  
 بچ سکو گے ورنہ نہیں۔"

**جواب :** کتنا بڑا طعن و پستان ہے جس آدمی کو جھوٹ بولنے میں شرم نہ ہو۔ وہ تو بت  
 کہے اس کی بندش کی کیا ہو سکتی ہے کعبہ محمد کوینڈت نے خود مسجد بتایا اور خود ہی ثابت  
 بتایا۔ اب کوئی پوچھے مسجد عبادت نماز کہتے ہیں دنیا میں عبادت نماز کہتے خدا کس  
 نے بتایا آپ کو ابھی تک یہ معلوم نہیں اے شعور مخلوقات میں سے جس کو بوجھ جائے  
 جس کی پرستش اور عبادت کی جائے۔ وہ بت ہوتا ہے نہ کہ بوجھ جائے۔ یا پرستش و عبادت  
 کا مقام یہ انوکھی ہی بات ہے کہ مقام عبادت کو بت اور مہبود سمجھ لیا جائے جس کی  
 سمجھ کا یہ حال ہو اس کا معترض ہونا جائے تعجب و مقام حیرت نہیں یہی حال ہے

توپنڈت جی ہر چیز کے مکان پر اسی کا حکم جاری کر دیا کریں گے۔ یہاں خانہ کو یہاں نہ رہا  
 خانہ کو مسافر اور بیمار خانہ کو بیمار اور قمار خانہ کو قمار اور شراب خانہ کو شراب سمجھ لیں گے  
 اس سمجھ کی آڑے بھی تعریف کریں گے مسجد جلنے سے جو دوسرے نہ کہ مسجد و پارسیوں کے  
 آتش خانے اور مندروں کے بت خانے کو کوئی بت نہیں کہتا۔ پھر پنڈت کی عقل کو  
 کیا ہو گی کہ اس نے مسجد کو سداۃ بت بتا دیا یا تعصب کی کچھ انتہا ہے پنڈت کا یہ  
 الزام کسی دوسرے پر اس قدر مستحجج نہ ہوتا جتنا مسلمانوں پر ہے جاسے کیونکہ ہر مسلمان  
 نماز کی نیت میں یہ کہے کہتا ہے تب نماز شروع کرتا ہے "نویت ان اصلی رکعتی  
 (صلوة الفجر) للہ تعالیٰ متوجھا الی الکعبۃ الشریفۃ۔ میں نیت کرتا ہوں  
 کعبہ کی طرف نہ کر کے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اور رکعت نماز پڑھوں۔ اس نیت  
 میں جس وقت کی نماز ہوئی ہے اسی کا نام لیتا ہے مگر باقی تمام کہے ہر نماز میں یکساں ہی  
 رہتے ہیں اور نماز شروع کرنے سے قبل وہ یہ کہہ لیتا ہے کہ میری نماز خاص اللہ ہی  
 کے لئے ہے تو دوسرے کسی کا وہم بھی نہیں آسکتا۔ مسلمانوں کی عبادت میں توحید  
 کی یہ مزید ارجاشنی ہے جو خدا پرست کو مست بنا دیتی ہے ان پر کسی مفسری کا  
 الزام بت پرستی کب چسپاں ہو سکتا ہے۔ غیر کی پرستش کا تو اسلام نے شاہ بھی  
 نہ چھوڑا نماز کے اذکار سے پہلے ہی عابد نے تشریف کر دی کہ اس کی عبادت  
 خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر خدا کے تعالیٰ کی  
 کبریائی کے اعتراف و اقرار کے ساتھ وہ نماز میں داخل ہوتا ہے اور آغاز  
 عبادت اپنے بے جود برحق جل شانہ کی ثنا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے سبحانک

اللہم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالیٰ احدك و لا الدنیرك اس میں  
اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے بعد توحید و اعلان ربانیت اور شریعت کی راجع و قیام  
ہے کہ لا ازل غیرت یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے۔

جس کی عبادت کی ابتدا تیس سال تک عبادت ہو کہ بت پرست اور شرک  
کہنا کیسا کذب کیسا ذریعہ لٹکا بڑا بہتان اور اڑا ہے جس میں نہ تین وقت ہزار  
لینے کو کوئی وقت پرستی نہیں کہہ سکتا اسی طرح کعبہ مندر ہے اور ان کے پرستی  
نہیں کہہ سکتا پنڈت سے کہو کہ گریبان میں مندر کا سندھیار ہے، اسے مندر تو  
پرکاش تھا میں ہدایت لے رہا تھا کہ تنگل یا تھانی راجہ نہ جا رہا تھا مجھ سے  
پانی کے نزدیک بیٹھ کر منت کرم کرنے کے بعد سارا ترن کو پڑھے۔

اب آریہ تبا میں پنڈت کے صوبہ پر یہ آب برقی، پانی کی بات ہو  
یا نہیں اور ان کی سوتر میں جو آریوں کی عبادت سے جس طرح ہوتی ہے بتاتے ہیں  
ستیا رتھ پرکاش مشا میں لکھا ہے کہ اس میں وہی کی تصویر بنائی ہے اس میں  
جانی ہے مندر وغیرہ کی عمدہ لکڑیاں بھونکی جاتی ہیں اس میں جو ڈال جاتا ہے  
آتش پرستی ہوئی یا نہیں پنڈت بھی کہ اپنی آنکھ کا شستہ نظر نہیں آیا۔

اعترض : پنڈت نے آیت کریمہ **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يَاقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ** پر یہ اعتراض کیا ہے کہ "بھلا خدا کی راہ میں مرنے والے کی کیا ضرورت ہے یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ بات اپنی مطلب برآری کے لئے ہے یعنی یہ لالچ دیں گے تو لوگ خوب لڑیں گے اور اپنی فوج ہو گئی مرنے سے نہ ڈریں گے لوٹ مار کرنے سے نہیں و عشت حاصل ہوگی حد ازاں خوب لگ چھڑے اور اٹھیں گے اپنی مطلب برآری کے لئے اس سہ لکھتی باتیں گڑبھی ہیں۔

جواب : مرنے والے کی جگہ تو خدا کی ہی راہ ہے اور وہی مہا مانا کام کا ہے جو راہ خدا میں ہو تو مہا مانا خدا کی راہ کا نہ ہو وہ فساد سے بد معاشی سے جرم و گناہ سے ظلم و عدوان ہے۔ ہندوستان میں ہندو مت و غورازہ جنگ کرتے رہے اچھوت اقوام کے لئے ان کے تیر و توار ہمیشہ تشدد خون ریز ہندوستان کے قدیم باشندوں پر براہِ عہد حیات تنگ کر دیا۔ منوسمرتی میں ان کے لئے وہ احکام لکھے ایسی سختیاں کہیں جو انسان کسی جانور کے لئے بھی گوارہ نہیں کرتا پنڈت صاحب نے اس پر کوئی غور کیا خواہ فرضی کے جنگ کی ان کا مذہب تعلیم دیتا ہے ان کے دین کے لئے اس پر حامل رہتے اور اسب بھی وہی ستم گاری ان کی طبیعت میں سے ہندوستان کی سر زمین بے گناہوں کے خون سے رنگ ڈالی گئی مگر پنڈت صاحب نے اس کی نسبت ایک لفظ نہ کہا۔ ان کتابوں کو اپنے دین سے خارج کیا جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔

راہ خدا میں جان دینا تو بڑے بلند حوصلہ والی سمت خدا پرستوں کا کام

ہے حق و صداقت کے شیدائی راہ حق میں قادر رہتے ہیں دنیا کی فتنوں اور طغیانیوں سے ان پر بلائے نگہبانی کی طرح ٹوٹ پڑتی ہیں اور سلطان راہ حق کو مبراہ صدق و صفاء سے ہٹانے کے لئے جو رو جفا کے پہاڑ ان پر ڈھلے جاتے ہیں امتحان گاہ صداقت میں یہ ان کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ است بازنہ پرست بلاؤں کی بھیانک گستاخوں کی کچھ پروا نہیں کرتے گردنیں لٹا دیتے ہیں گردنوں سے قدم نہیں ہٹاتے۔ صادق العباد یا مزاروں رقیب سلطان اور لشکر و جوش و خروش عہد سے منحرف نہیں کر سکتے لذت طاعت و عبادت کے تس سے یہ دنیا میں مست رہتے ہیں خواہ کوئی ان کے خون بہائے یا سر کاٹے دولت و مال چھینے۔ گھر لوٹے مگر ان کے استقلال و استقامت میں فرق نہیں آتا توحید کے تس سے سردی کے سردائے محبت خریدتے ہیں۔ عظیم ہر دم کے بغیر نیست۔

اہل باطل میں یہ حوصلہ کہاں دینا پرستوں کو اس جذبہ کی یا نبیہ۔ سرمدہ عشق بوالہوس راندہ بند و سوز دل پروانہ نگس راندہ بند۔

دنیا کو اس صدق و راستی نے حیرت میں ڈال دیا۔ انبشٹی صداقت نے متحیر کر دیا بیہ محو نہ کے واقعہ میں کفار نے ستر حافظ قرآن صحابہ کرام کو دھکے لے لے جا کر شہید کر دیا ان حضرات نے دشمنان اسلام کا خون کیا تھا مال نہ مایا اور کسی طرح کی عداوت نہ تھی بجز اس کے جو دل و زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معقد و قابل تھے ان سے بھی کہا جاتا تھا کہ تم یہ کنا چھوڑو پھر جو چاہو تمہارے لئے حاضر ہے مال و دولت بھی خوبصورت حسین و جمیل لڑکیاں بھی اگر اس سے

باز نہ آؤ گے تو ہمیں سولی دے کر یا تیل میں جلا کر سختی کے ساتھ ہلاک کر دیا جائے گا۔ مگر ان صادق العہد و فاشعاروں نے دولت دنیا کو ٹھکرا دیا اور سولی کی پرواہ نہ کی مگر شریف پڑھتے پڑھتے جانیں دیدیں اور حق یہ ہے کہ صدق و حقانیت کے جلوے دیکھنے والے ہی فداکاری کر سکتے ہیں جنہیں اپنے دین میں حقانیت کی دلکش روشنی نظر نہ آئی ہو وہ بے چارے فداکاری کی لذت سے کیا خبر دار ہوں گے جو دین خود اس دین والوں کی نظر میں اس قابل نہ ہو کہ اس پر جہاں فداکاری کی جائے اس کا بطلان اور کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

رہا مسلمانوں پر مارنے کا الزام جس کا بڑا غوغا ہے اور بے جا طور پر مسلمانوں کو مہتمم اور بدنام کیا جاتا ہے پہلے اس کی حقیقت سامنے لائیے واقعات کی تحقیق کیجئے اس کے بعد حکم لگائیے یہ تو بڑی چہالت ہے کہ واقعات کو نہ تو دیکھا جائے اور محض توہم یا عناد سے کسی کو مورد الزام ٹھہرا دیا جائے۔

حضور انور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اسلام کی دعوت دی اور دین الہی کو مقبول کرنے کی ہدایت فرمائی اور کتاب الہی کو پیش فرمایا اس قرآن پاک کو ماننے پر کسی کو بزدل و شمشیر جہور نہ کیا بلکہ قرآن پاک کے کتاب الہی ہونے کا ایسی زبردست دلیل سے ثبوت دیا کہ جس نے تمام دنیا کو ساکت کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عرب میں ہوئی نشو و نما عرب میں پائی عربوں کی گودوں میں رہے عربوں میں جوان ہوئے عربوں کی زبان میں کلام فرمایا کسی دوسرے ملک میں تعلیم حاصل کرنے تشریف نہ لے گئے

بلکہ اپنے ملک میں بھی کسی کے سامنے شاگرد بن کر نہ بیٹھے کسی سے ایک حرف نہ لیا  
 باوجود اس کے آپ جو کتاب لائے وہ عربی میں تھی زمانہ ایسا تھا کہ عربی علم اور کتابت  
 عروج پر تھا فصحاء، بلغارے ملک بھرا ہوا تھا فصاحت و بلاغت افسانہ دان کا شہر  
 تھا نظم و نثر کی اعلیٰ ترین دست گاہ رکھنے والوں سے ملک خالی نہ تھا زبان کے ماہر  
 غرور یقیناً کے نشہ میں چور تھے اسی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت  
 لائے اس کے ساتھ یہ اعلان تھا کہ یہ کتاب فصاحت و بلاغت میں نئی نظیر نہیں  
 کسی صاحب کمال کی مجال نہیں وہ اس کا مثل بنا کر پیش کرے تمام مخلوق جن وانس  
 کو یہ اعلان دے دیا گیا کہ یہ کتاب الہی ہے اس لئے کسی مخلوق کی قدرت میں نہیں کہ  
 اس کا مثل بنا سکے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا  
 القرآن لایأتون بمثلہ و لو کان بعضہم لبعض ظہیر۔

جب تمام جن وانس اور کل کائنات قرآن پاک کا مثل پیش کرنے سے عاجز  
 رہی اور مقدرت مخلوق سے اس کتاب پاک کا مثل بنانا ممکن نہ ہوا تب اس کے کمال  
 و بے مثالی کے اظہار میں مزید فرمایا کہ اگر تم سب مل کر اور ایک دوسرے کے مدد  
 ہو کر بھی قرآن پاک کا مثل بنانے سے عاجز رہے تو اتنا ہی کہ وہ فقط دس سورتیں  
 اس کی مثل بنا لاؤ۔ یہ تو اس کا چھوٹا سا حصہ ہے فاقو بعشر سور مثله جب وہ دس  
 سورتیں بھی نہیں بنا سکے تو اور تخفیف فرمائی اور ان کے کمال شجر کے اظہار کے لئے  
 فرمایا فلیأتوا بحدیث مثله ان کا فواصداً دقین کہ ایک بات ہی اس کی مثل  
 بنا لاؤ۔ ایک چھوٹی سی سورت کے برابر ہی کوئی عبارت لکھ لاؤ زبان کے ماہر ہو



فصاحت و بلاغت میں شہرہ آفاق ہو اگر قرآن پاک کے کتاب الہی ہونے میں تردد رکھتے ہو تو اس کی مثل بنالاد یہ بھی نہ کر سکو تو صرف دس سورتوں کے مثل بنالاد یہ بھی امکان نہ ہو تو صرف کسی ایک سورت کا ہی مثل بنالاد مگر عرب کے تمام فخر و زنگار ماہر زبان اور آسمان فصاحت کے نیر اعظم اتنا بھی نہ کر سکے عاجز رہے ان کو قرآن پاک کی اس سختی نے مجبور و لاپچار کر دیا شرم سے سر نہ اٹھا سکے اور یقین کامل ہو گیا کہ اس کتاب کی مثل بنانا ہمارے ارکان میں نہیں ہے تو انہوں نے بجائے علمی مقابلہ کے مقابلہ شروع کر دیا اور ہنگامہ کا بازار گرم کر ڈالا ان کے مقابلہ کے مسلمانوں کو میدان میں آیا پڑا مسلمانوں کی حالت پر نظر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ امت الیٰہیہ میں جبکہ ان کی تعداد محدود اور جماعت منتشر تھی دس کہیں رہتی تھی بیس کہیں۔ اور سب طاقتور دو لقمہ جتنے دار اور جنگجو کفار کے انبوه میں گھرے ہوئے تھے وہ لوگ اپنے زور کے غرور میں رات دن ان پر ظلم کرتے تھے ان کے پاس رہنے کے لئے نہ تو محفوظ مکان تھے۔ نہ گذر اوقات کے لئے کافی اسباب معاش کیونکہ مسلمان ہونے والوں کو اسلام لاکر اپنی تمام دولتوں سے دست بردار ہونا پڑا تھا وہ صرف اپنی جان بے کر سید عالم کی حضور میں حاضر ہوتے زن و فرزند اور عزیز و اقارب تک ان کے جانی دشمن ہو جایا کرتے تھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کوئی دنیوی خزانہ بلا سر ہو نہ تھا اگرچہ درحقیقت وہ تمام عالم کے مالک ہیں لیکن کھانا جس چیز کو دولت یا خزانہ سمجھتے ہیں اس کا یہاں پتہ نہ تھا۔

دولت ہمارے اقداس میں کئی کئی روز مطلع سرور بہتا اور ہواں تکش

اختتام فاقوں سے بادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر مبارک پر قید اندھن پرست تو  
 اسلام قبول کرنے والے کے لئے یہاں بھی اس آتش زندگی کے سامان ہو رہا  
 نہ تھے نہایت بے بسی اور بے کسی کا عالم تھا ضروری بات یہ کہ ان سے پاس نہ  
 تھے ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں ہوس ملکیدی پیدا ہو سکتی ہے۔  
 اور وہ معذور افراد باوجود ان تمام مصائب اور بے بسی و بے سامانی کے زبردست  
 طاقتور ملک سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو سکتے تھے جن کی تعداد بدرجہا  
 زیادہ ہر قسم کے سامان ان کے پاس موجود میرا آزاد و پیکاروں کے مسئلہ لشکر  
 وقت تیار اور جوش عداوت زور پر اگر اس قسم کی حالت دنیا کی میں اور جماعت  
 کو پیش آتی تو وہ ہرگز اپنی آئین دین پر قائم نہ رہ سکتے۔ اور ضروری ہے کہ ملک کی ایسی  
 زبردست اکثریت کے سامنے گردن جھکانا پڑتی اور اپنا دین جھوٹا دشمن کی امانت  
 کے سوا کوئی چارہ نہ ہو لیکن ان حالات میں مسلمانوں کا استقلال کے ساتھ اپنے  
 دین پر قائم رہنا اور مصائب کے طوفان کو خیالوں میں نہ لانا اور جوں کو راستی و حق  
 پرستی پر قربان کر دینا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعلیم سے جذبہ خدا  
 پرستی میں شہر شاد ہو جانا کہ دنیا کی آفت و مصیبت اور سختی سے سخت ہوا اور  
 تمام ملک کا شمشیر بکف ہو کر شہ خون ہو جانا انہیں مرعوب نہ کر سکے نہایت بہت  
 انگیز اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت واضح معجزہ ہے ان واقعات پر نظر کر کے  
 کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ مسلمان خود درپے جنگ ہو سکتے تھے۔ ہاں جب کفار نے  
 انہیں چین نہ لینے دیا اور بجائے اس کے کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت

کا بش بنا سکتے اور نہ کیلئے آمادہ ہو گئے اور ہر طرف سے لشکر کشی شروع کر دی اور مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے لوٹ پڑے تو اس وقت مسلمانوں کا استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہنا اور ان ہونا کہ مصائب - کئے ہجوم میں ثابت قدم رہنا اور شجاعت و بہادری کے ساتھ اعدائے دین کا مقابلہ کرنا اور بتائید الہی اپنی قلت اور بے سامانی کے باوجود ان پرستش پانا اور تمام ملک کا بادشاہ اسلام کے مقابل عاجز ہونا۔ ان کی دونوں لشکر و مل اور مکروں کا ان کے کام نہ آنا اسلام کی حقیقت اور بانی تائید کی کھلی دلیل ہے ایک مطالب حق اتنا ہی دیکھ کر اسلام کی حقیقت کی طرف سے مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور یہ حالات اس کی ہدایت کے لئے کفایت کر سکتے ہیں بشرطیکہ چشم بینا اور منصف دل اس کے پاس موجود ہو جو سرگرم مخالفت تھے اسلام کے شیعہ بن گئے اس جنگ پر جو مسلمانوں کے لئے ناگزیر تھی کون قابل انہیں الزام دے سکتا ہے کہ اسلام کے آئین میں ملک و مال کے لئے جنگ کرنا داخل ہی ہے اور یہی سبب ہے کہ اسلام کے پیشوا اے اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اگرچہ بہت سی فتوحات ہوئیں اور سرکشی تو میں اطاعت کیش اور فرمانبرداری نہیں بخار بنا کام ہوئے اسلام کو فتح پر فتح حاصل ہوتی چلی گئی لیکن بایں ہر فتوحات سلطان کوفین بادشاہ دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سکونت و آسائش کے لئے کوئی قلعہ یا گڑھی تیار نہیں فرمائی بلکہ نہ کوئی خزانہ ذات خاص کے لئے املاک کثیرہ ذاتی اہل و عیال کے لئے فراغت عیش کے اسباب جمع کئے ہوں بلکہ آپ کی عقد زندگی اول سے آخر تک درویشانہ و زاهدانہ ہی رہی۔

اعتراض : پندت نے آیات ان اللہ شدید العقاب ولا تتبعوا حشوات النیص  
 کو بے جوڑ طریقے سے لیا کہ کسی کا مکر اسی کے ساتھ جو دشمن غیبی تو جس سے نہ ہرے  
 اتنا بھی شعور نہیں کہ بات کہاں پوری ہوئی دو باتیں نہیں اللہ ذات پہلی بات کو پہلا نصف  
 حصہ علیحدہ کیا اور پچھلا نصف دوسری بات کے ساتھ ملا دیا تنہا شہر انوں کے سر پر  
 کرے تو کیا تعجب ہے وہ خود بنی بناوٹی دہاوت کرتا ہے یہ بڑا بڑا قطع  
 برید سے کوئی نتیجہ نہ نکلا اب پندت کی عبارت دیکھیں اور یہ دیکھیں کہ وہ کونسی بات  
 اعتراض بات اس کے ساتھ اسکی پندت سے آیت کی قطع و یہ کہے جو اہل حق  
 ترجمہ لکھا ہے وہ یہ ہے اور یہ راۃ سخت تخلیف دینے والا ہے تیسراں سے  
 نیچے مت چلو وہ واقعی تمہارا دشمن ہے اس کے سامنے اور چہ نہیں کہ برائی اور  
 بے شرفی کی اجازت سے اور یہ کہ تم کہو اتنا ہے جو ہمیں جانتا ہے

پندت کا اعتراض یہ ہے کہ "کی تمہارا خدا بول کو صاحب دینے والا  
 اور نیکیوں پر رحم کرنے والا ہے یا مسلمانوں پر رحم کرنے والا اور دوسروں کو نہ  
 دینے والا ہے۔ مومن الذکر صورت میں وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا اگر خدا ہوتا تو  
 ہے تو جو آدمی و حرم کرے اس پر خدا رحم کرے اور جو اہم کرے اس کو نہ  
 دے گا ایسی حالت میں محمد صاحب اور قرآن کو شفیع جانا نہ دے گی نہ درجہ  
 سب کی برائی کرنے والا ایک انسان کا دشمن شیطان ہے جس کو خدا نے پیدا  
 ہی کیوں کیا کیا وہ آئندہ کی بات نہیں جانتا تھا اگر کہو کہ جانتا تھا لیکن آزمائش کے  
 لئے بنایا تو بھی درست نہیں کیونکہ آزمائش کرنا خود العقل کا کام ہے ہمہ دال

خدا سب روجوں کے اچھے برے اعمال کو ہمیشہ سے ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اور اگر شیطان سب کو بہکا تا ہے تو شیطان کو کس نے بہکایا ہے اگر کہو کہ شیطان خود بخود بہک جاتا ہے تو اور بھی خود بخود بہکلے جاسکتے ہیں درمیان میں شیطان کا کیا کام ہے اگر خدا ہی نے شیطان کو بہکایا تو خدا شیطان کا بھی شیطان ٹھہرے گا۔ ایسی بات خدا کی نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی کو بہکا تا ہے وہ بد صحبت اور لاعلمی کے باعث نہ گمراہ ہوتا ہے۔

**جواب :** یہ وہی باتیں ہیں جو پنڈت کی زبان پر چڑھی ہوئی ہیں اور بارہا ان کو لکھ چکا ہے اور مکرر مکرر جواب گزر چکے ہیں جب اسلام دین الہی ہے اور وہ ہدایت کے لئے آیا ہے اور اس نے نیک باتیں بتائیں تو نیک وہی ہے جو اس کا متبع ہو اور جو متبع نہ ہو اسلام قبول نہ کرے وہ بد ہے تو پھر یہ کیا پوچھتا ہے کہ "خدا بیدوں کو خدا دینے والا اور نیکوں پر رحم کرنے والا ہے۔ مسلمانوں پر رحم کرنے والا نیک تو مسلمان ہی ہیں جو خدا کی ذات و صفات کی نسبت حق و اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ نا خدا شناس جو خدا کے غر و بجلال کو نہ پہچانیں اور مخلوقات کے ذرہ ذرہ کو خدا کی طرح واجب الوجود اور قدیم جانیں وہ ہر بد سے بدتر ہیں۔ مگر پنڈت کے اعتراض سے آیوں کی نصرت کے لئے ایک نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ یہ کہ خدا کا رحم و کرم آدمی کے قبول کرنے پر نہیں ہر مذہب میں آدمی نیک رہ کر پنڈت کے اعتقاد میں رحمت الہی کا مورد ہو سکتا ہے پھر آدمی جو نابے کار اور اس کے لئے گوشائیں کرنا کہتا ہے، لکھنا، لکچر دینا، شور مچانا، فساد برپا کرنا نہایت ظلم اور پرے درجہ

گناہ ہے اسی طرت پنڈت کا یہ اعتراض بھی ایسی ہی ہے کہ نبی شیطان انسان کا  
 دشمن ہے تو اس کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا۔ ایسی بات تو معمول سمجھا انسان میں نہیں  
 پرانا گوارہ کرے گا۔ سانپ بچہ بھی مینے شیر بھی اور موزی جانور سب انسان  
 کے دشمن ہیں انہیں کیا خدا کے سوا اور کسی نے پیدا کیا اور خود مسلمان اور میسائی اس میں آ رہے  
 اپنا دشمن جانتے ہیں اور ان کی طرف سے دلائل بہت تیرے غضب رکھتے ہیں  
 انہیں بھی خدا نے ہی پیدا کیا تو پتہ چلتا ہے کہ انہیں ان کے اپنے گناہوں کی بنا پر  
 یہ غلطی ہوئی ہوگی۔ ہر مہکانک رکھنے والوں کو ان سے پیدا ہوتے ہیں  
 دراز تک دھرم آتماؤں کو ان کی غلامی کی ذلتوں میں عقیدہ کہ اگر آپ جلتے تھے  
 کہ یہ ادھر ہی ہیں تو آپ نے پیدا ہی کیوں کیا اگر نہ جانتے تھے تو ان کی حالت ایسا  
 ہونے کا دعویٰ تھوڑا سے پنڈت جی کی نظائے کہ یہ ان میں نہیں پڑی اور میں ان کو  
 کا شبہ نہیں نظر نہیں آتا۔

پنڈت جی کا ایک نہایت لغو اور فرسودہ اعتراض یہ بھی ہے کہ گریٹھ  
 سب کو بہکا تا ہے تو شیبہ کو کس نے بہکا دیا اتنا سراسر مبالغہ ہے کہ بہکانے  
 والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کو بھی کس نے بہکا دیا سو بہاؤں کو دوسرے  
 کو انہی کرتے ہیں تو کیا ضروری ہے کہ اس کو بھی کسی نے انہی کیا ہو۔ پنڈت جی  
 کے نزدیک تو آریوں کے سوا ساری دنیا کے لوگ بہکانے والے ہیں ان کی  
 دھرم پنڈتوں کی شان میں پنڈت جی نے دل کھل کر الفاظ لکھے ہیں اور ان کو  
 بہکانے والا بتایا ہے تو ان بہکانے والوں کو پنڈت جی کے اعتقاد میں شیر

نے بہکایا ہے جیسا کہ خود ان کا قول ہے یا کسی کے طبیعت میں خود اپنے آپ ہی  
 خبیث ہوتا ہے اور کوئی بہکائے سے راہِ حق چھوڑ کر منحرف ہوتا ہے شیطان میں  
 خبیث طبیعتی سے اس کے لئے کسی اور بہکانے والے کی ضرورت نہیں اتنی بات  
 بھی نہ سمجھنا اور کسی مذہب کے پیشوائی کا دعویٰ کرنا اس مذہب کی حقیقت کو آشکارا  
 کر دیتا ہے۔

**اعتراض :** پندت نے آیت کریمہ انما حرم علیکم المیتہ والدہ ولاحم الخنزیر  
وما اهل به لغير الله کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے "تم پر مردار، لہو اور گوشت سوا  
حرام ہے اور سوائے اللہ کے جس پر کچھ پکا رہا جائے" اس پر پندت نے یہ اعتراض  
کیا ہے کہ "

یہاں پر سوچنا چاہیے کہ کوئی جانور خود بخود مردار ہو یا لہو کے  
مارنے سے دونوں حالتوں میں وہ مردار ہے یا نہیں؟ چونکہ  
بھی ہے تو بھی موت میں کچھ فرق نہیں اور جب سو کی نہت  
ہے تو کیا انسان کا گوشت کھانا روا ہے کیا یہ بات ابھی ہو  
سکتی ہے کہ خدا کے نام دشمن وغیرہ کو مذاب دے کر اس  
کی جان لی جاوے اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے،  
ہاں خدا نے بلا پر رب جنم دینے والے کے سابقہ گناہوں کے سزا دل  
کے اٹھ سے جانداروں کو مذاب کیوں دلایا کیا ان پر جسم  
نہیں کرتا ان کو اولاد کی طرح نہیں جانتا جس جاندار سے زیادہ  
فائدہ پہونچے مثلاً گائے وغیرہ ان کے مارنے کی ممانعت  
نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہونچانے والا ثابت ہوتا ہے،  
اور غلام طور پر ایذا رسانی کے گناہ سے خدا بدنام بھی ہو جاتا ہے  
ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

**جواب :** یہ کفار مکہ کا اعتراض تھا کہ مسلمان اپنے اٹھ کے مارے ہوئے کو حلال



جانتے ہیں اور خدا کے ارے ہوئے یعنی اپنی موت مرجانے والے کو حرام پنڈت جی نے اسی سے یہ اعتراض اڑایا اور جو حماقت انہوں نے کی تھی آپ نے اس کا اتباع کیا ہر عامل جانتا ہے کہ طبعی موت فساد مزاج و فناء روح اور اکثر حالات میں انتشار سمیت سے واقع ہوتی ہے تو یہی میں اگر ذرا اسی رستہ بھی باقی ہو تو جاندار نہیں مرنا جب تمام اعضا کی طاقتیں باطل ہو چکی ہیں اعضا فاسد و خراب ہو جاتے ہیں ان کے مزاج بدل جاتے ہیں یا ان میں سیت آجاتی ہیں اس وقت طبعی موت جاندار کے بدن پر وارد ہوتی ہے تو اس کے کھانے کا حکم دینا اقتضائے حکمت نہ تھا صحیح سالم تندرست جاندار جس کے بدن میں سمیت نہیں ہے اس کو ذبح کر کے کھایا جائے اور ذبح کرنے سے اس کا دم بغیر گھٹے آسانی سے نکل جائے تو اس کے اعضا فساد سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ غذا اصل ہو کہ بدن کی صحت و قوت کا سبب ہوتا ہے اس لئے یہ اعتراض چھٹا ہے کہ مردہ اور ذبح کئے ہوئے میں فرق نہیں دونوں کو مردار بتانا ناواقف ہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر پنڈت اور اس کے ہمنواؤں کے نزدیک مذبح اور مردار دونوں میں غذائیت کے اعتبار سے فرق نہیں ہے تو آریہ مردار خوری شروع کر دیں کہ اس میں بہترین غذا بھی ملے گی اور کسی کی ایذا بھی نہیں ہے مگر آریوں کا گوشت سے بالعموم احتراز کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ مردار کو ذبح کی مثل صالح غذا نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں پر اعتراض کرنے کی کیا وجہ ہے۔

پنڈت کا یہ قول کہ صرف سور کی مانعت ہے قرآن پاک پر اعتراض ہے اور بہتان ہے۔ اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ مانعت صرف سور کی ہے بلکہ جو آیت

پنڈت نے نقل کی ہے اس میں بھی کہیں نہیں ہے کہ ممانعت صرف سوگ ہے۔  
 کئی قسم کے محرکات کا ذکر ہے یہ کیا اعتراض ہے جس کے شوق میں جھوٹے الزام لگے  
 جائیں اور بہتان اٹھائے جائیں۔ مذبوح کو بنام خدا ذبح کرنا یہ ایک عارفانہ تعلیم ہے  
 کہ جب تم نفیس غذا یعنی حیوان کے گوشت کا ارادہ کرو تو تیار فرض ہونا چاہیے کہ  
 رب النعمتہ یعنی اپنے اور اس کے خالق کی یاد کرو اور اس کا نام لو اب اس میں  
 مومن کو مشرکین کے اھوار و مساوات سے بچانا اور شبہ اور شائبہ شرک سے محفوظ  
 رکھنا بھی مد نظر ہے کیوں کہ مشرک بتوں کے نام پر جانوروں کی قربانی کرتے ہیں آ  
 مومن کو خدا کے نام کا اعلان کر کے ظاہر کر دینا چاہیے کہ ان کا فعل مشرکین کے افعال  
 کی طرح باطل اور نجاست شرک سے آلودہ نہیں ہے اور جو گوشت وہ کھانا چاہتے  
 ہیں وہ اس جانور کا نہیں ہے جس کی جان بتوں کے نام پر بے فائدہ ضائع کی گئی ہو  
 اور اس کا ذبح شرک اور خدائے وحدہ ما شرک لہ سے بنا دیا ہو۔

پنڈت جی نے اسی سلسلہ میں ایک یہ بھی اعتراض کیا ہے "ہاں خدا نے  
 بلا پر رب جہنم یعنی سابقہ زندگی کے گناہوں نیز مسلمانوں کے ہاتھ سے جانداروں کو خدا  
 کیوں دلایا؟ اگر یہ سوچیں پنڈت کا یہ اعتراض مسلمانوں پر ہوا یا آبدوں پر جب پنڈت  
 کے اعتقاد میں ہر جاندار کی راحت و تکلیف اس کے عمل کی جزا اور پرکرتی کا پھل ہے  
 تو ضرور مذبوح جانور اپنے سابقہ اعمال سے ذبح کا مستوجب تھا اور ایسوری عدل و  
 داد کی رو سے اس کا ذبح ہونا عین انصاف اور نہایت ضروری تھا تو مسلمانوں پر  
 ایذا رسانی اور بے رحمی کا اعتراض پنڈت کے اپنے عقیدے کے خلاف ہے۔

کہ وہ بندے جن کے ہاتھ سے اس نے احکام عدل جاری کرائے اور سخت سزا کو منہا کر دیا ضرور مقبول و مقرب اور اپنے کام ساز کی رضی کے تابع ہیں جس طرح مجسٹریٹ شاہی قانون کو نافذ کر کے بادشاہ کے احکام عدل و انصاف کو عمل میں لاتا ہے اور حکومت میں صاحب منصب مانا جاتا ہے ایسے ہی وہ بندے جو لائق سزا مخلوق کو سزا دیکر خداوندی انصاف کا قانون نافذ کرتے ہیں خدائی حکومت میں منصبدار اور اس کے مقبول ہیں یہ سمجھ کر تو پنڈت اور اس کے ہم اعتقادوں کو مسلمانوں کے سامنے گردن نیا زبھکا دینا چاہیے اور ان پر اعتراض کر کے ایشور کا جرم اور پاپی نہ بننا چاہیے۔ اور اگر پنڈت یا اس کے عنایہ کہیں کو جانور کا عمل تو ایسا نہ تھا کہ جس پر وہ قتل کی سزا کے مستحق نہ آئے ایشور کی دی ہوئی عمر ابھی تمام ہوئی تھی بلکہ ایشور کی دھماکی ہوئی عمر کے بہت سے سال ابھی باقی تھے لیکن مسلمانوں نے بغیر سابقہ عمل کے بے گناہ جانوروں کو وقت سے پہلے مار دیا اور ایشور کی دی ہوئی عمر کو پورا نہ ہونے دیا تو اب وہ بتائیں کہ ایشور زبردست ہوا یا مسلمان۔ ایشور کی قلمرو میں اس کا حکم تو نافذ نہ ہو سکا۔ ان کو چاہتے رہتے رہتے ایشور سب سے گناہوں کو محفوظ رکھتا ہے اپنے قانون شکست سے بچا۔ نہ اتنا ایسے مجبور کہ ایشور اور قانون طلاق ماننا خبطا سے اور جن مسلمانوں سے پنڈت ہی کے ایشور کی بھی یہی ان سے لڑنا اور چھیڑ چھاڑ کر احمات اور بدعتی کی نشانی ہے۔

اب اسی مسئلہ کے ایک دوسرے پہلو پر غور کیجئے۔ گوشت بہترین اور قوی ترین غذا ہے لذیذ بلکہ الذبت مہقوی اور منعف و ور کرنے والا ہے دریا

طلب یہ ہے کہ ایسی نفیس ولذیذ مقوی و نافع غذا ملے ان کو بغیر میں سابقہ سے  
تساخ باطل ہوا اور اگر انہوں نے پہلی حیوان میں ایسے سے نکتہ بند نہیں ہو  
ایسی عمدہ غذا کے مستحق تھے تو پھر روزانہ اور اعتدال میں راس خود تیار سے ایسے سے  
انہیں ان کے عمل کے بدلے میں دی گئی ہے اس پر اعتدال ایسے کی بغاوت اور  
توہین ہے بلکہ اس پر آجیوں کو خوش موذ چاہیے کہ وہ ان کے ہاں سے یہ کہتا ہے  
ہیں جنہیں گوشت جیسی غذا دی جاتی ہے ہر ایک جو موت میں جیتا ہے وہ  
کو تو لذیذ کھانوں سے قوت و طاقت دی جاتی ہے اور ان کے ہاں سے دوسرے  
کھانے کو دینے جاتے ہیں عمدہ غذا سے زندگی بھر عمر و رکھے جاتے ہیں  
معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مسئلہ اصول کی بنیاد میں زندگی میں ان سے ایسے ہی  
غل نہ سکتے کہ وہ ایسی عمدہ غذا کے مستحق ہو سکتے تو اب نہیں رہتے یہ سوچنا  
سے ذبح حیوانات کی ناپائیداری

جہاں روں کے ذبح کو جرم نہانا اور تناسل نہانا یہ ہیں دو مقصد باتیں ہیں  
جو کسی طرح جمع نہیں ہو سکتیں اور اگر یہ اثری چوتھی کا زور رکھ کر ان دونوں مقصدوں کو باہر  
ٹکرائے سے نہیں بچا سکتے اس سے عجیب تر معترض کی ناپائیداری یہ ہے کہ مسلمانوں  
کے ذبح کا ذکر اس نے اپنے عقیدے کے خلاف نظر اور تکلیف بے ہیئت  
عمل مانا لیکن سو ماما کو عمر بھر رسی باندھ کر ذلیل ترین تہذیب کی حرمت مقید رکھنا اور  
اس کے نوزائیدہ بچے کو بغیر کسی پچھلے عمل کے اس کی ماں کے سامنے علیحدہ باندھنا  
اور جاندار کی قدرتی غذا اس سے چھین لینا بچے کی محسوس قید بھوک پیاس یا رکھ کر

ماں کے پاس پہنچے اور دودھ پینے کو ترسنے اور روح فرسا اور جگر کو پاش پاش کر ڈالنے والی مصیبت میں گنو کو مبتلا کرنا اور بچے کی بیکی اور بے بسی کے دردناک مناظر اس کی ماں کی نگاہوں کے سامنے لانا اور پھر بچے کا دودھ چھین کر پی جانا یا دودھ دینے میں اگر گائے راضی نہ ہو اور خداداد غذا کو وہ اپنے بچے کے لئے بچا کر رکھنا چاہے تو اس کے بچا نہ باندھنا ڈھنگ ڈالنا لالٹھوں سے مارنا طرح طرح کی ایذا میں دینا جس میں تمام ہندو مبتلا ہیں تمام آریہ گرو فارہیں قزول سے ان کی نسلیں یہ ستم گاری کرتی چلی آئی ہیں یہ کیوں ظلم نہیں پنڈت نے اس کی مخالفت کیوں نہیں کی اپنے معتمدین کو اس بے رحمی سے کیوں نہیں روکا۔

اس سے بڑھ کر وہ مصائب ہیں جو ان کی ماما گؤ کے شوہر میل مہاراج پر نازل ہوتے ہیں لالہ اور پنڈت سب انہیں قابو میں کرنے کے لئے ناکھ ڈالتے ہیں اور پتا بھی سے سواری لیتے ہیں اور اگر وہ آہستہ چلیں تو مار مار کر انہیں بے حال کر ڈالتے ہیں کیسے سعادت مند پتہ ہیں جنہیں کبھی پتا بھی کی تکلیف کا دھیان بھی نہیں آتا۔ زمین جو تنے میں بیل کی کیسی مرمت کی جاتی ہے اس کی ساری زندگی پٹتے ہی کٹتی رہے۔ مار کھاتے اور رات دن مصیبتیں جھیلنے میں گذرتی ہے۔ بغیر سابقہ عمل کے یہ تمام طریقہ عمل ظلم ہو اور ایسا ظلم ہو اگر ملک کے ہر ہر بیل پر زندگی بھر یہ ظلم ہوتا ہی اسی طرح دوسرے حیوانات باقی گھوڑے خیر وغیرہ کو کیا کیا تکلیفیں نہیں دی جاتیں مگر پنڈت جی نے کبھی آریوں سے ان بے محابا و مظالم کے ترک کی اپیل نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حیوانات پر حکومت تسلط اور اپنے اختیار سے

انہیں کام میں لانا انسانی حق سے کوئی قابل اعتراض بات نہیں تو پندت کا اعتراض ہر پہلو سے لغو باطل اور غلط ہے۔

اب ایک پہلو پر اور نظر ڈالئے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ذبح کا دوا  
کام جس کے مسلمان متکسب ہیں ہندوستان اور یہاں کے باشندوں پر غلبہ ترین  
احسان ہے اس لئے کہ ہندوستان کے وسیع ملک میں مسلمانوں کی لاگوں بستیوں  
ضلع شہر قصبے ایسے موجود ہیں کہ جن میں بکثرت گائے بکریاں اور یہ بھینس بچے  
کر آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے چار کروڑ ایسے ہیں جو گلے کا گوشت نہیں کھاتے اور  
ہرگز یہ نسبت نہیں سب مسلمانوں میں گوشت کھانے والوں کا تناسب اتنی فیصد  
سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن اگر انتہائی کمی کی بجائے اور یہ فرض کر لیا جائے نصف  
مسلمان گائے کا گوشت نہیں کھاتے ہیں تو یہ چار کروڑ کھانے والے ہوں گے اور  
اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ ایک گائے کو دو مسلمان کھاتے ہیں جبکہ یہ بھی فرض افسوس  
ورزا وسطاً فیصدی ایک گائے کی نسبت بڑی سے لیکن کم از کم آپ ہی ماننے کو ایک  
گائے دو سو آدمی کھاتے ہیں دو چار کروڑ آدمی دو لاکھ گائے کھائیں گے اس حساب  
سے کم از کم دو لاکھ گائے ہندوستان میں روزانہ ذبح ہو جاتی ہیں یہ اس صورت میں  
ہے کہ جب مسلمانوں کی نصف تعداد کو گائے خور نہ مانا جائے باقی نصف کی غذا بھی اتنی  
قلیل مانی جائے لیکن اب آپ غور کیجئے کہ جس ملک میں روزانہ دو لاکھ گائے نصف  
مسلمانوں کی خوراک میں آجاتی ہوں اور صدیوں سے مسلمان اسی نسبت سے گوشت  
کھاتے رہے ہوں باوجود اس کے پھر گائے کی قلت نہ ہو گوشت کی گرانی نہ ہو

یاہود ہندوستان کی کوششوں اور رکھشا خانوں کی بھرتیوں اور گوسلوں کی حفاظتوں کے گامے بغیر گرائی کے نہایت آسانی سے اس کثیر تعداد میں روزانہ ہجوم پہنچ جاتی ہو تو اگر ایک سال کے لئے مسلمان گائے کا ذبح ترک کر دیں تو ہندوستان میں گائیوں کی تعداد سات کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ ہو جائے اور لاکھ لوگ اپنی غذا کے دلانے بھی کھلا دیں تو انہیں کفایت نہ کرے۔ تمام جنگل حیران ہو جائیں سبزہ کا نام و نشان کہیں باقی نہ رہے غلہ بھی ان کی ماما جی کھا جائیں جب بھی بھوک بھوک کی ریں ملک تباہ ہو جائے کبھی اس تحریک کی معقولیت پر ہندوؤں نے غور نہیں کیا اب پنڈت جی سے پوچھئے کہ اگر مسلمان گوشت کھانا ترک کر دیں تو ہندوؤں کے ایسٹور سے بھی ملک کا انتظام نہ ہو اور گائیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد ہندوستان کی ساری پیداوار ہنہر کر جائے اور پھر بھوک سے بین و جب سے کہ مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندوستان کی اقوام گائے کی قربانی اور اس کے ذبح کی مادی تھیں ہندوؤں کی کتابوں میں اس کے ناقابل انکار ثبوت ملتے ہیں۔

غلا وہ بریک گلے کا خون تنہا مسلمانوں کے حصہ میں آتا ہے اس کو بھی تنہا مسلمان نہیں کھاتے بلکہ بہت سی وہ قومیں بھی کھاتی ہیں جن کو مردم شماری میں ہندو لکھا جاتا ہے اور جن کی تعداد اپنے میں شامل کر کے ششستیں مہاصل کرتے ہیں گوشت کے علاوہ دوسرے اجزاء سینگ ہڈی دانت چمڑا یہ سب ہندوؤں کے کام میں آتا ہے۔ بڑے بڑے بھگت بننے والے گھوڑوں کے ساز چرمی استعمال کرتے ہیں بالیں ہاتھوں میں تھامے پھرتے ہیں پانی کے ٹلوں میں میڑے کی کٹوریاں لگائی جاتی ہیں

اور وہ ہمیشہ پانی میں ڈوبی رہتی ہیں پانی انہیں پر ہو کر آفتاب نہ بیٹھتا ہے نہ لیں  
 وغیرہ بکشت چیزیں چمڑے کی بنی استعمال ہوتی ہیں اگر ذروں رویشہ ہو ڈا وینک  
 وغیرہ ہندوؤں کے استعمال میں آجاتا ہے تو کیا وجہ سے لہندو کہ مانتا ہے جو کہ بڑے  
 استعمال بھی کرتے ہیں چمڑے کی جوتیاں بھی بنائیں اور ان پر کاوشی کا لادنا اسے ہر گز  
 مسلمانوں ہی پر سب پھر چمڑے کی تجارتوں میں ہندو ہائیں مانتا ہے لہذا نہیں  
 بتایا جاتا اور جو مال کاٹے کے اجزاء کی تجارت سے حاصل کیا ہو دوسرے  
 لے کس طرح جائز سمجھا جاتا ہے جب ان کے نزدیک کافہ ذائقہ نہ ہو ان کی پنا  
 لینا ظلم ہے تو اس کے ذریعہ جو دولت پیدا کی ہو ویسی دولت بیسے لہذا  
 قرآنی سے ثروت حاصل کر لی جائے لیکن پناہ جہنم سے لہذا نہ لیں  
 نہیں کیا ان کے اعتقاد کی تو یہ وہاں فقہ مسلمہ کے خلاف ہے  
 بتایا بھی کریں تو اس پر نتیجہ بھیجیں نہیں ہوتا۔

یہ بات ضرور غور طلب تھی کہ اگر سبز چمڑا سیٹا ہڈی دانت وغیرہ  
 کے اجزاء کا استعمال مطلقاً ترک کر دیں تو مسلمانوں کے لئے گوشت کی قدریں ہو جائیں  
 کہ اسے بڑے بڑے دولت مندوں کھا سکتے گئے کی قیمت تو چمڑے ہی سے حاصل  
 ہو جاتی ہے اس لئے ذائقہ کی جس قدر بھی کشت ہوگی چمڑے کے ذریعہ بارہی ترقی  
 ہوگی تو اس ذائقہ کا ذمہ دار ہندوؤں کو سمجھانا چاہیے تھا اگر پندت ہی نے انہیں  
 چھوڑ دیا اس سے معترض کی نیت اور کدورت قلب نہ پتہ چلتا ہے۔



اعتراف : پہلے نے آیت کریمہ حل لکم لیلۃ الحیاء المرتی الی النساء کفر  
 کا نہایت جاہلانہ غلط ترجمہ لکھ کر اس پر اشتہا درجہ کا لغو اعتراف کیا ہے اس کی عبارت ملاحظہ  
 فرمائیے ۔ روزے کی رات تہارے واسطے حلال کی گئی کہ رغبت کرنا اپنی بی بیوں  
 سے وے تہارے واسطے پردہ ہیں اور تم ان کے لئے پردہ ہو اشد نے جانا کہ تم  
 حیانت کرتے ہو پراثر نے معاف کیا تم کو بس ان سے ملو اور ڈھونڈو جو اثر نے  
 تہارے لئے لکھ دیا ہے یعنی اولاد اور کھاؤ بیویاں تک کہ ظاہر ہو جائے تہاے  
 ہاے دھاگے سے سفید دھاگہ یا رات سے دن نکلے : اب اس پر اعتراف  
 ملاحظہ فرمائیے :

"یہ تحقیق ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کا مذہب جاری ہوا تب یا اس سے  
 پہلے کسی نے کسی پورا تک سے پوچھا ہو گا کہ چاند راہن برست جو ایک مہینہ بھر کا ہوتا  
 ہے اس کا طریق بیان کرو شاستر کا طریق یہ ہے کہ چاند کی کلا کی گٹھنے بڑھنے کے  
 مطابق قصوں کو گھٹانا بڑھانا اور دوپہر کے وقت کھانا کھانا چاہیے اس کو زہان کر  
 یوراکس نے لکھا ہو گا کہ چاند کو دیکھ کر کھانا کھانا چاہیے اس چاند راہن برست کو مسلمانوں  
 نے اس قدر کابنائیا لیکن برست میں مباح مت منہ سے ایک بات ان کے خدا نے ہر  
 آدمی کو روزے کی رات کو نجاست بھی کیا کہ وہ اور رات میں جتنی دفعہ چاہو کھاؤ  
 جتنا یہ روزہ کیا ہو اور دن کو نہ کھاؤ ۔ رات بھر کھاتے ۔ سنو بات تو ان کو رست  
 سے رست سے لے کر ان کو لکھنا اور رات کو لکھنا :

تو اسب : جس شخص کو تہجد کرنے اور بات کرنے کا طریقہ نہ ہو اس کا اعتراف اس

کی بے مانی و نامہنی کا ثبوت ہے اور پیداوار میں ایسا کیا اور لایا جس سے ہم  
 کی حقائق شناسی کا پردہ فاش ہوتا ہے آپ جانتے ہیں کہ تحقیق ہوتا ہے سچ و جھوٹ  
 ہے کہ ویدک و مہرم کی تحقیق کس پایہ کی ہوئی ہے سمجھتے ہیں کہ مذہب و تہذیب  
 اعتقادات کی حقیقت معلوم ہو جانے کی معمولی سے معمولی مقل و فخر کا انسان ہی تو  
 کی نسبت تحقیق کا لفظ اس وقت زبان پر لاتا ہے جب اس کو اقول مستظہر ہو  
 معلوم ہو اور وہ جانتا ہو کہ واقعہ ہرگز اس کے خلاف ہیں اور اس کے متقابل واقعہ ثبوت  
 اس کے پاس موجود ہیں لیکن چندت کی مصلحت اور اس کی منت میں تحقیق کے یہ  
 معنی نہیں۔

آپ کے یہاں تحقیق اس کا نام ہے جو تو کی نسبت۔ اسی ثبوت پر  
 کوئی دلیل نہ کہیں سے نہ آتی ہو نہ اس پر شہادت گمانی ہو نہ وہ دورہ لوں کا نہ  
 کا کچھ پتہ ہو سچے نہ بھی نہ دیکھا ہو بلکہ جس طرح الٹا ہی ٹنک میں کوئی تصور نامہ دیت  
 ہے اسی طرح کا کوئی دم پیدا ہو گیا ہو وہ آپ کے یہاں تحقیق ہے۔  
 جہاں تحقیق اتنی زبردست ہو اس مذہب کی حقانیت کیسے ہوگی سر  
 تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ و مہیات کے بادشاہ ہیں اور آپ کا مذہب تحقیق ہے  
 اصل اوہام ہیں چنانچہ یہاں آپ کی تحقیق کیا ہے یہ کہ تہذیب مسلمانوں کا مذہب جو بڑی ہوگی  
 تب کسی نے کن پورا تم سے پوچھا ہوگا اور کہا ہوگا پر ثبوت آتے تو اس تحریر کے  
 سامنے بے کار ہو گئی واقعات کے لئے نقل و خبر کی حاجت نہ رہی ہو ہوگا  
 سے سارے عقیدے حل ہو گئے اس تحقیق نے تو خیالی بلاؤ کو بھرمات دے دیا

پیش پندت جی اس عقیق سے ویدک دھرم کی تاریخ تصنیف کر جاتے تو برا مزہ دیتی۔  
 جہاں عقیق کا یہ حال ہے۔ وہاں کی معمولی خبریں تو بالکل برعکس ہوتی ہوں گی۔  
 ہی تحقیق سے جس کے اعتبار سے پندت جی اپنے آپ کو محقق کہتے ہیں اعتراض کا  
 حاصل صرف اتنا ہے کہ اسلام میں روزہ بندوں کے شستر سے لیا گیا ہو گا اول تو  
 بے ثبوت بات محض لغو ہوتی ہے ثانیاً کہاں ہندو کہاں مرکز اسلام اس زمانہ کے  
 ہندو نہ عربی جانتے تھے۔ سمندر پار کا سفر جائز سمجھتے تھے تو پورا ملک کہا جا رہا ہو گا  
 علاوہ ہر ایک کے برت کو مسلمان کے روزے سے کیا نسبت برت میں کی ایک  
 پرستی سے اس لئے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے ساتھ لگتے گھٹنے بڑھائے  
 جاتے ہیں پھر برت میں ترک خود دوش کہاں دودھ اور دودھ کی بنی چیزیں کھو یا  
 مکھن بالائی وغیرہ کھاتے پیتے رہتے ہیں اور دن باٹسے دوپہر کے وقت سب  
 کچھ کھا جاتے ہیں اس کو روزے سے کیا علاقہ جو خاص رمضان الہی کے لئے  
 رکھا جاتا ہے اور کسی مخلوق کے لئے نہیں مسلمانوں کے نزدیک مخلوق پرستی  
 شرک و کفر ہے نہ ان کے لئے چاند کے گھٹنے بڑھنے سے شمار ہوتے ہیں نہ چاند  
 دیکھ کر کھانے کا حکم نہ دوپہر میں کھانے کی اجازت برت میں نفس پر مشقت ہی کیا  
 ہوئی جب دوپہر میں کھایا اور دودھ وغیرہ کھاتے پیتے رہتے مسلمانوں کا روزہ صبیح  
 صادق سے شروع ہوتا ہے اور تمام دن وہ کھانے پینے مجاہد کر کے روزہ  
 یں باوجودیکہ برت کے لفظ اند پاس ہوتے ہیں لیکن خدا کا بندہ رمضان الہی کیلئے  
 کسی طرف التفات نہیں کرتا۔

# صد الافاضل: مختصر تعارف اور علمی جامعیت

مراد آباد کی وجہ تسمیہ | ہندوستان ایشیا سب سے بڑا ملک ہے، اتنے بڑے  
اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس صوبہ میں اپنے فضلاء پریشان پور میں  
ایک مردم خیز عمارت ہے، حافظ رحمت اللہ خاں روہیلہ منوئی نے اس عمارت کو  
فتح کیا اسی وجہ سے اس علاقہ کو "روہیلہ کھنڈ" کہا جاتا ہے، اور اسی روہیلہ کھنڈ  
کا ایک مشہور صنعتی شہر ہے "شہنشاہ اعظم شاہجہان" کے بیٹے شہزادوں کے نام پر  
خاں نامی جرنیل نے اس بستی کا نام "مراد آباد" رکھ دیا۔

مغل تاجدار بھی الٰہ آباد کے قریب "مگیر علیہ" کے درجہ کی تھیں  
ایران کے شہر مشہد اجماع اب بھی اہلسنت کی اکثریت اور مدت کی کثرت ہونے  
سے کچھ ارباب فضل و کمال (صمد الافاضل) کے آباء و اجداد، ہندوستان آئے انہیں  
گوٹھوں گوں صلاحیتوں کے سبب بڑی بڑی جائیں مل گئیں، اور قدر کی نگاہ سے  
دیکھا گیا، اسی خانوادے میں حضرت علامہ مولانا عین الدین صاحب تربیت کے گھر  
سلسلہ مطابق سلسلہ میں ایک "نور سعاد" تہذیب کی ولادت ہوئی، اور وہ منق  
اور اقبال کے آثار اس کی پیشانی سے ہو یہ اتنے ہی بچہ بڑا ہو کر دنیا سے  
کا عظیم رہنما آسمان سیاست کا نیر اعظم دنیا سے فضل و کمال کا صمد الافاضل اور دنیا  
درس و تدریس کا استاذ العلماء، نیر مید ان شعر و سخن میں نعم الدین مراد آبادی کے نام

سے جانا بچا ناگی، مزید برآں تدبیر تفکر، دیدہ وری، دانشوری علمی جاہ و شہرت، شرافت نفس، نیک نیتی، سادگی، اتباع شریعت، زہد و اتقا، ادب پروری، سخن منجی سیاسی بصیرت حق گوئی و راست بازی، جرات و بیباکی اور دین حق کی حفاظت و اشاعتی سرگرمیوں کے ذکر سے صدر الافاضل کی شخصیت آراستہ و پیراستہ نظر آتی ہے۔ ان کے دربار میں اپنی اور بے گانوں کی کوئی تمیز نہیں تھی، سواد اعظم میں ان کی حیثیت فخر الامم کی سی تھی مگر اس کے باوجود نہ تو کوئی طعنہ تھا اور نہ ہی (غیر محقول) کوئی رعب و ہراس۔ ہاں اگر جاہ و جلال تھا تو علم کا حسن و جمال تھا، عرفان کا، و ہدبہ تھا تو ذہانت کا اور رعب تھا تو نکتہ رسی کا، قالہن اللہ رب العلمین۔

حضرت صدر الافاضل کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین زہد بہت رحمۃ اللہ علیہ اپنے کئی فرزندوں کو اپنے اہل حقوں سے کم سنی کے عالم میں سپرد خاک کر چکے تھے اس لئے انہوں نے صدر الافاضل کی ولادت باسعادت پر بارگاہ قاضی اکا جات میں یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے بچے کو طبعی عطا ہوئی تو میں اسے جہاد کے لئے پیش کروں گا۔

حضور صدر الافاضل اس پر آشوب دور میں جبکہ دیوبندی مکتبہ فکر کے لوگ آپ کی جان لینے پر تلے ہوئے تھے اس دل ہلا دینے والے ماحول میں ہندو مسلم اتحاد و اہل ہندو کے ساتھ اسلامی موالات کی زبان و قلم سے مخالفت کر کے اپنے والد ماجد کے نذر کی تکمیل کر رہے تھے، کسی تقریر میں برسرِ مجمع ایک شرپسند و بابائی ننگی تلوار ایک کھڑا ہو گیا کہ میں انہیں (صدر الافاضل) قتل کر کے ہی رہوں گا۔ جب اس کی خبر

والد صاحب کو ملی تو آپ نے اپنی تہنیتی کہ انجاء دیوں فرمادیا۔

یا الہی بے خطابے جہت سے الہی شہنشاہی کہتے ہیں اس سے پہلے فرما

تو ہرے احمد بخارو بوبکر دوسرے دشمنوں اور ان کے گروہوں کو ہت

ملا دیویندہ و بابیہ کی سلسلہ انہوں کے باوجود صدر بنی قریظہ ہمارے

اور دشمنوں کی ہزار دشمنی کے باوجود استحقاق حق و ابطال باطل کے سے ہمیشہ بین میرے

اور ہر اس مسئلہ کے خلاف یہ ان میں اگر عہد و جہاد اور عہد و عہد ہمارے سے ہر

اسلام کا وقار و محروح ہوتا ہوا نظر آیا۔ انتہی کلام اللہ تعالیٰ

استفادہ از مضمون جناب: السلام بحیثی انجاء بخارو تاریخ اسلام و غیر شخصیت لائیں

میتھو بنی قریظہ

## خاور ہند کا خشنود آفتاب

حضور صدر الامانی رضی اللہ عنہ کی ولادت طیبہ ماہ صفر ۱۲۸۳ھ میں ہوئی۔

جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا سید محمد عین الدین

صاحب نزہت علیہ الرحمۃ والرضوان نے انتہائی نزک و احتشام اور بڑے دھوم دھام سے

"بسم اللہ خوانی" کی پاکیزہ رسم اور فرمائی چندی مہینے میں حضرت حاتق سید بنی حسین قس

علیہ الرحمۃ نے قرآن کریم کا ناظر و ختم کر کے حفظ شروع کر دیا۔ سامت ہی اردو کی تعلیم بھی

جیسی کہ پہلے آٹھ سال کی عمر میں حضرت حافظ سید بنی حسین صاحب اور حافظ  
حفیظ رحمہما علیہما رحمہ سے قرآن مجید کا حفظ مکمل کر لیا ساتھ ہی ساتھ اردو ادب اور  
اردوئے معلیٰ میں بھی اچھی خاصی لیاقت پیدا ہو گئی اور آپ کی تو پرورش ہی تہذیب و  
ادب کے گہوارے میں ہوئی والدہ محترمہ حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب  
زہدیت علیہ الرحمہ علم و فضل کے آفتاب داد حضرت علامہ مولانا سید محمد امین الدین  
صاحب راسخ علیہ الرحمہ فضل و کمال کے نیر تاباں پر داد حضرت مولانا کریم الدین صاحب  
آزاد علیہ الرحمہ استاد اشعار و افتخار الادب تھے جن کی آغوش تربیت نے آپ کو  
تہذیب و ادب کا چمکا ہوا سورج بنادیا تھا طبیعت میں ہولانی اور افتاد تو پیدا نہیں  
ہم غرض کہ آپ بچاؤ شمار کے لجاتے تھے۔

**ذہانت و فطانت** جو مدت طبع میں آپ اتنے بلند تھے کہ آٹھ سال کی عمر شریف

میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی میں بھی کافی دسترس حاصل  
کر لی تھی قبلہ مدت تک ہر سال رمضان المبارک میں نو عمر بچوں کی جماعت کے ساتھ نفلوں  
شمار بندی سے تمام قرآن مجید پڑھا کرتے۔

**درس نظامی** فارسی اور معتد بہ محققہ تک عربی کی تعلیم اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ دار

سے حاصل فرمائی اور متوسطات تک علوم درسیہ اور فن طلب  
حضرت مولانا حکیم فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اس کے بعد خود حضرت  
مولانا فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ ہی حضور مدد الیہ فیہ رضی اللہ عنہ کو ملے کہ ایک زبردست  
بزرگ فاضل قہوۃ الفضل زبدۃ العمد شیخ المکمل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کبلی

اہتم مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمت فیض و رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور  
صاحبزادے صاحب انتہائی فکری و فہیم ہیں ملاحظہ کیا کہ پڑھ چکے ہیں میری وہ خواہش ہے  
کہ بقیہ درس نظامی کی تکمیل حضرت کی خدمت میں رو کر کروں حضرت شیخ المکمل مولانا سید محمد  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صدر الافاضل کی پیشانی پر ایک نقد ڈال دیا اور فرمایا کہ  
کاست قبول فرما کر انعام دستہ سے فرمایا۔

زمانہ تحصیل علم کے سبب شمار علمی مباحث میں فکری تہمت و ذہانت نے  
جمعہ عسکری کے دلوں پر ملز کا سنگہ جہاد دیا تھا بارہا علمی مآکروں میں راجتیں پر غالب تھیں  
چودہ سال کی عمر میں ایک مرتبہ ہرجامست طلباء میں فاکس میں اوپر مقابلہ  
ہوا دفتر ابو الفضل کو سامنے رکھ کر سٹے ہوا کہ سر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی پائی  
انشار کے جوہر دکھائے چنانچہ سبھی ہم جماعت طلباء نے مضامین جو پڑھے  
گئے تو سب نے ایک زبان ہو کر اپنے اپنے ٹکڑے کا اعتراف کرتے ہوئے مآکروں کو شکست  
گراہی قدر دفتر ابو الفضل کے ہم دوش و ہم پیش سے اسی جہز و جہیز میں مآکروں نے آپ  
بہمیشہ غالب رہے اس قسم کے مذاکرے اور مکالمے بہت کچھ اور منتہی طلباء سے بھی  
اکثر مدرسے میں ہو کرتے تھے مگر غلبہ آپ کو ہی حاصل رہتا تھا۔

مراد آباد میں حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد محترم شیخ المکمل حضرت  
علامہ مولانا محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والا مدرسہ امدادیہ جس میں حضور  
صدر الافاضل تعلیم حاصل کرتے تھے اکی دوار کے نیچے بالکل متصل دیوبند ثانی جس کو مدرسہ  
شاہی مسجد کہا جاتا تھا دارالعلوم دیوبند پر قابض ہو جانے کے بعد مولوی قاسم نانوتوی نے



اسی کے ساتھ ہی اس مدرسہ شاہی مسجد کو قائم کیا تھا جو بہت حد تک مراد آباد اور اس کے اطراف  
والکاف میں دیوبندیت و بابیت کی نشر گاہ تھا۔ حضور صدر الانفاضیل زمانہ طالب علمی کبھی  
کبھی مدرسہ شاہی مسجد میں تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے ایسے  
ایسے امتحانات لائے کہ مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ حیران ہو کر محسین و آخرین فرماتے مگر  
فجالت و شرمندگی ان کے چہروں پر صاف نظر آتی تھی۔

بعض موقعوں پر مدرسہ شاہی مسجد کے اساتذہ کہا کرتے تھے کہ اس نوعمر سبب  
کے آتے سے پہلے انظار اسباق درہم برہم ہو گیا ہے۔ اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب  
توانا ہمارے علمی وقار کو نشیخ لگتا ہے لہذا کہنے لگے کہ میاں درمیان اسباق مت  
آیا کہ وہ تبار اپنا مدرسہ ہے۔ تم اپنے مدرسہ میں رہو یہاں کیا ضرورت ہے؟ ذالک فضل اللہ  
اسی طرح مراد آباد کے صدر مقام کیٹی چوک میں ایک چوترا تھا جس پر شام کے  
دنت کبھی کوئی پادری، کبھی کوئی آریہ سماجی، کبھی کوئی سائن دھرمی، کبھی کوئی غیر مقلد  
کبھی کوئی واپائی دیوبندی وغیرہ میں سے کھڑا ہو جاتا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا اپنے  
دھرم مذہب کی باتیں کرتا حضرت صدر الانفاضیل بلا جمحک و بے خوف اپنی نوعمری اور  
طالب علمی کے زمانہ میں ان سے اندک وہ مذاہب میں سے جو بھی ہوتا، بحث و مباحثہ شروع  
کر دیتے اور اس سے خوب خوب مقابلہ کرتے اور اس کے باطل خیالات کی دھجیاں  
بکسیر کر رکھ دیتے تھے۔

زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نے بہت سارے مناظرے فرمائے انہیں میں  
سے ایک یہ بھی ہے کہ مراد آباد غلغلہ شہید میں قبرستان سے قریب ایک آریہ

روزانہ آکر لوگوں کو فاتحہ اور ایصال ثواب سے رکنا تھا کہ جابل تو اس کی باتوں میں آجی  
جاتے تھے حضرت نے فرمایا حاجی صاحب! پہلو چلتے ہیں دیکھیں کون سے اور کیا رہتے  
چنانچہ دونوں حضرات قبرستان پہنچے اور فاتحہ پڑھیں حسب عادت اس نے حضرت صاحب  
کو بھی بلایا، اور جس طرح لوگوں کو پہلے کے لئے تقریر کرتا تھا حضرت سے بھی وہی تقریر  
لگا۔ حضرت نے پہلے روح سے متعلق اس سے سوال فرمایا اور جب بزرگ صاحب نے  
حضرت نے تناسخ و آداگون، کے باطل ہونے پر متعدد دلیل و فوائد بیان کیے اور  
لگا کر میں نے آج تک کوئی ایسا متحقق فلسفہ نہیں دیکھا اور حضرت نے ارادہ فرمایا صاحب  
صاحب میری تسلی ہوگئی اب میں کسی کو فاتحہ سے منع نہیں کروں گا

## فراغت

استاذ الالہیات و شیخ الکبریٰ حضرت مولانا صاحب  
سے منطق فلسفہ ریاضی اقلیدس توحید و ہیئت جغرافیہ بحروف و غیرہ  
تفسیر حدیث اور فقہ فرائض وغیرہ بہت سے مروجہ دینی نظامی اور غیر نظامی علم و فنون  
اپنے شفیق استاد سے حاصل فرمائی اور ہیئت سے سوائے احادیث و علوم اسلامیہ کی سب  
بھی تفویض ہوئیں زندگی کی بیسویں بہار ہو آغوش حق مراد آباد کی راہ پر آئی مدہ ابد الین  
کی طرح سجا ہوا ہتھکڑا و مشائخ رونق افروز تھے کہ ایک چمکا ہوا تاج استاد حق نے  
دستار کی شکل میں اپنے چہیتے تلمیذ خوش تمیز صدر الافاضل کے سر پر رکھتے ہوئے ایک  
تابندہ و درخشندہ سند فراغت ہاتھ میں ہتھکڑا کر اپنے بطن مستند تلمیذ ہار شاد و شجاع  
یہ رسم دستار فضیلت ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۳ء کو ادا ہوئی اسی وقت آپ کے والد گرامی  
حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین صاحب زہدیت علیہ الرحمہ نے بیعت و سرور میں

دو بکریاں ایک قطعہ ارشاد فرمایا جس سے مادہ سنہ فراغت نکلتا ہے۔

بے میرے پسر کو طلباء پر وہ فضیلت ستاروں میں رکھتا ہے جو مرتب فضیلت  
تربت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنائے دستار فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت"  
۱۳۲۰ھ

حضرت صدر الافاضل جنسی اللہ منہ خدا داد صلاحیتوں کے مالک تھے حافظ  
بڑا عمدہ پایا تھا جس کے سبب بعد فراغت ہی کئی علوم و فنون میں ان کی بالادستی مسلم ہو گئی تھی  
چنانچہ علم و فضل میں کیمائے روزگار ہو کر قوم کے ساتھ آئے۔

**اعلیٰ حضرت سے پہلی ملاقات** | جو دھ پور کا ایک مولوی انتہائی دریدہ دہن گستاخ تھم  
وہابی تھا جو سُننے تو نہیں آتا مگر اخبار و رسائل میں سنی

مالوں کے مضامین کے رد میں مقالے لکھا کرتا تھا۔ اور اس میں اپنے خبیث باطن کا انہار  
خوب خوب کیا کرتا تھا گو یہ بازیں کا وہ شتر بے بہار تھا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ  
کا آغائب علم و فضل نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ قیمت کا مارا خباشت کا ہر کارہ جو دھ پوری  
وہابی مولوی کو اعلیٰ حضرت کا فضل و کمال ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا چنانچہ شیطان نے قلم  
پکڑ لیا اور اس نے شریف تلمذ کا حق ادا کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی  
رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک نہایت نامعقول ذالالت و زالت سے بھرپور مضمون لکھ کر  
"نظام الملک اخبار" میں شائع کر دیا۔ جملہ المسندت میں اغتراب پیدا ہو گیا۔ چنانچہ یہ غم صحرا  
ملت تاجہ اہل المسندت است تا ذلک العلماء سنا الفضل حضور سعیدی صدر الافاضل جنسی اللہ عنہ  
نے جو دھ پوری مولوی کی طریقہ کا نہایت مشوخی و طرار و دندان شکن اور مسکت جواب

قلندر فرما کر اسی اخبار نظام الملک میں شائع فرمایا۔ زمانہ گواہ ہے کہ پھر اسے ایسی ہی بات سن  
تھری کہ توفیق کبھی نہ ہو سکی جس میں اعلا حضرت کھٹ ادبی ہو۔

جب اس بے ادب مخمور اور بالادب جواب کی اطلاع وگوں سے نصرت  
کردی اور خود نظام الملک اخبار حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو عفویت سے خوا  
نفس نفیس ملاحظہ فرمایا تو دل میں حضور صدر الان فضل کی نسبت کا یہ کہہ رہی تھیں کہ  
حضور سیدی صدر الان فضل رضی اللہ عنہ کو عفویت سے بڑی ہی سہت دیدہ نسبت  
بیقرار کے ساتھ بریلی شریف تشریف از رانی کی خواہش فرمائی چنانچہ عفویت نے  
طلب پر حضور صدر الان فضل بریلی شریف اہم اہمست کی ہر گز دل تشریف سے  
اعلا حضرت نے اہمست کے موقف کی آس پر بے پناہی میں ان کی رہائی سے عفویت نے  
سے لوازار۔

واضح رہے کہ اعلا حضرت سے پہلے ملاقات اور عفویت سے ماوراء  
فرغت کے نور اہم کا ہے۔

حضور صدر الان فضل کے فرغت سے  
بڑا پر آشوب تھا جیہ دیوبند کے افکار

## الحکمتہ العلیا اور اعلا حضرت کا مطالعہ

فکر کی نشر و اشاعت کا دور دورہ تھا اور جب سے مولوی قاسم نانوتوی نے مراد آباد میں  
مدرسہ شاہی مسجد کی بنیاد ڈالی تھی وہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے تب سے تو دیوبند اور  
کنفس واحد ہو گئے۔ دیوبانی گھی کو چوں میں بحث مباحثہ کرتے پھر دست سے رہتی مراد  
بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا چاہیے تھا ایک صدر الان فضل کی ذات تھی خواہ

علمی کا دور ہو یا فراغت کا ہر محاذ پر پہنچ کر احقاق حق و ابطال باطل فرماتے تھے اور دلائل  
 و راہین سے بھرپور ایسی محیثیں فرماتے کہ وہابیوں کے لات و گزات کے تار و پود یکجہ  
 جالتے تھے اسی زمانہ فراغت میں ہی آپ نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب  
 کی طرح ڈال دی۔ ادھر فراغت ہوئی اور کتب مکمل ہو گئی جو علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام الکلمۃ العلیا لا علما علم المصطفیٰ ہے جس کا  
 جواب وہابی آج تک نہ دے سکے اور نہ ہی قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ دے سکیں گے۔  
 جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی  
 تبلیغ میں گنجینہ معلومات تھے ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف شاذلی تھا۔ حاجی صاحب  
 موصوف حضرت صدر الانا فضل سے غایت درجہ محبت و شفقت فرماتے تھے جب  
 حاجی صاحب نے یہ کتاب سنی تو بے حد خوش ہوئے اور بریلی شریف حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت  
 امام احمد رضا کی خدمت میں کتاب الکلمۃ العلیا پیش کی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے  
 عالمانہ فاضلانہ اور مجددانہ نقطہ نظر سے انتہائی دقیق و عمیق نگاہ سے مطالعہ فرمایا، اور  
 ارشاد فرمایا مآثر اللہ بڑی کلام اور عمدہ کتاب ہے عبارت تکلفہ فصاین دلائل سے  
 ہمہ جہ ہوئے یہ نوعی اور اتنے احسن ہر این کے ساتھ اتنی بلند پایہ کتاب مولانا موبین  
 کے ہونہار ہونے پر وال سے آپ نے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی اور حضرت  
 صدر الانا فضل سہت حاجی ملا محمد اشرف شاذلی مرحوم کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہو گئے  
 پھر قوسلہ اتنا بڑھا کہ تو اعلیٰ حضرت کو ان کے بغیر زمین تھا اور صدر الانا فضل کو اعلیٰ حضرت  
 کے دیدار کے بغیر مکون۔ اعلیٰ حضرت کے آستانہ کے سفر کے لئے حضرت صدر الانا فضل

کا بستر گھر پر کبھی کھلا ہی نہیں۔ ایک بستر بریلی شریف کے سفر کے لئے خاص تھا جو تمام تر تیاریوں کے ساتھ خاص طور پر بندھا رہتا تھا اس لئے کہ ہر سیر اور جمعرات کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضری لازمی ہو کر قیام تھی۔ یہ سب ہوتا تھا کہ جب آپ مراد آباد تشریف فرما ہوتے تھے یہ رشتہ محبت و مودت اس قدر مضبوط ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت نے صدر الاناضل قدس سرہ کو اپنا محترم اور اپنے کاموں کا مختار بنادیا۔ یہی وجہ تھی کہ اگر صدر الاناضل نے اعلیٰ حضرت سے کسی مضمون یا کچھ عبارتوں میں تزیین و تفسیر یا حذف و اضافہ کی ضرورت پڑی تو فوراً اعلیٰ حضرت نے منظور فرما کر صدر الاناضل کی منشاء کے مطابق رد یا جس کا قدر تفصیل ذکر آگے آ رہا ہے۔

پروفیسر اشتیاق طالب حسرت اگر اہل پاکستان کو مضمون صدر الاناضل و سیاسی بصیرت جس کو رضا اکیڈمی پاکستان نے شائع کیا ہے بجا اہل تاریخ اسلام کو مفید شخصیت صدر الاناضل مرتبہ مولانا نور محمد نہیں۔ میرے مذکور وہ مضمون بہت بد حال ہے۔ پروفیسر طالب صاحب رقمطراز ہیں۔

"یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صدر الاناضل نہ تو فاضل بریلوی کے مرید تھے اور نہ ہی دست گرفتہ خلیفہ المکین۔ خصوصیت مولانا سید محمد نعیم الدین کو حاصل رہی کہ جہاں فاضل بریلوی اپنی شرعی ذمہ داریوں کی وجہ سے خود شرکت نہ فرماتے وہاں مولانا سید محمد نعیم الدین آپ کی نمائندگی کرتے؟"

حضرت صدر الاناضل نہ صرف خانوادہ اعلیٰ حضرت بلکہ برصغیر کے تمام معتبر

خبر اوں میں قابل اعتماد شخصیت کی حیثیت سے رہے۔

## بیعت و خلافت

حضرت شیخ شاہ جی محمد شیرمیاں پہلی علیہ الرحمۃ والرضوان جو اپنے وقت کے ولی کابل اور قطب عصر تھے ان کی خدمت میں حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ پوری ارادت و عقیدت کے ساتھ حاضر ہوئے حضرت شیخ شاہ جی علیہ الرحمۃ کے ارشاد اور اشارے پر اپنے استاد گرامی حضرت شیخ اکمل مولانا سید محمد گل صاحب رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے حضرت شیخ اکمل نے اپنے لائق و فائق تلمیذ رشید کچا رول ملو اور جملہ اوراد و وظائف ذکر و زکوار کا اشتغال کی اجازت عطا فرما کر ماہوں و مہاز بنا دیا کہ بعد غوث وقت قطب و درواں حضرت شیخ المشائخ حضرت سید شادید علی حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ چھوٹی سنی بھی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا حضرت صدر الافاضل نے حضرت شیخ المشائخ کی شان میں ایسا عقبت بھی لکھی ہے جس کا ایک شعر یوں ہے

”راز وحدت کلمۃ نعیم الدین اشرفی کا یسویض سے بچہ پر“

حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ اپنی مختلف دینی علمی تبلیغی تحقیقی تصنیفی اور منافع و مقابلہ نیز فرق باطلہ کے واپحال جیسی

## درس و تدریس

مہر گزینوں کے باوجود حیات درس و تدریس سے وابستہ رہے جس کی وجہ سے علماء و فضلاء نے ایک بڑی مضبوط جماعت تیار ہو گئی اور محمد نذر آپ کے قصد حیات کی سب سے نمایاں یادگار جامعہ نعیمیہ داد آباد سے اب تک تیار ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقام





و دنیا بھر کے مدرسین مجھ لئے بول یا بڑے عوامانہ خواہ  
 وار ہوتے ہیں اور اپنی اپنی صلاحیتوں اور مناصب

کے اعتبار سے شاہرہ ہوتے ہیں لیکن صدر الانا فضل نے کبھی ایک سپہ تنخواہ نہیں لیا اور آنا  
 بڑا مدرسہ جامعہ نعیمیہ بطور خود چلاتے تھے طلباء کے خورد و نوش مدرسین کی تنخواہ آپ ادا  
 کرتے تھے بقول سیدی بحر العلوم دام ظلہ حضرت کو دست غیب حاصل تھا۔

## شانِ تدریس

تفسیر کا درس اتنا شاندار ہوتا تھا کہ طلباء کے علاوہ اگر وقت خالی رہتا تھا تو  
 جامعہ نعیمیہ کے مدرسین بھی درس میں آکر بیٹھتے تھے اور حضرت کی تقریر انتہائی غور و خوض سے  
 سماعت کرتے۔ درس تفسیر میں خصوصیت سے تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر قرآن بالحدیث  
 اسباب نزول، مفردات القرآن کی تشریح، مفہیم قرآن کی مثالوں سے وضاحت آیات  
 متشابہات کی توجیہ و تہقیق، نسخ و منسوخ کی وضاحت کلی و مدنی کی نشاندہی بظاہر آیات مبینات  
 میں تطبیق بظاہر آیات و احادیث میں توفیق اقوال مفسرین میں ترجیح اصول دین اور عقائد  
 اسلام کی تشریح مسائل ضروریہ کا حسن استنباط و استخراج، نواہر آیات سے پیدا ہونے والے  
 شواہد و شبہات کا ازالہ، تفسیر قرآن آثار معجایہ سے، تفسیر قرآن دیگر کتب سماویہ سے  
 نیز واقعات اہل اربعہ اقصیٰ اقوام کا تذکرہ وغیرہ مذکورہ بالا اثرات حضور خدا الانا فضل علیہ الرحمہ

کے درس تفسیر کے محاسن مظہری ہیں جو بوقت درس طلبہ فصیح و بلیغ زبان سے سننے کو پاتے تھے۔  
گزشتہ کار درس در سگاہ میں بیٹھ کر امام رازی، امام خازن کی درس گاہ کا محنت اٹھاتے تھے۔

حدیث میں تو آپ مشہور خاص و عام تھے، علم کے ہم فغان، معتبر تھے کہ جس طرح حدیث کا درس آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی

حیث

نہیں سنا ہے۔ حدیث کے طالب و مفاہیم اس جامعیت کے ساتھ مختصر الفاظ میں بیان فرماتے کہ دل کی گہرائیوں میں اثر جاتا، بظاہر تناقص احادیث کو جس طرح سمجھاتے کہ سننے والے مطمئن ہو جاتے۔ حدیث کی شان ارشاد بیان فرما کر ایسی تقریر فرماتے کہ علم کا چشمہ لہلہ لگتا، راجع مرجوح روایتوں پر بھرپور کلام فرماتے، اختلافی حدیثوں میں تحقیق و توفیق تو آپ کا حصہ خاص تھا۔ قابل کلام احادیث پر ایسی حرج و مرجع فرماتے کہ غیر متعین اور لکھنؤ کے ہوش اڑ جاتے۔ علاوہ ازیں ان کے روزمرہ کے بدیہی اور مشہور و معروف غرض کا کافی جواب دینے کے بعد اپنی طرف سے اعتراضات کی ایسی ایسی تحقیق بیان فرماتے کہ دہلیوں کے ٹاپ بھی نہ بیان کر پاتے اور پھر خود ہی اپنے نکالے ہوئے اعتراضات کے جوابات بھی بیان فرمادیتے۔ اس طرح سے درس حدیث اس قدر دلچسپ ہو جاتا کہ علماء در سگاہ سے ہشاش بشاش اٹھتے، مزید براں اسما دارالجال اور اصول حدیث پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ دوران درس اسناد رواۃ اور مرفوع، مقطوع، موقوف و دیگر اصطلاحات حدیث بر جہت بیان فرماتے جس سے سبق کی تقریر اور مفاہیم و مطالب کے بیان میں چار چاند لگ جاتے۔

فقہ: فقہ کے جزئیات پر اس قدر گہری نظر تھی کہ دارالافتاء میں آئے فتاویٰ کے جوابات



کے ایک تھے دوران تعدد آپ اردش انڈیک اور حرکت کو آب و ہرست تمیبات  
 ایسے دیکش انداز میں بیان فرماتے رہے ہائے سر سے کہتے تھے کہ وہ واجرا و تعلیمیں سر  
 رہے ہیں اور چشم سر سے ان ہر مشاہدہ و درست تیار آپ نے منقہ کردہ فہم تیار رہا  
 تھے جس میں سبع ثوابت اور سیارگان کو ہر وہ فلک میں ہر ماحول پر پناہ دہی کے تقصیر  
 سے واضح کیا تھا جب آپ ہیئت و سبقت پڑھتے تو دورہ سات سے رکت تھے اور صبر  
 کو پڑھاتے پڑھاتے ابھیں آسمان و عرف دیکھنے سے بے نیاز رہتے تھے یہاں گنا  
 تھا کہ آسمان زمین پر چلا آیا ہے یہ گنا غلط نہ ہو گا کہ آسمان کو جوت آپ کی خاصیت دکا  
 میں سے ہے اور کتابوں کی طرٹ یہ بھی آپ کی تصنیفات سے یہ غیر شان تصنیف  
 ہے اس فن کے علاوہ اگر یہ اعتراف کر دینا چاہیے کہ اس سے کوئی جامع و کوکل کردہ  
 فلک نہ دیکھنے میں آیا اور نہ ہی سننے میں اس سے صدر ان فضائل و خصوصیات وہی شہر  
 استاد ہونے کا پتہ چلتا ہے ۔

**فائدہ:** شہزادہ صدر الانا فضل حضور ہنہے تحت نصرت سرور سید اختصار مدین  
 علیہ الرحمۃ والاعتراف نے متعدد دبارہ بات سرائے ہر دورہ تلمشی ہو ۔ ایک کردہ فلک  
 مسلم یونیورسٹی علی گڑھ گیا ہے ۔ اور ایک کردہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور گیا ہے اور ایک نور  
 عقیدتیہ انوار العلوم تلمشی پور میں تھا جس کو انوار حروف نے خود کچھایا ہے یہ نور  
 نذیر الاکرم صاحب کے کتب خانہ میں تھا ایک حضور ہنہے ملت علیہ ۔ ہر کے جب  
 میں رکھا رہتا تھا اور وکرتے جامعہ نعیمیہ میں تھے جن کو ۱۹۶۷ء دوران طرٹ مدینہ  
 اکرم العلوم اور آباد راقم الحروف نے دیکھے ہیں اور کہتے پاکستان چلے گئے اور کہتے

موجود نے چوائے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

## دارالافتاء

المحضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے بعد حضور سیدنا صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کا دارالافتاء ایک جامع شان کا تھا اور لطف کی بات ہے کہ آپ کے دارالافتاء میں نہ کوئی نائب تھا اور نہ ہی آپ دارالافتاء کے لئے نائب رکھتے تھے سارے فتوے کے جوابات آپ ہر دست خود دیا کرتے تھے۔ ہندو بیرون ہند نیز مراد آباد کے اطراف و اکناف سے بے شمار استفیہ اور استفسارات آتے تھے اور حضرت قدس سرہ العزیز باوجود بہت سارے مشغولیات سے ہر مسئلہ ادب نامہ بالالتزام تدریسی خدمات آئے ہوئے استفیوں کے جوابات فرمایا کرتے تھے۔ اس کے پاس روانہ فرمادیا کرتے تھے۔ بفضلہ اللہ الکریم فقہ کے جزیات اس قدر مستحضر تھے کہ فتوے کے جوابات لکھنے کے لئے کہتے تھے فقہ بہت کم دیکھا کرتے تھے اور قلم برداشتہ جواب تحریر فرما کر دیدیا کرتے تھے۔ اور آپ کی مشغولیات اس قدر تھیں کہ کتاب دیکھنے کا موال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

تصور رہنا ہے ملت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میراث و فرائض کے فتوے کثرت سے آتے رہتے تھے مگر حضرت کو جواب لکھنے کے لئے کبھی کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا آج تو ایک بطون، دو بطون، چار بطون کے فتوے اگر دارالافتاء میں آج بھی تو گمنوں گمنوں کتابیں دیکھی جاتی ہیں تب کہیں ہا کہ فتوے کا جواب لکھا جاتا ہے اور وہ بھی کبھی ایک مفتی دوسرے مفتی کے فتوے کو مسترد کر دیتا ہے مگر حضرت صدر الافاضل کا یہ حال تھا کہ بیس بیس اکیس اکیس بطون کے فتوے بھی

کبھی دارالافتاء میں آگئے مگر حضرت قلم برداشتہ بغیر کتاب دیکھے ہر اب تحریر فرمادیتے تھے  
البتہ انجلیوں پر کچھ شمار کرتے ضرور دیکھا جاتا تھا اور آپ نے فتوے کے استراحتوں کو  
تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

## علم طب

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے غلط طب جاکر حافظ نیاز دوراں،  
حضرت مولانا حکیم فیض احمد صاحب اردو کی دست موصول کی ہیں جن  
سے آپ کو علوم مفتویہ علوم معقولیہ میں بمعہ غلامان شوق و ہرقی حاصل تھی اس میں  
قدرت نے میدان طب میں بھی کمال بہارت عطا فرمائی تھی۔ مہربان فیض کا یہ درد دیکھ کر ہی  
مرض پکڑ لیا کرتے تھے نباضی میں بکتائے زمانہ بن غلام تھے غزوات اور یہ کے خواست  
تھے، مرکبات میں بھی خاصی صلاحیتوں کے مالک تھے بہت سے ملے جو جامو نبیست  
فایغ ہوئے انہوں نے آپ سے علم طب بھی پڑھا ہے جن میں فن طب سے نحو صیغہ رکھنے  
تھے انہیں تعلیم و تبلیغ کے علاوہ حکمت و طبابت کا بھی کمر فرمایا کرتے تھے آپ کا جو  
وقت تبلیغ و تدریس سے بچتا تھا اس میں آپ طب و حکمت کے ذریعہ خدمت خلق  
فی سبیل اللہ فرمایا کرتے تھے۔

## تحریر و تقریر و تبلیغ

عموماً دیکھا گیا ہے جو تقریریں ماہر ہو تا ہے تدریس کا مکرر وہ  
نہیں رکھتا اور اگر تقریر و تدریس میں مہارت رکھتا ہے تو

تحریر کامیاب نہیں ہوتی اور یہ تو بالکل بدیہی ہے کہ اکثر علماء رسم الخط میں نہایت  
مکڑور ہوتے ہیں لیکن سیدی صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان پر اللہ تعالیٰ کا الہ  
فضل و احسان تھا کہ آپ کو ہر فن میں ید طولیٰ حاصل تھا تقریر نہایت مدلل و صحیح اور

بے تحاشہ کئی کئی گھنٹے تک عجیب و غریب نکات و رموز سے بھرپور ہوتی تھی الفاظ  
 نہایت شگفتہ و شیریں ہوتے تھے۔ سننے والوں پر کیف و سرور طاری ہو جاتا۔ مجمع  
 کی محویت کا یہ عالم ہوتا کہ اگر سر پر چڑیا بیٹھ جائے تو انہیں خبر نہ ہو نہ فرسنگ اپنے ہم عصر  
 علماء میں بے مثال مقرر تھے۔ تحریر نہایت شستہ صاف اور سلیس ہوتی تھی۔ آپ کی  
 خطاطی ایسی عمدہ اور قواعد کے مطابق تھی کہ سینکڑوں خوش نویس اس فن میں آپ کے شاگرد  
 ہیں۔ مزید برآں یہ کہ خط کے ساتوں طرز تحریر میں بے مثال کمال حاصل تھا حتیٰ کہ ہر ایک  
 رسم الخط کو بائیں ہاتھ سے معکوس آسانی نہایت خوشخط تحریر فرما سکتے تھے۔

منظرہ اور طرز استدلال

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کا طرز استدلال  
 بالکل واضح اور روشن ہوتا تھا۔ مغلقات و مضامین

اور طولی طویل بحثوں کو مختصر مگر جاث الفاظ میں نہایت ظاہر و باہر طریقہ سے بیان کرتے  
 تھے۔ راقست حجت میں بھی اور جس پر بھی چونچ قویہ و دلائل قطعیہ قائم فرماتے تھے کسی کو اتنی  
 طاقت نہ کہ تو سکتا۔ مخالف ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ناممکن تھا کہ جو گرفت فرمائی تھی اس سے گلو  
 خلاصی پا سکتا۔ اگر گنت زمر پڑ جاتی، مخالف مناویں غضب میں انگلیاں چبائے مگر کچھ  
 باز نہ کر سکتے تھے۔ صدر الافاضل کی یہ صفت تو خانہ کی حیثیت رکھتی تھی کہ دوران گفت، کبھی کبھی  
 کسی کے سامنے ناشائستہ غیر مہذب کلمات زبان مبارک پر نہیں آنے سکتے۔ مقابل کی تنقیح  
 و حقیق کا شائبہ تک آپ کے بحث و استدلال میں نہیں ہوتا تھا۔

آپ کے مناظرے کا حال تو آگے تفصیل کے ساتھ آ رہا ہے۔ یہ بات بھی نصیب  
 سے قابل ذکر ہے کہ بسا اوقات مناظرے کا کام اپنے شاگردوں سے بھی لیا کرتے تھے۔

پانچ موضوع مناظرہ ہی سنگر شاگردوں کو پہلی ہی لشکر میں مقابل کے طعی مبارک اندازوں کے  
جواب اور جواب اب جواب عقین فرما دیا کرتے تھے۔ اور بتا دیتے کہ مخالف یہ جواب دیگا  
اس کا یہ جواب ہوگا۔ لہذا ایسا ہی ہوتا اور آپ کے شاگرد اختیاب ہو کر رہتے۔

حضرت صدر الانا فضل رضی اللہ عنہ یوں تو سارے فرق باختلاف نہ دیکھتے  
وہابیت دیوبندیت قادیانیت بہائیت نیچریت کوئی جی فرق ہو ہر ایک کے اپنا عقیدہ  
میں زلزلے ڈالے گا ہے ہر ایک عقیدے کے مناظرے آتے رہتے رہیں  
میدان مناظرہ صدر الانا فضل کے ہاتھ رہا۔ وہابیوں دیوبندیوں قادیانیوں نیچریوں کے  
ساتھ مناظروں کے داستان کتابی شکلا میں مسطورہ واذمقدر میں وکبت میں  
آپ کے کہ اب ان کے استاذوں اور قصوں کو سننے سے ہوسے گا ان کو کہلے گا۔ البتہ  
آریوں سے مناظرے کی روداد در میدان مناظرہ میں ان کی شکست و نجات کے حالات  
سننے ہوئے دیکھتے رہے اب بھی اچھا لگتا ہے پانچ کچھ آریوں مناظرے ضبط تحریر  
کے جاتے ہیں۔

## مراد آباد کے پنڈت جی

مراد آباد بازار چوک میں آریہ مبلغین روزانہ شاد کو  
اسلام کے خلاف تقریر کرتے تھے حضرت  
صدر الانا فضل قلعہ والی مسجد میں جو پڑھا کر واپس آ رہے تھے ملاحظہ فرمایا کہ  
آریوں کا ایک پنڈت کچھ اعتراض کر رہا ہے اور دیوبندی مکتبہ قد کا ایک مولوی قدرت  
الشرمانی (جو مدرسہ شاہی مسجد کے مدرس تھے) جواب دے رہے تھے۔ وہ جب  
مکمل جواب نہ دے سکے تو وہاں سے فرار ہو گئے اور آریہ پنڈت نے نال بجا



حضور صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی آپ کا کیا اعتراض ہے بیان کیجئے  
 اس نے کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کیا حضور نے فرمایا کہ  
 زید حضور کے بیٹے نہیں تھے بلکہ سببی تھے جیسے اردو زبان میں بے پالک کہتے ہیں،  
 حضور نے اپنے کم سے انہیں بیٹا فرمایا، شریعت اسلامیہ میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا  
 نہیں ہوتا اور نہ ہی وراثت میں حصہ پاتا ہے۔ آری پنڈت کہنے لگا کہ ہمارے ہندو  
 دھرم میں منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہو جاتا ہے وراثت وغیرہ میں حصہ پاتا ہے حضرت  
 نے دلائل معتبرہ سے ثابت فرمایا کہ کسی کو بیٹا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی حقیقت میں  
 جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اسی کا بیٹا ہوتا ہے۔ صرف زبان سے بیٹا کہنا کس  
 کی حقیقت کو نہیں بدلتا۔ اس حقیقت کو ایسے عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا کہ سارا مجمع  
 آپ کی تقریر سے متاثر ہو گیا۔ مگر پنڈت ماننے کو ہرگز تیار نہیں۔ پھر تو آپ نے اپنا  
 مخصوص مناظرہ طریقہ استعمال فرمایا اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا مجمع والو سنو! میں  
 کہتا ہوں کہ پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے بیٹے ہیں، پنڈت جی میرے  
 بیٹے ہیں۔ پنڈت جی اب میرے بیٹے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہو گئے اور  
 بقول تمہارے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت ہو گئے، چنانچہ بیٹے کی بیوی حرام  
 مگر بیٹے کی ماں حلال، تو تمہاری ماں میرے لئے حلال ہو گئی پنڈت بولا آپ گالی دے  
 رہے ہیں حضرت نے فرمایا میرا مدعا ثابت ہو گیا کہ جب تو خود اسے گالی سمجھتا ہے تو  
 معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہوتا ہے۔ یہ سن کر پنڈت بھرے مجمع میں چلا  
 کہ آپ کے مولوی صاحب چلے گئے اب میں جاتا ہوں پورا مجمع لٹکے پیچھے تالیاں بجانے لگا۔

## دایوں کا پنڈت

دہلی میں رام چند زانی ایک آریہ بہت خوش آواز تھا، غیر متقابل  
دہلیوں نے اسے قرآن مجید کی کچھ سورتیں یاد کر دوائیں تھیں

لہجے کے ساتھ پڑھتا تھا وہ بڑا دریدہ دہن اور گستاخ تھا بڑی آواز اس نے مناظرہ کا بیج دیا  
مسلمانوں نے اس کا چیلنج قبول کر لیا اور حضرت حجۃ الاسلام شہزادہ اعظمی حضرت علامہ

رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی سنی مناظرہ کے انتخاب کے لئے عرض  
گزار ہوئے آپ نے فرمایا کہ ابھی مراد آباد اور رات کو صدر الانا ضل تشریف لائے

ان سے زیادہ مناسب کوئی دوسرا نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صبح مناظرہ شروع ہو جائے  
گا تاکہ کسی قدر تاخیر سے پہونچا ٹرین کا وقت گزر گیا۔ جمع کی ٹرین سے صدر انانہ بڑی کے

کے لئے روانہ ہوئے اور ٹھیک اس بجے بڑی شریف پہونچ گئے حضرت شہزادہ الاسلام  
نے صبح انتظار کیا جب آپ نہ پہونچے تو مولانا ظہور الحسن صاحب راپوری کو مندر کی حیثیت

سے پیش فرما دیا اور پنڈت رام چندر سے روح اور مادہ سے متعلق گفتگو شروع ہوئی جس  
وقت صدر الانا ضل مناظرہ گاہ پہونچے تو گفتگو جاری تھی مگر علمی بحث سے عوار کو ہاتھ

دیکھ ہی نہ تھی اور نہ ان کے پلے کچھ پڑ رہا تھا حضور صدر الانا ضل نے حجۃ الاسلام صاحب  
فرمایا کہ اگر میں گفتگو شروع کرتا ہوں تو پنڈت کہیں گے کہ آپ کے مولوی صاحب ہار گئے اس

لئے دوسرے مولوی کو کھڑا کیا ہے لہذا آپ صدر میں اعلان کر دیجئے کہ گیارہ بج گئے ہیں  
گرمی بہت پڑنے لگی ہے اس لئے بقیہ بحث رات کو ہوگی۔ حضرت حجۃ الاسلام صاحب

نے اعلان فرمایا اور جلسہ رات کے لئے ملتوی ہو گیا۔ حضرت صدر الانا ضل رضی اللہ عنہ  
نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ سب لوگ ٹھہر جائیں اور ہر دو مناظرہ بھی پانچ منٹ کیلئے

مٹھربائیں میں جمع کو یہ بتا دوں کہ پنڈت جی اور مولانا کی گفتگو کا نتیجہ کیا نکلا۔ چنانچہ سبھی لوگ  
 مٹھربائے صدر الانافضل نے پنڈت رام چندر سے فرمایا پنڈت جی آپ یہی تو کہتے ہیں  
 کہ روح انسانی اور روح حیوانی ایک سے صرف صورت نوعیت کا فرق ہے پنڈت جی نے  
 کہا جی ہاں میں یہی کہتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ مولانا صاحب آپ یہ کہتے ہیں کہ فقط صورت  
 ہی کا فرق نہیں ہے بلکہ روح انسانی اور روح حیوانی میں بہت فرق ہے۔ مولانا منظور کھن  
 صاحب نے فرمایا جی ہاں صحیح ہے۔

پھر حضور صدر الانافضل نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ کچھ سمجھتے ہیں؟ مجمع  
 نے کہا کچھ نہیں سمجھتے۔ تو صدر الانافضل نے فرمایا کہ پنڈت جی تمہارے ایسا کہنے میں خود تمہاری  
 ہی ذلت و رسوائی ہے اب کبھی ایسا نہ کہنا پنڈت نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا پنڈت  
 جی میری کتاب کے چندہ پارے سن سکتے ہو ذرا اپنا وید جسے خدا کی کتاب مانتے اس کو تم  
 آدھا سنا دو، چوتھائی سنا دو، چندہ ورق ہی سنا دو۔ یا فقط پانچ ورق ہی پڑھ دو۔  
 اسے پنڈت جی اس سے قرآن مجید کی صداقت کا پتہ چلتا ہے کہ خرافات کی زبان پر بھی  
 اس کا یہ فیض ہے کہ وہ چندہ پارے سننے کے لئے تیار ہے۔ قرآن کا یہ "وعدہ" "ی"  
 سے تھدا ہی للناس" یہ کتاب سارے انسانوں کے لئے ہدایت سے اس مضمون  
 کو صدر الانافضل نے اتنے احسن اور پیارے طریقے سے بیان فرمایا کہ پورا مجمع حتیٰ کہ ہندو  
 تک بھی قرآن مجید کو کلام الہی مانتے پر مجبور ہو گئے۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

مناظرانہ تعاقب اور مشردھانند  
 حضرت صدر الانافضل آبول کو جگہ جگہ گمیر کر ان  
 سے مناظرہ کا مطالبہ فرماتے رہتے۔ اور اگر کہیں

کوئی آریہ خود مناظرہ کا چیلنج کر دیتا تھا تو پھر اس کی شامت ہی آجاتی تھی جیسا کہ اوپر کے مسطور  
میں پڑھ چکے ہیں۔ بہت جی تحریر کے بانی شریعت اللہ کا تو آپ نے مطلقہ بنا کر رکھا تھا تو آپ  
کے سامنے آنے سے گھبراتا تھا۔ ایک مرتبہ دو دراب پرانا دھرم ہونے کے دھوسے پر آپ  
نے غیرت دلاتے ہوئے مناظرہ کا مطالبہ کر کے پوسٹر شائع فرمادیا اور یوں ہندوستان  
میں تقسیم کر دیا اگر پھر بھی مناظرہ کے لئے سامنے نہ آیا اب حضرت اس کے تعاقب میں لگ  
گئے اور مطالبہ مناظرہ فرمایا تو اس نے قبول کر لیا۔ بیانیہ آپ دینی آئے وہ دینی سے فرار ہو کر رہی  
پہونچا حضرت بریلی تشریف لے گئے تو وہ کھنڈ بھاگ گیا حضرت بھی کھنڈ پہنچے۔ پھر وہ چٹہ  
چلا گیا حضرت چٹہ پہونچے پھر وہ وہاں سے بھاگ کر گنڈ پہونچا حضرت نے گنڈ پہونچ کر  
اسے پکڑ لیا اور مناظرہ کا مطالبہ فرمایا چنانچہ ہندو نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔

## اعلیٰ حضرت کے دلیل مطلق

سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ حضور صدر الان فیض  
رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصحمت ! احمد رضا خاں ہنمل

بریلوی رضی اللہ عنہ کا مقام کیا تھا اور صدر الان فیض اعلیٰ حضرت کو کس مقام پر دیکھتے تھے

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب قادیان رضوی پاکستان تحریر فرماتے

فرماتے ہیں کہ "ہمیں وثوق اور معتد علیہ روایت پہونچتی ہے کہ حضرت صدر الان فیض نے فرمایا

"ایک بار سیدنا علی حضرت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقہ مجھے علامہ ابن عابدین سے

حاصل ہوئی تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اس لئے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا علی حضرت قدس سرہ

کی تحقیقات عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں، معلوم ہوا کہ صدر الان فیض

کی نظر علی حضرت کی تحقیقات اور علامہ شامی کی تحقیقات پر پوری پوری بصیرت تانہ طور پر تھی۔ (ازاد احمد)

حضرت علامہ مفتی اعجاز صاحب رضوی اپنے اسی مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کی قدر با عظمت تھی امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ذی جہات سے "وکالت مطلقہ" جس جس مو قعہ پر حضرت تاجدار اہلسنت صدر الافاضل کو ملتی رہی اس سے یہ اندازہ لگانا بڑا صحیح اور درست ہو گا کہ حضرت صدر الافاضل کا کیا مقام ہے۔ ترویج اطلال اور معائنہ سے گفتگو و مناظرات میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بار بار صدر الافاضل کو بنا برکیں خاص بنایا یا چنانچہ اسی خصوصیت کی بنا پر خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بار بار ذکر اجابت میں ارشاد فرمایا ہے

میرے نیر الدین کو نعمت اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں  
 حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے کارہائے تجدید کی ترویج و اشاعت جس قدر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل قدس سرہ نے فرمایا وہ اہلسنت سواد اعظم پر مغنی نہیں ہے۔ بلاشبہ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ترویج و اشاعت میں جو خصوصیت حضرت صدر الافاضل کو حاصل ہے وہ ان کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے۔  
 بحر العلوم حضرت علامہ عبد الباری صاحب فرنگی محلی کی رو میں جب اعلیٰ حضرت نے الطاری الداری لکھا تو اس سلسلے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "الطاری الداری" کی تصنیف پر مسودہ جب حضرت صدر الافاضل کو دکھایا گیا تو حضرت صدر الافاضل نے اس میں کثیر ضمیمہ کے بارے میں درخواست کی کہ یہ نکال دیا جائے چنانچہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بلا تاہل اسے کاٹ دیا۔ اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ سے یہ بھی نہ فرمایا کہ کیوں یہ ترمیم پیش کی۔ نیز ضمیمہ بجا طور پر اگر حضرت سلطان العلوم صدر الافاضل کو "رضویوں کا وکیل" کہا جائے تو

کوئی مضائقہ نہیں۔ (مضمون مفتی اعجاز احمد رضوی پاکستان ماخوذ تاریخ اسلام کی مختصر شخصیت اور ان  
مرتبہ مولانا نور محمد نعیمی صاحب ص ۳۱۳، ۳۱۴)

توبہ نامہ کبر العلوم مفتی عبد الباری فرنگی محلی | جب حضرت مولانا عبد الباری فرنگی

محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے غایات

مکشی کے بام عروج کے وقت گاندھی کی تحریکات و نظریات کے تحت چند بحث غیر متوجہ  
اسلام کل گئے حتیٰ کہ یہ بھی کہہ گئے۔

عمرے کہ آیات احادیث گذشتہ مفتی ہشارب پستنی اردی نہ

تو اعلیٰ حضرت نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا اور نہایت متین و پختہ

لب و لہجہ میں اہتمام و تفہیم چاہی مگر علامہ فرنگی محلی عقیدت کا نہایت کے اشراف حضرت

قدس سرہ کی خط و کتابت سے بے پروا ہو گئے، بنیاد اعلیٰ حضرت نے اعلیٰ ادراس

لہفوات عبد الباری « دو جلدوں میں تالیف فرمائی کتاب چھپ جانے کے بعد جب

حضرت علامہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے مطالعہ میں آئی تو تبحر علمی کے ساتھ تشیت الہی نے

مساعت کی اور مضامین کی طرف میلان خاطر کیا چنانچہ اس مقامت کے لئے مختلف

لے اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں صاحب او حضرت

صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی صاحب قدس سرہ رہا کہ حضرت استاد العلماء صدیق الخلیل

رضی اللہ عنہ کی معیت میں لکھنؤ کے لئے روانہ فرمایا ان تین نفوس قدسیہ پرستل باوقار و قد

بحیثیت طالب علم علم محدث اعظم پاکستان بھی تھے جب مولانا فرنگی محلی کو معلوم ہوا کہ بریلی

سے انتہائی ترک و احتشام کے ساتھ ایک وفد آ رہا ہے جس میں فلاں فلاں نفوس قدسیہ

شریک میں تو مولانا فرنگی علی علیہ الرحمہ نے انتہائی تڑک و احتشام کے ساتھ اپنے بہت سے مریدوں اور محبوں کو لے کر وفد کے خیر مقدم کے لئے بطور استقبال پرائیڈیشن پہنچ گئے جیسے ہی گاڑی سے یہ وفد غلیٹ فارم پر اترا فوراً والہانہ انداز میں مولانا عبد الباری صاحب فرنگی علی مصافحہ و معانقہ کے لئے بڑے حضرت حجتہ الاسلام نے یہ کہہ مصافحہ و معانقہ سے انہیں اصرار کیا کہ جن بنیادی اختلاف کی وجہ سے ہم آپ سے اور آپ ہم سے دور ہو گئے کا تعصیف ہو جائے پھر معانقہ ہو گا یہ دیکھ کر مولانا عبد الباری صاحب فرنگی علی الزمرہ اور ان کے ہزاروں مریدین مایوس ہو گئے اور مصالحت و موافقت کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا بالآخر حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ مولانا عبد الباری فرنگی علی علیہ الرحمہ کے پاس ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں اور قطعاً عار نہ محسوس کریں حجتہ الاسلام کے اس طرز عمل میں بھی خلوص و دینداری کا جذبہ صادق ہی کار فرما ہے کچھ ذاتی منافرت و کمزورت نہیں ہے۔ ذاتی بنیادی اور اصول اختلاف کا تعصیف پہلے مونا چاہیئے۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے اس حسن تدبیر سے مولانا عبد الباری فرنگی علی کو قائل کیا کہ وہ گفتگو کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ ایسے ماحول میں گفتگو کے لئے حضور صدر الافاضل کو ان منتخب کیا گیا۔ اور وقت کی نزاکت کے اعتبار سے یہی مناسب بھی تھا گفتگو ایسے خوشگوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی علی جھکتے چلے گئے جتنی کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہار حق کے لئے کاغذ اٹھایا اور اپنے غلطیہائے ماضیہ پر لکھنا شروع کر دیا کہ اتنے میں حضرت مولانا فرنگی علی کا ایک متمول خادم خاص جو لکھنؤ کے

بوچڑوں میں سے تھا بابتدہ کہ کھڑا ہو گیا۔ اور خوش کرنے سے دشمنوں میں مارت  
 دولت و رسوائی ہے۔ مقابلہ کے لئے یہ چیک بک خدمت لکھ دلا دینا چاہیے  
 خرچ فرمائیں مگر توبہ نامہ لکھیں۔ اللہ تعالیٰ ناریق رحمت نامت خدمت بر اعظم ارا نہا  
 نے نہایت بے نیازانہ طور پر اسے جواب دیا کہ کمر سے باہر نیچے ہاؤ کیا توبہ ایوان  
 چیک بک کے اوپر خریدنا چاہتے ہو۔ مجھے تو ایوان کی پڑی سے درختے اتنی دولت  
 کا غرہ ہے۔ میں ایسے لوگوں کو کشمکش میں نہیں سمجھتا۔ میں میری توبہ غامہ کو درست  
 کرنے کے لئے ہے۔ یہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہو کر

حضرت صدر الدین فضل رضی اللہ عنہ نے بدلت نہایت نامت سے ذوق  
 حضرت ابیہ تحریر خدمت شہادت ملائکہ تک سے باہر تینوں کتب میں یہ تحریر پڑھیں  
 نہیں جاتے گی اس کی اشاعت ہرگز نہیں ہوگی تو مولانا جو مہر میں نہ سنے تو ادیب  
 میں اپنے رب کے حضور رتوف و خشیت سے تاب نہ رہا ہوں تو اس کے نامت کا  
 مجھے کوئی خوف و خطر نہیں مجھے تو دنیا کی دولت سے کہیں زیادہ آخرت کی دولت و رسوائی  
 سے خطرہ ہے۔ چنانچہ عامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا توبہ نامہ "حبار احمد" میں  
 شائع فرما دیا۔ سبحن اللہ العظیم۔ اور پھر تینوں حضرات سے عامہ فرنگی محلی علیہ الرحمۃ نے  
 مصافحہ و معافہ فرمایا اور اسی خوشی میں اپنے دولت مند سے پرمخت میاں کا اتفاق کیا۔  
 اب وہ تحریر نے ہر سہ نفوس قدسیہ حضرت مجددین و ملت ہر امت میں  
 فاضل بریلوی کی بارگاہ میں پہنچے وہ بے پناہ خوش ہوئے۔ بعد اسی کے ساتھ حق پرستی و حق پرستی  
 کے طور پر آپ نے حکم دیا کہ "الطاری الاری" کو تشریف دیا جائے اس زمانے کے لقب



سے وہ کئی ہزار کے صرد سے بھی تھی لے

### علی برادران کی توبہ

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی صاحبان حضرت بھرا العلوم علامہ عبد الباری فرنگی علی کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت بھرا العلوم فرنگی علی علیہ الرحمہ کے توبہ اور رجوع کے بعد قدرتی اور نفسیاتی طور علی برادران بھی اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے متاثر ہوئے بغیر زہ کے جبکہ یہ دونوں حضرات اعلیٰ حضرت سے خلافت کیٹی اور ہندو مسلم اتحاد و اشتراک کے موضوع پر گفتگو کر چکے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمہ دہلی آئے اور حضرت صدر الافاضل کو بہتہ چلا تو آپ دہلی تشریف لے گئے اور مولانا محمد علی جوہر سے ملاقات کی اور خلافت کیٹی و ہندو مسلم اتحاد کے موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی بالآخر مولانا جوہر مرحوم نے لاجواب ہو کر توبہ نامہ لکھا اور صدر الافاضل کے حوالہ کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ مراد آباد آئے اور حضرت صدر الافاضل نے مولانا شوکت علی علیہ الرحمہ سے خلافت کیٹی کے موضوع پر ہندو مسلم اتحاد سے متعلق تفصیلی گفتگو ہوئی چنانچہ مولانا مرحوم نے بھی تمام تر خلافت شرعی افعال و اعمال سے تائب ہو کر اپنا توبہ نامہ صدر الافاضل کے ہاتھ میں دے دیا۔ فامحمد شہرب النہدین۔

۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۸ء کے دوران جب ہندو شہر و جانند کی شدھی تحریک کا فتنہ زوروں

### شدھی تحریک اور صدر الافاضل

پر تھا تو حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ نے اس کی مدافعت کے لئے اس کے مقابلے میں تمامت و نہائے مصطفیٰ کے پلیٹ فارم سے فتنہ ارتداد کا زبردست مقابلہ کر کے لے سفاک و زشتہ و غبی حریضی، ملتان، پاکستان، ملتان، پاکستان اسلام کی فطرت شہریت صدر الافاضل

اندرون خانہ ہی است دفن کر دیا اس کے بعد جب گردگوئل کی تحریک چلائی گئی تو آپ نے  
 اس کے تقاضے کے لئے ادا برابری و ہمت کی ایک سب سے دست پنجم اجمیعہ  
 العالیہ الامم لوزید کے دستہ قائم کی پھر جب پنڈت دیانند مہرستی نے میانہ  
 یرکاش نامی کتاب جو مسعودی اشارت اسلام کی شان میں گستاخی کرتی آپ نے  
 اس کے خلاف اس کے خلیفہ پال اور اس کے اموات و مشکوک و شبہات کے  
 مسکت جواب اپنی تقریروں سے اور اپنے ماہنامہ رسالہ انوار الافرہ میں مستقر  
 مضامین لکھ کر دیئے اور اس مضمون کی مں تفصیل کے لئے کتاب تاریخ اسلام و خطیب  
 شخصیت صدر الانفاضیل مرتبہ مولانا نور محمد صاحب نعیمی کا مکتوب تحریر کیا۔

## تبلیغی خدمات

حضرت صدر الانفاضیل رضی اللہ عنہ کی بڑی زندگی و موت و تبلیغ اور شہ  
 و ہدایت سے تعبیر سے شامی تحریک کا تاریخی دور تو آپ کی حیات  
 طیبہ کا وہ درخشندہ باب ہے کہ جس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ اُدھارت دہلی  
 تحریک کا کام کر تھا، مستعمر، بھرت پور، گورگاواں، گوہن، گڑھ، حوالی اجیر جے پور، کشن گڑھ  
 میرٹھ اور اس کے مضافات بلند شہر علیگڑھ وغیرہ کا دورہ فرما کر اسلام اور مسلمانوں  
 کی خدمتیں انجام دیں۔ اور شامی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حالانکہ ان تبلیغی اور تقابلی دور  
 میں آپ نے بے مثال تکلیفیں بھی اٹھائی ہیں مگر کبھی اپنی تکلیفوں کا اظہار اشارے اور  
 کٹائے میں بھی نہیں فرمایا البتہ حساس دل والے اور احساس کے پیکروں نے ان اسفار  
 کے مشکلات کے اعتراف میں غل سے بھی کام نہیں لیا۔ اور درمیان اعتراف حقیقت کیسا

اس سلسلے میں حضرت مولانا مفتی محمد ستقیم صاحب مصطفوی کا اعتراض حقیقت  
قابل قدر بھی ہے اور قابل ذکر بھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہزار ہا ہزار لوگ جس عظیم شخصیت مولانا فضل  
کے نیاز مند ہوں جو شہر کے پرہیزگاروں کا خوراک اور عادی ہو جس کے چلنے اور مارتے والے  
اس کے ہر آرام و آسائش کا پورا خیال کرتے ہوں، بچپن سے جوانی تک جسے ایک میل  
بھی پیدل چل کر سفر کرنے کی نوبت نہ آئی ہو وہ انہیں کاپر وہ مسیحائے قوم، ناخواندہ مسلم  
عوام کے ایمان و عقیدہ کو بچانے کے لئے میلوں پیدل چل رہا ہے۔ نہ کہیں کھانے کا  
انتظام ہے اور نہ کہیں سونے کا انتظام، بس ایک مسوئیت اور جواب دہی کا احساس ہے۔  
نیز مسلم عوام کی خیر خواہی کا جذبہ صادق ہے۔ جو شہر کی منجھت شہر امیوں پر سواری کے ذریعہ  
آنے جانے والے کو دیہات کی گڈ مڈیوں اور ندی نالے کے نشیب و فراز کی سیر کر رہا  
ہے جس کی ناز برداری کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت ہے وہ ماوشاکی ناز برداری  
بادیہ پیمانی کر رہا ہے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جرم علیٰ مظاہر آپ نے فرمایا وہ قابل قدر  
اور لائق تقلید ہے۔

پہاڑی زبان میں کتاب پر اچھین کال کی تصنیف حضرت مولانا محمد حسین صاحب رضوی سابق  
استاذ جامعہ نظام الدین دہلی کا زیر نظر مضمون حضرت صدر الانامینل کے تبلیغ و تصنیف  
میں بالکل ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ دعوت و تبلیغ کے لئے آپ کا سوز و تڑپ،  
بے لوث جدوجہد اور مخلصانہ کوششوں کا قدرتے اذکار اس بات سے لگایا جا سکتا ہے  
کہ آپ نے اس کی خاطر مسلمان و غیر مسلم علاقوں اور دیہاتوں کا دورہ فرمایا اس

سلسلہ میں آپ نبی تال گئے المورہ اور ہمدانی وغیرہ کے ایسے بھائی ملا توں اور دیہاتوں میں گئے جو علمی اور دینی اعتبار سے کافی پسماندہ تھے۔ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا اور انہیں اسلام پر پوری طبعت مل کرنے اور بری عاداتوں غلط رسم و رواج کو ترک کرنے پر ابھارا۔ آپ نے یہاں سے باشندوں کیسے پہاڑی زبان میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل پراچین کال کے نمبر سے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ ان تمام دعوتی کوششوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ اس کام کے لئے ملک کے مختلف مقامات پر اپنے وفود بھیجے اور مبلغین کو تسلیں فرمائی۔ اس طرٹ آپ نے پوری زندگی دین کی دعوتی تبلیغی مشن کو فروغ دینے میں گزاری۔ جو اس کتاب مذکورہ

اسلامی زمین سازی کے میدان میں اسلامی مدارس و مکاتب | **مدارس و مکاتب** کا اہم کردار ہے اسی لئے حضور صدر الانا فضل نے مدارس و مکاتب کی جانب خصوصی توجہ فرمائی اور ایسے علاقوں میں جہاں جھوٹے مدارس و مکاتب قائم فرمائے کہ جہاں کے لوگوں کو دین کے تعلق سے کچھ بھی معلومات نہیں تھیں اس طرح سے وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ فرمادیا۔

حضور صدر الانا فضل رضی اللہ عنہ اپنے جبرکرم | **اخلاق و مروت اور داد و دہش** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کے منظر تھے مصاحبین پر وانہ دار ثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے بلانہ والہاء عقیدت و محبت رکھتے تھے یہ بات اور اساتذہ کے شاگردوں میں نہیں ملتی آپ کے کہانہ اخلاق کے لگنے گردیدہ اور ہر گانے معترف تھے آپ کی خدمت عالیہ میں دیگر مقامات سے نام نہان تحصیل

ہونے کے بعد غرض استفادہ بکثرت علماء آتے تھے اور تعلیم و تدریس تبلیغ و افتاء کے طور پر پتے چکیتے تھے اور علمی و روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ اس دوران سب کی کفالت آپ فرماتے تھے۔ اور آپ انہیں مختلف تعلیمی و تبلیغی اور تدریسی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے۔ غرضیکہ آپ کی ذات والا صفات بہت ہی زیادہ فیض رسالت تھی اس سلسلہ میں حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی ناظم جامعہ نعیمیہ لاہور پاکستان کی زبان سے سنئے: "میں نے نو سال جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں رہ کر کبھی کسی سائل کو خالی واپس جلتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائل کو بدن کے کپڑے تک دیدیئے ہیں۔ بلکہ متعدد غریب مساکین، بیوائیں اور یتیموں کو آپ کے داد و دہش سے پلٹے اور جیتے دیکھا ہے۔ ہر غریب دنا دار کو سہارا دینا آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور جس کو سہارا دیا وہ ضرور اپنے پیر پر کھڑا ہو جانے کے لائق ہو گیا۔"

پرنٹ میڈیا اور  
صحافت عصر جدید

## آبِ نِامِ السَّوَادِ الْعَظِیْمِ اَوْ رَسَدِ الْاَنَافِضِلِ کی فکری قیادت

میں ذہن سازی کا سب سے بڑا کام انجام دیتے ہیں اس کے ذریعہ جس طرح ذہن و فکر کی تعمیر کی جاسکتی ہے اسی طرح اذہان و افکار کی تخریب طبعیتوں میں بگاڑ اور بڑے بڑے فتنہ و انقلاب برپا کئے جاسکتے ہیں درحقیقت موجودہ زمانے میں یہ اسلام کی صحیح دعوت و تبلیغ اور قوم مسلم کی ذہنی و فکری رہنمائی کے لئے بڑا ہی موثر ترین آلہ کار ہے۔

حضرت صدرالانافضل رضی اللہ عنہ کو صحافت کی اہمیت اور اس کے فوائد کا پورا پورا احساس تھا جس کی وجہ سے آپ نے اس کی طرف مکمل توجہ فرمائی اور ابوالکلام آزاد

کی ادارت میں کلکتہ سے شائع ہونے والا مشہور "مدیۃ البیہار" البیان کے لئے ماحصہ  
 تک دینی و تاریخی ادبی و فکری سیاسی و سماجی اور عقائد پر مشتمل ہر قسم کے مضامین ملت  
 رہے لیکن جب ابو الکلام آزاد کے عقائد اور نظریاتی اختلافات کلکتہ کے قرائد نے  
 یہ سلسلہ بند فرمایا اور خود السواد الاعظم کے نام سے ایک ماہنامہ مراہ آباد سے جاری فرمایا  
 جس کا شمار چندی میں اپنے زمانہ کے اہم ترین ماہناموں میں ہوتا تھا۔

یہ ماہنامہ سنجیدہ اسلوب بلند اسلامی انداز اور ایسے دلکش و تحریر کا حامل تھا کہ  
 جسکی طرز تحریر دلوں کو موہ لیتی تھی۔ اس کی فکر انگیز عبارتوں اور سادہ باز تحریروں نے اپنے وقت  
 کے ذہین و فطین مفکروں کے ذہن و فکر کے وسیع کھول دیئے تھے۔ خود کو بیدار کرنا  
 اور مسلمانوں کو جھنجھوڑ دیا اس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "السواد الاعظم" کے ذریعہ  
 قوم و ملت کی فکری قیادت بھی باحسن و جود فرمائی۔

دیوبندی، دیوبندی، قادیانی، پھری بہانی، آریہ سماجی غرضیکہ جتنے قسم کی بھی مہر  
 و سیاہ اور باطل آندھیاں منصوبہ بند طریقے پر ایک جہت ہو کر اس وقت و قیاداران اسلام  
 اور اہلسنت و جماعت پر چلیں بے فضل اللہ اگر یہ صمد الافاضل نے نہایت بامردی کے ساتھ  
 السواد الاعظم کے ذریعہ ان کے اذکار فاسدہ اور اوہام کاسدہ و عقائد باطلہ کے دندان  
 شکن جواب تاحیات دیتے رہے اور قوم کو بیدار فرماتے رہے۔

کئی قسم کے مضامین مسلسل چھپتے رہے ہاں خصوصیت یہ تھی کہ ہر قسم کی  
 کی کتاب سستیاں تھ پرکاش (جس میں قرآنی آیتوں پر اعتراضات بھرے پڑے ہیں) اسکے  
 جوابات اور استرداد میں آپ نے اپنے ماہنامہ السواد الاعظم میں ایک مستقل کالم کے

ذریعہ سسل قسطوں میں لاجواب مضامین تحریر فرمائے۔  
 دکاش صدر الافاضل کے تہائی  
 مضامین مل جاتے تو بات ہی کچھ اور ہوتی۔ پھر بھی خدا بھلا کرے ہمارے محب گرامی مولانا محمد  
 صاحب نعیمی نعیم القادری کا انہوں بڑی جانفشانی اور کٹھن صوبوں سے دو چار ہو کر جتنے ہفتے  
 کے السواد الاعظم رسالے مل سکے اس میں سے سب سے زیادہ پرکاش کے جوابات کے مضامین  
 اکٹھا کر کے "ما یصل الکل لایترک الکل" کو پیش نظر رکھ کر تقریباً ستر اسی صفحات پر مشتمل اسی نامی  
 صدر الافاضل کے آخر میں بطور ضمیمہ پیش کر کے مسلمانوں پر احسان فرادیا۔ (راقم الحروف)۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی  
**فتنۃ الکفار حشر کا مقابلہ** درس و تدریس تصنیف و تالیف اور مناظرہ و مقابلہ

سے تعبیر ہے آپ کے زائر اقدس کا وہ کونسا فرقہ باطلہ ہے کہ جس سے آپ زبرد آزما  
 نہیں ہوئے، اور الحمد للہ تحریر و تقریر سے بحث و مباحثہ اور مناظرہ و مقابلہ سے آپ نے  
 تمام فرق باطلہ کا پامردی سے مقابلہ کر کے ہر میدان میں اپنے مقابل کو شکست فاش دیکر  
 ہریت و ذلت سے دو چار کیا انہیں میں ایک نابکار و باطل فرقہ منکر حدیث کا ہے۔

جس کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے خبر دیدی  
 تھی کہ ایک مالدار و متکبر شخص قرآن کا قائل ہو گا اور حدیث کا انکار کرے گا۔ حضور صدر الافاضل  
 فرماتے ہیں کہ مسلمان سمجھتے رہے کہ آخر زمانہ میں ایسا وقت آئے گا جب کوئی مدعی اسلام  
 بہ آواز بلند کہیگا کہ نقطہ قرآن کو مانو اور حدیث کا اعتبار مت کرو۔ لیکن مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی یہ خبر ہمارے زمانہ میں پوری ہوئی اور عبد اللہ سید الوہابی نے اہل قرآن نامی ایک فرقہ نکالا۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح خبر دی تھی بعینہ ویسا ہی ہوا کہ اس مغرور و متکبر

کیا اور لکھا کہ قرآن پاک سے نماز ثابت نہیں۔ خداوند کریم کی مقرر کردہ کوئی عبادت رجم و حرکت کی پابند نہیں ہو سکتی اور قرآن پاک میں جہاں کہیں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اس کے معنی نماز کے نہیں ہیں اور مثال میں اس نے آیت کریمہ ان الله وملكه يصلون على النبي الخ اور دوسری آیت "وكان صلواتهم على النبي الامم" ولفظ صلوات اللہ علیہ کے لئے پیش کی ہے۔

حضور صدر الانفاضل نے اس خطبہ طویل حقیقہ سے جس میں خوب آپریشن اور بڑی مبسوط و طویل بحث اس کے رد و ابطال میں فرمائی ہے صاحب ذوق حضرات اسرار علیہ مراد آباد سے مستفاد و ماخوذ کتاب مقالات صدر الانفاضل پر مشتمل انوار صدر الانفاضل کا نسخہ فرمایں صدر الانفاضل رضی اللہ عنہ کے طویل جواب کا مختصر خلاصہ بھی اس بحث سے کہ تو ان تو نماز کی فرضیت اور ثبوت میں کلام کرنا ہی دیوانگی سے کم نہیں لیکن اگر نماز کے ثبوت میں کوئی بھی آیت نہ ہوتی کوئی حدیث نہ ہوتی جب بھی انکار ممکن نہیں تھا کیوں کہ کسی چیز کا نواز کے ساتھ منقول ہونا اور بے شمار بستگان خدا کا ہر قرن میں اس پر حال رہنا ہی ثبوت کی ایسی ٹھوس دلیل ہے کہ جس کے مقابلے میں لب کشائی کی کوئی عاقل جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہذا ایک شہر ہے اور اخیر متواتر نے اس کا یقین دلایا ہے تو کیا آج کوئی شخص جذا شہر کے مومن کو منکر ہو سکتا ہے؟ واضح رہے کہ بعد اؤ کی شہریت کا نواز ترا تا زبردست نہیں ہے جتنا نماز کی فرضیت کا ہے کہ عہد پاک رسالت اور زمانہ نزول وحی سے آج تک نماز کی فرضیت ہم تک ایسے نواز سے پہنچی ہے کہ جو انقطاع سے پاک ہے ہر قرن میں کروڑوں بلکہ بے شمار انسان اس نواز کے عامل و حامل رہے۔ مذکورہ بالا دونوں آیات طبعیات کے جوابات تو



نے احادیث کریمہ کا انکار کیا اور اب اس کا فرقہ طرح طرح سے مسلمانوں کو غلطی میں ڈالنے اور احادیث سے منحرف کرنے کی فکر میں کر رہا ہے۔

اس باطل فرقہ کے خبیث بانی و عبید بن جراح (الوی) کی رو میں آپ نے اپنے رسالہ السواد الاعظم میں قسط وار کئی مضامین چھاپے ہیں جنہیں مقالات صد لافاضل میں دیکھا اور پڑھا جا سکتا ہے حضرت کے مضامین کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ احادیث کا انکار شریعت و قرآن کا انکار ہے۔ احادیث کریمہ قرآن حکیم کی تفسیر ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تلاوی تفسیر ہلام اللہ میرا کلام الہی کی تفسیر ہے۔ تو جب تفسیر کو چھوڑ دیا تو قرآن پاک کے صحیح مطالب تک رسائی کا کیا ذریعہ ہے۔ اب اپنے ہوائے نفس کا اتباع رہ گیا ہے اور احادیث کا انکار کرنے سے یہی مقصود بھی ہے۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اس آیت کریمہ میں ارشاد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کا حکم صریح ہے۔ احادیث کا انکار اس حکم قرآنی کی کھلی مخالفت ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد پروردگار ہے: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (مقصوم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں فرماتے مگر وہ وحی جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام وحی الہی سے ہے۔ اور حدیث کا انکار وحی خداوندی کا انکار ہے۔

فتنۃ انکار نماز کا مقابلہ

لکھنؤ سے ایک رسالہ نکلتا تھا جس کا نام "شکار" تھا اس کا ایڈیٹر نیاز فتح پوری تھا اس نے اپنے رسالہ میں صاف نماز کا انکار

کتاب "انکار صدر الافاضل" میں دیکھتے ہیں کہ تعلق رکھتے ہیں اس مختصر بیان کی گنجائش نہیں مضمون کے آخر میں دس آیات کے یہ ہونا ان کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تحریر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیات اور اس کے مواکشرت آیات ہیں جن میں کھار کا اسلوب صلوٰۃ یعنی نماز ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ روز روشن میں آفتاب کے اتر کر آنے سے زیادہ شمس ترنیا مفتوری کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک میں صلوٰۃ کا معنی نماز نہیں بلکہ عبادتِ حق ہے۔

## افغانستان کا امیر المومنین اور ائم المومنین

والا مولوی عبد السلام

عہد صدر الافاضل میں بدایوں کے مدرسہ شمس العلوم کا مدرس تھا افغانستان کے تمام امان اللہ خاں جو مغربیت کے عشق میں اس قدر سرشار تھے کہ انہیں حکومت و مملکت کی بھی پروا نہیں رہ گئی تھی اور اسی مغربیت نوازی میں ان ملک و مملکت سے باہر دھونڈا یا افغانستان کے امیر المومنین نے شاہ امان اللہ خاں کو بڑی سخاوت کے ساتھ مسعودہ ذیل القاب عزایت فرمے تھے: امیر المومنین خلیفۃ السلیمن مجاہد فی سبیل اللہ لاعلا، کلمۃ اللہ غازی اسلام اور شاہ امان اللہ خاں کی بیوی شریا بیگم کو ائم المومنین کا خطاب خطا کیا تھا۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ افغانی مولوی کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذرا یہ تو بتائیے کہ شاہ امان اللہ خاں نے کون سا جہاد کیا اور کس نے کیا اور کب کیا اور کہاں کیا؟ اور میدان جہاد سے اور غزوہ کفہ سے نکال کر فقیہان ہو کر افغانستان آگئے کہ مجاہد فی سبیل اللہ لاعلا کلمۃ اللہ اور غازی اسلام ہو گئے بلکہ امیر المومنین و خلیفۃ السلیمن کہہ کر خلفاء راشدین ابو بکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان غنی، اور حضرت علی ابن ابی طالب

رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ و با عظمت صفت میں لاکھڑا کر دیا۔ وہ شاہ امان اللہ جس نے  
 وضع بیرو و لباس نصاریٰ اور جھجھ دار ٹوپی (ہیٹ) پہننے کا حکم اپنی رعایا کو دے کر اسلامی موضع  
 کا کھلے عام مذاق اڑایا اور پھر تم نے یہ کہہ کر ہیٹ اصحابِ دول غلطی کا لباس ہے ان میں  
 اظہارِ تنعم ہے لہذا یہ سختی اور فاما بنعمۃ ربک فحدث میں داخل ہے مزید غضب  
 ڈھایا۔ تباری یہ دلیل انتہائی ذلیل ہے اور کسی صاحبِ علم و عقل کو ایسی بات زبان پر لانے  
 ہوئے شرم آنی چاہیے۔ اصحابِ دول غلطی کا لباس نیسکر و جاگھیہ بھی ہے آہستہ کٹے  
 شلوکے اور کرتے بھی ہیں، سینہ کھلے کپڑے بھی جن سب میں اظہارِ تنعم ہے اور سنگوٹی  
 میں تو اور اندازِ تنعم ہو گا کیا خوب حیارِ تنعم ہے جو کچھ یورپ کے بے قید کریں وہ تنعم ہے۔  
 نازی پھیلی کہ جس کی بونٹے پر انگنہ کر دے وہ آپ کے نزدیک تنعم ہو گا۔ تع ہے ایسی  
 تنعم پر اور اس کو فاما بنعمۃ ربک فحدث میں داخل بتایا اور کفار کے طریقوں کو  
 ایسی نعمتِ رب قرار دیا کہ جس کی تحدیث کا قرآنی حکم ہے کس قسم کی جرات ہے اللہ تبارک  
 و تعالیٰ اپنے غضب سے چلے۔ شاید کوئی کسٹرنیچری بھی قرآن پاک کے معنی کو اس طرح  
 بگاڑنے کی ہمت نہ کرنا مگر معلوم نہیں کہ ملا صاحب کی آنکھوں پر کس قسم کی پٹی بندھی ہوئی  
 ہے؟ (یہ تو شیعہ از غور و زور سے ہے تفصیل کے لئے کتاب انکارِ صدر الافاضل دیکھئے)  
 رہ گئی تریا بیگم جس کو افغانی لٹانے "ام المؤمنین" کے خطاب سے نوازا اس  
 سلسلہ میں حضور صدر الافاضل کی تحریرِ بلا نظہ فرمائیے۔ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنے  
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "انلی بالمؤمنین من انفسہم" فرمایا اور حضور علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات کو ام المؤمنین کے خطاب سے نوازا فرمایا قال اللہ

تعالیٰ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہم ما تھو وہ حقیقت  
مسلمانوں کی مائیں ہیں اور مسلمانوں کی عزت میں ہماری سب کی مائیں ان کا اولیٰ کی نفی ایک  
پر قربان اللہ تعالیٰ نے حضور کی ازواج کو یہ خطاب خاص عطا فرمایا ہے کسی کی کیا مجال کہ یہ خطاب  
دوسرے کو دے اور وہ کسی دوسرے کے حق میں صحیح بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح  
مائیں ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ زنا نہیں ہو سکتا اسی طرح حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات علی التامید حرام ہیں اور اسی معنی میں انہیں اجابت المؤمنین  
فرمایا گیا اور یہ مرتبہ ایسا خاص ہے کہ اس میں ان کی اولاد و ہوا و بھی مستحار نہیں درج ہے  
بھائی مسلمانوں کے ماموں اور اُنکی بہنیں مسلمانوں کی خالہ ہو جائیں ان کی تمام سائبرادیاں بھی  
ان کے اس امتیاز میں شرکت کا دعویٰ نہیں کر سکتیں اور اس رشتہ سے اخوات المؤمنین نہیں  
ہو سکتیں جو مرتبہ ایسا خاص اور اثنائام ہے اس کی کسی دوسرے کے لئے تجریر کتنی بڑی  
بے باکی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کسی بادشاہ کی بیوی کو ام المؤمنین کہنا جھوٹ بھی ہے  
کیونکہ وہ مومنوں پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں اگر بادشاہ چھوڑ دے تو کسی بھی مومن سے  
وہ نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں مولوی صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ماں سے پردہ نہیں ہوتا اور  
شرابیگم صاحبہ کسی سے بھی پردہ نہیں کرتی ہیں اسی لئے انہیں ام المؤمنین کہا گیا ہے البتہ  
بائشہ تعالیٰ "بریں عقل و دانش باید گریست" (پوری تفصیل کیلئے انکار صدر الافاضل دیکھیں)  
حضور صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۲۸ھ میں ازاد  
**جامعہ نعیمیہ مراد آباد**  
فرمایا کہ ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جس میں مقول و منقول  
کی معیاری تعلیم ہو چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ایک انجمن بنائی جس کے ناظم آپ اور

صدر حکم حافظ نواب حامی الدین احمد صاحب مراد آبادی ہوئے اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ قائم فرمایا جس کو مدرسہ اہلسنت و جماعت کہا جاتا تھا جب نواب صاحب اور ان کے رفقاء و ہمنواؤں کا انتقال ہو گیا تو انجمن خود بخود ختم ہو گئی اب مدرسہ آپ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ اور وہ مدرسہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر جب اس کے فارغ التحصیل طلباء و علماء اطراف و اکناف اور ملک میں پھیل کر اپنے اپنے مقامات پر مدرسے قائم کئے اور ان کا الحاق مراد آباد کے مرکزی مدرسہ نعیمیہ سے ہوا۔ اور ملک کے دیگر مدارس اہلسنت میں سے بیشتر اسی مدرسہ سے ملحق ہوئے۔ تو لازمی اب اس مدرسہ کی حیثیت راجح الوقت زبان میں یونیورسٹی اور قدیم زبان میں جامعہ کی ہو گئی۔ چنانچہ ۱۳۵۲ھ میں اس مدرسہ کا نام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا اور آج تک اسی نام سے قائم و مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیشہ اس کو قائم و دائم رکھے اور دین و مذاہب کی خدمت میں ہمیشہ اسے سب سے آگے رکھے۔ آمین۔

## چند مشاہیر تلامذہ (پاکستان)

حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب قادری علیہ الرحمہ۔  
 حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری علیہ الرحمہ ناظم انجمن خرابہ پاکستان  
 حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی صاحب محدث پاکستان۔  
 شیخ اکہیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی۔

مورخ اسلام حبش علامہ سیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ۔  
 حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی فیہ السلامہ ازہری علیہ الرحمہ۔  
 حضرت علامہ نذرا احمد صاحب نعیمی، مسلمانوالی، پاکستان۔  
 حضرت علامہ غلام فخر الدین صاحب نعیمی گانگونی میان والی۔  
 حضرت علامہ مولانا خدابخش صاحب نعیمی لاہور، پاکستان۔  
 حضرت علامہ مفتی امین الدین صاحب نعیمی کٹوگنی، پاکستان۔  
 حضرت علامہ غلام معین الدین صاحب، محدث اضطر پاکستان۔  
 حضرت علامہ مفتی سید غلام معین الدین صاحب کوسیل، بھارت۔  
 حضرت علامہ حکیم محمد مختار صاحب نعیمی گجرات۔  
 حضرت علامہ احمد سعید صاحب صاحب نعیمی شادوانہ، میانوالی۔  
 حضرت علامہ محمد صالح صاحب نعیمی فاضل پور ڈیرہ غازی خان۔  
 حضرت علامہ غلام نعیمی الدین صاحب، مراد آباد۔  
 حضرت علامہ محمد اظہر صاحب نعیمی، کراچی پاکستان۔

## ہندوستان میں چند مشاہیر تلامذہ

حضرت علامہ غلام بزوانی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف۔  
 برادر شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم رضویہ بریلوی شریف۔  
 سلطان المناظرین امین شریعت مفتی رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ۔

شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین جوہری علیہ الرحمہ مصنف قانون شریعت۔

انام المعقولات علامہ سلیمان علیہ الرحمہ بھاگلپوری۔

حافظ ملت حضرت علامہ عبد الغفری محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ

مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن رئیس اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ۔

اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی اجمل حسین منبعلی علیہ الرحمہ۔

فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالرشید علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور۔

سلطان المناظرین حضرت مفتی عتیق الرحمن نعیمی محدث تلمشی پوری علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ قاضی احسان الحق نعیمی بہرائچی علیہ الرحمہ۔

ستیاح ایشیاء علامہ نذیر الاکرم مراد آبادی علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ ظہور احمد علیہ الرحمہ مراد آباد وغیرہ وغیرہ۔

# تصنیفات

دینی و ملی سیاسی و سماجی تدریسی اور تبلیغی خدمات کے باوجود معزز صدر الافاضل  
علیہ الرحمہ نے تقریباً دو درجن کتابیں بطور یار نگار میں جو مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ تفسیر خزان العرفان شریف

۲۔ نعیم البیان فی تفسیر القرآن درجہ سنت روزہ السواذ العظم پاکستان میں مسطور

مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی چھپتے تھے یہ مسئلہ ۱۹۶۰ء سے مسئلہ  
کی بات ہے میں خود السواذ العظم دوران غالب علی جامعہ عتیقہ الزا العلماء  
میں منگوا آ رہا کتنی محنت اب کیا ہوئی نہ اگر ہی معلوم را تہ معرفت

۳۔ الکلمۃ العلیا لاعلا علم المصطفیٰ

۴۔ اطیب البیان در رد تقویۃ الایمان

۵۔ مظالم نجدہ بر مقابلہ قدسیہ

۶۔ اسواط العذاب علی توائح القباب

۷۔ آداب الاخیار

۸۔ سوانح کربلا

۹۔ سیرت صحابہ

۱۰۔ المتحقیقات لدفع التلبیسات

۱۱۔ ارشاد الانام فی مغل المولود والقیام



- ۱۲۔ کتاب العقائد۔
- ۱۳۔ زاکرین۔
- ۱۴۔ الموالات۔
- ۱۵۔ گلبن غریب لواز۔
- ۱۶۔ شرح شرح ماۃ عال (یہ کتاب مفتی حفیظ اللہ صاحب نعیمی شیخ الحدیث دارالعلوم فضل رحمانیہ پچھڑوا کے پاس ہے۔ کاشکے چھپ جائے)۔
- ۱۷۔ ہراہین کمال (یہ کتاب پہاڑی زبان میں ہے)۔
- ۱۸۔ فن سپہ گرمی۔ (نام ہی سے اس کے معنائیں کا پتہ چلتا ہے۔ نبیرہ صد الافاضل حضرت علامہ مولانا حکیم سید رضوان الدین صاحب قبلہ کے پاس ہے)۔
- ۱۹۔ شرح بخاری (نامکمل غیر مطبوع)۔
- ۲۰۔ شرح قطبی (نامکمل غیر مطبوع)۔
- ۲۱۔ ریاض نعیم۔ (مجموعہ کلام)۔
- ۲۲۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب۔
- ۲۳۔ فرائد النور فی جرائد القبور۔ وغیرہ وغیرہ۔

# گروگوکل تحریک اور مراد آباد کانفرنس

جمیۃ المسلمانی علماء ہند گاندھی جی

کے بالکل قریب ہو گئے اور پہلا  
میں ان کے ہمنوا ہو گئے حتیٰ کہ گاندھی جی کا مخاطبہ حراج سے کچھ کم نہیں سمجھتے ان کے انکار  
میں سرنیا زخم کئے ہوئے نظر آ رہے ہیں ہندوستان کے ساری نے ایسا جادو پھونکا تھا  
کہ بڑے بڑے صاحبان جیتہ و دستار اور جانے مانے ہوئے لیڈران کے پیچھے پیچھے چل رہے  
ہیں اور ان کی ملاقات کو وجہ سعادت جانتے ہیں۔ یہ تب کی بات ہے جب تحریک خلافت  
کی تائید گاندھی جی نے کر دی تھی۔

شاطر اور چالاک قسم کے خندوں نے جب دیکھا کہ ان کی رو میں ایسے لوگ آ گئے  
ہیں کہ ان کو حرص و لالچ دے کر جو چاہیے کرالیں گے تو انہوں نے یہ چال چلی کہ انہی نے ہی تہذیب  
کو تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد بنالیا جائے۔ چنانچہ <sup>۱۹۳۰ء</sup> میں شدھی تحریک شروع کر دی اور  
مسلمانوں کو مرتد بنانے لگے۔

حضور صدر الافاضل رضی اللہ عنہ بقول حضرت علامہ وارث جمال صاحب قادری  
اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت کی مقدس جماعت کے ہر اہل دستے کے سالار اعلیٰ تھے ان  
کی رائے سے متفق ہو کر جماعت رضائے مصطفیٰ کی تشکیل ہوئی اور اسی جماعت کے جملہ  
تلمیذ اعظم رجال علماء اہلسنت باخصر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی معیت میں شدھی  
تحریک کا پامردی سے مقابلہ کیا جس کی ابتداء اگر سے ہوئی۔ جوں کہ شدھی تحریک تقریباً  
دس اضلاع تک پھیل چکی تھی۔ لہذا ہمارے علماء اہلسنت نے جگہ جگہ پہنچ کر فتنہ ارماد  
کا خوب خوب مقابلہ کیا۔ علمائے اہلسنت اس تبلیغی جدوجہد میں ایک مدت میر تک آگاہ

میں حبوہ افزہ رہے۔ اور حضور صدر الانفاصل رضی اللہ عنہ تو اپنا سید کوڑی آگرہ کو بنایا تھا۔ اور وہیں سے فتنہ ارتداد کا مقابلہ مختلف جگہوں پر پہنچا پہنچ کر کرتے رہے۔ آخر کار "الحق مبعود ولا یصلیٰ" کی جلودہ گری ہوئی، شر و معاند ہو شدہ ہی تحریک کا بانی تھا اس کی شرارت خاک آلود ہوئی اور ہزار ہا مرتد آہستہ اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچایا۔

جب شاطران ہند نے دیکھا کہ ان کی شدہ ہی مشن اور تحریک ارتداد کی مٹی پلید ہو چکی تو انہوں نے ایک دوسرا منصوبہ بنایا اور گرد و گول کی تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گوشے کا کچ بھون اکٹھی قائم کئے جائیں کہ جس میں نوجوانوں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت و تحارت کا پتلا بنادیا جائے۔ اس طریقہ تعلیم پر حضور صدر الانفاصل نے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ بظاہر تو تعلیم کا پرچار ہے لیکن نتیجہ میں اب اسے بیس پچیس سال کے بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو مسلمانوں کے خون سے بولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ کرنا آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ ملک کے ہر سنی عالم کو صدر الانفاصل نے جمع پھوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا اگر تم اب بھی پوشش میں رہاؤ اور اپنی تنظیم نہ کی ایک سلک میں منسلک نہ ہوئے تو پھر انجام تو ناہی ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ملک کے اعلیٰ و اہم ائمہ اہل سنت علماء و مشائخ کو واد آباد میں مدعو کیا اور ملک کے کونے کونے سے تقیہ یافتہ سو سے زائد علماء کرام اور مشائخ عظام مراد آباد پہنچے اسی کو مراد آباد کا انفرنس کہتے ہیں۔

سلامت میں پیدا ہونے سے بعد الانفصل میں تحریر  
 سے آپ کی قائدانہ و مدبرانہ صلاحیتوں کا جو پورا پورا دلیلیا گیا کتاب فراموشی کا وہ  
 اور پیشوایان اسلام اب قدم اٹھائیں کوشہ تنہائی سے اٹھیں جس سے انہیں راہیں ہدایت  
 ملے یا مضبوطی ملے فقط اس سے کہ دین کی حفاظت ہو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے  
 خلاف پیش آنے والے خطرات کو روک سکیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوف سے محفوظ رکھیں  
 اب آپ کا یہ تقاعد زبرد و انگسار کی مد سے گذر کر غفلت و تساہل کے وارز میں آیا  
 ہے۔ اور اس انداز سکوت سے اسلام اور مسلمانوں کے نقصانات پہنچ رہے ہیں اب  
 آپ اس عقیدے کو چھوڑ دیجئے کہ آپ کے فرائض ایک مجلس میں وعظ و کلام یا ایک صوفی  
 میں درس و کلمات خانہ میں سنتوی کلمہ کرنا ہو جاتے ہیں اور آپ کو اس پر نظر نہ  
 کی ضرورت نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ بدخواہان اسلام و تحریک کے لئے کیا تدابیر  
 عمل میں لا رہے ہیں؛ یقیناً یہ آپ کا فرض ہے اور آپ سے اس کے متعلق سوال کیا جاتا  
 گا۔ اٹھئے اٹھتے اور اپنے فرض کو ادا کیجئے۔

ایسے موقع پر حضور صدر الانفصل نے ایک قائد کو دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ  
 کی سرزمین پر مورخہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء کو اکابر اہلسنت اور ارباب فکر و نظر برائے  
 ایک عظیم اجتماع کا انعقاد کیا جس میں آپ کی موت پر دانشوروں کے علاوہ تین سو سے  
 زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی اسی اجلاس میں آل انڈیائی کانفرنس کی دائرہ بل والی  
 گئی درحقیقت اس کانفرنس کا قیام بنیادی طور پر کہ درکل تحریک کی بچاؤ کیلئے  
 اس کے اغراض و مقاصد نہایت حوصلہ افزا تھے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہندوستان کے ہر شہر اور قصبہ و دیہات میں اسلامی انجمنیں قائم کرنا اور جو  
انجمنوں کو جس طریقہ پر جمیعت عالیہ مرکزیہ (آل انڈیائی کانفرنس) کے ساتھ مل کر  
۲۔ ہندوستان کے کثیر سنی مسلمانوں کے درمیان پیدا شدہ افتراق کو دور کر کے انکی  
تنظیم کرنا، اور انفرادی طور پر نہ ہی کلمہ کے والوں میں ایک ربط پیدا کر کے متحد  
قوت بنانا۔

۳۔ تبلیغی کام کو ایک نظم و حکم کے ساتھ وسیع کرنا اور اس کے لئے مفید ذرائع اختیار  
کرنا۔

۴۔ تبلیغ کی تعلیم دینے کے لئے خاص مدارس کھولنا۔

۵۔ مذہبی تعلیم عام کر کے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو مذہب سے باخبر اور آشنا بنانا،  
انگریزی خواں طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص اہتمام اور آسان ذرائع بہم  
پہونچانا اور مزدور پیشہ لوگوں کی تعلیم کے لئے مدارس شبینہ جاری کرنا۔

۶۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا اور ان کی معاشرت میں اصلاح کرنا۔

۷۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑوانا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ مسلمان اپنی  
ضرورتیں خود پوری کریں اور غیر اقوام کے سامنے قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے  
کی ذلت سے محفوظ رہیں۔

۸۔ مقررہ قرض مسلمانوں کے لئے وہ تدابیر اختیار کرنا کہ وہ محدود مدت میں قرض سے  
سبکدوش ہو جائیں۔

۹۔ بے کار مسلمانوں کے لئے ذریعہ معاش تجویز کرنا اور انہیں کام پر لگانا۔

مذکورہ تجاویز کو عوام اہلسنت میں پھیلا نا اور مسلمانوں کو ان پر فائدہ پہنچانے کی تلقین کرنا۔

آج جی ہو تو برا سیدو سائیاں پیدا  
آگ کر سکتی ہے انداز گھاساں پیدا

## سنی کا نفرنس بنارس

تاریخ: ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۱ اپریل ۱۹۵۳ء حضور

صداۃ الفاضل رضوانہ تونے آل انڈیا سنی کانفرنس

بنارس میں منعقد فرمائی جس میں غیر منقسم ہندوستان کے کونے کونے سے علماء کرام و مشائخ عظام شریک ہوئے شہزادہ صدر الدین ضل حضور رہنمائی ملت سیدہ روضہ بی حضرت علامہ مولانا عظیم سید اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمۃ وارضوان اس فیضیہ انجمن کا نفرنس کے تعلق سے اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ سارے حضرت کے تحریری و تبلیغی کاموں میں سب سے نمایاں کام آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا انعقاد ہے جس میں تقریباً چوبیس ہزار علماء و مشائخ تھے اور تقریباً تین لاکھ سے زائد جمع تھارتے ہوئے تھے ان کا انتظام و انصرام کوئی معمولی بات نہیں ہے جس میں کانفرنس کے بے حضرت نے کسی کے سامنے دست سوال نہیں پھیلایا اور اتنے بڑے مجمع کے کھانے پینے رہنے سہنے کا انتظام اس حسن و خوبی کے ساتھ فرمایا کہ عوام ہوں یا خواص کسی کو بھی شکایت و شکوہ کا موقع نہیں مل سکا بلکہ ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ یہ سارے رہائشی انتظام و سرانش ہمارے ہی لئے تھی۔

اس موقع پر حضور استاد اکرم بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب  
 قبلہ دست برکاتہم القدسیہ کی وہ تحریر بے محل نہ ہوگی جس کو آپ نے اطیب البیان کے مقدمہ  
 میں حضرت مولانا سید منظور احمد صاحب گھوسی سے روایت کی ہے۔ سید صاحب فرماتے  
 ہیں کہ صدر الافاضل نے اپنی زندگی میں ایک سے ایک بڑے بڑے کام کئے ہیں مثلاً  
 جامعہ نعیمیہ قائم کیا اعلیٰ درجہ کا برقی پریس لگایا، ایک ماہنامہ السواد الاعظم جاری کیا جو دنیا  
 شان سے جاری رہا۔ کافی تعداد میں دینی و مذہبی کتابیں اعلیٰ معیار طباعت کے ساتھ شائع  
 فرمائیں کئی کئی آل انڈیا کانفرنسیں منعقد فرمائیں۔ روزانہ کے شاہانہ اخراجات مزید آں مگر  
 کبھی میں نے آپ کو چندہ کی اپیل کرتے دست طلب پھیلاتے اور لفظ سوال منہ سے  
 نکالتے نہیں دیکھا اور سارے اخراجات اپنے بٹوے سے ہی پورا فرماتے تھے اس کے بعد  
 حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ از خود حضرت کا ہاتھ نہیں  
 بٹاتے تھے۔ آپ نے کبھی مانگا نہیں۔ اس وقت مشہور تھا کہ آپ کو دست غیب  
 حاصل ہے۔ اقول ”بغیر کچھ کہے لوگوں کا از خود ہاتھ بٹانا یہ بھی تو کرامت ہی ہے۔“  
 راقم الحروف۔

# وقت احقر آیات

ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ کی ۱۰ تاریخ اور اکتوبر ۱۹۴۶ء کی ۳ تاریخ کو تھی جو کہ دن بقیہ صبح سے ہی اس قسم کے آثار پائے جا رہے تھے کہ آفتاب عظمیٰ و منیٰ مابین فضل و کرم اختر برج کرامت شیرازہ بند اہلسنت سید و سالار جماعت حضرت سیدت قیادت کا تاجدار قلزم ارشاد نبوت کا گوہر آبدار حقیقت و معرفت کا شہسوار فخر المفسرین و اس مفسرین حکیم الحکماء استاذ العلماء سند الفضلاء صدر الافاضل فخر الامثال سیدی و سید آفاق و موقاد ماوی و بلجالی کنزری و ذخری حضرت غلام مولانا حافظ و مفتی مفسر و محدث حکیم الحاج سید محمد نعیم الدین احمد صاحب مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و انشاء آج ہی کے دن کے مہمان ہیں۔ وصال حق سے سرفراز ہونے اور تہا راہ سنت و جماعت کو روٹنا بلکنا چھوڑ جانے والے ہیں۔

بعد نماز جمعہ حضرت کی خدمت میں شاہنشاہ گان حضرت کے داماد حکیم سید مدنی صاحب مولانا سید غلام معین الدین صاحب نعیمی و دیگر محبین موجود تھے سنبھل سے آپ کے ایک عقیدت کشیش چودہ مدنی اختر حسین صاحب قدم بوسی کے لئے آئے آئے تھے حضرت سے کچھ غذا نوش فرمانے کے لئے کہا گیا آپ نے منع فرمادیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ چودہ مدنی صاحب کے لئے چائے کا انتظام کرو۔ چائے بنائی گئی اور چودہ مدنی صاحب کو چائے



دی گئی حضرت سے بھی چائے نوشی کی گزارش کی گئی۔ فرمایا لاؤ حضرت کے داماد اور مولانا  
سید غلام حسین صاحب نے بہار اُدے کر کھلی کرانی اور چائے پلانی شروع کی کر یکایک  
نصف کا ایسا حبلہ جو کہ آپ کو پھر چار پانی پڑنا پڑا۔ اور کلمہ شریف سب کے سب پڑھنے  
لگے کچھ ہی وقفہ کے بعد جب سکون ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے  
رک کیوں گئے مجھے بیت سکون مل رہا تھا۔

اس سے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ کا شانہ مبارک  
محلہ چوک حسن خاں میں تھا۔ سب سے پہلے جب محلہ چوک حسن خاں کے مسلمانوں کو آپ کی  
طبیعت اور ناسازگار حالت کی اطلاع ہوئی تو مرید ہونے کے لئے جوق در جوق کا شا  
اقدس پر حاضر ہونے لگے۔ کئی علمائے ایک میں بانڈھ کر بالائے شانہ سے لے کر نیچے تک  
پھیلا دیا گیا۔ ریل رکھنے کی جگہ نہیں جس کو دیکھو علامہ شریف پکڑ کر مرید ہو رہا ہے یکے بعد  
دیگر۔ محلہ چوک حسن خاں کے سارے لوگ مرید ہو گئے۔ بالکل اسی طرح پردے کے  
ساتھ طور تول اور بچوں کے مرید ہونے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور جس کی جس کی بھی قسمت  
میں تھا حضرت قبلہ سترہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ شدہ شدہ حضرت کی ناسازی طبع  
کی خبر پورے مراد آباد شہر میں پھیل گئی جو مرید ہو چکے تھے زیارت اور قدسوسی کے لئے آتے  
رست اور تو مرید نہیں تھے مرید ہونے کے لئے آنے لگے اور اسی طرح جس طرح محلہ  
کے لوگ علامہ پکڑ کر مرید ہوئے تھے شہر کے لوگوں نے بھی علامہ پکڑ کر مرید ہونا شروع  
کر دیا۔ یہ سلسلہ ایسے تک چلا ہے مگر حضور رہائے طست علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے  
تھے کہ لا بیکر ۲۰ منٹ تک جب تک زبان اقدس میں سکت بھتی مرید فرماتے رہے۔ اور

یہ سلسلہ خیر و برکت آخری دم تک قائم رہا اس کے بعد کچھ وقفہ کے لئے خاموش رہے۔  
 بیعت کا سلسلہ ختم فرمادیا اس کے بعد چشم پاک کھول ہوٹوں پر خوشی کے آثار ظاہر اور  
 سے کلمہ طیبہ پڑھتے رہے پیشانی مقدس اور تیرہ مبارک پر بے حد پسینہ آئے تھے ۱۱۱  
 بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی بوقت وصال اس قدر پسینے نکلے تھے کہ جسے بیان نہیں کیا جا سکتا  
 سینہ اقدس پر رومال رکھا ہوا تھا اندام بار بار پسینہ پڑھتے تھے مگر پسینہ نکلتا ہی رہتا تھا  
 ابوقت مرگ پیشانی سے پسینہ نکلتا تھا کہ باغیر کی سلامت ہے۔ رات چار و نصف چار  
 بخود قبلہ رخ ہو کر اپنے دستہائے پاک اور قدمائے نازک سیدھے کسے اور اب اولاد یہ  
 وحیرے مدھم ہوتی چلی گئی تھی کہ انتہائی نحیف آواز کے وقت شانہ اذکان اور کانوں نے  
 کان لگا کر سننے تو زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا ایک بیک سینہ انداز پر ایک نور کی ہر عروس ہوتی  
 اور ۱۲ بجکر ۲۰ منٹ پر شہزادہ نور رسالت (معلی اللہ علیہ) درویش کی پاکیزہ زبان ہمیشہ کے  
 خاموش ہو گئی اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے "ان الله وانا اليه راجعون"

آپ کی وفات کی خبر پورے شہر اور اطراف و اکناف میں آنا لانا پھیل گئی۔  
 اور حضرت کے مکان کے باہر سڑکوں پر گلیوں میں لوگوں کا اڑھام ہو گیا حضور کے رات  
 سے حضرت کے اہل بیت خاندان عزیز و اقارب خدام و مجاہد جامعہ نعیمیہ کے ارباب علم  
 و عقد مدرسین و طلباء اور تمامی اہلسنت کو جو صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے علامہ ازہر انبیاء  
 و معاندین کو بھی ایسا صدمہ ہوا کہ وہ اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں نہ رہ سکے اور کہنے لگے  
 کہ زندگی بھر ہمارا اور ان کا کیسا اسی اختلاف تھا لیکن حقیقت یہ کہ علم و فضل میں یکساں رہے  
 اور نظر و بصیرت میں بے مثل و بے مثال تھے چنانچہ سنی مدارس و کتب کے علماء و علماء

شاہی مسجد مدرسہ امدادیہ و دیگر مکاتب و مدارس حتیٰ کہ میونسپل کیشی کے تحت چلنے والے اسکول و مدارس نے بھی اس روز تعطیل کر دی تھی۔ ملک بھر میں علماء کرام اور جماعت اہلسنت کے مدارس میں فوٹو آوارہ بھیجے گئے۔ قرب و جوار کے علماء اور مدارس میں آدمیوں کے ذریعہ اطلاع پہونچائی گئی بکثرت تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام جسے جو ذریعہ میسر آیا مراد آباد آ گئے۔

حضرت کے بڑے صاحبزادے صدر العلماء حضرت علامہ مولانا ظفر الدین صاحب قبلہ اور منجھلے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا سید اخصاص الدین صاحب قبلہ اور تلج اہلہ حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب قبلہ اور اہتم جامعہ حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب قبلہ اور خادم خاص حضرت علامہ سید غلام معین الدین صاحب نعیمی ان حضرات نے مل کر سرکار صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا۔ بعدہ جامعہ عروسی پہنایا گیا۔ اور پھر درون خانہ زیارت کرائی گئی۔ باہر زائرین کا ایک جم غفیر دیدار اور جنازہ کا منظر تھا مگر جمع کے اثر و ہام کی وجہ سے ممکن نہیں تھا کہ کیے بعد دیگرے فردا فردا زائرین کو زیارت کرائی جاسکے۔ لہذا جنازہ مشریف جامعہ نعیمیہ سے چلنے کا انتظام شروع ہوا۔ تاجدار اہلسنت کے جنازہ کو کندھا دینے کی آرزو سارے حاضرین و زائرین کو تھی، لہذا جنازہ پاک کی چار پائی میں بے بے ہنس دور و دروید طریقہ پر بانٹے گئے تاکہ ہر ایک جنازہ کو کندھا دے سکے پھر بھی جمع کی کثرت کی وجہ سے کتنے لوگ محروم رہ گئے۔

حضرت کی وصیت کے مطابق جنازہ محلہ چوک حسن خان تحصیل اسکول نی ہنگ اور کالمٹہ دروازہ ہوتے ہوئے جامعہ نعیمیہ میں پہونچا حضرت کے شاہزادگان تو غم سے نہ ٹھہال تھے جنازہ کے سامنے انہیں کھڑا ہونا دشوار ہوتا تھا۔ لہذا حضور صدر العلماء

(بڑے صاحبزادے) نے تاج العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب نعیمی کو خانہ پرست  
کی اجازت دی اور حضرت تاج العلماء نے تاجدار اہلسنت کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد فراغت  
نماز آخری دیدار کے لئے از وہامہ کی کشت مالت تھی اس سے جنازہ دار الحدیث میں لائے گئے  
یہ وہی دار الحدیث ہے جس میں حضرت قدس سرہ حدیث گاہ کی بنیاد رکھی تھی اور اعلان کر دیا  
گیا کہ زائرین فرزند ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکل جائیں۔ یہ وہ  
جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرام گاہ مقرر ہوئی اور آپ کو سپرد خاک کرتے  
ہوئے زبان حال سے عرض گزار ہوئے۔

اسے خاک تیر غزلت ممال سنگہ دار  
ایں نور قلب باست کو در برگرفت

لمحہ فکر یہ : فتاویٰ القلم : رئیس التحریر محب گرامی حضرت علامہ مولانا محمد وارث جو صاحب  
قادری بارک اللہ فی علما و قلم نے بجا فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و باتیات  
ولیس ماندگان میں یوں تو پورا برصغیر ہندو پاک ہے پورا مسودہ اعظم ہے جن کی گردن پر ان  
کے بے پایاں احسانات ہیں قومی ملکی مذہبی اور سیاسی وہ کونسا میدان سے جسے آپ نے  
اپنے خون جگر سے لالہ زار اور اسلامیان ہند کے لئے مستنیر کیا ہو؟ "هل علة الاحسان لکما  
الاحسان کے طور پر کیا اسلامیان ہند و پاک کے دامن میں کوئی ایسی متاع گراں بہہ تھی  
ان کی بارگاہ عظمت میں بطور خراج تحسین و عقیدت پیش کیا جاسکے؟  
قافلہ درد کا اس رات کی تاریکی میں منزل ضبط کا روئے کے پہنائے

علامہ غلامان اکبر عباد

شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی حجابی تلمیذ یوری ثم بلال پوری  
(خطیب و امام سائیکہ روز اشیش مسجد و صدر تنظیم جات الحق علماء اہلسنت مولانا محمد وارث)

# اجمالی سوانحی خاکہ

ولادت : ماہ صفر المظفر ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۹۱۳ء

اسم گرامی : سید محمد نعیم الدین

تاریخی نام : غلام مصطفیٰ

القاب : صدر الافاضل، فخر الامثال، استاذ العلماء

تخلص : نعیم، مستم

والد گرامی : حضرت علامہ مولانا سید محمد معین الدین نرہیت مراد آبادی علیہ الرحمہ

جد کرم : استاذ الشعر حضرت مولانا سید محمد امین الدین راسخ ابن حضرت

علامہ مولانا سید کریم الدین آزاد علیہا الرحمۃ والرضوان

رسم بسم الشرفوانی : چار سال کی عمر میں

تکلیف نطق قرآن : آٹھ سال کی عمر میں

تعلیم : بیس سال کی عمر تک تمام علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت

مادہ علمی : متوسطات تک گھر ہی میں اپنے والد بزرگوار سے تعلیم حاصل کی بعدہ

مدرسہ امدادیہ سے فراغت ہوئی

دست افضلیت : ۱۳۲۰ھ (۲۰ سال کی عمر میں)

فتویٰ نویسی : فراغت کے بعد ایک سال مشاقی فرمائی بعدہ دارالافتاء کی مستقل خدمت

انجام دیتے رہے۔

استاذہ کرام،

حضرت والد صاحب تبارک الشیخ الکل مولانا سید محمد علی صاحب قادری  
حافظ سید نبی حسین صاحب، حضرت حافظ حفیظ احمد صاحب،  
علامہ ابو الفضل احمد صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان

شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی صاحب  
پیر و مرشد :

خلافت و اجازت : شیخ الکل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی صاحب  
الشیخ المصطفیٰ

حضرت سید غنی حسین صاحب اشرفی میاں کچھو چھو عید، رحمۃ

عقہ سنون : ۱۳۲۲ھ (بمراہ صاحبزادی رئیس فخر مراد آباد)

اولاد و امجاد : چار صاحبزادے ۱۔ صدر العنبر حضرت علامہ مولانا مفتی سید خیر الدین

صاحب علیہ الرحمہ، ۲۔ رہنمائے ملت حضرت علامہ مولانا سید عبدالکرم

صاحب علیہ الرحمہ، ۳۔ حضرت علامہ سید ظہیر الدین صاحب علیہ الرحمہ

۴۔ حضرت مولانا حکیم سید انصار الدین عرف مفتی میاں داؤد

جو تادم تحریر باحیات ہیں۔ اور چار صاحبزادیاں۔

تصنیقات : تفسیر خزان العرفان شریف۔ علاوہ ازیں بیس کتابیں۔

قیام مدر النجمن اہلسنت : ۱۳۲۰ھ۔

نشاة ثانیہ : جامعہ نعیمیہ ۱۳۵۲ھ۔

تظہیری خدمات : اجمیعتہ العالیۃ المرکزۃ (آل اندلیاسنی کانفرنس، جماعت، ضلع

بریلی کے پلیٹ فارم سے اسلام دشمن تحریکوں کے نقاب میں عظیم ترین

دین و سنت کی خدمت انجام دی جو آپ کی زندگی کا روشن ترین باب ہے۔

تبلیغ خدمات : غیر منقسم ہندوستان کے تمامی دینی مذہبی جلسوں میں آپ کی شرکت لازم ہوتی تھی بشدھی تحریک و ہایت اور دیوبندیت کے طوفان بلاخیز سے قوم مسلم کو بچانے کے لئے آپ نے مسلسل سفر فرمائے اور اسلام دشمن نظریات سے آپ نے متعدد کامیاب مناظرے بھی کئے اپنی بات مختصر اور دلکش انداز میں پیش فرما کر مخالف کو جلد از جلد شکست فاش دیدینا آپ کا طرہ امتیاز رہا ہے۔

آل انڈیائی کانفرنس مراد آباد ۱۔ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء

آل انڈیائی کانفرنس بنارس : ۲۰، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء

ماہنامہ السواد الاعظم، اسلام دشمن عناصر کی بخجہ دری کے لئے نیز اپنی بات عوام المسنت تک پہنچانے کے لئے آپ نے مراد آباد سے اسے جاری فرمایا جو احیاء مسلسل جاری رہا۔ بعدہ مولانا غلام حسین الدین نعیمی کی ادارت میں پاکستان سے شائع ہوا۔

وصال پر طال : ۱۸ ذوالحجہ المکرمہ ۱۳۶۶ء مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء۔ رات

ساڑھے بارہ بجے جس کا مادہ تاریخ " غلام رسول نکلتا ہے۔

روضہ مقدسہ : اندرون جامعہ نعیمیہ مسہر جاسہ کی بیٹیں جانب،

عمر پاک : ہر سال ۱۶، ۱۷، ۱۸ ذی الحجہ کو اندرون جامعہ انتہائی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ استفادہ از کتاب تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صد الانزل



# مطبوعات تنظیم افکار صدر الافاضل مبین

نام کتاب

صفحات

۱۔ فتاویٰ صدر الافاضل

۷۳۶

۲۔ مسائل خزائن العرفان

۲۹۶

۳۔ تاریخ اسلام کی عظیم شخصیت صدر الافاضل

۳۸۶

۴۔ قصائد نعیمیہ

۴۰

۵۔ افکار صدر الافاضل

۱۳۳

۶۔ کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب

۵۶

۷۔ التحقیقات لدفع التلبیسات

۴۰

۸۔ تعارف علمائے بلراپور گوئندہ

زیر ترتیب

